مجموعۂ فتاویٰ

جلد دوم

مولفۂ حضرت خاتم الفقہاء والمحدثین جناب مولانا مولوی
حاجی حافظ ابوالحسنات محمد عبدالحی نوّر اللہ مرقدہٗ

جسکو

مولانا مولوی محمد ایوب سلمہ نبیرہ مؤلف نے نہایت

جانفشانی سے موافق ترتیب ابواب فقہی کے مرتب کیا

سنہ ۱۳۴۱ھ حسب الحکم سنہ ۱۹۲۳ء

جناب مفتی محمد یوسف صاحب مالک مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ

بماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۱ھ

مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ میں چھپا

فہرست کتب مطبوعات مطبع یوسفی جنکا حق کاپی رائٹ بنام مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ محفوظ ہے و بعض کتب جنکا خاص تعلق مطبع یوسفی سے ہے مع کتب مصریہ

نام کتاب

الایضاح مباحث الخلطات از مولانا عبد الحلیم رح
الفیہ ابن مالک یوسفی۔
بدیع المیزان تحشیہ مولانا عبد الحلیم رح
تحفہ شاہجہانی۔
تحقیقات مرضیہ متعلقہ رسالہ مولانا عبد الحلیم رح
تبیان شرح میزان الصرف از مولانا محمد عبد الحی رح
تقویم العام یعنی جنتری جو سالہائے بعد تک کام آئے
عالم سے آخر زمانہ تک کی جنتری اور نقشہ طلوع
وغیرہ ہر ملک بمقام مندرج ہے مولوی ابو الحسن
محمد محی الدین انصاری صاحب ڈپٹی کلکٹر نظام
نے بہت کوشش سے لکھی ہے۔
جامع صغیر تحشیہ مولانا عبد الحی رح
حمد اللہ تحشیہ مولوی محمد برکت اللہ صاحب
حصن حصین تحشیہ مولانا محمد عبد الحی رح
حسامی تحشیہ نفیسہ۔
خیالی سفید و بادامی۔
تذییل اللآلی یہ چار کتابوں کا مجموعہ ہے
جسمیں ذیل اللآلی المصنوعہ للسیوطی تعقبات
علی الموضوعات للسیوطی کشف الاحوال
فی نقد الرجال للفاضل محمد سمی

نام کتاب

مقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الاحادیث
المشتہرۃ علی الالسنہ للسخاوی۔
ذکر شہنشاہ جسمیں شاہ ایڈورڈ ہفتم کی
پوری سوانح عمری قاضی عزیز الدین صاحب
ڈپٹی کلکٹر نے بطور ناول کے لکھی ہے
رسائل الارکان از مولانا بحر العلوم رح
الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل از مولانا محمد عبد الحی رح
رشیدیہ شرح شریفیہ تحشیہ مولانا حافظ محمد عبد الحی رح
" کاغذ گندہ ۱۷-۲۷ تقطیع
زجر الشبان والشیبہ عن ارتکاب الغیبہ از مولانا محمد عبد الحی رح
جو غیبت کے بیان میں اردو زبان میں ہے۔
سعی مشکور از مولانا محمد عبد الحی رح در رد مذہب ثور
در بیان زیارت رسول مقبول صلعم اردو زبان میں ہے
سلم العلوم متن صرف تصدیقات
سیر دربار جسمیں دربار دہلی منعقدہ ۱۹۱۱ء کا پورا
حال مع تصویر معہ نقشہ دربار دہلی فہرست مہمان
وغیرہ درج ہے بہت کوشش سے قاضی عزیز الدین صاحب
ڈپٹی کلکٹر نے بطور ناول کے جمع کیا ہے
سراجی تحشیہ مولانا قیام الدین محمد عبد الباری صاحب
فرنگی محلی برادر مولانا محمد عبد الحی رح

نام کتاب

سعایہ شرح شرح وقایہ مولانا محمد عبد الحی رح در دو جلد
جلد اول تا کتاب الطہارت
" جلد ثانی از باب الاذان تا باب القرات
سعدیہ شرح شمسیہ
شرح وقایہ تحشیہ مولانا عبد الحی رح کامل در چہار جلد
جلد اول مع عمدۃ الرعایہ۔
جلد ثانی مع عمدۃ الرعایہ۔
جلد ثالث تحشیہ نفیسہ
جلد رابع " " "
شرح عقائد نسفی تحشیہ مولوی عبد الاحد الہ آبادی
شرح ملا جامی تحشیہ نفیسہ
شرح تہذیب تحشیہ مولانا محمد عبد الحلیم رح
شریفیہ شرح سراجیہ تحشیہ مولانا محمد عبد الحی رح
شرح چغمینی تحشیہ مولانا محمد عبد الحی رح
شمس بازغہ تحشیہ مولانا محمد عبد الحی رح
شرح سلم مولانا احمد عبد الحق و
شرح سلم مولانا محمد مبین و حاشیہ
میر زاہد ملا جلال و حاشیہ میر زاہد شرح مواقف
از حضرت شاہ احمد عبد الحق رح
صرف تصدیقات

مجموعہ فتاوی

جلد دوم

مؤلفہ حضرت خاتم الفقہاء والمحدثین جناب مولانا مولوی
حاجی حافظ ابو الحسنات محمد عبد الحی نور اللہ مرقدہ

جسکو

مولانا مولوی محمد ایوب سلمہ نبیسہ مؤلف نے نہایت

جانفشانی سے موافق ترتیب ابواب فقہی کے مرتب کیا

سنہ ۱۳۴۱ھ حسب الحکم سنہ ۱۹۲۳ء

جناب مفتی محمد یوسف صاحب مالک مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ

بماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۱ھ

مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب التصرف

استفتا کیا فرماتے ہین علمای دین اور مفتیان شرع متین محقق شامی کے اس
قول مین اوپر قول در مختار کے وفی الشرنبلالیۃ عن الخانیۃ لا یصح ومن قسمۃ الوہبانیۃ ولیس لہم
قال الامام تقاسم بدرب ولم ینفذ کذا البیع یذکر قال ابن الشحنۃ والمسئلۃ من التتمۃ عن نوادر ابن رستم
قال ابو حنیفۃ فی سکۃ غیر نافذۃ لیس لاصحابہا ان یبیعوہا ولو اجتمعوا علی ذلک ولا ان یقسموہا
فیما بینہم لان الطریق الاعظم اذا کثر الناس فیہ کان لہم ان یدخلوا ہذہ السکۃ حتی یخف الزحام قال
الشرنبلالی وقال شداد فی دور بین خمسۃ باع احدہم نصیبہ من الطریق فالبیع جائز ولیس للمشتری
المرور فیہ الا ان یشتری دار البائع واذا ارادوا ان ینصبوا علی راس سکتہم دربا ویسدوا راس السکۃ
لیس لہم ذلک لانہا وان کانت ملکا لہم ظاہرا لکن للعامۃ فیہا نوع حق انتہی ملخصا ثم افاد ان ما توہمہ
ثم فی شرحہ من اختلاف الروایتین مدفوع فان ما ذکرہ ابن رستم فی بیع الکل وما ذکرہ شداد
فی بیع البعض والفرق ان الثانی لا یفضی الی ابطال حق العامۃ بخلاف الاول ہذا وقد علمت مما
قررنا سابقا ان ما فی الوہبانیۃ غیر ما ذکرہ المصنف لان مراد المصنف الطریق الخاص المملوک

مرسلہ مولوی اعجاز حسین صاحب

لواحد او طریق مشترک فی سکۃ مشترکۃ انتہی جو واقع ہے صفحہ ۱۷ جلد رابع شامی مین آیا یہ روایت ملک مشترک مین وارد ہے یا ملک خاص مین شخص واحد کی اور اگر ملک مشترک مین وارد ہے تو اوس سے ملک خاص کا بھی حکم دربارۂ منع تصرف نکلتا ہے یا نہین اور یہ قول ظاہر الروایۃ ہے یا نادر الروایۃ اور قول مفتی بہ ہے یا غیر مفتی بہ بینوا توجروا

ہو المصوب یہ روایت نوادر کی ہے اور ملک مشترک مین ہے نہ ملک خاص مین اور ملک خاص مین مفتی بہ یہی ہے کہ صاحب ملک اپنے ملک مین ہر طرح کا تصرف کر سکتا ہے مگر وہ تصرف کہ جسمین ضرر بین دوسرون کا ہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

ہو المصوب مخفی نرہے کہ ملک خاص مین مالک کو ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہے بشرطیکہ کسی غیر کا ضرر بین نہو اور جس تصرف مین کہ دوسرے کا ضرر بین ہو اوس تصرف سے ممنوع رکھا جاویگا تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے قال فی التنویر وشرحہ الدر المختار لا یمنع الشخص من تصرفہ فی ملکہ الا اذا کان الضرر بینا فیمنع من ذلک وعلیہ الفتوی بزازیۃ واختارہ فی العمادیۃ وافتی بہ قاری الہدایۃ وافتی بذلک ایضا الشیخ برہان الائمۃ وبہ یفتی کما فی شرح الوہبانیۃ لابن الشحنۃ نقلا عن کتاب الحیطان للصدر الشہید وفی حواشی الاشباہ لبیری زادہ لہ التصرف فی ملکہ وان تضرر جارہ فی ظاہر الروایۃ والذی استقر علیہ رای المتاخرین ان الانسان یتصرف فی ملکہ وان اضر بغیرہ مالم یکن ضررا بینا وہو ما یکون سبب الہدم وما یوہن البناء بسببہ او یخرج عن الانتفاع بالکلیۃ وہو ما یمنع عن الحوائج الاصلیۃ کسد الضوء بالکلیۃ والفتوی علیہ انتہی اور جامع الفصولین مین ہے الحاصل ان القیاس فی جنس ہذہ المسائل ان من تصرف فی خالص ملکہ لا یمنع منہ ولو اضر بغیرہ لکن ترک القیاس فی محل یضر بغیرہ ضررا بینا وقیل بالمنع وبہ اخذ کثیر من المشائخ انتہی اور کوچۂ غیر نافذہ مین جسمین ملک مشترک وحق مرور علی سبیل التساوی ہوتا ہے کسی شخص کو تصرف نہین جائز ہے اگرچہ دوسرون کو مضر نہو بدون اجازت جملہ اہل سکنہ کے تعالیق الانوار علی الدر المختار مین ہے وغیر النافذ لا یتصرف مطلقا ای باحداث شیئ کالبناء او الحفر اما الانتفاع فجائز قال فی منیۃ المفتی اہل السکۃ اذا ارادوا ان ینصبوا علی رأس سکتہم دربا او یسد وا رأس السکۃ لیس لہم ذلک لانہا

وان کانت ملکا لها لکن للعامة فیها نوع حق وہو انه اذا ازدحم فی الطریق کان لهم ان یدخلوا بالسکة
لیخف الزحام وہذا فی المملوک فکیف بغیر المملوک فلا یجوز سده ومنع الناس منه وفیہا سکة غیر نافذة
احدث رجل فی آخر السکة شیئا لم یملک الا باذن جمیع اہل السکة الاعلی والاسفل انتہی اور مجمع البرکات
مین ہے لو احدث ذلک فی طریق غیر نافذ لا یسعه ذلک بلا اذن الشرکاء فی ذلک الطریق وان لم یضرہم
انتہی اور برجندی کی شرح مختصر وقایہ مین ہے وفی غیر نافذ لا یسعه احداث ذلک الا باذن الشرکاء و
ان ضرہم او لا لانه مملوک للجمیع انتہی اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے فی غیر النافذ لا یجوز ان یتصرف
باحداث مطلقا اضرہم او لا الا باذنہم لانه کالملک الخاص لہم شرح التنویر للعلائی انتہی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلی والخفی

کاغذات مثل مقدمہ مولوی اعجاز حسین صاحب مدعی صدر مرافع بنام مسماۃ عمدہ بیگم مدعی علیہا
یعنی دو قطعہ نقل استفتا اور ایک قطعہ نقل موجبات ناراضی گذرانیدہ مدعی اور دو قطعہ نقول
فیصلہ عدالت صدر مرافعہ و یک قطعہ نقشہ موقع متنازع فیہ مین نے من اولہا الی آخرہا
معائنہ کیے قبل اسکے کہ یہ کاغذات رامپور سے میرے پاس پہونچین مدعی نے دو فتوے کہ جنکی
نقل شامل مسل ہے پیش کیے تھے اور استدعا تحریر جواب کی موافق اونکی استدعا کے مین نے
اوس سوال پر جسمین روایت نوادر بن رستم سے استفسار تھا لکھدیا یہ روایت نوادر کی ہے اور
ملک مشترک مین ہے نہ ملک خاص مین اور ملک خاص مین مفتی بہ یہی ہے کہ صاحب ملک
اپنے ملک مین ہر طرح کا تصرف کرسکتا ہے مگر وہ تصرف کہ جسمین ضرر بین دوسرون کا ہو فقط
اور دوسرے سوال پر یہ ترقیم کر دیا بعد تحقیق اس امر کے کہ وہ زمین ملک زید ہے زید چوکھٹ وغیرہ
لگانے سے اوسمین منع کیا جاویگا مگر یہ ہمسایہ کہ اوس سے ضرر ظاہر پہونچے اور ہر گاہ زید مالک مانع
مرور نہین تو ضرر نہین ہوگا انتہی بحاصلہ اب بعد معائنہ کاغذ نقشہ وغیرہ کے ثابت ہوا کہ یہ دونون
فتوے مفید مدعی نہین ہین اور مدعی علیہا کو حق ممانعت پہونچتا ہے ایک تو اس وجہ سے کہ ضرر بین کا
احتمال ملک خاص مین ہے نہ سکہ غیر نافذہ مین اور زمین متنازع فیہ ملک خاص مدعی نہین ہے بلکہ
سکہ غیر نافذہ کی زمین ہے کہ جسمین سب اہل سکہ کو حق مرور علی السویہ ہے پس اوسمین چوکھٹ
و کواڑ لگانا بدون اجازت جملہ اہل سکہ کی نہین ممکن ہے جیسا کہ عبارات سابقہ سے واضح ہے

بلکہ بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود اتفاق جملہ اہل سکنہ بھی ایسے امور کا احداث بلحاظ
حق عامہ نہین درست ہے دوسرے یہ مکان مدعی علیہا کا اوس سکنہ کے ایک گوشہ مین
واقع ہے اور کوئی دوسرا امر اوسکا نہین ہے پس گو بالفعل مدعی اوسکو مرور سے ممانعت نکرے مگر بعد ہفتہ اقرا
اس بنا جدید کے اور ترائد خصومت کے احتمال اس امر کا ہے کہ مدعی علیہا کو ضرر نہ پہونچے الحاصل
اس مقدمہ مین حکم حکام عدالت اور مرافعہ کا مطابق شرع کے ہے اور دونون فیصلے قابل نفاذ
ہین واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

کتاب الربوا

استفتا چہ میفرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ اگر کسے بہ
حربیان زر خطیر بطور قرضۂ سودی بدہد وبرای اخذ ربوا وکیل خود را بدار الحرب مقرر سازد
گرفتن زر ربوا از دار الحرب بوساطت وکیل جائز است یا نہ

ہو المصوب در دار الحرب از حربیان ربوا گرفتن جائز است خواہ وکیل باشد یا موکل
زیراکہ نائب مثل منیب ست در در مختار می نویسد ولا ربوا بین حربی ومسلم مستامن ولو بعقد فاسد
او قمار ثمہ لان مالہ ثمہ مباح فیحل برضاہ مطلقا بلا غدر خلافا للثانی والثلاثۃ انتہی ودر رد المحتار
می آرد قولہ لان مالہ ثمہ مباح قال فی فتح القدیر لا یخفی ان ہذا التعلیل انما یقتضی حل مباشرۃ العقد
اذا کانت الزیادۃ ینالہا المسلم والربوا اعم من ذلک اذ یشمل ما اذا کان الدرہمان فی بیع درہم
بدرہمین من جہۃ المسلم والکافر وفی السیر الکبیر وشرحہ اذا دخل مسلم دار الحرب بامان فلا باس بان یاخذ
منہم اموالہم بطیب انفسہم بای وجہ کان لانہ انما اخذ المباح علی وجہ عری عن الغدر فیکون ذلک
طیبا لہم والاسیر والمستامن سواء حتی لو باعہم درہما بدرہمین او باعہم میتۃ بدراہم او اخذ مالا منہم
بطریق القمار فذلک کلہ طیب لہ انتہی ملخصا واللہ اعلم وعلمہ احکم تممقہ خادم اولیاء اللہ الصمد محمد علی عفی اللہ عنہ الاحد

ہو المصوب اگر مسلم معاملۂ ربوا از حربی در دار الاسلام کردہ وکیل خود را برای قبض آن
بدار الحرب فرستادہ جائز نخواہد شد چہ معاملۂ ربوا در دار الاسلام ممنوع است واگر در دار الحرب
[illegible] است البتہ جائز خواہد شد در اشباہ می آرد الربوا حرام الا فی ست مسائل بین المسلم

والحربی ثمہ دین مسلمین لم یہاجر الینا الخ واللہ اعلم حررہ ابو الحسنات محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علمای دین او مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ زید نے دعوی دلاپانے زرکثیر کا کہ بعض سود اور بعض اصل ہے بوکالت بکر بنام ہندہ عدالت مین دائر کیا تھا وکیل زید نے پیش قاضی وقت گفتگوی مقدمہ بنسبت زر مدعا بہا کے یہ الفاظ بیان کیے کہ دراصل یہ تنازع بیچ رقم سود کے درمیان فریقین کے واقع ہے آیا اس بیان وکیل زید سے وصول پانی زر اصل کی اور باقی رہنا سود کا سمجھا جاتا ہے یا نہین اگر قاضی بیان مذکور کو وکیل زید سے وصول پانی زر اصل کی اور نزاع حال کو نزاع سود سمجھکر دعوی مدعی خلاف شرع تصور کر کے خارج اور نامسموع کر دے تو بجا اور درست ہے یا نہین اور وکیل کا زر مدعا بہا کی نسبت رقم سود کہنا مخالف اور متناقض قول مدعی کے کہ وہ بعض مدعا بہا کو سود اور بعض کو اصل کہتا ہے ہو سکتا ہے یا نہین یا قول وکیل بمنزلۂ قول موکل قرار پا کے بحکم اسکے کہ بیا نہین قول اخیر معتبر ہے چنانچہ حاشیۂ فتاوی شامیہ آخر وقف مین قاعدۂ اصول یون منقول ہے فان التعیین اذا تقارنا فالعمل بالتاخر منہا یہ نزاع کل مدعا بہا کی رقم سود کی سمجھی جائیگی اور قول وکیل کا بحکم اس روایت کے بمنزلۂ قول موکل کے ہو سکتا ہے یا نہین وصح اقرار الوکیل کذا فی الدر المختار علامۂ شامی تصریح اوسکی یون فرماتے ہین یعنی اذا است وکالۃ الوکیل بالخصومۃ و[illegible] علی موکلہ سواء کان موکلہ المدعی فاقر بانتفاء الحق او المدعا علیہ فاقر بثبوتہ علیہ بینوا توجروا

ہو المصوب اس صورت مین وکیل نے ایسا کوئی کلمہ نہین کہا کہ جس سے زر اصل سے برائت یا اقرار وصول وغیرہ سمجھا جاوے تا قول اوسکا بعینہ قول موکل سمجھکے تناقض وغیرہ ثابت کیا جاوے بلکہ مفہوم قول وکیل کا اسیقدر ہے کہ اصل خصومت رقم سود مین ہے اسمین یہ بھی احتمال ہے کہ رقم اصل اتفاقا لازم ہو اور رقم سود مین نزاع ہو پس اس صورت مین نہ تناقض ہے نہ اقرار وصول اصل وغیرہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

کتاب الحظر والاباحۃ

استفتا چہ میفرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین صورت که زید از ہندہ عقد نکاح کردہ بعد مدتے زید واہل قرابتش میخواہند کہ ہندہ را از شخصی کہ نہ از قرابت بعیدہ ہست ونہ از قریبہ بلکہ اجنبی محض ست روبرویش برآرند وہندہ واہل قرابتش را این امر منظور نیست درین صورت ہندہ را شرعًا میرسد کہ برگفتۂ شوہر واہل قرابتش عمل نماید یانہ بینوا توجروا

ہو المصوب درصورت مسئولہ شخصے اجنبی رادیدن کف ووجہ زن اجنبیہ بشرطیکہ مامون از شہوت باشد درست نیست علی الخصوص فی زماننا بسبب خوف فتنہ برلے مرد شاب وزن شابہ مگر بوقت ضرورت کہ ازان گریزی نباشد مثل قاضی وشاہد وطبیب ویاکسی کہ ارادہ نکاح دارد والروایۃ وینظر من الاجنبیۃ الی وجہہا وکفیہا فقط للضرورۃ فان خاف الشہوۃ اوشک امتنع نظرہ الی وجہہا فحل النظر مقید بعدم الشہوۃ والا فحرام ہذا فی زمانہم واما فی زماننا فمنع من الشابۃ قہستانی وغیرہ الا النظر لا المس لحاجۃ کقاض وشاہد یحکم ویشہد علیہا درمختار قولہ اما فی زماننا الخ لا لانہ عورۃ بل لخوف الفتنۃ ردالمحتار واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب [محمد مسیح الدین خان] مفتی حیدرآباد دکن

محمد علیم الدین الجواب صحیح والمجیب نجیح فانہ لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق واللہ اعلم وعلمہ احکم [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا حامدًا ومصلیا ومسلما اول تمہید چند مقدمہ می سازد بعد ازان سوال میکند

مقدمۂ اولی اینکہ مستحسن از صفت مامور بہ ہست خواہ لعینہ باشد خواہ لغیرہ واستحسان بعد الامر معلوم می شود ان الآمر حکیم والحکیم لا یامر بالفحشاء کما ذکر فی الاصول پس ہر انچہ مامور نیست استحسانش معلوم نیست **مقدمۂ ثانیہ** اینکہ درخبر ست من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد ومراد از امر نا دین ست واصول وفروع دینی از ادلۂ اربعہ ثابت میشود یعنی کتاب وسنت واجماع وقیاس مجتہد وآنکہ مجتہد مستقل مثل ائمہ اربعہ نیست لائق تقلید نیست وقیاس او معتبر نہ واجماع نیز از تعامل بعض علما یا اکثر منعقد نمی شود بلکہ اجماع آنست کہ اتفاق جمیع مجتہد عصر باشد یا فتوای بعض وسکوت دیگران بعد اطلاع تا سہ یوم واجماع غیر مجتہدین را در شرع اعتباری نیست خصوص درامری کہ محتاج قیاس باشد کما ثبت فی کتب الاصول پس ہر انچہ از ادلۂ اربعہ ثابت نشود بدعت ہست کما یفہم من کلامہ علیہ السلام فہو رد **مقدمۂ ثالثہ** آنکہ از جزئیت جمیع اجزا فردًا فردًا جزئیت مجموع لازم نیست چہ حکم افراد فردًا فردًا دیگر ست وحکم مجموعی دیگر

در جمادی ثانیہ ۱۲۸۶ ہجری مرسلۂ مولوی صمصام الحق صاحب حسب استدعای مولوی علیم الدین صاحب

کما بحثت فی مقامہ مقدمۂ رابعہ آنکہ مفتی غیر مجتہد فتوی از قول مجتہد میتواند داد وجائز نیست
کہ از کلیات مسائل استخراج کند مقدمۂ خامسہ آنکہ قولہ تعالی ویتبع غیر سبیل المؤمنین الآیۃ وقولہ تعالی
کنتم خیر امۃ الآیۃ وقولہ تعالی جعلناکم امۃ وسطًا الآیۃ وقولہ علیہ السلام لاتجتمع امتی علی الضلالۃ
وقولہ علیہ السلام مارآہ المؤمنون حسنا فہو عند اللہ حسن وقولہ علیہ السلام من سن سنۃ حسنۃ
الحدیث ونحوہا من الآیات والاحادیث واز لفظ مومنین وامت مجتہدین مراد اند کما یفہم
من کتب الاصول وسن بمعنی رواج ست ودر احداث ورواج فرقی ظاہر ست پس تعامل علمای
غیر مجتہدین خواہ علمای حرمین شریفین باشند یا بلاد دیگر حجت نباشد مقدمۂ
سادسہ آنکہ سکوت عن الحق شان علما نیست پس از امر حق ہدایت فرمایند بعد تمہید
این مقدمات می گویم چہ میفرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ زید مجلس
مولود شریف میکند بدین طور کہ چند کسان را جمع میکند وذکر میلاد حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ
وسلم مع دیگر حالات آنسرور علیہ السلام میکند سوای این جمع کردن مردمان برای ہمین مجلس
امر دیگر خلاف شرع نیست پس این امر از ادلۂ اربعۂ شرعیہ مستحسن ہست یا بلحاظ مقدمات مذکورۂ بالا بدعت
شنیعہ است بینوا بالکتاب او السنۃ او الاجماع او قیاس المجتہدین امید وار است
کہ بجواب سوال عبارت کتاب نقل شود ونشان فصل وباب نیز ترقیم یابد کہ بصحت نقل تردد
نگردد وجواب مسئلہ عام فہم باشد کہ مستفتی بفہمد وہو من العوام

ہو المصوب اول التمہید چند مقدمات میکنم بعد ازان بر اصل می آیم مقدمۂ اولی محدث
امریست کہ نہ وجود آن بخصوصیتہ در ازمنۂ ثلاثہ یعنی زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
وزمانۂ صحابہ وزمانۂ تابعین کہ مشہود لہا بالخیر ہستند باشد ونہ اصلش از ادلۂ اربعہ یعنی کتاب
وسنت واجماع وقیاس یافتہ شود علامہ سید شریف در حواشی مشکوۃ در شرح حدیث من احدث
فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد می نویسد المعنی ان من احدث فی الاسلام رایا لم یکن لہ من الکتاب
والسنۃ سند ظاہر او خفی ملفوظ او مستنبط فہو مردود علیہ انتہی وفاضل معین بن صفی در شرح اربعین
نووی می نویسد فان قلت قد اشتہر ان البدعۃ نوعان حسنۃ وسیئۃ فکیف یکون کل بدعۃ ضلالۃ
بالتخصیص قلت المراد من البدعۃ فی الحدیث البدعۃ الشرعیۃ وہی ما لیس لہ دلیل شرعی فی کل فعل

الشارع او امر به فهو لیس ببدعة شرعیة انتهی وحافظ ابن حجر در هدی الساری مقدمهٔ فتح الباری
در فصل خامس که موضوع ست برای شرح غریب می آرند قوله من احدث حدثا ای فعل فعلا
لا اصل له فی الشرع انتهی ودر فتح الباری می آرند قوله محدثاتها بفتح الدال جمع محدثة والمراد بها ما احدث
ولیس له اصل فی الشرع سمی فی عرف الشرع بدعة وما کان له اصل فی الشرع فلیس بدعة والبدعة
فی عرف الشرع مذمومة بخلاف اللغة انتهی وابن حجر مکی در فتح مبین شرح اربعین می نویسند المراد
من قوله صلی الله علیه وعلی آله وسلم من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه ما ینافیه او لا یشهد له قواعد الشرع
وادلته العامة انتهی وهمچنین ملا علی قاری در شرح اربعین وابن مالک در شرح مصابیح وبیضاوی
در شرح مصابیح وغیره نوشته اند پس معلوم شد که هر امری که وجودش در زمانه از ازمنهٔ ثلثه باشد
یا سندش از دلیلی از ادلهٔ اربعه یافته شود بدعت ضلالت نخواهد شد مقدمهٔ ثانیه این که گمان نبری
که استحسان شرعی صفت آن مامور به است که صراحة در دلیلی از ادلهٔ اربعه امر با و وارد شده باشد
بلکه استحسان صفت هر مامور به است خواه صراحة امر با و وارد شده باشد یا از قواعد کلیهٔ شرعیه
سندش یافته شده باشد وخواه واجب باشد یا مندوب کما لا یخفی علی من تامل فی العبارات السابقة
وآنچه که در کتب اصول اختلاف در اطلاق مامور به ومندوب مذکور ست نزاع لفظی است کما
حققه ابن الهمام فی التحریر الحاصل همچنان که اطلاق مامور بر واجبات می شود بر مندوب نیز
می شود وهمچنان که استحسان در واجبات ظاهر میگردد همچنان در مندوبات پس هر محدثے که
وجودش بخصوصه در زمانے از ازمنهٔ ثلثه نباشد لیکن سندش در دلیلی از ادلهٔ اربعه یافته شود
هم مستحسن خواهد شد نمی بینی که بناء مدارس را جمله فقهاء شرقا وغربا ومحدثین جنوبا وشمالا مستحسن می گویند
حالانکه وجودش در زمانهٔ نبوی نبود مگر اصلش از حدیث اذا مات ابن آدم انقطع الا من ثلاث
صدقة جاریة او علم ینتفع به او ولد صالح یدعو له رواه البخاری ومسلم وابو داؤد والنسائی
والترمذی چون ثابت میشود لهذا حکم باستحسانش دادند ودر بدعت ضاله داخل نساختند
ومقدمهٔ ثالثه مفتی را لازم که هر واقعه که در پیش شود اگر حکم آن صریح باشد در کتاب یا سنت
یا اجماع یا قیاس باید که حسب آن فتوی دهد ورنه آن واقعه را زیر قواعد کلیهٔ شرعیه پیش سازد
واز جزئیات هر کلیه که باید حسب آن فتوی دهد وهمین حال علماء متقدمین وفقهاء متبحرین مانده

آری بر مفتی کہ بجز نقل عبارت کتب و اقوال مجتہدین طاقت استنباط مطلقا ندارد و آنہا را بجز نقل
چارۂ دیگر نیست علامہ سعد الدین تفتازانی در حواشی عضدی می نویسند المراد باہل النظر بعض اصحاب الذ
ممن لہ ملکۃ الاقتدار علی الاستنباط من الاصول التی مہدوہا وہو المسمی بالمجتہدین فی المذہب
کالغزالی والنووی من اصحاب الشافعی ہو فی المذہب بمنزلۃ المجتہد المطلق فی الشرع
واما الذین یفتون بما حفظوہ او وجدوہ فی کتب الاصحاب فہم بمنزلۃ النقلۃ والرواۃ انتہی
و علامہ عمر حنفی در جواہر نفیسہ می آرند اعلم ان الفقہاء والعلماء علی سبع طبقات الاولی طبقۃ المجتہدین
فی الشرع کالائمۃ الاربع الثانیۃ طبقۃ المجتہدین فی المذہب کابی یوسف و محمد والاساتذۃ
من اصحاب ابی حنیفۃ القادرین علی استخراج الاحکام من الادلۃ علی مقتضی القواعد التی مہدہا اساتذتہم
فانہم وان خالفوہم فی بعض الفروع لکنہم موافقون لہم فی الاصول الثالثۃ طبقۃ المجتہدین فی المسائل
التی لا روایۃ فیہا عن صاحب المذہب کالخصاف والطحاوی والکرخی والحلوائی والسرخسی
والبزدوی وقاضی خان الرابعۃ طبقۃ اصحاب التخریج من المقلدین کالبزازی و اضرابہ فانہم
لا یقدرون علی الاجتہاد اصلا لکنہم باحاطتہم بالاصول وضبطہم بالمذہب یخرجون الاقوال الخامسۃ
طبقۃ اصحاب الترجیح من المقلدین کالقدوری وصاحب الہدایۃ وشانہم تفضیل بعض الروایات
علی بعض یقولون ہذا اولی وہذا اصح درایۃ وہذا اوضح روایۃ وہذا اوفق بالقیاس وہذا
ارفق بالناس السادسۃ طبقۃ المقلدین القادرین علی التمییز علی الاقوی والقوی والضعیف وظاہر
المذہب فظاہر الروایۃ والروایۃ النادرۃ کاصحاب المتون المعتبرۃ عند المتاخرین کصاحب الکنز
والمختار والوقایۃ والمجمع وشان کل منہم ان لا ینقل فی کتابہ الاقوال الضعیفۃ والمردودۃ والروایات
الضعیفۃ السابعۃ طبقۃ المقلدین الذین لا یقدرون علی ما ذکروا لا یعرفون الغث والسمین ولا یمیزون
الشمال عن الیمین بل یجمعون ما یجدون کحاطب لیل وہذا مذکور فی طبقات الفقہاء مع تطویل لا یسعہ
ہذا المختصر انتہی بعد تمہید این مقدمات میگویم کہ نفس ذکر مولد بدعت ضلالت نیست بدو وجہ وجہ اول
ذکر مولد عبارت است ازین کہ ذاکر آیتے از آیات قرآنیہ یا حدیثے نبویہ تلاوت کردہ در شرح آن قدرے
از فضائل نبویہ و معجزات احمدیہ و برخے از احوال ولادت و نسب نبوی و خوارقے کہ بوقت ولادت
و قبل ازان ظاہر گردیدند و امثال آنہا بیان سازد کما حققہ ابن حجر المکی فی النعمۃ الکبری علی العالم بمولد

سیوطی ولد آدم وغیرہ من العلماء الماہرین وجود این حقیقت در زمانۂ نبوی وزمانۂ اصحاب ہم بود اگرچہ مسمےٰ باین تسمیہ نباشد بر ماہرین فن حدیث مخفی نخواہد بود کہ صحابہ در مجالس وعظ وتعلیم علم ذکر فضائل نبویہ وکیفیات ولادت احمدیہ میکردند ودر صحاح مرویست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسان بن ثابت را در مسجد خود بر منبر نشانیدند واوشان مدائح نبویہ را کہ نظم کردہ بودند خواندند وآنحضرت اوشان را دعاے خیر دادند وفرمودند اللہم ایدہ بروح القدس وبر ناظر دیوان حسان مخفی نخواہد ماند کہ در قصائد شان معجزات نبویہ وکیفیات ولادت وذکر نسب شریف وغیرہ موجود ست پس خواندن ہمچو اشعار بر سر مجلس عین ذکر مولد ست واین قصہ خواندن حسان اشعار در مسجد صحیح بخاری ہم موجود ست من شاء الاطلاع فلیرجع الیہ والی غیرہ پس در حقیقت ذکر مولد کہ بیان او گذشت واین قصہ فرقے معتد بہ معلوم نمی شود دیگر این کہ این قصہ مسمے بہ مجلس مولد نشدہ پس این امر سہل است دیگر اگر اختلاج این امر شود کہ اگرچہ وجود نفس ذکر مولد وفضائل وغیرہ ثابت شدہ مگر ذکر مولد بجمع کردن مردم وطلب کردن احباب از خانہا بثبوت نرسید دفع آن باین طرح کردہ شود کہ جمع کردن مردم وطلب اوشان برای نشر علم در حدیث ثابت ست فقیہ ابو اللیث در تنبیہ الغافلین می آرد حدثنا ابی قال حدثنا ابو بکر محمد بن احمد حدثنا ابو عمران حدثنا عبد الرحمن حدثنا داؤد حدثنا عباس بن الکثیر عن عبد خیر عن علی بن ابی طالب قال نزلت اذا جاء نصر اللہ فی مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فما لبث ان خرج یوم الخمیس فرقی المنبر وجلس علیہ ثم دعا بلالاً وقال نادِ فی المدینۃ ان اجتمعوا لوصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فنادی بلال فاجتمع صغیرہم وکبیرہم وترکوا ابواب بیوتہم مفتحۃ حتی خرجت العذاری من خدورہن حتی غص المسجد باہلہ والنبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یقول وسعوا لمن وراءکم وسعوا لمن وراءکم ثم قام فحمد اللہ واثنی علیہ وصلی علی الانبیاء ثم قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم العربی الحرمی المکی لا نبی بعدی الحدیث انتہی ملخصاً علاوہ ازین کلام در نفس ذکر مولد ست وتخصیصات عرفیہ اگر بالفرض ازین اجتماع ثابت نشود عدم جواز نفس ذکر مولد لازم نمی آید وجہ دوم اینکہ سلمنا کہ وجود ذکر مولد در زمانے از ازمنۂ ثلاثہ نبودہ پس میگوئیم کہ در شرع این قاعدہ ثابت شدہ کل فرد من افراد نشر العلم فہو مندوب ابن ماجہ از ابی ہریرہ روایت کردہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مما یلحق المؤمنون من حسناتہ بعد موتہ علم نشرہ و بخاری در کتاب العلم
از عمر بن عبد العزیز روایت کردہ کہ ولیفشوا العلم ولیجلسوا حتی یعلم من لا یعلم فان العلم لا یہلک حتی یکون
سرا و علامہ سیوطی در بعض رسائل خود در شرح حدیث اذا مات ابن آدم الحدیث می نویسند حمل العلماء
الصدقۃ الجاریۃ علی الوقف والعلم المنتفع بہ علی التصنیف والتعلیم انتہی و ظاہر ست کہ در ذکر مولد تحقیقی کہ
گذشت فردیست از افراد نشر علم پس درینجا دو مقدمہ حاصل شد بداول اینکہ ذکر المولد فرد من افراد
نشر العلم دوم وکل فرد من افراد نشر العلم مندوب نتیجہ بر آمد ذکر المولد مندوب و بخاری از ابی وائل روایت
کردہ قال کان عبد اللہ بن مسعود یذکر الناس فی کل خمیس فقال لہ رجل یا ابا عبد الرحمن لوددت انک
ذکرتنا کل یوم قال اما انہ یمنعنی من ذلک انی اکرہ ان املکم وانی اتخولکم بالموعظۃ کما کان النبی صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم یتخولنا بہا مخافۃ السامۃ علینا و ہم مسلم نسازیم کہ ہرگاہ ذکر مولد در ازمنۂ ثلاثہ نبود و نہ
در زمان مجتہدین اثرش یافتہ شد پس بچہ طور فتوی بجوازش جائز باشد چہ سابقا ذکر کردہ شد کہ
مفتی را فتوی بطور استنباط باید کہ ضروری ست پس اگر تسلیم کنم کہ ذکر مولد در ازمنۂ ثلاثہ نبود و نہ
از مجتہدین حکم او منقول شد لیکن چون در شرع این قاعدہ ممہد شدہ است کل فرد من افراد نشر العلم
فہو مندوب و ذکر مولد نیز زیر آنست لا بد حکم مندوبیت او دادہ خواہد شد و برہمین مسلک فقہاے
متبحرین و اہل افتاے مستنبطین مثل ابو شامہ و حافظ ابن حجر و سیوطی و شامی و امثال آنہا رفتہ اند
و حکم بہ ندب ذکر مولد دادہ اند حالا مقدماتے کہ سائل آوردہ است باید شنید و بغور باید دید اما مقدمہ
اولے پس اگر مراد جملہ ہر انچہ مامور بہ نیست استحسانش معلوم نیست این ست کہ ہر انچہ مامور بہ بصراحت
نیست استحسانش معلوم نیست پس غلط ست چہ بسیار امور ازین قبیل ہستند کہ مامور بہ بصراحت
نیستند مگر فقہاے متبحرین از قواعد استنباط آنہا کردہ حکم بہ ندب آنہا دادہ اند و اگر مراد این است
کہ ہر انچہ مامور بہ اصلا نیست نہ صراحۃ و نہ اندراجا پس صحیح ست لیکن مضر مقام نیست چہ ذکر مولد
بر تقدیر تسلیم عدم وجودش در ازمنۂ ثلاثہ در قاعدہ مندرج ست پس لا بد مامور بہ خواہد شد
و استحسانش ظاہر خواہد شد کما مہدنا لک سابقا فی المقدمۃ الثانیۃ و اما مقدمۂ ثانیہ پس آنہم مضر نے
خواہد چہ مراد بما احدث و محدث امریست کہ سندش از ادلۂ اربعہ یافتہ نشود و کما مہدنا لک فی المقدمۃ
الاولی و ذکر مولد این چنین نیست و اما مقدمۂ ثالثہ پس اگرچہ از جزئیت فرد فرد جزئیت مجموع لازم

نمی آید مگر ہرگاہ جزئیت مجموع بسبب اندراجش زیر قاعدۂ شرعیہ معلوم شدہ جای چون وچرا باقی نماند واما مقدمۂ رابعہ پس غلط محض ست کما ہدنا لک فی المقدمۃ الثالثۃ حاصل مرام وملخص مقام اینکہ ذکر مولد فی نفسہ امریست مندوب خواہ بسبب وجود او در خیر الازمنہ یا بسبب اندراجش زیر سند شرعی بکسے ندبش را منکر نشدہ مگر یک طائفۂ قلیلہ کہ رب النوع آن طائفہ تاج الدین فاکہانی مالکی ست واو را طاقتی نیست کہ مقابلہ بعلمای مستنبطین کہ فتوے بہ ندب ذکر مولد دادند کند پس قولش درین باب معتبر نیست آری اگر بحقیقت ذکر مولد کہ سابقاً گذشت تخصیصات غیر مشروعہ وتشریعات غیر ماموره منضم شوند حکم ندبیت آن باقی نخواہد ماند لیکن این امریست دیگر در نفس جواز مولد شکی نیست واللہ اعلم بالصواب وعندہ حسن الثواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

آصاب المجیب جزاہ اللہ خیر الجزاء نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد درحقیقت این فعل زید بدلالت ادلۂ شرعیہ کہ بالتصریح والتشریح در سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد مذکور اند مستحسن ومندوب ست در جلات وفتاوی شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی مکتوب ست الموالید والاذکار التی تفعل عندنا اکثرہا تشتمل علی خیر کصدقۃ وذکر والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم ومدحہ علی تنزیل وشرور وبعضہا لیس فیہا شر ولا شک ان النوع الثانی سنۃ وتشملہ الاحادیث الواردۃ فی الاذکار المخصوصۃ والعامۃ کقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ینعقد قوم یذکرون اللہ تعالی الا حفتہم الملائکۃ وغشیتہم الرحمۃ وذکرہم اللہ تعالی فیمن عندہ رواہ مسلم وروی ایضا انہ صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم قال لقوم جلسوا یذکرون اللہ تعالی ویحمدونہ علی ان ہداہم الاسلام اتانی جبرئیل علیہ السلام فاخبرنی ان اللہ تعالی یباہی بکم الملائکۃ وفی الحدیثین اوضح دلیل علی فضل الاجتماع علی الخیر والجلوس لہ وان الجالسین علی خیر کذلک یباہی اللہ بہم الملائکۃ وتنزل علیہم السکینۃ وتغشاہم الرحمۃ ویذکرہم اللہ تعالی بالثناء علیہم بین الملائکۃ فای فضائل اجل من ہذہ وقول السائل وہل الاجتماع جائز جوابہ نعم ہو جائز انتہی مختصراً فصح الجواب واللہ علیم بالصواب

کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ اللہ العلی الرب الحکیم

استفتا چہ میفرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ حقیقت سحر چیست آیا بامتزاج بعض اشیا ظاہرہ بہ امر عجیبی کہ پیدا شود سحر ست ویا از تاثیرات کلمات خبیثۂ شیطانیہ کہ بدان کلمات

استغاثہ بخبائث و شیاطین می کنند و امرے معجب حادث میگردد و میان سحر و طلسم و شعبدہ فرق چیست
و حرام و کفر از آنہا چہ چیزست و تمیز میان سحر و معجزہ و کرامت چیست امید وارم کہ مفصلاً
ارشاد شود و نیز ارشاد فرمودہ شود کہ آیا سحر ہر چہ باشد موجب حدوث ایذا و مرض
بجسم انسان میگردد و ضرر میرساند و قتل میکند یا نہ ظلکم ممدود باد

ہو المصوب جواب سوال اول سحر را بسیار اقسام اند و اکثر اطلاق آن بر امر عجیبی می شود کہ
بسبب تقرب الی الشیاطین پیدا شود بیضاوی در تفسیر قولہ تعالیٰ یعلمون الناس السحر مینویسند
المراد بالسحر ما یستعان فی تحصیلہ بالتقرب الی الشیطان مما لا یستقل بہ الانسان وذلک لا یستتب
الا لمن یناسبہ فی الشرارۃ وخبث الباطن فان التناسب شرط فی التضام والتعاون انتہی و علامہ
ابن حجر مکی در زواجر عن اقتراف الکبائر می آرند السحر علی اقسام اولہا سحر الکلدانیین الذین کانوا
فی قدیم الدہر یعبدون الکواکب ویزعمون انہا المدبرۃ للعالم ومنہا بصدر کل مظہر خیر وشر وہم الذین
بعث الیہم ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام النوع الثانی سحر اصحاب الاوہام والنفوس القویۃ
الثالث الاستعانۃ بالارواح الارضیۃ والقول بالجن مما انکرہ بعض متاخری الفلاسفۃ والمعتزلۃ واما
اکابر الفلاسفۃ فلم ینکروہا الا انہم سموہا الارواح الارضیۃ الرابع التخیلات والاخذ بالعیون الخامس الاعمال
العجیبۃ التی تظہر من ترکیب آلات علی النسب الہندسیۃ مثل صورۃ فرس فی یدہ بوق فاذا مضت ساعۃ
من النہار صوت البوق من غیر ان یمسہ احد وکان سحر سحرۃ فرعون من ہذا القبیل السادس تعلیق الاستعانۃ
بخواص الادویۃ المزیلۃ للعقل ونحوہا السابع تعلیق القلب وہو ان یدعی الساحر انہ یعرف الاسم الاعظم
مثلا فاذا کان السامع ضعیف القلب عتقد انہ حق وحصل فی نفسہ انہ نوع من الرعب فحینئذ یتمکن
الساحر فیہ من ان یفعل ما یشاء **جواب سوال دوم** ہر نفس انسانی را از جناب باری تاثیرے
عنایت شدہ است کہ آن تاثیر در نفس دیگر نیست و ہر نفسے را خاصیتے ست بحسب استعداد کہ در
دیگری نیست و ہر یکے از سحر و طلسمات و شعبدہ از قبیل تاثیرات نفوس اند و فرق میان اینہا اینست
کہ اگر تاثیر نفس در دیگر باستعانت ارواح خبیثہ وغیرہ باشد بغیر استعانت بتاثیرات کواکب و خواص
اعداد وغیرہ آن را سحر می نامند و تاثیرے کہ باستعانت امثال اینہا باشد آنرا طلسمات میگویند
و تاثیرے کہ ... مختلفہ شخص دیگر گردد آنرا شعبدہ می نامند علامہ عبد الرحمن خضری معتزلی معروف

ابن خلدون در مقدمۂ تاریخ خود می نویسند علوم السحر والطلسمات علوم بکیفیۃ استعدادات تقتدر
النفوس البشریۃ بہا علی التاثیرات فی عالم العناصر اما بغیر معین او بمعین من الامور السماویۃ الاول ہو السحر
والثانی ہی الطلسمات وذلک لان النفوس البشریۃ وان کانت واحدۃ بالنوع فہی مختلفۃ بالخواص فنفوس
الانبیاء لہم خاصیۃ تستعد بہا للمعرفۃ الربانیۃ ونفوس الکہنۃ لہا خاصیۃ الاطلاع علی المغیبات بقوے
شیطانیۃ والنفوس الساحرۃ علی ثلث مراتب ولہا المؤثر بالہمۃ فقط من غیر آلۃ ومعین وہذا ہو الذی
تسمیۃ الفلاسفۃ السحر والثانی بمعین من مزاج الافلاک والعناصر وخواص الاعداد ویسمونہ الطلسمات
والثالث تاثیر فی القوی المتخیلۃ یعمد صاحب ہذا التاثیر الی صاحب القوۃ المتخیلۃ فیتصرف فیہا بنوع
من التصرف ویلقی فیہا انواعا من الخیالات ثم ینزلہا الی الحس من الرائین بقوۃ نفسہ المؤثرۃ فیہ فینظر
الراؤن کانہا فی الخارج ولیس ہناک شیٔ ویسمی ہذا الشعوذۃ او الشعبذۃ واختلف العلماء فی السحر ہل ہو
حقیقۃ او انما ہو تخییل فالقائلون بالاول نظروا الی المرتبتین الاولیین والقائلون بانہ لا حقیقۃ لہ نظروا
الی الآخرۃ انتہی ملخصا وصاحب مصباح اللغۃ می آرد شعوذ الرجل شعوذۃ ومنہم من قال شعبذ شعبذۃ
لسبب یری الانسان منہا ما لیس لہ حقیقۃ انتہی وعلامہ ابراہیم لقانی در شرح جوہرۃ التوحید می آرند
الطلسمات نقش اسماء خاصۃ لہا تعلق بالافلاک والکواکب علی زعم اہل ہذا العلم فی اجسام تحدث لہا
خاصیۃ ربطت بہا فی مجاری العادات انتہی **جواب سوال سوم** اتفاق دارند برین کہ سحر حرام
وکبیرہ است وبعض ائمۂ فقہ اطلاق کفر ہم برآن کردہ است حتی کہ تفتازانی در حواشی کشاف
اجماع نقل میکند السحر مزاولۃ النفوس الخبیثۃ لافعال واقوال تترتب علیہا امور خارقۃ للعادۃ ولا یرے
خلاف فی کون العمل بہ کفرا انتہی واصح نزد ارباب تحقیق این ست کہ سحرے کہ مشتمل باشد بر امور کفر
موجب کفر است وسحرے کہ این چنین نیست نفس آموختن وارتکاب او کفر نیست البتہ اعتقاد
استقلال آن کفر ست خود تفتازانی در شرح عقائد مینویسید لا کفر فی تعلم السحر بل فی اعتقاد ترتب
الاثر علیہ انتہی وعلامہ علی قاری در شرح فقہ اکبر می نویسند اتفق کلہم علی ان ما کان من جنس دعوۃ
الکواکب السبعۃ او السجود لہا او التقرب الیہا بما یناسبہا کفر وہو من اعظم ابواب الشرک انتہی وابن حجر مکی
در زواجر می آرند اختلف الناس فی کفر الساحر ولیس محل الخلاف النوع الاول اذ لا نزاع فی کفر
من اعتقد ان الکواکب مؤثرۃ لہذا العالم او ان الانسان یصل بالتصفیۃ الی ان تصیر نفسہ مؤثرۃ

فی ایجاد جسم واما ان یعتقد الساحر او بلغ فی التصفیۃ الی ان تصیر نفسہ بحیث یطیعہ الجنۃ فالمعتزلۃ لیضرونہ دون
غیرہم واما بقیۃ انواعہ فقال جماعۃ انہا کفر مطلقا واما النوع الثالث وما بعدہ فان اعتقد ان فعلہ
مباح قتل لکفرہ لان تحلیل المحرم کفر انتہی وعلامہ اردبیلی در فتاوی انوار می نویسند اطلق المالکیۃ
وجماعۃ الکفر علی الساحر ولا شک ان ہذا قریب من حیث الاجمال غیر انہ عند الفتاوی فی جزئیات الوقایع
یقع غلط عظیم والسبب فی ذلک انہ اذا قیل للفقیہ ما السحر وما حقیقتہ حتی یقضی علیہ بالکفر یعسر جدا
وانا بہ طول عمری ما رأیت من یفرق بین ہذا الامور انتہی وابن ہمام در فتح القدیر می طرازند السحر حرام
بلا خلاف واعتقاد اباحتہ کفر وعن اصحابنا ومالک واحمد یکفر الساحر بتعلمہ وتعلیمہ ویقتل وعند الشافعی
لا یجب قتلہ ولا یکفر الا اذا اعتقد اباحتہ ویجب ان لا یعدل عن مذہب الشافعی فی کفر الساحر
واما قتلہ فیجب اذا عرفت مزاولتہ علی السحر لسعیہ بالفساد فی الارض انتہی باقی ماند حال طلسمات وشعبدہ
پس صاحب در مختار علم طلسمات وعلم شعبدہ مثل علم سحر مذموم وحرام نوشتہ وابن خلدون نوشتہ
الشریعۃ لم تفرق بین السحر والطلسمات وجعلتہ کلہ بابا واحدا لان الافعال انما اباح لنا الشرع منہا
ما یہمنا فی دیننا او دنیانا فان کان فیہ نوع ضرر کالسحر ویلحق بہ الطلسمات یکون مح محظورا فجعلت
الشریعۃ باب السحر والطلسمات والشعوذۃ واحدا انتہی **جواب سوال چہارم** معجزہ عبارت است
از امر خارق عادت کہ بردست مدعی نبوت بمقابلۂ منکرین نبوت صادر شود وکسی مثل او کردن نتواند
وکرامت عبارت ست از خارق عادتی کہ بردست ولی صادر شود بغیر دعوی امرے واما سحر پس
صادر شود از نفوس خبیثہ کہ مناسبت بنفوس شیطانیہ می دارند ومثل او ہر کس کہ مناسبت
پیدا سازد ممکن الصدور ست تفتازانی در شرح مقاصد می نویسد المعجزۃ امر خارق للعادۃ مقرون
بالتحدی مع عدم المعارضۃ واحترز بقید للمقارنۃ للتحدی عن کرامات الاولیاء وبقید عدم المعارضۃ
عن السحر والشعبدۃ انتہی **جواب سوال پنجم** شکے نیست کہ سحر امرے ست مؤثر بہر امرے کہ ساحر
خواہد نہ باستقلال ساحر بلکہ حسب جریان عادت اللہ ابن حجر از قرطبی نقل می سازد قال العلماء
لا ینکر ان یظہر علی ید الساحر خرق العادات بما لیس فی مقدور البشر من مرض وزوال عقل وتعویج
عضو ولا یکون السحر علۃ لذلک ولا موجبا لہ بل یخلق اللہ ہذا الاشیاء عند وجود السحر انتہی
وملا علی قاری در شرح فقہ اکبر می نویسند الاکثرون یقولون ان السحر قد یؤثر فی موت المسحور ومرضہ

من غیر وصول شیٔ ظاہر الیہ انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

ماه رمضان ۱۳۰۸ھ

استفتا چہ میفرمایند علماے دین اندرین صورت کہ در مسجد بر چارپائی خفتن جائز است یا ممنوع هرچہ باشد بموجب حکم شرع ثبت فرمایند

ہو المصوب جائز است چہ براے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم در مسجد سریرے نہادہ شدی وبرآن در ایام اعتکاف آرام میفرمودند کما فی سفر السعادۃ وابن ماجہ از ابن عمر روایت کردہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کان اذا اعتکف طرح لہ فراشہ او یوضع لہ سریرہ وراء اسطوانۃ التوبۃ

واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

ماه رمضان ۱۳۰۶ھ

استفتا چہ می فرمایند علماے دین اندرین مسئلہ کہ شانہ از دندان فیل یا شاخ گاؤمیش وغیرہ مردار کشیدن جائزست یا نہ

ہو المصوب جائز است در ہدایہ می آرد لاباس ببیع عظام المیتۃ وعصبہا وصوفہا وقرنہا وشعرہا ووبرہا والانتفاع بہا لانہا طاہرۃ لا یحلہا الموت لعدم الحیوۃ والفیل کالخنزیر نجس العین عند محمد وعندہما بمنزلۃ السباع حتی یباع عظمہ وینتفع بہ انتہی وشیخ عبد الحق دہلوی در شرح مشکوۃ در تفسیر حدیث یا ثوبان اشتر لفاطمۃ قلادۃ من عصب وسوارین من عاج کہ در سنن ابو داؤد وغیرہ مرویست مینویسد المعروف بین العامۃ ان العاج سن الفیل وقیل ہو عظم ظہر السلحفاۃ البحریۃ او عظم دابۃ بحریۃ غیرہا اسمہا الذبل تتخذ منہ السوار والمشط وفی القاموس العاج الذبل وعظم الفیل قال التورپشتی ذکرہ الخطابی فی تفسیرہ انہ الذبل ونقل ذلک عن الاصمعی والعجب لعدول عن اللغۃ المشہورۃ الی مالیس یشتہر بین اہل اللسان انتہی ودر فتح القدیر می نویسد قیل روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم انہ اشتری لفاطمۃ سوارین من عاج وظہر استعمال الناس لہ من غیر نکیر ومنہم من حکی اجماع العلماء علی جواز بیعہ وفی صحیح البخاری قال الزہری ادرکت ناسا من سلف العلماء یمتشطون بعظام المیتۃ نحو الفیل ونحوہ ویدہنون فیہا ولا یرون بہ باسا وقال ابن سیرین وابراہیم لاباس بتجارۃ العاج انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا چہ میفرمایند علماے دین درین امر کہ رام چندر وکرشن وغیرہ اوتاران مذہب اہل ہنود کہ نزد شان لفظ اوتار بمعنی رسول ست وافعال وکردار ایشان بہتر بودند وایشان خود ہا را

بندۂ خدامی دانستند و خلقت را ہدایت می ساختند بر ایشان لعنت کردن جائز است یا نہ۔

ہو المصوب بشرط صدق مستفتی لعنت کردن بر ایشان جائز نیست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ زید عالم علم دین خالد عالم کی محفل مین آیا اور خالد اور جملہ حاضرین مجلس سنے واسطے تعظیم زید کے قیام کیا اور وقت رخصت کے بھی قیام کیا پس ایسا قیام شرعاً درست ہے یا نہین اور اگر درست ہے تو کس دلیل سے درست ہے

ہو المصوب قیام واسطے تعظیم علما اور رئیس قوم اور سادات کے درست ہے بدلیل اسکے کہ روایت کیا بخاری اور مسلم نے ابو سعید خدری سے ان اناسا نزلوا علی حکم سعد بن معاذ فارسل الیہ فجاء علی حمار فلما بلغ قریبا من المسجد قال قوموا الی خیرکم او سیدکم الحدیث اسیواسطے امام غزالی احیاء العلوم کے کتاب آداب السماع مین لکھتے ہین القیام عند الدخول الداخل لم یکن من عادۃ العرب بل کان الصحابۃ لا یقومون لرسول اللہ فی بعض الاحوال کما رواہ انس ولکن لم یثبت فیہ نہی عام ولا نری بہ باسا فی البلاد التی جرت العادۃ فیہا باکرام الداخل بالقیام فان المقصود منہ الاحترام والاکرام وتطییب القلب بہ وکذلک سائر انواع المساعدات اذا قصد بہا تطییب القلب واصطلح علیہا جماعۃ فلا باس بمساعدتہم علیہا بل الاحسن المساعدۃ الا فی ما ورد فیہ نہی لا یقبل التاویل انتہی آرسے قیام سے محبت رکھنا اور اس امر کو چاہنا کہ لوگ ہماری تعظیم کے واسطے کھڑے ہوجاوین البتہ مکروہ ہے بدلیل اسکے کہ روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت معاویہ سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من احب ان یمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوأ مقعدہ من النار امام نووی رسالہ قیام مین تحریر کرتے ہین معناہ الصریح الظاہر الزجر والوعید الشدید للانسان ان یحب قیام الناس لہ ولیس فیہ تعرض للقیام نہی ولا کیرہ انتہی اور قنیہ مین مشکل الآثار سے منقول ہے القیام لغیرہ لیس بمکروہ لعینہ انما المکروہ محبۃ القیام من الذی یقام لہ فان لم یحب القیام قاموا لا یکرہ لہم انتہی اگر کسی کو شک ہو وے کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو امامہ باہلی سے روایت کی ہے قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم متکیا علی عصا فقمنا الیہ فقال لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضہم بعضا پس اس سے معلوم ہوا کہ قیام تعظیماً

ممنوع ہو تو اُسکو یون دفع کرے کہ اس حدیث مین مطلق قیام کی نہی نہین ہو بلکہ اُس قیام سے کہ عجم کیا کرتے تھے اور اُنکا قیام بطور التزام کے تھا یعنی وہ لوگ قیام تعظیمی کو امر ضروری جانتے تھے اور محبت رکھتے تھے پس آنحضرتؐ نے ایسے قیام سے منع فرمایا کہ بالتزام و محبت قیام ہو نہ مطلق قیام سے کیونکہ بیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہو قال کان رسول اللہ صلعم یجلس معنا یحدثنا فاذا قام قمنا حتی نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ پس اگر مطلقا قیام تعظیما ممنوع ہوتا صحابہ ہرگز بوقت برخاست قیام نکرتے علاوہ یہ ہے کہ قیام عجم کا بنظر تعظیم کے ہوتا تھا جیساکہ اُون مین سلاطین کے واسطے سجدہ تعظیما مروج تھا پس آنحضرتؐ نے ایسے قیام تعظیمی سے منع کیا خلاصہ حاشیہ طیبی مین ہے قال النووی القیام للقادم من اہل الفضل مستحب وقال الغزالی المنہی القیام للتعظیم لا علی سبیل الاکرام انتہی زیادہ برین انیست کہ قیام خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ثابت ہو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی قالت ما رأیت احد اشبہ سمتا ولا ہدیا برسول اللہ من فاطمۃ فی قیامہا وقعودہا وکانت اذا دخلت علیہ قام الیہا فقبلہا واجلسہا فی مجلسہ الحدیث الحاصل قیام کی محبت رکھنا یا اُسکا التزام کرنا جیساکہ امور ضروریہ کا التزام ہوتا ہو یا بنظر تعظیم عجمی کے قیام کرنا شرعا ممنوع ہے لیکن قیام واسطے اکرام آنے والے کے مطلقا ممنوع نہین اور اُسکی نہی مین کوئی حدیث وارد نہین بلکہ احادیث اُسکے ثبوت پر دلالت کرتے ہین ہذا ہو مذہب العلماء المحققین ومسلک الفقہاء والمحدثین واللہ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفا عنہ القوی

استفتا چہ می فرمایند علماے دین اندرین مسئلہ کہ ریش را از زنخدان شق کردن واز ہر دو طرف برخدین بالا نمودہ مدور ساختن درست ست یا نہ

ہو المصوب درست نیست ابوداؤد ونسائی از رویفع بن ثابتؓ روایت میکنند قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یقول یا رویفع لعل الحیوۃ ستطول بک بعدی فاخبر الناس ان من عقد لحیتہ او تقلد وترا او استنجی برجیع دابۃ او عظم فان محمدا بری منہ ابن الاثیر در نہایۃ غریب الحدیث در شرح لفظ عقد می آرد قیل کانوا یعقدونہا فی الحرب فامرہم بارسالہا کانوا یفعلون ذلک تکبرا وتعجبا انتہی ودر مطالب المؤمنین وغیرہ می آرد وتر او الشیخ محی الدین النووی فی کتابہ اللحیۃ عقدہا وتصفیفہا طاقۃ فوق طاقۃ انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبدالحی عفا عنہ القوی

استفتا ۹ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ بین کہ چرٹ وغیرہ پینا عند الشرع شریف درست ہے یا نہین اگر کسی صورت بین درست ہے تو مصداق حدیث شریف من تشبہ بقوم فہو منہم اسپر صادق آئیگا یا نہین درصورت صادق آنے اس حدیث کے اگر حاکم شرع ہو اُسکو سزا شرع مین چاہیے یا نہین بینوا بسند الکتاب توجروا بیوم الحساب

ہو المصوب چرٹ پینا مثل حقہ پینے کے مکروہ تحریمی ہی بلا ریب و بلا شک اور چرٹ مین بسبب مشابہت نصاری کے زیادہ تر کراہت ہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۰ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ فاتحہ جو مروج ہے مشائخ صوفیہ مین اور بعض کتب مثل آداب الطالبین وغیرہ مین مذکور ہے اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ شیرینی یا طعام وغیرہ رکھکے سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھکے میت کو ثواب بخشتے ہین یہ جو تمام عرف مین فاتحہ ہی جائز ہی یا نہین اور یہ ثواب بمذہب اہلسنت میت کو پہونچتا ہی یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب ثواب اموات کو بمذہب اہل سنت پہونچتا ہے اور پڑھنا فاتحہ اور اخلاص وغیرہ کا اور اُسکا ثواب بخشنا مردون کو موجب رفعت درجات کا ہے لیکن یہ طریقہ فاتحہ کا مروج ہے کہ شیرینی وغیرہ سامنے رکھکے کھڑے ہوکے فاتحہ دیتے ہین اسکی اصل شرع مین نہین ہے واللہ اعلم - حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ القوی

استفتا ۱۱ چہ میفرمایند علماے دین درین مسئلہ کہ سود گرفتن از کافر در دار الحرب صحیح و درست ست یا نہ فی الہدایۃ لا ربوا بین المسلم والکافر فی دار الحرب دار الحرب ہر کدام شہر اطلاق کردہ میشود تا در آنجا گرفتن سود از کافر جائز باشد بینوا توجروا

ہو المصوب سود گرفتن در دار الحرب از کفار بقول امام ابو حنیفہؒ و محمدؒ جائز است خلافا لابی یوسفؒ کذا فی فتح القدیر و دار الحرب عبارت از دارے ست کہ در ولایت کفار باشد و در آن حکمی از احکام اسلام جاری نشود و کفار از اجرای احکام شرع مانع شوند بلکہ احکام کفر را علی سبیل الاشتہار جاری سازند و کسی از اہل اسلام بلا اجازت و امان کفار در آنجا اقامت کردن نتواند کذا الفہم من تقریر الامام محمد فی الزیادات واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

[illegible]

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

استفتا ۱۲ چہ می فرمایند علمای دین درین مسئلہ کہ در یوم عاشورہ مثل اعیاد تزئین وغیرہ درست ست یا نہ بینوا توجروا

ہو الموفق صاحب صواعق محرقہ می آرد وایاہ ثم ایاہ ان یشغل ببدع الناصبیۃ المتعصبین علی اہل البیت او الجہال للقابلین للفاسد بالفاسد والبدعۃ بالبدعۃ والشر بالشر من اظہار غایۃ الفرح والسرور واتخاذہ عیدا او اظہار الزینۃ فیہ کالخضاب والاکتحال ولبس جدید الثیاب وتوسیع النفقات وطبخ الاطعمۃ والحبوب الخارجۃ عن العادات واعتقادہم ان ذلک من السنۃ والمعتاد والسنۃ ترک ذلک کلہ فانہ لم یرد فی ذلک شئی یعتمد علیہ ولا اثر صحیح یرجع الیہ وقد سئل بعض ائمۃ الحدیث والفقہ عن الکحل والغسل والحناء وطبخ الحبوب ولبس الجدید واظہار السرور یوم عاشوراء فقال لم یرد فیہ حدیث صحیح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن احد من اصحابہ ولا استحبہ احد من ائمۃ المسلمین لا من الاربعۃ ولا من غیرہم ولم یرد فی الکتب المعتمدۃ فی ذلک صحیح ولا ضعیف وما قیل ان من اکتحل یومہ لم یرمد ذلک العام ومن اغتسل لم یمرض کذلک ومن وسع علی عیالہ فیہ وسع اللہ سائر سنتہ علیہ وامثال ذلک فکل ذلک موضوع الا احادیث التوسعۃ علی العیال لکن فی سندہ من تکلم فیہ فصار ہولاء لجہلہم یتخذونہ موسما کذا ذکر ذلک جمیعہ بعض الحفاظ وقد صرح الحاکم بان الاکتحال یومہ بدعۃ مع روایتہ خبر ان من اکتحل بالاثمد یوم عاشوراء لم ترمد عینہ ابدا لکنہ قال انہ منکر ومن ثم اوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات من طریق الحاکم وقال بعض الحفاظ ومن غیر تلک الطریق ونقل المجد اللغوی عن الحاکم ان سائر الاحادیث فی فضیلۃ غیر الصوم کفضل الصلوۃ فیہ والانفاق والخضاب والادہان والاکتحال وطبخ الحبوب وغیر ذلک کلہ موضوع ومفتری وبذلک صرح ابن القیم ایضا فقال حدیث الاکتحال والادہان والتطیب یوم عاشوراء من وضع الکذابین انتہی مختصرا واللہ علیم بالصواب وعندہ ام الکتاب۔ کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم ۱۲۹۵ھ

فی الواقع زینت لباس وغیرہ در روز عاشورہ بدعت ست قبیحہ واحادیث کہ درین باب بعض ارباب سلوک می آرند جملہ آنہا موضوع اند علامۂ وقت خود احمد بن تیمیہ در منہاج السنۃ مینویسند ما یذکرون فی فضائل عاشوراء وما ورد من التوسعۃ علی العیال وفضائل المصافحۃ والحناء والخضاب

والاغتسال ونحو ذلک ویذکرون فیہا صلوۃ کل ہذا کذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم لم یصح
فی عاشوراء الا فضل صیامہ انتہی کلامہ در جائے آخر از ہمان کتاب می نویسند قد یہ درج علی کثیر ممن
ینتسب الی السنۃ احادیث یظنونہا من السنۃ وہی کذب باتفاق اہل المعرفۃ کالاحادیث المرویۃ
فی فضائل عاشوراء وفضل الکحل فیہ والاغتسال والخضاب والمصافحۃ ونحو ذلک انتہی وعلامہ شمس الدین
محمد بن عبد الرحمن السخاوی در مقاصد حسنہ حدیث کحل را موضوع گفتہ چنانچہ در حرف المیم می نویسند
من اکتحل بالاثمد یوم عاشوراء لم ترمد عینیہ ابدا الحاکم والدیلمی من حدیث جویبر عن الضحاک عن
ابن عباس بہ مرفوعا قال الحاکم انہ منکر قلت بل موضوع واوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات
من ہذا الوجہ من حدیث ابی ہریرۃ انتہی وحدیث توسعۃ عیال را حسن [illegible] من وسع
علی عیالہ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ السنۃ کلہا الطبرانی والبیہقی فی الشعب [illegible] فضائل الاوقات
وابو الشیخ عن ابن مسعود والاولان فقط عن ابی سعید والثانی فقط عن ابی ہریرۃ وجابر وقال العراقی
فی امالیہ لحدیث ابی ہریرۃ طرق صحح بعضہا ابن ناصر الحافظ انتہی الحاصل بجز روزہ عاشورہ
کہ از احادیث صحاح سنیت واستحباب آن ثابت است ووسعت طعام بر عیال واحباب کہ حدیث
این ہم اصلی دارد امر دیگر ثابت نباید کرد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی
تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن [illegible]

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولہم رحمہم اللہ تعالی اس مسئلہ میں کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین سے مصافحہ کرنا وقت رخصت کے مسافر سے ہو خواہ غیر مسافر سے ثابت ہے یا نہیں در صورت
ثبوت کے سنت موکدہ ہے یا کیا ہے حکم اسکا بینوا وافتوا بسند الکتاب توجروا عند اللہ حسن المآب
ہو المصوب مصافحہ بوقت ملاقات کے سنت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ
وقت ملاقات کے مصافحہ کرتے تھے اور اسپر ترغیب فرماتے تھے ابو داؤد نے ابو ذر سے
روایت کی ما لقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط الا صافحنی اور طحاوی نے شرح معانی
الآثار میں شعبی سے روایت کی ہے ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانوا اذا التقوا تصافحوا
واذا قدموا من سفر تعانقوا اور ترمذی نے براء ابن عازب سے روایت کی قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اذا التقیا المسلمان فتصافحا وحمدا اللہ واستغفرا غفر لہما اور اسی طرح احمد اور طبرانی اور بزار وغیرہ نے روایتین کی ہے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بوقت ملاقات مصافحہ سنت ہے نہ بوقت رخصت کے پس کسی حدیث صحیح سے ثابت نہین کہ آنحضرت یا صحابہ وقت رخصت کے بھی مصافحہ کرتے تھے اور ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ مین لکھتے ہین محل المصافحۃ المشروعۃ اول لملاقات انتہی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقت رخصت کے سنت نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبد الحی ابو الحسنات)

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم الی یوم القیام سے مصافحہ کرنا وقت رخصت کے مسافر سے ہو خواہ غیر مسافر سے کتاب شرعۃ الاسلام مین مذکور ہے ونصہ ہکذا وکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا التقوا انعانقوا واذا انفرقوا تصافحوا وحمدوا اللہ واستغفروا عند ذلک وان التقوا وافترقوا فی الیوم مرارا انتہی البتہ جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تابعین اور تبع تابعین اور مجتہدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے ابتک کسی کتاب مین نظر نہین آیا اور صحابۂ کرام سے بھی ابتک اور کتاب مین دیکھا نہین گیا اور درصورت ثبوت سنت مؤکدہ نہین ہے واللہ اعلم بالصواب حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ ۱۲۸۶ھ اصاب المجیب کتبہ محمد امان الحق عفی عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ ایک شخص قوم چمار سے ہے اور ابتک وہ اپنے آبا و اجداد کے دین پر ہے لیکن مالدار ہے اسنے اپنی لڑکی کی شادی کی اور اسمین تمام رسومات مثلاً شراب خواری و باجا و ناچ و آتشبازی و پوجا اپنے دیوتاؤن کا وغیرہم بڑی دھوم دھام سے تہا چنانچہ صرف شراب دو ہزار روپیہ کی آئی تھی وقس علی ہذا سب سامان مہیا کیا اور چند اہل ایمان کی بھی دعوت کی اور مسلمانون نے انکار کیا تب اوسنے ایک مولوی صاحب کی کچھ نذر کی مولوی صاحب نے اپنا پیٹ بھر کر کہدیا کہ اسکی دعوت لینی درست ہے انکے حسب ارشاد انکے ساتھ چند مسلمانون نے اور بھی دعوت قبول کی اور اسکے دہان جا کھانا کھایا باوجودیکہ اشیاء مذکورہ موجود تھے اب عوام الناس مین بڑا فساد برپا ہے بعض کہتے ہین کہ ایسی دعوت لینی درست ہو ورنہ فلانے مولوی صاحب کیون لیتے بعض کہتے ہین کہ نادرست ہو کیونکہ ایک تو وہ چمار ہے دوسرے وہان پوجا و رقص و سرود و شراب خواری وغیرہ

موجود تھا لہذا آپکی خدمت مین گذارش یہ ہو کہ للہ جسقدر جلد ہو سکے موافق کتب معتبرہ دینیہ کے آپ رقم فرمائیے کہ مولوی صاحب مذکور کا کہنا حق تھا یا ناحق اگر حق تھا تو اس کی حقیقت کی دلیل اگر ناحق تھا تو انپر کیا لازم ہو اور چمارکی دعوت قبول کرنی مسلمانون کو درست ہے یا نہین اور جو شخص اُسکی اس قسم کی مجلس مین جاوے اور کھاوے اور اُسکی مجلس کو زینت دے

وہ فاسق ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب ایسی مجلس دعوت مین کہ وہان ناچ و باجا و شراب خواری و پوجا وغیرہ افعال محرمہ واطوار شرک موجود ہون اور ان امور کا ہونا پہلے سے معلوم ہو وے کسی مسلمان کو جانا اور شرکت کرنا نہین درست ہے بلکہ ایسے امور مین برضا و رغبت شرکت کرنا فسق ہو اور اگر ان امور کا ہونا پہلے سے نہین معلوم تھا بلکہ بعد جانے کے صاحب دعوت کے مکان پر معلوم ہوا پس اگر محرمات اُسی مقام پر ہون جہان کھانا کھلایا جاتا ہے وہان سے واپس آنا لازم ہو اور شریک ہونا اور اس مجلس مین دعوت کھانا نہین درست ہے اور اگر اُس مقام پر نہون بلکہ دوسرے درجے مین ہون اُس صورت مین اگر یہ شخص جسکی دعوت کی گئی ہے مقتداء مثلاً عالم یا مفتی ہے اُسکو دعوت کھانا نہین درست ہے اگر مقتدا نہین ہو تو اوسکو شریک ہونا درست ہے مگر بشرط قدرت منکرات سے منع کرنا لازم ہو درمختار مین ہے دعی الی ولیمۃ وثمہ لعب او غناء قعد واکل لو المنکر فی المنزل فلو علی المائدۃ لا ینبغی ان یقعد بل یخرج معرضاً فان قدر علی المنع فعل والا صبر ان لم یکن ممن یقتدی بہ فان کان مقتدی ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد لان فیہ شین الدین وان علم اولاً باللعب لا یحضر اصلاً سواء کان ممن یقتدی بہ اولا لان حق الدعوۃ انما یلزمہ بعد الحضور لا قبلہ انتہی ملخصاً واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

صح الجواب نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم [مہر: محمد ابراہیم]

استفتا سوال خطبہ آخر جمعہ رمضان مین الوداع یا الفراق پڑھنا درست ہو یا نہین

سوال مُردے کو قبر مین جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دکھلایا جاتا ہے یا نہین

[illegible] الوداع یا الفراق کا خطبہ آخر رمضان مین پڑھنا اور کلمات حسرت

ورخصت کے ادا کرنا فی نفسہ امر مباح ہے بلکہ اگر یہ کلمات باعث ندامت و توبہ کا ہوا ہوں تو امید ثواب ہے مگر اس طریقے کا ثبوت قرون ثلثہ مین نہین ہے البتہ آخر شعبان مین خطبہ استقبال رمضان احادیث مین وارد ہے جیسا کہ درمنثور مین ہے اخرج العقیلی وضعفہ ابن خزیمۃ والبیہقی والخطیب والاصبہانی عن سلمان الفارسی قال خطبنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فی آخر یوم من شعبان فقال الحدیث بطولہ اور شاید جسنے اس طریقے کا ایجاد کیا اوسنے خطبہ آخر رمضان کو خطبہ استقبال پر قیاس کیا لیکن اہتمام کرنا خطبۂ وداع کا جیسا کہ اسوقت مین مروج ہے اور اوسکو حد التزام تک پہونچانا خالی ابتداع سے نہین علمای معتمدین کو لازم ہے کہ اس طریقے کے التزام کو چھوڑدین تا عوام اعتقاد استحباب وسنیت بلکہ ضروری ہونے اس طریقۂ خاص سے نجات پادین اور مردہ کو قبر مین جمال مبارک کا دیکھنا نہین ثابت ہے جلال الدین سیوطی کے رسالہ شرح الصدور مین مرقوم ہے سئل الحافظ ابن حجر ہل تکشف للمیت حتی یری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاجاب بانہ لم یرو ہذا فی حدیث وانما ادعاہ بعض من لا یحتج بہ بغیر مستند سوی قولہ فی ہذا الرجل لا حجۃ فیہ لان الاشارۃ الی الحاضر فی الذہن انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا [۱۸] کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ بعض کہتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی تمسے احتراز کرے تم بھی اوس سے احتراز کرو آیا یہ احتراز صرف اکل وشرب مین ہے یا ہمہ امورات مثل موانست ومشاورت وغیرہا مین فقط بینوا توجروا

ہو المصوب جملہ امور موانست اور محبت مین کفار سے احتراز اولی ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۱۹] نیکو آگاہان علم دین وخوبتر دانندگان شرع متین چہ زبان میزنند وچہ سخن می سنجند اندرین معنی کہ سگ کہ پلید ترا عنی نجس العین ست پروردنش چہ مایۂ علم اثم و امنی برمی افراز دو فرو ریختن مواشی بخانہ فرشتگان رحمت را سگ راہ میشود یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب پروردن سگ اگر برای شکار کنانیدن یا برای حفاظت زراعت یا جانوران یا پاسبانی بوقت ضرورت باشد درست ست وبدون این امور وبغیر ضرورت پروردنش ناجائز وباعث حرمان ثواب اعمال صالحہ است در موطا امام محمد ست اخبرنا مالک اخبرنا

یزید بن خصیفۃ عن السائب بن یزید اخبرہ انہ سمع سفیان بن ابی زہیر یحدث اناسا معہ وہو
عند باب المسجد قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من اقتنی کلبا لا یغنی بہ زرعا ولا ضرعا
نقص من عملہ کل یوم قیراط قال محمد یکرہ اقتناء الکلب بغیر منفعۃ فاما کلب لزرع او الضرع او الصید
او الحرس فلا باس اخبرنا مالک عن عبد الملک بن میسرۃ عن ابراہیم النخعی قال رخص رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم لاہل البیت القاصی فی الکلب یتخذونہ قال محمد فہذا للحرس اخبرنا مالک اخبرنا عبد اللہ بن دینار
عن ابن عمر قال من اقتنی کلبا الا کلبا ماشیۃ او ضاریا نقص من عملہ کل یوم قیراطان انتہی ملخصاً
ودر احادیث صحیحہ وارد است کہ پروردن سگ وبودن در مکان سد راہ نزول ملائکہ رحمت میگردد
وسیوطی در رسالۂ خود الحبائک فی اخبار الملائک می آرد اخرج ابن ماجۃ عن علی قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ان الملائکۃ لا تدخل بیتا فیہ کلب ولا صورۃ واخرج احمد ومسلم وابو داؤد والترمذی
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تصحب الملائکۃ رفقۃ فیہا کلب ولا جرس
واخرج ابو داؤد والنسائی والحاکم عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تدخل الملائکۃ
بیتا فیہ صورۃ ولا کلب ولا جنب انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۸ چہ میفرمایند علمای دین درین مسئلہ اگر زن تابعداری شوہر نکند وسخن
او نشنود باوجودیکہ باو فہمائش تا چنانکہ باید کردہ شد پس شوہر او را چہ لازم خواہد بود وہم
تابعداری والدین از تابعداری شوہر مقدم دارد ودانند ؟

ہو المصوب تابعداری شوہر بر زن مقدم ست از تابعداری والدین و زنے کہ
درخلاف مرضی شوہر سرگرم ماند او را شوہرش نصیحت تسلے سازد واگر موثر نگردد زجراً از و
ترک کلام ومجامعت سازد تا او را تنبیہ حاصل شود اگر برین ہم اثرے نشود ضرب آن بشرطیکہ
زائد تکلیف دہ نگردد درست قال اللہ تعالی فی کتابہ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ
وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا واخرج الحکیم الترمذی
فی نوادر الاصول عن انس ان رجلا انطلق غازیا واوصی لامرأتہ ان لا تنزل من
فوق البیت وکان والدہا فی اسفل البیت فاشتکی ابوہا فارسلت الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وسلم تخبره وتستامره فارسل الیها اتقی الله واطیعی زوجک ثم ان والدها توفی فارسلت الیه تستامره فارسل الیها بمثل ذلک اخرج البزار والطبرانی فی الاوسط عن عائشة سألت رسول الله صلی الله علیه وسلم ای الناس اعظم حقا علی المرأة قال زوجها قلت ای الناس اعظم حقا علی الرجل قال امه واخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیهقی فی سننه عن ابن عباس فی قوله تعالی واللاتی تخافون نشوزهن قال تلک المرأة تنشز وتستخف بحق زوجها ولا تطیع امره فامره الله ان یعظها ویذکرها بالله فان قبلت والا یهجرها فی المضاجع ولا یکلمها من غیر ان یذر نکاحها فان رجعت والا ضربها ضربا غیر مبرح ولا یکسر لها عظما ولا یجرح جرحا کذا فی الدر المنثور لجلال الدین السیوطی والله اعلم

حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

استفتاء ۲۴ نیل یعنی وسمہ سیاہ کا موی ریش سفید مین خضاب لگانا حرام محض ہے ۱۹ اور مرتکب اس کا صرف خاطی ہے یا مرتکب گناہ بینوا توجروا

ہو المصوب خضاب برنگ سیاہ خالص ممنوع وگناہ کبیرہ ہے ابن حجر مکی نے زواجر مین اسکو کبائر مین شمار کیا ہے اسوجہ سے کہ حدیث مین وارد ہے یکون فی آخر الزمان قوم یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحة الجنة رواه ابو داؤد والنسائی یعنی آخر زمان مین ایسے لوگ ہونگے کہ سیاہ خضاب کرینگے مانند رنگ دانہ دان کبوترون کے وہ لوگ نہ پاوینگے بوی جنت کو اور طبرانی نے روایت کیا ہے من خضب بالسواد سود الله وجهه یوم القیمة یعنی جو شخص سیاہ خضاب کریگا بروز قیامت حقتعالی اوسکو سیاہ رو کریگا اور ملا علی قاری شرح شمائل ترمذی مین لکھتے ہین ذهب اکثر العلماء الی کراهة الخضاب بالسواد وجنح النووی الی انها کراهة تحریم وان من العلماء من رخص فیه للجهاد ولم یرخص فیه لغیره انتهی پس برگ نیل سے اگر سیاہ خضاب ہووے وہ ممنوع ہے مثلا اسکے پہلے بالون کو مہندی سے رنگین کرے اوسکے بعد استعمال نیل کا کرے اس صورت مین رنگ سیاہ ہوتا ہے اور اگر رنگ خالص سیاہ نہووے مثلا نیل کے ساتھ مہندی وغیرہ شریک کی جاوے جس سے رنگ مائل بسرخی ہو تو درست ہے جیساکہ امام محمد موطا مین لکھتے ہین لا نری بالخضاب بالوسمة والحناء والصفرة باسا انتهی والله اعلم

حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

۲۰ استفتا ۔ سانڈ کا کھانا درست ہے یا نہیں جب وہ کسی شخص خاص کی ملک نہیں ہے تو بنام خدا ذبح کرکے کھانا جائز ہوگا یا نہیں بینوا توجروا

ہو المصوب نہیں جائز ہوگا جب تک مالک اوسکا اجازت نہ دیوے کیونکہ چھوڑ دینا کسی جانور کا بغیر اجازت اور شخص کے جو پاوے باعث ملک مالک سے اوسکو نہیں نکالتا جیسا کہ رد المحتار میں ہے المختار فی الصید انہ لایملکہ اذا لم یجدہ وکذا فی الدابۃ اذا سیبہا صاحبہا کذا فی المنح الا ان یکون قال عند التسییب هو لمن اخذہ فلا لمن سمع مقالته اولم یسمع کما فی السراج وکذا لو ارسل صیدا اوقال هو لمن اخذہ کما فی التبیین والفتح ملخصا وفیہ ایضا نقلا عن النسفیة الشرنبلالی انتہی اور درمختار میں ہے ان کان مرسلا فہو مال الغیر فلا یجوز تناولہ الا باذن صاحبہ زیلعی انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۱ استفتا ۔ مالش کرنا چربی شیر کا دوا کے جائز ہے یا نہیں اور بغیر دھوئے اوسکے نماز درست ہوگی یا نہیں

ہو المصوب چربی شیر کی حرام اور نجس ہے اور تداوی بالمحرم میں اختلاف فقہا کا ہے بعض مطلقا ممنوع کہتے ہیں اور بعض بشرط ضرورت اسطرح پر کہ باخبار طبیب حاذق مسلم یہ معلوم ہو کہ اوس مرض کی کوئی اور دوا نہیں ہے اور اسمیں شفا مظنون ہے جائز رکھتے ہیں جیسا کہ درمختار میں ہے اختلف فی التداوی بالمحرم فظاہر المذہب المنع کما فی رضاع البحر لکن نقل المصنف ثم وہنا عن الحاوی قیل یرخص اذا علم فیہ الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیہ الفتوی انتہی و بر تقدیر استعمال بغیر دھوئے ہوئے کوئی نماز نہیں جائز ہے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

۲۲ استفتا ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خضاب کرنا مسنون ہے تو کس چیز کا اور کس حدیث سے ثابت ہے جس چیز کا مسنون ہی اوسکے سوا دوسری چیز کا خضاب جیسے وسمہ نیل کا یا دوسرا نسخہ ہو تو کیا حکم ہے اگر ممانعت ہے تو کس حدیث سے اور جائز ہے تو کس حال میں یعنی روزگار پیشہ کو یا ہر شخص کو اور اگر ممانعت ہی تو کس طرح سے اور اوسکے خلاف روی میں کسطرح کا عذاب ہوگا یا کس نعیم جنت سے محروم رہیگا صاف صاف بیان فرمائیے اور اسکا جواز و حرمت متفق علیہ یا مختلف فیہ ہو تو ویسا ارقام فرمائیے بینوا توجروا

ہو المصوب خضاب کرنا سرخ یا زرد یا اور کسی کا سوائے سیاہی خالص کی مستحب ہی اور خضاب نکرنا اور سپیدی قائم رکھنا بھی جائز ہے اور سیاہ خضاب ممنوع اور گناہ کبیرہ ہے

فتاوی قاضیخان مین ہے الخضاب بالحناء حسن انتہی اور صحیح مسلم مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے غیروا ہذا الشیب اجتنبوا السواد یعنی تغیر کرو سپیدی کو اور اجتناب کرو سیاہی سے اور سنن ابی داؤد مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے یکون فی آخر الزمان قوم یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لایجدون رائحۃ الجنۃ یعنی آخر زمانہ مین ایسے لوگ ہونگے کہ خضاب سیاہ کرینگے مثل رنگ کبوتر کے سینہ کے وہ لوگ نہ پاوینگے بو سے جنت کو اور معجم طبرانی مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے من خضب بالسواد سوّد اللہ وجہہ یوم القیمۃ انتہی یعنی جو شخص سیاہ خضاب کریگا قیامت کے روز وہ روسیاہ محشور ہوگا اور شیخ دہلوی شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین خضاب بحنا باتفاق جائز ست ومختار در سواد حرمت ست انتہی اور خضاب وسمہ یعنی نیل کا اگر بغیر اشتراک مہندی وغیرہ کے ہو کہ جس سے سیاہی خالص حاصل نہین ہوتی بلکہ سیاہی مائل بسبزی ہو تو وہ درست ہے جیسا کہ امام محمد مؤطا مین لکھتے ہین لانری بالخضاب بالوسمۃ والحناء والصفرۃ باساوان ترکہ ابیض فلاباس بذلک کل ذلک حسن انتہی اور اگر بشرکت مہندی ہو یا اور کوئی نسخہ ہو جس سے رنگ بالکل سیاہ ہو تو حرام ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبدالحی
ابوالحسنات

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم **سوال** کیا حکم ہے اس مسئلہ مین کہ ایک شخص ذی علم ہے جسکو فی الجملہ تمیز کتاب وسنت کی اور کتب فقہ مین مثل علماء اس زمانہ کے نظر وقدرت رکھتا ہے وہ شخص ایک عارضہ سخت مین بیمار ہے اور علاج بقدر امکان بہت کیا ہے مگر اطباء ہانکے دوا اوس عارضہ کی ایسی مجرب اور قوی العمل نہین دیسکتے ہین جس سے صحت ہو مگر اوسکے واسطے بعض جانور حشرات الارض تجویز کرتے ہین کہ وہ بحسب تصریحات کتب طبیہ اور تجربۂ اطبا اس زمانے کے بہت مجرب ہین پس بنظر اختلاف فقہا بمسئلہ تداوی بالحرام وبنظر عبارت مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد کے اور بنظر اختیار صاحب ہدایہ کے جو تجنیس مین لکھا ہے وہ شخص مریض داء مذکور کو حالت موجودہ مصرحہ صدر مین کلا استعمال کرسکتا ہے یا نہین حکم اس مسئلہ کا بملاحظہ در المختار وحاشیہ شامی وہدایہ وشرح ہدایہ وغیرہ وملاحظہ صحاح درخصوص حدیث عرنیین بجادہ استعمال ابوال بشتر کے بسند کتاب ارقام فرمایا جاوے

عبارت مرقاۃ الصعود کی یہ ہے قولہ ولا تداووا بحرام قال البیہقی فی سننہ ہذا الحدیث وحدیث النہی
عن الدواء الخبیث ان صحا محمولان علی النہی عن التداوی بالمسکر وعن التداوی بکل حرام فی غیر
حال الضرورۃ لیکون جمعا بینہما وبین حدیث العرنیین فقط

ہوالمصوب ہر چند کہ اس باب مین فقہا کا بڑا اختلاف واقع ہے اور فتوی بھی مختلفہ ہے
ایک جماعت فقہا کی مطلقا عدم جواز تداوی کے فتوی دیتی ہے اور ایک جماعت بضرورت
تداوی بالمحرم جائز رکھتی ہے لیکن بظاہر اگر کوئی شخص موافق فتوی جم غفیر علما عبارت
بعض محدثین عند الضرورت استعمال اشیاء محرمہ کا کریگا مواخذہ نہوگا انشاء اللہ تعالے
عینی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری مین لکھتے ہین اجابوا عن حدیث العرنیین بانہ قد کان
للضرورۃ فلیس فیہ دلیل علے انہ مباح فی غیر حال الضرورۃ لان ثمہ اشیاء ابیحت فی الضرورات
ولم تبح فی غیرہا کما فی لبس الحریر فانہ حرام للرجال وقد ابیح لبسہ فی الحرب او للحکۃ او لشدۃ البرد
اذا لم یجد غیرہ ولہ امثال کثیرۃ فے الشرع وقال ابن حزم صح یقینا ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
انما امرہم بذلک علی سبیل التداوی من السقم الذی کان اصابہم والتداوی منزلۃ ضرورۃ وقد قال اللہ
الا ما اضطررتم الیہ فما اضطر الیہ فہو غیر محرم علیہ من الاکل والشرب انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۲۶ نحمدہ ونصلی کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین
کہ سوانح اور وقائع شہادت امام حسین وغیرہما مین سامان کرنا اور اوسپر رونا اور رولانا اور اوسکے واسطے
انعقاد مجلس تعزیت کرنا موجب ثواب ہے یا باعث عقاب علی قول مفتی بہ اور نوحہ
اور مرثیہ خوانی کہ جسپر وعید نازل ہوئی ہے اوسکی یہی حقیقت ہے کہ موتی کے مصائب
وتکالیف بیان کیجاوین یا کچھ اور بینوا مستندین بالکتاب

ہوالمصوب نفس ذکر محاسن موتے وتحسر بران ممنوع نیست بلکہ گریستن باواز بلند
وعمداً آواز بلند کردن یا بیان مصائب ومناقب ممنوع وداخل نوحہ است در کشف الغمہ
اما لزم للموتی علی الاحیاء شیخ الاسلام محمدی مینویسد گریستن بنوحہ بلند کہ آنرا در احادیث
آواز شیطان خواندہ خصوص کہ باذکر مناقب مردہ جمع کنند چنانکہ عادت جاہلیت است

[stamp] [illegible] کتب [illegible]

در قنیہ [illegible] حرام ست مطلقا اما اصل نشاید ذکر محاسن مردہ بروجہ ندبہ
جائز است [illegible] این اصل گریستن کہ ناشی از رقت قلب باشد بے جزع و اضطراب
لا باس بہ است بلکہ آنرا در احادیث رحمت خواندہ و از ان حضرت در وقائع متعددہ وقوع یافتہ
انتہی و نفس بیان وقائع شہادت و گریستن بران بشرطیکہ از نوحہ و متعلقات آن معرا باشد و از
عقد مجلس کہ موجب تشبہ روافض است تبرہ درست ست و خصوص عقد مجلس برای آن خالی
از تشبہ و کراہت نیست در جامع الرموز می نویسد ذا اراد ذکر مقتل الحسین ینبغی ان یذکر اولا مقتل
سائر الصحابۃ لئلا یشابہ الروافض کما فی العون و در صراط المستقیم می آرد و ذکر قصہ شہادت بعقد
مجلس باین قصد کہ مردم بشنوند تا سعہا نمایند و گریہ و زاری کنند ہر چند در نظر ظاہر خللے دران
ظاہر نمیشود اما فی الحقیقت آنہم مذموم و مکروہ ست در مجالس الابرار می نویسد قد روی احمد
و ابن ماجۃ عن فاطمۃ بنت الحسین عن ابیہا ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ما من مسلم یصاب بمصیبۃ
فیذکرہا وان قدم عہدہا فیحدث لہا الاسترجاع الاکتب لہ اجر مثلہا یوم اصیب و ہذہ الحدیث
رواہ الحسین رضی اللہ عنہ ابنتہ التی شہدت مصرعہ وقد ثبت فی علم اللہ ان مصیبۃ الحسین تذکر مع تقادم
العہد و کان من سنۃ الاسلام ان تجری ہذہ السنۃ کلما ذکرت تلک المصیبۃ بان یسترجع لہا
فیکون للانسان من الاجر الذی کان لمن استرجع یوم اصیب المسلمون لہا انتہی واللہ اعلم
حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی | ابو الحسنات

استفتا شافعی گفت کہ شطرنج مباح ست امام — نج مبازید کہ جز راست شد فرمود امام
حنبلی گفت کہ گر زانکہ بعجم دریابے — بستہ بنگ تناول کن و سرخوش بخرام
بوحنیفہ بہ ازان گوید در باب شراب — کہ ز جوشیدہ بجوز تا نہ بود بر تو حرام
گر کنی پیروی مفتی چارم مالک — او ہم از بہر تو تجویز کند وطی غلام
بنگ و می بخور و کون میکن و می بانغار — کہ مسلمانی بر این چار امام ست تمام

ہو المصوب این اشعار مشتمل اند بر افترا بر ائمہ اربعہ و متضمن اند بر اقوال مردودہ
بیانش آنکہ نزد شافعیہ اگر چہ شطرنج فی نفسہ حرام نیست لیکن خالی از کراہت نیست
و مداومت بر آن گناہ صغیرہ است و اگر مشتمل بر اخذ مال و قمار باشد حرام ست پس مطلقا

نسبت حلت شطرنج خصوصاً بوقتی که مشتمل بر قمار باشد بطرف امام شافعی نیز افترا است علامه
کمال الدین موسی دمیری شافعی در حیوة الحیوان در بحث عقعق می نویسد الشطرنج مکروه
کراهة تنزیه وقیل حرام وقیل مباح والاول الصحیح وهذا اذا لم ینضم الیه اشتغال عن صلوة او غیرها
فالتحریم اذ ذاک لیس للشطرنج لنفسه وهو مکروه اذا لم یواظب علیه فان واظب علیه فانه یصیر
صغیرة کما ذکره الغزالی فی کتاب التوبة من الاحیاء انتهی ملخصاً وابن حجر مکی هیتمی شافعی در زواجر
عن اقتراف الکبائر میگوید فی فتاوی النووی الشطرنج حرام عند اکثر العلماء وکذا عندنا ان فوت
به صلوة او لعب به علی عوض فان انتفی ذلک کره عند الشافعی وحرم عند غیره انتهی ونسبت
حلت بنگ بطرف امام احمد نیز درست نیست بنگ که بعربی آنرا حشیشه وورق القنب
میگویند در زمانه ائمه اربعه نبوده بعد مرور زمانه کثیر شائع شده وفقهای مذاهب اربعه باتفاق
فتوی بحرمتش داده اند در زواجر مینویسد حکی القرافی وابن تیمیة الاجماع علی تحریم الحشیشة قال
ومن استحلها فقد کفر وانما لم یتکلم فیها الائمة الاربعة لانها لم تکن فی زمنهم وانما ظهرت فی آخر المائة
السادسة واول المائة السابعة حین ظهرت دولة التتار انتهی وحلت شراب جوشیده
اگرچه در بعض کتب حنفیه واقع شده مگر آن قول مردود است وانتسابش بسوی امام اعظم
افترا است در منح الغفار شرح تنویر الابصار می نویسد الطبیخ [illegible] یمنع من ثبوت الحرمة
لا لرفعها بعد ثبوتها الا انه لا یحد فیه ما لم یسکر منه علی ما قالوا لان الحد [illegible] فی النی خاصة لما ذکرنا فلا یتعدی بها
الی المطبوخ ذکره فی تبیین الکنز من غیر ذکر خلاف وهذا هو الظاهر الذی یجب ان یعول علیه وبه یظهر
لک ضعف ما فی القنیة من قوله خمر طبخت وزالت مرارتها حلت انتهی [illegible] ودر در المختار
ودر رد المحتار است لعل هذا الفرع متفرع علی ما قدمناه عن بعض المعتزلة من ان الحرام
من الخمر هو المسکر ویدل علیه انه فی القنیة نقله عن القاضی عبد الجبار احد شیوخ المعتزلة انتهی ونسبت
حلت لواطت بطرف امام مالک [illegible] تهمت است در رحمة الامة فی اختلاف الائمة می نویسد
اتفق الائمة الاربعة علی تحریم اللواطة وانه من الفواحش العظام وهل یوجب الحد قال الثلاثة
یوجب الحد وقال ابو حنیفة یعزر [illegible] فان تکرر منه قتل انتهی والله اعلم حرره الراجی
عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

ابو الحسنات محمد عبد الحی

استفتا ما قول العلماء جزاکم اللہ عنا جزاء حسنا دران کس کہ عمداً و سہواً و بغضاً ہمہ
علما وارث الانبیا را دشنام بہ مثل بہن چود و لچا اعاذنا اللہ از روی تفاخر و کبر و بغض و بد
و بان صاحبان مسند نشین تفاخر ورزد در حق آنکس چہ حکم است بینوا توجروا

ہو المصوب اگر مقصود آن دشنام دہندہ استخفاف علم و تحقیر علما من حیث العلم
است فقہا حکم بکفرش میدہند ورنہ در فاسق و فاجر بودن آنکس و مستحق غضب الٰہی
و مستوجب عذاب دنیوی و اخروی شدن آن شبہ نیست سب و شتم و طعن بر مسلم کائنا من کان
موجب فسق است چہ جائیکہ بسب و شتم علما صاحب فتاوی عالمگیری ازیہ مینویسد الاستخفاف بالعلماء
لکونہم علماء استخفاف بالعلم والعلم صفۃ اللہ منحہ و فضلا علی خیار عبادہ لیدلوا خلقہ علی شریعہ نیابۃ
عن رسلہ فاستخفافہ بہذا یعلم انہ الی من یعود انتہی و نیز مینویسد قال الفقیہ تسمیۃ کا و بعلوی علویک
یکفر ان قصد بہ الاستخفاف بالدین انتہی و نور الدین علی سمہودی در رسالۂ خود جواہر العقدین فی
فضل الشرفین می آرند قد ترجم الامام النووی فی مقدمۃ شرحہ للمہذب بالنہی الاکید و الوعید الشدید
لمن یوذی او ینقص الفقہاء والحث علی اکرامہم و تعظیم حرماتہم ثم اورد قولہ تعالی وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ
فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ و قولہ تعالی وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ و قولہ تعالی
وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا قلت وجہ
الدلالۃ فی الآیتین الاولیین ظاہر لان علماء الدین من اعظم شعائر اللہ اذ المراد من شعائر اللہ اعلام
دینہ و ہم من اعظم حرماتہ واما وجہ الدلالۃ من الآیۃ الثالثۃ فہو ان ہذا الوعید اذا ثبت لفاعل ذلک
بالنسبۃ الی عامۃ المومنین فذلک بخاصتہم و عن ابی امامۃ مرفوعا ثلاثۃ لا یستخفہم الا المنافق ذو الشیبۃ
فی الاسلام و ذو العلم و امام مقسط رواہ الطبرانی فی الکبیر و عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یوقر کبیرنا و لم یرحم صغیرنا و من لم یعرف لعالمنا حقہ رواہ الترمذی
و عن ابی بکرۃ رض سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اغد عالما او متعلما او مستمعا او محبا ولا تکن
خامسۃ فتہلک قال عطاء قال لی مسعر زدتنا خامسۃ لم تکن عندنا والخامسۃ ان تبغض العلم واہلہ
رواہ الطبرانی فی الثلاثۃ والبزار و رجالہ موثقون و قال النووی فی التبیان و شرح المہذب قال الحافظ
ابو القاسم ابن عساکر اعلم یا اخی ان لحوم العلماء مسمومۃ و عادۃ اللہ فی ہتک استار منتقصیہم معلومۃ

وان من اطلق لسانہ فی العلماء ابتلاہ اللہ قبل موتہ موت القلب انتہی ملخصاً واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۲۶ ۲۷ **استفتا** شخصے بمریدان خود تعلیم میکند کہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ بطور ورد و عا میخوانند برائے قضائے حاجات مفید ست و بعض کسان باین طریق تعلیم میکند کہ یا شیخ برائے حصول یا بدرگاہ خدا دعا کنید پس برای تعلیم کنندہ چہ حکم ست و ہر دو کلام کلام شرک ست یا نہ و آیا شیخ عبد القادر چنین قدرت دارند کہ فریاد ہر کس شنیدہ برای ندا کنندہ دعا کنند و بفریاد رسند یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب ازین چنین وظیفہ احتراز لازم و واجب اولاً ازین جہت کہ این وظیفہ متضمن شیئاً للہ است و بعض فقہا از ہمچو لفظ حکم کفر کردہ اند چنانکہ در درمختار مے نویسد کذا قول شیئ للہ قیل یکفر انتہی و در رد المحتار مے آرد ولعل وجہہ انہ طلب شیئاً للہ واللہ غنی عن کل شیئ والکل مفتقر و محتاج الیہ وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکن ان یقول اردت اطلب شیئ اکراماً للہ شرح الوہبانیۃ قلت فینبغی او یجب التباعد عن ہذہ العبارۃ وقد مر ان ما فیہ خلاف یومر بالتوبۃ والاستغفار و تجدید النکاح انتہی ثانیاً ازین جہت کہ این وظیفہ متضمن ست ندائے اموات را از امکنۂ بعیدہ و شرعاً ثابت نیست کہ اولیا را قدرتے حاصل ست کہ از امکنۂ بعیدہ ندا را بشنوند البتہ سماع اموات سلام زائر قبر را ثابت ست بلکہ اعتقاد این کہ کسے غیر حق سبحانہ حاضر و ناظر و عالم خفی و جلی در ہر وقت و ہر آن ست اعتقاد شرک ست در فتاوی بزازیہ می نویسد تزوج بلا شہود و قال خدای و رسول خدا و فرشتگان را گواہ کردہ ام یکفر لانہ اعتقد ان الرسول والملک یعلمان الغیب قال علماؤنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر انتہی و حضرت شیخ عبد القادر اگرچہ از اجلۂ اولیائے امت محمدیہ ہستند و مناقب و فضائل شان لاتعد ولاتحصے اند لیکن چنین قدرت شان کہ فریاد را از امکنۂ بعیدہ بشنوند و بفریاد رسند ثابت نیست و اعتقاد این کہ آنجناب ہر وقت حال مریدان خود میدانند و ندائے شان میشنوند از عقائد شرک ست واللہ اعلم حررہ ابو الحسنات محمد عبد الحی عفی عنہ

۲۸ ۳۰ **استفتا** ما قولکم رحمکم اللہ اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عبارت دوسریکے

باہ رجب ۹۶ سنہ ۱۳ ہجری از بستی اضلاع چنپارن محلہ گنج مرسلہ مولوی دین محمد صاحب تلمیذ مولانا لطف اللہ مغفور

اخبار سے اپنے اخبار مین بغرض اعلان اور اشاعت کے نقل کر کے چھاپی وہی ہذہ عبارت
لفافۂ خطکی مختصر ہونی چاہیے نہ طول طویل مثل شیطان کی آنت کے مثلا انشاء اللہ تعالے بمنہ وکرمہ
لفافۂ ہذا در خاص شہر فلان و محلۂ فلان ٹکٹ لگا یا گیا وغیرہ اُسکو عمرو نے دیکھکر کہا آپ
ایسے ثقہ اور دیندار کے اخبار مین نسبت الفاظ معظمہ انشاء اللہ تعالے بمنہ وکرمہ کو شیطان کی
آنت لکھنا سوء ادبی بلکہ منجر بکفر ہے کہ توہین استہانت باری تعالی شانہ نکلتی ہے ایسے
امور کا لحاظ رکھیے زید نے اسکے جواب مین کہا کہ ہرگز اسمین سوء ادبی اور انجرار بکفر لازم نہین آتا
اسواسطے کہ ہمنے حکم طول طویل شیطان کی آنت کا نسبت کل عبارت مذکور کے دیا ہے اور جو
حکم کل کا ہووے وہی اُسکے اجزا کا ہو ضرور نہین اگر بالفرض تحریر اُس فقرہ کی منجر بکفر اور
بے ادبی کے ہو تو ناقل اسکا بری ہے کہ نقل کفر کفر نباشد انتہی پس تاویل اور توجیہ
کرنے والا اسکا ازروے آداب شریعت محمدیہ کے کیسا ہے بینوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل
ہو المصوب اگر مقصود توہین اسم باری عز شانہ ہے تو اس قسم کی عبارت موجب
کفر ہو جاتی اور رہر گاہ مقصود توہین نہین اور حکم ساتھ اُس عبارت قبیحہ کی مجموع من حیث
المجموع پر ہے صرف انشاء اللہ پر نہین اسوجہ سے کفر نہو گا مگر چونکہ ظاہر عبارت
سے ابہام خلاف مقصود کا بھی ہوتا ہے اسوجہ سے ایسی عبارت کے ساتھ تکلم منع ہے
اور خالی سوء ادبی سے نہین ہے اور توجیہ اور بیان مقصود رافع سوء ادبی کا نہین ہو سکتا
رد المحتار علی الدر المختار مین تحت قول صاحب در مختار مین ذکرہ قولہ فی دعائہ المقعد من عرشک
ہی المجرد والایہام کاف فی المنع عن التکلم بہذا الکلام وان احتمل معنی صحیحا ولنا علل المشائخ بقولہم
لانہ یوہم تعلق عزہ بالعرش نظیرہ ما قالوا فی انا مومن انشاء اللہ فانہم کرہوا ذلک وان قصد التبرک
دون التعلیق لما فیہ من الایہام انتہی اور بھی رد المحتار مین تحت قول صاحب در مختار کے کذا قول
شیئ للہ قیل بکفرہ مرقوم ہے لعل وجہہ انہ طلب شیئا للہ واللہ غنی عن کل شیئ والکل مفتقر ومحتاج الیہ
وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکن ان یقول اردت ان اطلب شیئا اکراما للہ شرح
الوہبانیہ قلت فینبغی ان یجب التنبیہ علی تجنب ہذہ العبارۃ انتہی یہان سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی عبارتین
کہ محتمل معنی غیر مشروع کو ہون اگرچہ مراد اُن سے معنی صحیحہ ہون تکلم ساتھ اُنکے ناجائز ہے

اور نقل کفر اگرچہ کفر نہین لیکن سوء ادبی سے خالی نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا[۱۷] کیا فرماتے ہین اہین علماے دین یعنی زید نے نہ کسی مفتی کا فتوی دیکھا آنکھ سے نہ عبارت اسکی دیکھی نہ سُنی اور الزام لگا دیا کہ پانی کسی عورت مسلمان کا جھوٹا پینے کو ناجائز اور مکروہ کہتا ہے اور اسپر لعن وطعن اور وہابی اور بے ایمان کہنا کیسا ہے

ہو المصوب زید اس حالت مین گنہگار ہوا توبہ نصوح اُسکو لازم ہے بغیر اطلاع حقیقۃ الامر الزام لگا دینا اور افترا کرنا کبائر سے ہے اور لعن وطعن کرنا اور وہابی اور بے ایمان کہنا ہر مسلمان کے حق مین کبیرہ ہے چہ جائیکہ کسی عالم کے حق مین تمام نصوص قرآنیہ واحادیث ایسے امور کی ممانعت سے مالامال ہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا[۱۸] کیا فرماتے ہین علماے دین کہ زید کے پاس ایک مسماۃ قوم ہنود سے آئی اور بیان کیا کہ مین مسلمان ہون یعنی مسلمان کے ساتھ گھر سے خاوند کو ترک کرکے رہتی ہون مجھے دین محمدی مین آنا منظور ہے اچھی طرح سے مجھے کلمہ پڑھا دو زید نے محض انکار کرکے جواب دیا کہ بخوف سرکار ہم ایسا نہین کرین گے مسماۃ نے زید سے کہا کہ مین ایک سال سے پاس مسلمان کے ہون جسکو زید جانتا تھا اگر دعوے ہے خاوند کو تو وہ زیور کا مدعی ہے عدالت مین نہ میرا کیونکہ مین اُسکے کام کی کب ہون دوسری ملت مین مین آگئی ہون مگر زید نے جواب ہی دیا ہرگز کلمہ نہ پڑھایا واقعی جب وہ پاس مسلمان کے ہے اور اسکے خاوند کو دعوی عورت کا نہین بلکہ زیور کا ہو اور اُس کا علم ہے تو جواب دینا اُسکو باقاعدہ کلمہ نہ پڑھانا کیسا ہوا

ہو المصوب ایسی صورت مین کلمہ نہ پڑھانا اور مسلمان نکرنا حرام ہے واللہ اعلم
حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا[۱۹] کیا فرماتے ہین علماے دین کہ زید نے بکر سے پچاس روپیہ قرض لیکر سودی ایک روپیہ ماہواری پر صاف تمسک لکھدیا چند سال تک تبدیلی تمسک کرتا رہا

ماہ شعبان ۱۲۹۴ہجری کا از قصبہ ... تحصیل ... ضلع رائے بریلی مرسلہ چودھری شرف الدین صاحب

بعزم بیت اللہ شریف کیا زید نے بکر سے درخواست حج جانے اور تہیدستی ادائے قرضہ مذکورہ کی بیان کی بکر نے وہ قرضہ مع سود کے معاف کیا زید روانہ حج کو ہوا صرف بیت اللہ شریف جا کر حج کرکے مکان پر واپس آیا زید جہاز پر سوار ہوا ایک شخص مسافر اُس طرف کا جانیوالا جس مقام پر مکان زید کا تھا جہاز پر ساتھی ہوا اور علیل ہوا اُس سے دو اشرفی دین کہ میرے مکان مین لڑکے کو دینا وہ مسافر مرگیا جب زید مکان پر پہونچا مسافر کے لڑکے کو خبر ہوئی وہ تقاضی ہوا بمشکل تمام نصف سے کم دیا اور باقی کا عذر ہے آرے بلے ہوتا ہے اُسنے تقاضا ترک کیا محول بقیامت کردیا اور اب بھی زید سودی روپیہ لیکر اپنے صرف مین لاتا ہے یہ بروی حکم شرع شریف کیا ہے

ہو المصوب زید اس صورت مین بوجہ ارتکاب ان امور کے فاسق ہے اسپر توبہ کرنا لازم ہے ایک تو بوجہ خیانت کے جو اللہ جل شانہ فرماتا ہے ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اہلہا اور حدیث صحیح مین وارد ہے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ دوسرے بوجہ سود دینے اور سودی قرضہ لینے کے حدیث صحیح مین وارد ہے لعن اللہ آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاہدہ اور قرآن پاک مین ارشاد ہے واحل اللہ البیع وحرم الربوا الی آخر الآیات فی سورۃ البقرۃ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۳۴ چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ اگر زید از عمرو رخصت شد وکسے ازینہا مسافر میشدند و باہم مصافحہ نمودند پس این مصافحہ جائز خواہد شد یا نہ مع سند کتاب بیان فرمایند بینوا توجروا

ہو المصوب مصافحہ بوقت ملاقات مسنون ست ملا علی قاری در شرح مشکوۃ می نویسند محل المصافحۃ المشروعۃ اول الملاقات انتہی و بوقت رخصت مسنون نیست البتہ در شرعۃ الاسلام مذکور ست کہ صحابہ بوقت رخصت مصافحہ میکردند عبارتش این است کان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا تلاقوا تعانقوا واذا افترقوا تصافحوا وحمدوا اللہ واستغفروا بعد ذلک وان التقوا وافترقوا فی الیوم مرارا انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۳۵ ایک عورت نے زنا اور رقص کے ذریعہ سے روپیہ پیدا کیا اسمین سے

خیرات کرکے اگر امیدوار ثواب کی ہو تو کافر ہو جاویگی یا مسلمان رہیگی ٢ ایسی عورت کے ہاتھ
کوئی چیز بیچکر اُسکے روپیہ مین سے قیمت لینا حلال ہے یا حرام ٣ کوئی ڈاکٹر یا طبیب عورت
مذکورہ کا علاج کرے تو حق العلاج اسکے روپیہ مین سے لینا درست ہے یا نہین
٤ عورت مذکورہ کو اپنے گھر مین کرایہ پر رکھکر اُسکے روپیہ مین سے کرایہ لینا کیسا ہے ٥
وہ عورت اگر للہ کسی کو روپیہ نذر کرے تو اُسکی نذر لینا حلال ہے یا حرام ٦ جو روپیہ
اُسنے زنا کے ذریعہ سے پیدا کیا اور جو ناچ گا کے ان دونون مین کچھ فرق ہے یا حرمت مین
برابر ہے اُسکے واسطے اور نذر لینے والے کے واسطے ٧ وہ عورت اگر دعوت کرے یا کچھ تحفہ
بھیجے تو اُسکو قبول کرنا درست ہے یا نہین ٨ وہ عورت جسکے پاس مال حلال
بالکل نہین فقط زنا اور رقص کی اجرت کا روپیہ ہے اگر وہ خیرات کرنا چاہی تو کیونکر کرے
٩ اگر وہ عورت قرض لیکر خیرات کرے اور پھر اپنے روپیہ سے قرضہ ادا کردے تو ثواب
خیرات کا پائیگی یا نہین ١٠ اگر قرض لیکر وہ عورت کسیکو نذر دے تو وہ نذر قبول کرنا جائز ہے
یا نہین ١١ زنا اور رقص کے صلہ مین اُسکی ایک رقم تنخواہ مقرر ہے اُسکے سوا بھی اور
روپیہ وہ اپنی خوشی سے دیتا ہے جسکی وہ نوکر ہے یہ دونون رقمین حرمت مین برابر ہین یا نہین
ہوالمصوب زنا اور رقص ورغنا کے ذریعہ سے جو مال پیدا ہو وہ خبیث اور حرام ہے
اور اس باب مین زنا اور ناچ گانا سب برابر ہین اور ایسی ہی بذریعہ اجرت کسی معصیت کی
جو حاصل ہووے وہ خبیث ہے ہان وہ مال جو مغنیہ یا زانیہ کو کسی نے بغیر اجرت و بغیر شرط کے
ابتداءً تبرع کیا وہ خبیث نہین ہے اور مال خبیث کا حکم یہ ہے کہ کل مال واپس کردینا
اصل مالک کو اگر معلوم ہو واجب ہے اگر نہ معلوم تو تصدق کل کا واجب ہے لیکن نہ بہ نیت
طلب ثواب کے بلکہ بہ نیت فراغ ذمہ کے اور اگر ایسے مال کے تصدق مین نیت طلب
ثواب کی کی جاوے گی پس اگر حرمت اُس مال کی قطعی ہے جیسا کہ مال غصب وغیرہ تو وہ شخص
کافر ہو جاویگا اور اگر قطعی نہین ہے یعنی دلائل قطعیہ سے نہین ثابت ہے تو وہ کافر نہوگا
جیسے مال زنا و رقص کو اسکی حرمت دلائل ظنیہ سے ثابت ہے مگر اس نیت سے وہ شخص
قابل مواخذہ ہوگا اور صدقہ اُسکا مقبول نہوگا فان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب ردالمحتار

حاشیۂ درمختار نے کتاب الاجارہ کے باب الاجارۃ الفاسدۃ مین ہے فی المنتقی امرأۃ نائحۃ
او صاحبۃ طبل او زمر اکتسبت مالا ردتہ علی اربابہ ان علموا والا تتصدق بہ وان من غیر شرط فہو لہا
وقال الامام الاستاذ لا یطیب والمعروف کالمشروط انتہی قلت وہذا مما یتعین الاخذ بہ فی زماننا
لعلمہم انہم لا یذہبون الا باجر البتۃ طحطاوی انتہی اور درمختار کے کتاب الاجارہ کے باب الاجارۃ
الفاسدۃ مین ہے ولا تصح الاجارۃ لعسب التیس وہو نزوہ علی الاناث ولا لاجل المعاصی مثل الغناء
والنوح والملاہی ولو اخذ بلا شرط یباح انتہی اور بھی اسیمین کتاب الزکوۃ مین ہے فی شرح الوہبانیۃ
عن البزازیۃ انما یکفر اذا تصدق بالحرام القطعی انتہی رد المحتار مین ہے قولہ اذا تصدق بالحرام القطعی
ای مع رجاء الثواب الناشی عن استحالہ اور شرنبلالی کے رسالہ حفظ الاصغرین عن اعتقاد ان
الحرام لا یتعدی الی ذمتین مین ہے لا لقصد بہ ای بالتصدق من المال الخبیث تحصیل الثواب
بل تفریغ الذمۃ اور ایسی عورت جسکے پاس مال حرام ہے اگر اور مال حلال بھی اُسکے پاس ہے
اور وہ بہ نسبت حرام کے زائد ہے تو اُسکی نذر قبول کرنا اور اُسکی دعوت کھانا اور اُسکا
صدقہ اور ہدیہ لینا اور اجرت کرایۂ مکان یا اجرت علاج وغیرہ لینا درست ہے بشرطیکہ یہ معلوم ہو
کہ یہ جو اُسنے دیا ہے عین مال حرام سے ہے اور اگر یہ معلوم ہو یا یہ کہ مال حرام غالب ہو تو کچھ
نہین درست ہے اشباہ والنظائر مین ہے اذا کان غالب مال المہدی حلالا فلا باس بقبول ہدیۃ
واکل مالہ ما لم یتبین انہ من حرام وان کان غالب مالہ الحرام لا یقبلہا ولا یاکل الا اذا قال انہ حلال
ورثہ او استقرضہ انتہی اور حفظ الاصغرین مین ہے فان قلت کیف ساغ للفقیر تناول ما فیہ حیث
قلت محلہ عدم علمہ بحقیقۃ الحال وان علم بہ فہو کغیرہ لا یحل لہ انتہی اور خزانۃ الروایات مین ہے فی
ملتقط الناصری آکل الربا او کاسب حرام اہدی الیہ او اضافہ وغالب مالہ حرام لا یقبل ولا یاکل
ما لم یمیزہ ان ذلک المال حلال ورثہ او استقرضہ وان کان غالب مالہ حلالا لا باس بقبول ہدیتہ
والاکل منہ انتہی اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر وہ شخص کہ کل مال اُسکا حرام ہے وہ اگر خیرات کرنا
چاہے تو قرض لیکے کرے اور اپنے مال خبیث سے اُس قرض کو ادا کرے اور قرض لیکے
جو وہ دیگا اُسکا ثواب اُسکو ملیگا اور نذر و تحفہ وغیرہ اُس سے لینا بھی درست ہوگا
حفظ الاصغرین مین ہے فی الخلاصۃ قال فی شرح حیل الخصاف لشمس الائمۃ ان الشیخ ابا القاسم

كان ممن ياخذ جائزة السلطان وكان يستقرض جميع حوائجه ويقضي دينه بما ياخذه من الجائزة انتهى والله اعلم حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي

استفتا ۳۴ ما قولكم ايها العلماء المتورعون والمنصفون في حق رجال عام او خاص يذكرون الله بارادة الوصول الى الحقيقة قياما وقعودا ويتواجدون ويهتزون ويرقصون في حالة الذكر ويصفق رجل للاشارة او ليتهيج الذاكرون يجوز هذا الفعل ام لا افتونا بالصواب اسقونا بالجواب توجروا بالاجر من مكرم ولي الدارين

هو المصوب ذكر الله تعالى حسن على كل حال وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر الله في كل احيانه اخرجه ابو داؤد وغيره وقال الله جل وعلا في كتابه في وصف اولى الالباب والمتفكرين في خلق السموات والارض الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم الآية لكن التواجد والاهتزاز والرقص والتصفيق وامثال ذلك ان صدرت من الذاكر في حالة الطرب والخروج عن حيز الاختيار وغلبة الشوق غلبة اخرجته عن حيز الخبرة فهو في ذلك معذور وغير ملام واما ارتكاب هذه الامور مع الاختيار فلا يجوزه الشرع ولا يرخص لهذه الامور قال في نصاب الاحتساب للسنامي الحنفي لا يجوز الرقص والسماع ومن اباحه من المشائخ فذلك للذين صارت حركاتهم حركات الارتعاش وانه ليس له اصل في الشرع رخصة وذكر في العوارف انه لا يليق بمنصب المشائخ الذين يقتدى بهم لانه يشبه اللهو انتهى وفي الابتداع في احكام السماع لجعفر بن ثعلب الادفوي الشافعي ذهبت طائفة الى التفرقة بين ارباب الاحوال الذين يقومون بوجد فيجوز لهم الرقص ويكره لغيرهم وهذا ما اورده الاستاذ ابو منصور واشار اليه القاضي حسين في تعليقه والغزالي في الاحياء انتهى وفي تبعيد الشيطان مختصر كتاب ابن القيم الحنبلي المسمى باغاثة اللهفان عن مصائد الشيطان قال ابن عباس كانت قريش يطوفون بالبيت عراة ويصفرون ويصفقون وقال مجاهد كانوا يعارضون النبي صلى الله عليه وسلم في الطواف ويصفرون ويصفقون يخلطون عليه طوافه وصلاته فالمتقربون الى الله بالصفير والتصفيق اشباه النوع الاول والمخلطون به على اهل الصلوة والذكر والقراءة اشباه النوع الثاني انتهى وفيه ايضا لم يشرع الله التصفيق للرجال عند الحاجة في الصلوة بل امروا بالعدول الى التسبيح فكيف اذا فعلوه لا لحاجة انتهى وفي الدرة المنيفة

از [illegible] موضع ... ضلع ... مرسلہ جناب شیخ حاجی محمد ابراہیم ... محمود ... محرم سنہ ۱۲۹۵ ہجری

شرح الجواہر المنیفہ والبزازیۃ ورد المختار وغیرہا من کتب الحنفیۃ الرقص والغناء الذی یفعلہ متصوفۃ زماننا عند الذکر حرام انتہی والکلام فی ہذا البحث طویل مشروح فی کتب الفقہ والحدیث وفیما ذکرناہ کفایۃ لارباب البصیرۃ واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا ۳۵ کیا فرماتے ہین علماے محققین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی شخص جناب خیر البشر علیہ صلوۃ اللہ الاکبر کی نعت مین معلم ہر خیر وشر کے لکھے تو معنی اصطلاحی کیا ہونگے اور اگر معنی لغوی لیے جاوین تو لفظ معلم شر فعل شر پر مشیر ہوگی یا ترک شر پر اور اُن دونون صورتون مین کاتب اس نعت کا مرتکب کسی گناہ کا یا داخل کسی سوء ادب مین ہو سکتا ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب اس لفظ کے یہ معنی ہو سکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر خیر کی خیریت کو اور ہر شر کی شریت کو تعلیم کیا باین معنی اس لفظ کا اطلاق درست ہوگا مگر احتمال اسمین دوسرے معنی قبیح کا ہے کہ آپنے ارتکاب شر کے تعلیم کی پس اطلاق ایسے لفظ کا خالی سوء ادبی سے نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۳۶ کیا فرماتے ہین علماے دین ان مسئلون مین (۱) شیعہ کو کافر کہنا چاہیے یا نہین (۲) حضرت کو دافع البلا کہنا چاہیے یا نہین (۳) جو شخص کہ خلاف لا تقربوا الزنا ولا تاکلوا الربا کرے اوسکو کافر کہنا چاہیے یا نہین

ہو المصوب جو شیعہ کہ منکر ضروریات دین ہین وہ کافر ہین صرف تبرائی شیعہ کافر نہین ہین اور جو شخص لا تقربوا الزنا وغیرہ کے خلاف کرے وہ کافر نہین فاسق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلا باین معنی کہنا کہ آپکے ذریعہ سے بلا دفع ہوتی ہے درست ہے اور باین معنی کہ آپ خود استقلالاً دفع کرتے ہین نہین درست ہے ایسے الفاظ سے کہ موہم معنی غیر مشروع کے ہووین اجتناب اولی ہے الفاظ التعریفات صحیحہ شرعیہ منقولہ کچھ کم نہین ہین واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۳۷ بعالی خدمت علماے دین ومفتیان شرع متین اینکہ کسے نام خود کہ ہدایت علی میداشت بایہام اسمای شرکیہ تبدیل نمودہ ہدایت العلی نہاد شخصے بران معترض شد کہ لفظ

درسوال ... صاحب از ... ضلع ... مورخہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۰۹ ہجری

درسوال مولوی محمد سعید صاحب از ... ضلع ... مورخہ ... ربیع الاول ۱۳۰۹ ہجری

ہدایت مشترک ست بین معنیین ارادۃ الطریق والایصال الی المطلوب وہکذا لفظ علی بغیر الف ولام مشترک ست بین اسماء آلہیہ وحضرت علی کرم اللہ وجہہ مجیب گفت کہ درین صورت تائید اثبات مدعای من ست چہ ہرگاہ لفظ ہدایت وعلی مشترک شد بین معنیین پس برین تقدیر چہار احتمال متحقق میشوند یکے ازآن از ہدایت معنی اول واز علی اللہ جل شانہ دوم از ہدایت معنی ثانی واز علی جل جلالہ سوم از ہدایت معنی اول واز علی حضرت علی کرم وجہہ چہارم از ہدایت معنی ثانی واز علی حضرت علی پس سہ احتمال اول خالی از ممانعت شرعیہ ہستند البتہ احتمال رابع خالی از ممنوعیت نیست چہ در جملہ اسمای شرکیہ مفہوم می شود پس ہر اسم کہ دائر شود بین اسمائے شرکیہ وعدمہ احتراز از آن لابدیست بلکہ واجب کما ہو ثابت واگر کسے بر اسم متنازع فیہ قیاس نمودہ بر عبد اللہ شرک ثابت کند ویا یا علی گفتن ممانعت نماید آیا اعتراض معترض وقیاس او صحیح ست یا نہ وبر تقدیر صحت اعتراض تائید کلام مجیب قرار می یابد یا چنانکہ معترض صاحب تصور فرمودہ اند بینوا توجروا

ہوالمصوب لفظ علی کہ از اسمائے آلہیہ است الف لام برآن زائد می شود یا برائے تعظیم چنانکہ در الفضل والنعمان وغیرہ رضی در شرح کافیہ می نویسد وقد یزاد اللام فی العلم وقال الکوفیون قد یکون اللام للتعظیم کما فی اللہ وفی الاعلام ولا یعرفہا البصریون انتہی ملخصا وابن مالک در الفیہ وشرح الفیہ در اعلام زیادت لام ذکر کردہ بہ الفضل ونحو ذلک مثل کردہ اند وعلی کل تقدیر لام بر اسمای آلہیہ سوائے لفظ الرحمٰن علم نیست وبر لفظ علی کہ از اسمای مرتضیٰ است لام داخل نمی شود بحر العلوم در حواشی میر زاہد ملا جلال می نویسند دخول اللام علی الاعلام فصیح سوے لفظۃ محمد علی مسماہ الصلوٰۃ والسلام وسوے لفظ علی رضی اللہ عنہ عن مسماہ انتہی بناء علیہ ہدایت العلی اولی ست از ہدایت علی چہ در اولی اشتباہ اضافت ہدایت بسوے علی مرتضیٰ رض نیست ودر صورت ثانیہ بسبب اشتراک لفظ ہدایت بحسب استعمال واشتراک لفظ علی اشتباہ امر ممنوع موجود ودر اسامی ایں چنیں کہ ایہام مضموم غیر مشروع سازد احتراز لازم ہمین سبب علما از تسمیہ بعبد النبی وغیرہ منع ساختہ اند واما در عبد اللہ وغیرہ پس ایہام امر غیر مشروع نیست بل ہو احب الاسماء الی اللہ علی ما ورد بہ الحدیث وہمچنین در یا علی ہرگاہ مقصود نداء حضرت گاہ باشد نیز ابہامی نیست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

مرسلہ مولوی محمد اسحاق صاحب از صاحب گنج ۲۳ ربیع الثانی روز چہارشنبہ ۱۳۰۹ ہجری

استفتا اس دیار میں عرصہ دو ماہ سے لوگون نے عجیب ایک نئی صورت ذکر کی جاری کی ہے وہ یہ ہے کہ نماز فرض کے سلام کے بعد زور سے تین چار بار سب مقتدی لا الہ الا اللہ کہتے ہین اور سر بھی دھنتے ہین جب اللہ اکبر کہتے ہین کیا اس طرح سے سر دھن دھن کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین لوگ اللہ اکبر کہا کرتے تھے فرض نماز کے بعد یا اصحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے مین کہا کرتے تھے یا ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وقت مین یہ دستور ہوا یا امام کے شاگردون سے یہ صورت کذائی ذکر کی منقول ہے اگر اسطرح کے ذکر ان حضرات مین کسی سے کسی معتبر کتاب مین منقول ہون تو ہم لوگ بھی ذکر خیر و کار خیر جانکر ذکر مذکور کو بہ ہیئت کذائی رواج دین اور اگر اس طرح کے ذکر امام اور شاگردان امام سے منقول نہین تو پھر اس ذکر محدث کو کیا کہینگے اور ایسے ذکر سے لوگون کو بصورت اختیار باز رکھین یا اجازت کرنے کی دیوین اور ہمارے حنفی مذہب مین علاوہ اس محل خاص کے جو ذکر کہ ثابت ہے وہان زور سے ذکر کرنا افضل ہے یا آہستہ بینوا توجروا

ہو المصوب اس قسم کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے اور ائمہ وغیرہ سے منقول نہین اور بتصحیح علماے حنفیہ وغیر حنفیہ ذکر بعد نماز کے سرًا مستحب ہے نہ جہرًا البتہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین صحابہ بعد نماز کے جہرًا تکبیر کہتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ہے ابن عباس سے قال کنت اعرف انقضاء صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالتکبیر انتہی فتح الباری مین ہے الظاہر انہ لم یکن یحضر الجماعۃ لانہ کان صغیرا لا یواظب علی ذلک فکان یعرف انقضاء الصلوۃ بما ذکر وقال غیرہ یحتمل ان یکون حاضرا فی آخر الصفوف فکان لا یعرف انقضاءہا بالتسلیم وانما کان یعرفہا بالتکبیر انتہی لیکن شراح حدیث نے اسکو حالت جہاد وغیرہ پر محمول کیا اور سر کو جہر سے افضل قرار دیا اور بعضون نے اسکو بعض اوقات پر محمول کیا اور التزام کو اُسکے منع کیا کتاب المدخل لابن الحاج المالکی مین ہے اما ما رواہ ابن الزبیر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلاتہ یقول بصوتہ الاعلی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن الجمیل لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون فی ما رواہ البخاری

عن ابن عباس ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبۃ کان علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالجواب من وجہین احدہما ما ذکرہ الامام الشافعی فی الام حیث قال واختار للامام والماموم ان یذکران اللہ بعد الانصراف من الصلوۃ ویخفیان الذکر الا ان یکون اماما یجب ان یتعلم منہ فیجہر حتی یری انہ قد تعلم منہ ثم یسر فان اللہ یقول ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بہا یعنی بالدعاء لا تجہر ترفع ولا تخافت حتی لا تسمع نفسک واحسب ما روی ابن الزبیر من تہلیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما روی ابن عباس من تکبیرہ کما رویناہ انما جہر قلیلا لیتعلم الناس منہ وذلک لان عامۃ الروایات التی کتبناہا لیس یذکر فیہا بعد التسلیم ولا تکبیر انتہی کلامہ بلفظہ فہذا الامام الشافعی حمل ذلک علی سبیل التعلیم فان حصل التعلیم امسک وہذا بخلاف ما یعہد الیوم من القراءۃ والذکر جہرا وجماعۃ فانہم لا یریدون التعلیم بل الثواب والجواب الثانی ما ذکرہ ابو الحسن ابن بطال فی شرح صحیح البخاری لما ان تکلم علی حدیث ابن عباس قال یحتمل ان یکون اراد بہ المجاہدین فان کان کذلک فہو الی الآن وعلیہ العمل وہو ان المجاہدین اذا صلوا الخمس فیستحب لہم ان یکبروا ویجہروا یرفعون اصواتہم لیرہبوا العدو فان لم یحمل علی ذلک فیکون منسوخا بالاجماع لانہ لا یعلم احد من العلماء یقول بہ انتہی اور یہی مدخل میں دوسرے مقام میں ہے ولیحذروا جمیعا من الجہر بالذکر والدعاء عند الفراغ من الصلوۃ ان کان فی جماعۃ فان ذلک من البدع انتہی اور علامہ شیخ الاسلام بدر الدین العینی الحنفی بنایہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں قال ابوبکر الرازی قال مشائخنا التکبیر جہرا فی غیر ایام التشریق لا یسن الا بازاء العدو واللصوص وقیل وکذا فی الحریق والمخاوف کلہا انتہی وفی نصاب الاحتساب الذکر والثناء اثر الصلوۃ جہرا یکرہ وانہ بدعۃ یعنی سوی ایام النحر والتشریق انتہی اور عبارات حنفیہ اس قسم کے بہت ہیں جس سے کراہت ذکر جہری بجز چند مواضع مستثناۃ کے ثابت ہوتی ہے تفصیل اسکی میرے رسالۂ سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر میں موجود ہے الحاصل ذکر جہری بعد نماز کے سوائے ایام التشریق وغیرہ کے اگر احیانا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ جہر مفرط نہو اور ایسے ہی اگر مقصود جہر سے تعلیم ہو اور بدون ان اغراض کے اوسکا التزام واہتمام کرنا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے خلاف طریقہ نبویہ وطریقہ سلف صالح ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی

تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بطور شوق کے کوئی جانور چرند یا پرند پالا گیا ہو اُس مین گناہ ہے یا نہین اگر گناہ ہے تو کفارہ سے آگاہی بخشیے اور شکار کے بارے مین کیا فرماتے ہین۔

ہو المصوب جانور پالنا بطور شوق کے درست ہے بشرطیکہ اُس کو تکلیف نہ دے مجتبی شرح مختصر قدوری مین ہے لا باس بحبس الطیور و الدجاج فی بیتہ ولکن یعلفہا انتہے اور رد المحتار مین فتاوی قاری الہدایہ سے منقول ہے یجوز حبسہا للاستیناس انتہی اور جامع الرموز مین ہے لا باس بحبس الطیور و الدجاج فی بیتہ ولکن یعلفہا وہو خیر من ارسالہا فی السکک انتہے اور شکار کرنا جائز ہے بشرطیکہ محض تلعب و ایذاے حیوانات مقصود نہو اور بعضون نے حرفہ بنا لینا مکروہ لکہا مگر صحیح یہ ہے کہ نہین مکروہ ہے بزازیہ مین ہے الصید مباح الا للتلہی او حرفۃ انتہی اور حواشی اشباہ للحموی مین ہے فیہ نظر لانہ نوع اکتساب بما ہو مخلوق لذلک والاکتساب مباح فصار کالاحتطاب انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ بعد خطبہ عیدین کے جو مصافحہ و معانقہ لوگون مین مروج ہے وہ مسنون ہے یا بدعت بینوا توجروا

ہو المصوب وقت مصافحہ و معانقہ ابتداے ملاقات ہے پس بعد نماز عید کے مصافحہ و معانقہ مسنون نہین اور علما اس باب مین مختلف ہین بعض بدعت مباحہ کہتے ہین اور بعض بدعت مکروہہ علی کل تقدیر ترک اسکا اولی ہے کتاب الاذکار للنووی مین ہے

اعلم ان المصافحۃ مستحبۃ عند کل لقاء واما اعتادہ الناس من المصافحۃ بعد صلوۃ الصبح والعصر فلا اصل لہ فی الشرع ولکن لا باس بہ فان اصل المصافحۃ سنۃ وکونہم حافظوا علیہا فی بعض الاحوال وفرطوا فی کثیر من الاحوال او اکثرہا لا یخرج ذلک البعض عن کونہ من المصافحۃ التی ورد الشرع باصلہا انتہی اور در مختار مین ہے واطلاق المصنف تبعا للدرر والکنز والوقایۃ والنقایۃ والمجمع والملتقی یفید جوازہا مطلقا ولو بعد العصر وقولہم بدعۃ ای مباحۃ انتہی اور رد المحتار مین ہے قد یقال ان المواظبۃ علیہا بعد الصلوۃ خاصۃ یؤدی الجہلۃ الی اعتقاد سنیتہا فی خصوص ہذہ المواضع مع ان ظاہر کلامہم لم یفعلہا احد من السلف ونقل عن الشرنبلالی عن ابن حجر انہا بدعۃ

مرسلہ قاضی سعادت علی صاحب ... از ... مطبوعہ

مرسلہ مولوی قاضی محمد حسن از کرنول ضلع مدراس معرفت قاضی قادر میان صاحب بلدہ ذی الحجہ ۱۲۹۶ ہجری

مکروہۃ لا اصل لہا فی الشرع انتہی اور مدخل ابن الحاج میں ہے جاز المعانقۃ ان غیبۃ عند اللقاء
من غیبۃ کانت واما فی العید لمن ہو حاضر معک فلا واما المصافحۃ فانہا وضعت فی الشرع عند لقاء
المؤمن لاخیہ واما فی العید علی ما اعتادہ بعضہم عند الفراغ من الصلوۃ یتصافحون فلا اعرفہ لکن قال
الشیخ ابو عبد اللہ ابن نعمان انہ ادرک بمدینۃ فاس والعلماء العاملون یعلمہم متوافرون انہم کانوا اذا فرغوا
من صلوۃ العید صافح بعضہم بعضا فان کان یساعدہ النقل عن السلف فیا حبذا وان لم ینقل فترکہ
اولی انتہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی　(محمد عبد الحی / ابو الحسنات)

استفتا ۱۳۴ ناناکی زوجہ جسے اُسکی مان ونانی سے کچھ قرابت نہین حرام ہے یا حلال بینوا و توجروا

ہو المصوب حنفیہ کے نزدیک ناناکی زوجہ حرام ہی خزانۃ الروایات مین نقلا عن خزانۃ الفقہ
مرقوم ہے امرأۃ الجد ابی الام حرام انتہی اور بھی مرقوم ہی المنکوحۃ للجد وابی الجد وجد الجد واب جد الجد من قبل
الاب والام حرام انتہی اور حرمت اسکی نہ بسبب اسکے ہے کہ یہ امہات نساءکم وامہات کی
آیت مین داخل ہے بلکہ بسبب اسکے کہ ولا تنکحوا ما نکح آباءکم اُسکو شامل ہے ہدایہ مین ہے ولا
بامرأۃ ابیہ واجدادہ لقولہ تعالی ولا تنکحوا ما نکح آباءکم انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی　(محمد عبد الحی / ابو الحسنات)

استفتا ۱۳۴ ایک مقام پر چند قبرین پرانی ہین کہ قریب پچیس تیس سال کی ہونگی اُنمین
بعض بالکل نیست ونابود ہوگئی ہین اور بعض باقی ہین پس ایسی جگہ قبر کھود کر جگہ
برابر کرکے کوئی مکان بود وباش کے لیئے بنانا درست ہے یا نہین

ہو المصوب درست ہے بحر رائق مین ہے وفی التبیین ولو بلی المیت وصار ترابا جاز
دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفی عنہ

استفتا ۱۳۵ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین مقام لکھنؤ رحمکم اللہ ان
مسائل مین کہ یہان ہر شہر وقصبے مین سلطانی قصاب ہین وہ بھی مسلمان کہلاتے ہین اور احکام
وارکان دین واسلام مین ہم مسلمانون کے ساتھ شریک رہتے ہین یعنی کلمۂ شہادتین پڑھتے
اور ہمارے ساتھ جماعت سے جمعہ وعیدین وصلوۃ پنجگانہ مکتوبہ گذارتے ہین اور رمضان شریف
کے روزے رکھتے اور ختنہ کرواتے اور نکاح پڑھواتے ہین مگر مسلمانون کے آب وطعام سے

پرہیز کرتے ہین بلکہ مسجد کے پانی سے وضو تک نہین کرتے مسلمانون نے کہا کہ ہم تمپر شرعی حکم کرتے ہین کہ تم مسجد کے پانی سے وضو کر لو انھون نے کہا کہ یہ ہماری قدیم سے عادت نہین بنابراس قول کے اُنپر کفر کا فتوی دینا اور احکام کفر کے اُنپر جاری کرنا جائز ہے یا نہین اور بغیر تناول آب وطعام ہمارے انکی توبہ شرعًا قبول ہوتی ہے یا نہین اور اکثر مسلمان کہتے ہین کہ یہ لوگ اپنے گھرون مین بُت رکھتے ہین ہمیشہ اُنکی پرستش کرتے ہین اور وے اس سے انکار کرتے ہین یہ انکار اُنکی توبہ ہے یا نہین اور انکو توبہ سے انکار نہین توبہ کرنا قبول کرتے ہین درین صورت انپر توبہ کا حکم کرنا یا کفر کے احکام انپر جاری کرنا کیسا ہے اور یہ قول بعد جاری کرنے احکام کفر کے بسبب تنگی معیشت کے بواسطہ حاصل کرنے ذبیحت بیچ شرا گوشت کے حاکم وقت کے پاس اقرار کیئے کہ ہم ہندو نہین پھر وے اس اقرار سے نادم ہو گئے اور توبہ کا ارادہ کیا تو توبہ ان کی بے تناول آب وطعام ہمارے قبول ہے یا نہین یہ لوگ اپنے جانور ایک مسلمان مسافر شخص سے ذبح کرواتے ہین تو یہ کفر کرنے والے ذابح مسلم کو ڈھیر کا فر خاکروب اور اسکے گوشت کو جو پاک وحلال ہے حرام کہتے ہین یہ کلمۂ کفر ہے یا نہین اور کافر قصاب کی دوکان کا گوشت کہ ذابح بالیقین مسلمان معروف ہے اور مسلمان کے سوا کوئی کافر ذبح نہین کرسکتا اور گوشت کی حلت مین کسی ایک مسلمان کو شبہہ نہین درین صورت بغیر گواہی کسی ایک عدل کے خریدنا اور کھانا اُسکا حلال ہے یا نہین۔ جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کے رسالہ مالا بد منہ سے

کتاب التقوی مین اس مسئلہ کی تشریح اُسکے حاشیہ پر مرقوم ہے

مسئلہ گوشت کہ از مسلمان یا کتابی خریدہ شود حلال ست وآن از بت پرست خریدہ شود حرام ست انتہی حاشیہ کی عبارت یہ ہے قولہ حرام است الخ اگر معلوم بناشد کہ ذبح کنندۂ آن مسلمان است اسکے محشی ومصحح چار شخص عالم متدین ہین کہ جنکے اسماء عظام رسالہ مذکور کے مقدمۃ الطبع مین مرقوم ہین مگر اُنھون نے یہ حاشیہ کس کتاب سے نقل کیا ہے

سوا اشارہ نہ فرمایا اس جہت سے ناظرین کم علم کو شک واقع ہوتا ہے

ہوالمصوب **جواب سوال اول** ہرگاہ وہ لوگ عبادات خاصہ اہل اسلام ادا کرتے ہین اور کلمۂ شہادت ادا کرتے ہین وہ لوگ اہل اسلام مین شمار کئے جاوینگے اور صرف

اس امر سے کہ وہ مسلمان کے طعام وغیرہ مین شرکت نہین کرتے ہین گو یہ فعل اُنکا شنیع اور خلاف
شرع ہے کافر نہ سمجھے جاوینگے بحر الرائق مین ہے اعلم ان الاسلام یکون بالفعل ایضا کالصلوۃ بجماعۃ
او الاقرار بہا او الاذان فی بعض المساجد او الحج وشہود المناسک انتہی **جواب سوال دوم** ہرگاہ
وہ کفر سے انکار کرتے ہین اور کلمۂ شہادت ادا کرتے ہین اور اپنے کو مسلم کہتے ہین یہ قول اُنکا مثل
رجوع و توبہ کے سمجھا جاویگا اور حکم اسلام کا اُنپر جاری ہوگا رد المحتار مین ہے رأیت فی البیری
شرح الاشباہ قال کون مجرد الانکار توبۃ غیر مراد بل ذلک مقید بثلثۃ قیود قال فی الذخیرۃ عن شرح
ابن الولید اذا جحد المرتد الردۃ واقر بالتوحید وبمعرفۃ رسول اللہ وبدین الاسلام فہذا منہ توبۃ
جواب سوال سوم جب وہ اقرار سابق سے نادم ہوے اور اقرار اسلام کا اُنھون نے
کیا احکام اسلام کے اُنپر جاری کیئے جاوینگے اور توبہ اُنکی باقرار دین اسلام مقبول
ہوجاویگی گو شرکت طعام سے وہ انکار کرین رد المحتار مین مسطور ہے یصیر الوثنی مسلما بقولہ انا مسلم
او علی دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم او الحنفیۃ او الاسلام انتہی **جواب سوال چہارم** ہرگاہ یہ امر یقینًا
معلوم ہے کہ اُس مقام پر بجز مسلمان کے کوئی ذبح نہین کرتا ہے ایسی حالت مین کافر کی
دوکان سے گوشت خریدنا اور اُسکا کھانا حلال ہے اشباہ وغیرہ مین ہے الیقین لا یزول
بالشک انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی
تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا بخدمت جناب مولانا محمد عبد الحی صاحب لا زال شموس علمکم طالعۃ
بعد ہدیۂ سلام مسنون گذارش اینکہ درین روزہا بعض تحریرات طعن آمیز بہ نسبت سلف
صالحین از تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ سیما بہ نسبت حضرت امام ہمام نعمان بن ثابت
ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالی خاطر جماعۃ حق پسند آنرا از مقلد و غیر مقلد بآزار رسانیدہ و ہمون
عبارت بعض برادران اردو دان و فارسی سوادان را جسارت بر طعن و زبان درازی دادہ
بیباکانہ بہ تمسک و دستاویز ہمان عبارات زبان تشنیعات بہ نسبت امام اعظم رح میکشانید
کہ امام بہرہ از علم حدیث نمیداشتند و باعین این چنین کلمات اکثر مردمان میگویند کہ اگر مولانا
محمد عبد الحی صاحب این کلمات را کہ بذیل نوشتہ می آید موجب قباحت و سوء ادب بہ نسبت

ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۸ ہجری

امام اعظم رحمہ اللہ فرمانید تلقی بقبول کردہ البتہ کف لسان کنیم وآن جماعت بزعم خود آنجناب
راہم مثل خود از طاعنان ابی حنیفہ رح می انکارند لہذا کلمات اسارت ادب ما نقلا از دفتر صحائف
طاعنین برچیدہ بخدمت میفرستم کہ آیا از کلمات ذیل مطاعن برمی آید یانہ وانچہ ارادت بہ نسبت
فضل وکمال علمی جناب را باشد قلم و دستخط خود برین قرطاس تحریر فرمانید کہ بیچارہ برادران
از ہامون بی تحقیقی و بدزبانی برہند وبمین تحریر آن تحریر زمان بکف لسانی متوجہ شوند فقط بینوا توجروا
آنحضرت کو یعنی حضرت امام کو سفر کا اتفاق کم ہوا اور اُنکے وقت مین جمع ہونے کتب حدیث کا
اتفاق نہوا پس جو کچھ کوفہ مین بیٹھے بیٹھے معلوم ہوا سو ہوا اور جو کچھ رہگیا سو رہگیا ع۲ فقہ اور
اجتہاد انکا شہرۂ آفاق ہے اور حدیث کے دفتر مین انکا نام نہین ع۳ صحاح ستہ کو
اول سے آخر تک دیکھوگے تو اُنکی روایت کا نام نپاؤگے بجز ایک جگہ کے کتاب علل
ترمذی مین سو بھی ایک شخص جابر جعفی کے کاذب ہونے کی اُسنے نقل ہے باقی بالخیر ع۴
صاحب صحائف اپنے مجد العلم کی عبارت اتحاف النبلاء سے اسی بارے مین ناقل ہے
لہذا جمعی از اہل حدیث گفتہ اند کہ بضاعت وے یعنی ابا حنیفہ در حدیث مزجاۃ است یعنی قلیل
باقی صفحہ ۲۴۴ صحیفہ ۱۸۷۷ء مین ملاحظہ فرمائیے اور سوا اسکے ہزارہا کلمات سبکی اور اہانت کے اپنی
تصانیف مین درج کیئے ہین کہ جسکے ذکر سے قلم اشک سیاہ برساتا ہے فقط

ہوالمصوب مضمون اول کے دونون فقرے اگرچہ مطابق واقع کے ہین مگر عنوان بیان
خالی سوء ادبی سے نہین اور مضامین باقیہ کا عنوان بھی مشتمل بے ادبی پر ہے اور حدیث کے دفتر مین
نام امام اعظم رح کا نہونا غلط ہے بہت سے کتب حدیث مین سوائے صحاح ستہ کے انکی روایتین
موجود ہین اور بہت سے مورخین و محدثین انکو محدثین سے شمار کرگئے ہین ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ
مین انکو حفاظ حدیث مین شمار کیا ہے اور نووی نے تہذیب الاسماء واللغات مین اور ابن عبدالبر
اور ابن حجر عسقلانی نے اور سیوطی وغیرہم نے انکے مدائح واوصاف جمیلہ مین کمال بسط
کیا ہے اور صحاح ستہ مین امام اعظم رح سے روایت نہونا کسی طرح سے باعث نقص نہین ہے
صدہا صحابہ ایسے ہین کہ اُنسے کتب ستہ مین روایت نہین ہے اور اتحاف النبلاء مین اور
ایسے اور تالیفات مؤلف اتحاف مین جو معائب ومطاعن امام اعظم کے منقول ہین وہ سب لغو

اور بے اصل ہین والحق انہ من اجلۃ المحدثین وثقات التابعین حشرنا اللہ فی زمرتہم یوم الدین واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم **سوال** چار پانچ شخص جو سرکار انگریزی مین باعزت ووقار ہین اور اُنھون نے قانون مخالف شرع کے بنایا ہے ایسے قانون کو قبول کرنا اہل اسلام کو درست ہے یا نہین اور وہ لوگ بسبب اس قانون بنانے کے کافر ہو گئے یا نہین اور اُنکے ساتھ اہل اسلام مجالس شادی وغمی مین جو انکے گھر مین ہو شریک ہون یا نہین اور حق اُنکا اوقات اسلام سے جیسے مساجد ومقابر چلا گیا یا نہین اور اُنکے جنازہ پر نماز پڑھی جاوے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب حق جل شانہ کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون اور بھی ارشاد ہوتا ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون اور بھی ارشاد ہوتا ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون پس ایسا قانون جو مخالف شرع کے ہو قبول کرنا اُسکا اہل اسلام پر حرام ہے اور جو اُسکے موافق عمل کرے گا گناہ اُس کا اُن مقنن قانون کی گردن پر ہوگا حدیث صحیح مین وارد ہے من سن سنۃ سیئۃ فلہ وزرہا ووزر من عمل بہا اور ایجاد کرنے والون نے اگر قانون شرعی کو بُرا سمجھا اور اُس کے ساتھ راضی ہوے اور اُسکو خلاف مصلحت وغیر کافی تصور کیا تو وہ کافر ہو گئے اُن کے جنازہ پر نماز پڑھنا اور مسجد ومقبرہ مین اُنکو شریک رکھنا اور دعوت اُنکی کرنا یا انکی دعوت مین جانا اور اُنکے یہان شادی وغمی مین جانا اہل اسلام کو نہین درست ہے اور اگر اُنھون نے قانون شریعت کو برا نہ سمجھا تو اگرچہ کافر نہین ہوے مگر بہت بڑے فاسق ہو گئے اہل اسلام کو چاہیے کہ اُنکی مجالست موقوف کردین اور مجالس شادی وغمی مین اُنکی شرکت نہ کرین تا وہ اپنے فعل سے توبہ کرین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ حق اُس شخص کے جو کہ لوگون کو یہ فہمائش کرتا ہے چنانچہ شرذمۃ قلیلا متبع بھی ہوے کہ کل کا بنا ہوا کپڑا ولایت کے خریدنے کی بابت تم کسی کی جانب سے مجبور نہین کیے گئے ہو اس زمانہ مین مت استعمال مین لاؤ کیونکہ یہ کل قوم جولاہون اور سوت کاتنے والون کے حق مین فتنۂ عظیم اور

از جانب علامہ حق مجری سے عمل مجرا فاظ عبد الواحد صاحب پانوتی
مرسلہ مولوی محمد عبد الصمد صاحب ۱۲

بلکہ خسیس ہے کیونکہ ان بیچاروں کو سوائے اس حرفہ کے بالفعل کوئی ایسا پیشہ نہیں کہ ہمارے ساتھ
بھی رہیں اور اپنا پیٹ بھی بھریں پس ہمارے نزدیک جتنے لوگ کہ صرف بوجہ ارزانی یا بسبب
باریکی اُسکے پارچہ کے کل سے متمتع ہوتے ہیں درحقیقت بانی کل سے بڑھ کے مرتکب فتنہ کے
ہیں اور فتنہ بلاشبہ قتل سے بڑھکے مصیبت رہ ہے قتل تو صرف ایک لمحہ کی مصیبت ہے بخلاف فتنہ کے
کہ لڑکے بالونکا بھوکوں مرنا دیکھنا پڑتا ہے اور اپنی جان بھی روزانہ بھوک کے باعث گھل گھل کے
نکلتی ہے بھیک مانگنا پڑتا ہے ہزاروں مصیبتیں لاحق ہوتی ہیں خیال کرو کہ غربا کی بھوک کے دفعیہ کی
بابت کسقدر تاکید اللہ تعالی فرماتا ہے قال اللہ تعالی وانفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم
الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین اور نہ کھوج رکھنا
غربا کے کھانے کی جرم کو اللہ تعالے ساتھ جرم کفر کے ذکر فرماتا ہے قال اللہ تعالے
ارائیت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین ایضا قال اللہ
تعالے ثم فی سلسلۃ ذرعہا سبعون ذراعا فاسلکوہ انہ کان لا یؤمن باللہ العظیم ولا یحض علی طعام
المسکین سفے المشارق قال ابو ہریرۃ الساعی علی الارملۃ والمسکین کالمجاہد فے سبیل اللہ
قال ابو ہریرۃ واحسبہ قال کالقائم لا یفتر وکالصائم لا یفطر اور بلاشبہ جتنا مال خریدا شیا میں
صرف ہوتا ہے اُتنا مال خیرات میں خرچ نہیں ہوتا ہے چنانچہ اسی بنا پر حدیث شریف میں
وارد ہے کہ قرض حسنہ سے غیر حسنہ قرض کا دینا زیادہ ثواب رکھتا ہے سود کا حرام ٹھہرانا یہ سب
بخیال رعایت غربا ہے پس کپڑے کے پیچھے اے لوگو اپنے مسلمان بھائیوں کو تلف کرنا تمکو
کیونکر ناگوار نہیں معلوم ہوتا تفسیر فتح العزیز میں مذکور ہے اہل تحقیق گفتہ اند کہ ہر قوم را گوسالہ
ایست کہ در پرستش او مشغول اند گو بظاہر خود را مسلمان و دیندار گویند چنانچہ در حدیث شریف
نیز اشارہ باین معنی فرمودہ اند تعس عبد الدینار وعبد الدرہم وعبد الخمیصۃ ان اعطی رضی وان
لم یعط سخط یعنی بدحال ست کسے را کہ بندۂ اشرفی یا بندۂ روپیہ یا بندۂ شال وجامۂ بازیب ست
اگر او را از جانب خدا این خیر عطا شود خوش میگذراند والا ناخوش می ماند و باب شکایت وا میکند
انتہی البتہ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ سب لوگ موٹا کپڑا پہنیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو امیر ہیں یہاں کا
مہین کپڑا اگر چاہیں پہنیں اور زیادہ قیمت خرچ کریں اور غربا کو لازم ہے کہ اپنی وسعت کے

موافق کا کپڑا کہ جسکی قیمت ادا کر سکین پہنین اپنے تھوڑے نفع کے واسطے غربا کا نقصان نکرین مگر کو
اس کا لحاظ ضرور چاہیئے ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن حذیفۃ بن الیمان انہ تزوج یہودیۃ
بالمدائن فکتب الیہ عمر بن الخطاب ان خل سبیلہا فکتب الیہ احرام ہی یا امیر المومنین فکتب الیہ
اعزم علیک ان لا تضع کتابی حتی تخلی سبیلہا فانی اخاف ان یقتدی بک المسلمون فیختاروا نساء
اہل الذمۃ بجمالہن وکفی بذلک فتنۃ لنساء المسلمین وقیل لعمر رضہ ان ہہنا رجلا من الانبار نصرانیا لہ
بصر بالدیوان لو اتخذتہ کاتبا فقال لقد اتخذت اذا بطانۃ من دون المؤمنین ہند کے مسلمان بھی اگر
کل بنا وین تاہم خالی از فتنہ نہین ہے کیونکہ کل سے نفع تجارت پیشون کا ہے نہ اہل حرفہ کا
خیال کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالے غربا کی پرورش کے لیئے امرا سے فرماتا ہے کہ تم اپنی جانبازی
کے مال مین سے غربا کو دو اگر ہم ایسا حق نہ مقرر کرین تو مال صرف امرا مین رہجاوے کما قال
اللہ تعالے کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم پس اے لوگو ہمارا کہا نہ مانو گے تو قطعا بلاے
عظیم مین مبتلا ہو گے جیسا کہ اگلی ظالم قومین خراب ہوئین واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم
خاصۃ ہرگز یہ مت خیال کرو کہ اب ویسا حال نہو گا دیکھو کتب اہل سنت وجماعت کو تمام اہلسنت
متفق ہین کہ بیچ وقت ظہور ایمہ راشدین کے بھی حجت اللہ بندون پر قائم ہوتی ہے سو آپ لوگ ضرور
ہمارا کہنا مانو اگر نہین مانتے ہو تو ہم یہی کہتے ہین کہ یا قوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل سوف
تعلمون من یاتیہ عذاب یخزیہ ومن ہو کاذب وارتقبوا انی معکم رقیب الحاصل خلاصہ اس استفتے کا
یہ ہے کہ آیا قول قائل پر بنظر غور و فکر ہر کہ ومہ کو توجہ کرنا ضروری ہے یا نہین اسکے جواب سے مطلع فرمائیے فقط

الجواب حسب قول سائل فہمایش قائل پر ہے ہر کہ ومہ کو توجہ کرنا اور اپنی طبیعت کو ایک جامہ
عمدہ کے خریدنے سے ناجائز جانکر روکنا شرعا کسی طور پر جائز نہین کیونکہ اللہ تعالی نے دین محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم مین ہر طرح کی آسانی رکھی ہے جب کپڑا کل کا بنا ہوا پہننا جائز ٹھہرا تو کیون بلا وجہ
آدمی اپنی طبیعت کو ایک چیز عمدہ کے لینے سے روکے اور کسی قوم کی روزی کسی حرفہ پر موقوف نہین
اللہ تعالی رزاق حقیقی ہے جسطرح اُسکو روزی پہونچانا منظور ہو گا عنایت فرماویگا البتہ احتیاطاً
جس شخص کو یہ منظور ہے کہ ہماری قوم ہم لوگون سے منفعت حاصل کرے اور ہم سب اپنی قوم سے
خرید و فروخت کرین مثلاً کوئی رئیس یا بادشاہ اہل اسلام یہ چاہے کہ ہم اپنی ریاست یا سلطنت

مین اہل اسلام نوکر رکھین اور اہل اسلام سے اشیا بنوا کر استعمال مین لاوین تو اتحسانا جائز ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ عبدہ المسکین محمد تقی الدین عفاہ العافی عن اثم الآثمین محمد تقی الدین سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ ١٢٩٢ھ الحق لا یجاوز عن الجواب واللہ اعلم بالصواب محمد شمس الدین

سمی ہمام ابن القیم الجوزیہ۔ اصاب من اجاب محمد بشیر السہسوانی التقوی

جناب من مولانا محمد عبد الحی صاحب مجیب نے دلائل مندرجہ سوال سے یعنے آیات واحادیث وآثار کی نسبت کچھ تعرض نہین کیا کہ جس سے جواب مجیب کا قائل پر حجت پیش کرنے کے لائق ہو بہرکیف آپکے نزدیک جواب مجیب مقرون بصدق ودیانت ہے یا نہین اور دلائل مندرجہ سوال مثبت مدعای قائل ہین یا نہین اگر نہین ہین تو ہر آیت وحدیث واثر کی نسبت یہ تحریر کرنا چاہیئے کہ فلان آیت وفلان حدیث وفلان اثر مدعاے قائل مین قابلیت حجت کی نہین رکھتے اور قائل کے استدلال مین بذریعہ علم میزان کے یہ یہ مغالطے واقع ہین اور اگر آپ کے نزدیک قول قائل کا قابل التفات بہرکرو مہکے ہے تو ویسا تحریر فرمائیے اور مجیب نے جو نسبت غیر ملل سلطان کے اتحسانا خاص کیا ہے یہ جا ہے یا بیجا جمیع امور مستفسرۂ بالا کا جواب مفصلاً وشرحاً تحریر فرمائیے

ہوالمصوب قول قائل پر ہر شخص کو لزوماً توجہ کرنا اور عمدہ کپڑون کے خریدنے سے بالکلیہ باز رہنا شرعاً لازم نہین ہے البتہ مقتضای تورع واحتیاط یہی ہے جو قائل مذکور کہتا ہے اور دلائل جو قائل نے پیش کیے ہین وہ مثبت لزوم نہین ہین اور اُنسے یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ عمدہ چیزونکے استعمال کرنے مین گناہ ہوگا یا عمدہ کپڑون کا جو کل مین سُنے جاتے ہین خریدنا باعث فساد وفتنہ شرعیہ کا ہوگا اور یہ خیال کہ اُسمین سدباب رزق حائکین ہے خیال فا م ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم **سوال اول** کیا فرماتے ہین علمای دین کہ قبل شادی یا وقت نکاح کے ولی لڑکی کا اگر نوشہ سے روپیہ لیکر برات کو کھانا کھلادے وہ کھانا درست ہے یا نہین اور ولی پر روپیہ لینے کا کچھ گناہ ہے یا نہین بینوا توجروا

ہوالمصوب برات کے لوگونکو کھانا کھلانا دلھن کی لوگون کی طرف سے درست ہے بلکہ یہی طریقہ ماثورہ حضرات انبیا وعلی نبینا وعلیہم السلام سے ہے مدارج النبوۃ وغیرہ مین انکی

[حاشیہ: این سہ سوال بماہ جمادی الاولی ١٢٩٨ھ از بنگالہ مقام چھاتک ضلع سلہٹ محلہ تانی کونہ مرسلہ محمد صابر صاحب]

تصریح موجود ہے اور نوشہ سے روپیہ لینا اگر وہ بطیب خاطر دیتا ہو شرعاً کچھ اسمین حرج نہین واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا سوال دوم جو کہ ختم انبیا اور ختم یونس اور ختم قرآن وغیرہ مجتمع ہو کر پڑھتے ہین اور اجرت ختم کی لیتے ہین اسطرح کا پڑھنا اور اجرت لینا درست ہے یا نہین

ہو المصوب متاخرین کے نزدیک تعلیم قرآن پر اجرت لینا درست ہے اور قدما کے نزدیک نہین باقی نفس تلاوت قرآن و ختم قرآن کہ جسمین صرف طلب ثواب مقصود ہوتا ہے اسکی اجرت دینا اور لینا عین درست ہے اتفاقاً تنقیح الفتاوی الحامدیہ مین خیریہ سے منقول ہے

فی التاتارخانیۃ اذا اوصی بان یدفع الی انسان کذا من مالہ لیقرأ القرآن علی قبرہ فالوصیۃ باطلۃ لا یجوز سواء کان القاری معینا اولا لانہ بمنزلۃ الاجرۃ ولا یجوز اخذ الاجرۃ علی طاعۃ اللہ وان کانوا استحسنوا جوازہ علی تعلیم القرآن فذلک للضرورۃ ولا ضرورۃ الی القول بجوازہا علی القراءۃ علی قبور الموتی انتہی

اور یہی اسمین حاشیہ بحر الرائق سے منقول ہے لکن المفتی بہ جواز اخذ الاجرۃ استحسانا علی تعلیم القرآن لا علی القراءۃ المجردۃ انتہی اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین یمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی آثمان انتہی

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا سوال سوم کیا فرماتے ہین علماے دین کہ صرف نوشہ کے لئے عمدہ فرش بچھانا اور پیچھے اُسکے پردہ کپڑے کا کہ اس ملک مین اُسکو مسہری بولتے ہین کھڑا کرنا اور خاص نوشہ کو سواری پر جانا گو ہمیشہ پیدل جاتا ہو اور سر پر چاندنی کھڑی کرنا اور جو متعلق نوشہ یعنی باپ بھائی بھتیجا وغیرہ ہون اُنکو عمدہ کھانا کھلانا یہ امور مذکورہ بدعت ہین یا نہین اور اگر بدعت ہین تو کونسی بدعت اور یہ امور مثل ناچ باجا اور فاتحہ جو کہ کھانیکے سامنے ہاتھ اٹھا کر پڑھتے ہین برابر ہین یا کم بینوا توجروا

ہو المصوب یہ امور مثل ناچ باجے کے جنکی حرمت منصوص ہے نہین ہین بلکہ قبیل بدعات مباحہ سے ہین مگر چونکہ اس قسم کے امور مین اکثر ریا و سمعہ و تفاخر منظور ہوتا ہے اسوجہ سے بعض فقہاء حکم کراہت کا دیتے ہین نصاب الاحتساب مین بحث مفاسد مجالس نکاح مین مذکور ہے الاول احضار المغنیین واظہار الغناء فانہ حرام والثانی احضار المعازف والملاہی وانہ حرام والثالث اظہار لعب اللاعبین وانہ حرام والرابع ستر حیطان البیت بالثیاب

الجمیلۃ تزیینا وانہ مکروہ عندنا والخامس رکوب الخیول والطواف بالبلد من غیر حاجۃ فی جمیع الناس نتہی واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا ۵۰ ما قولکم رحمکم اللہ اس مسئلہ مین کہ ہنود اشیاء ذوی الارواح کو مثل خصی وبکری کے گنگا پر چڑھاتے ہین اور پانی مین زندہ چھوڑ دیتے ہین اور اُس گھاٹ کے زمیندار ہنود و دیگر اشخاص جانورونکو دریا سے نکالتے ہین اور بیچتے ہین اور چڑھانے والے کچھ تعرض نہین کرتے پس ان جانورون کو خرید کر یا نکال کر ذبح کر کے کھانا حلال ہے یا حرام اور یہ جانور مااہل بہ لغیر اللہ مین داخل ہین یا بحیرہ وسائبہ مین اور بحیرہ وسائبہ حلال ہین یا حرام اور مااہل بہ لغیر اللہ کے کیا معنی ہین وما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ الآخ کے کیا مطلب ہین بینوا توجروا

ہو المصوب مااہل بہ لغیر اللہ سے مراد وہ جانور ہے جو بقصد تقرب الی غیر اللہ ذبح کیا جاوے اور مقصود اراقۃ الدم سے تعظیم غیر خدا ہو اور جان دینا خاص غیر کے لحاظ سے ہووے ایسا جانور حرام ہے اگرچہ وقت ذبح کے بسم اللہ اُس پر کہی جاوے در مختار مین ہے ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ علیہ ولو ذبح للضیف لا یحرم انتہی اور تفسیر نیشاپوری مین ہے قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد انتہی اور تفسیر در منثور مین ہے اخرج ابن المنذر عن ابن عباس وما اہل قال ذبح واخرج ابن ابی حاتم عن مجاہد وما اہل قال ما ذبح لغیر اللہ انتہی پس بکر شیخ سدو وغیرہ کا کہ خاص غیر خدا کے واسطے جان دینا اُسمین منظور ہوتا ہے اور خون بہانا تقربا الی غیر اللہ تعالی مقصود ہوتا ہے حرام ہے نہ ذبیحۂ فاتحہ بزرگان کہ جنمین اراقۃ الدم اللہ تعالے کے واسطے ہوتا ہے اور مقصود ایصال ثواب ہوا کرتا ہے اور جو جانور کہ ہنود زندہ چھوڑ دیتے ہین وہ آیت مین داخل نہین اور حرمت اُنکی اس آیت سے ثابت نہین اسوجہ سے کہ وہان ذبح نہین ہوتا ہے بلکہ زندہ رہا کرنا ہوتا ہے باقی رہی آیت ما جعل اللہ اسکی تفصیل یہ ہے کہ کفار مکہ نے جانورونمین اپنی رائے سے تحلیل وتحریم کر دی تھی کبھی مادہ شتر کو کان شق کر کے بتون کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اُسکا دودھ کسیکو نہین دیتے تھے اور اُسکے ذبح کو حرام سمجھتے تھے اور اُسکے اکرام مین خوشنودی اصنام تصور کرتے تھے اسکو بحیرہ کہتے ہین اور سائبہ اُس جانور کو کہتے ہین

بادوجب ۱۲۹۸ھ ہجری از دانا پور قریب جامع مسجد مرسلہ مولوی عبد الغفور صاحب

جو بتون کے نام پر چھوڑ دیا جاوے اور اُس سے کسی قسم کی بار برداری کی محنت نہ لیجاوے
حق جل شانہ نے اس حکم کا اُن سے ابطال کر دیا اور ما جعل اللہ من بحیرۃ الخ ارشاد فرمایا پس
آیت سے صرف اُنکے احکام کا بطلان ثابت ہوتا ہے نہ تحریم ذبح بحیرہ و سائبہ ہرگاہ یہ امر
ممہد ہوا پس سمجھنا چاہیے کہ جو جانور کہ گنگا پر چڑھایے جاتے ہین یا بتون کے نام پر چھوڑے
جاتے ہین اُنکو پکڑ کے یا نکال کے ذبح کرنا نہ اسوجہ سے حرام ہے کہ وہ ما اہل لغیر اللہ بہ مین داخل ہین
اور نہ اسوجہ سے کہ بحیرہ و سائبہ کا ذبح حرام ہے بلکہ اسوجہ سے کہ وہ جانور اس رہا کرنے سے
ملک مالک سے خارج نہین ہوتے ہین پس بدون اذن مالک کے اُنکا حکم مغصوب
و مسروق کا ہوگا اور اگر مالک اجازت دیدے یا اباحت عامہ کر دے تو اُس وقت
اُنکو بسم اللہ کہکے ذبح کرنا اور اُسکو کھانا درست ہوگا اور حرکت قبیحہ اور نیت شنیعہ رہا کرنیوالے
سے حکم حرمت کا نہوگا رد المحتار مین ہے المختار فی السیب انہ لا یملکہ اذا لم یجہ وکذا فے الدابۃ اذا
سیبہا کما بسط الشرنبلالی فی شرحہ اور زیلعی کی شرح کنز مین ہے ان کان مرسلا فہو مال الغیر فلا یجوز
تناولہ الا باذن صاحبہ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علمائے اہلسنت وجماعت اس مسئلہ مین کہ بنانا صورت و شبیہ
روضۂ مقدسہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بطرز عمارت کے اس زمانے مین واسطے
حصول ثواب زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درست و جائز ہے یا نہین

ہو المصوب بنانا صورت و شبیہ روضۂ مقدسہ کا واسطے حصول ثواب کے داخل
بدعات ہے اور شرعاً ناجائز ہے اولاً اسوجہ سے کہ زمانۂ صحابہ و تابعین و تبع تابعین وائمۂ مجتہدین
مین باوجود وقوع ضرورت کے یہ صورت نہین پائی گئی صدہا علما اُن زمانون مین مشتاق
زیارت قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے رہتے تھے اور بعض صحابہ مثل ابن عمر وغیرہ کے
بارہا قبر شریف کے پاس حاضر ہوکے زیارت کا ثواب حاصل کرتے تھے باانیہمہ کسی شخص سے
ان حضرات مین سے منقول نہین کہ اُنھون نے اپنے شہر یا مکان مین نقشہ یا صورت قبر شریف
یا حجرۂ شریفہ بناکے حصول ثواب زیارت کا قصد کیا ہو یا ایسی صورت کے جواز کا فتوی دیا ہو

اور جس چیز کی ضرورت قرون ثلثہ متبرکہ مین ہو اور باوجود اسکے پھر اوسکی طرف توجہ قولاً یا فعلاً نہوئی ہو وہ بدعت سیئہ ہے اور بحکم حدیث کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار غیر مشروع ہے وثانیاً اسوجہ سے کہ کسی شئے متبرکہ کی شبیہ وصورت پر حکم اوس شئے کا دینا اور اوس سے طلب حصول ثواب کا کرنا امر باطل ہے اور یہ گمان کرنا کہ جس طرح اصل کی تعظیم وتکریم سے ہمکو ثواب حاصل ہوتا ہے تعظیم نقل وشبیہ سے بھی ثواب حاصل ہوتا ہے گمراہی ہے جیسا کہ رسالہ الملی مین

ہے من الاوہام تقریر حکم شئے لشبیہہ وہذا الوہم قد اضل عبدۃ الاصنام من طریق الصواب واوقعہم فی ہاویۃ الجہالۃ انتہی بنا برعلیہ شبیہ وصورت روضہ مقدسہ کا بطور عمارت کے بنانا اور اوس سے طلب حصول ثواب زیارت کرنا امر لغو وباطل ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبد الحی ابو الحسنات)

استفتا خلال چاندی کے اور بوتام صدف کے استعمال کرنا جائز ہے یا نہین

ہو المصوب بوتام صدف کا استعمال جائز ہے اور خلال چاندی کی نہین درست ہے ردالمحتار مین ہے المحرم ہو الاستعمال فیما صنعت لہ فی متعارف الناس انتہی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ما قولکم اندرین مسئلہ کہ شاعرے در شعر خود وجودیہ وشہودیہ را ذم کردہ عالمے از علما نسبت آن شاعر حکم تکفیر کردہ چراکہ وجودیہ وشہودیہ یا انبیا بودہ اند یا اولیا وہیچ یکے از عارفان خارج ازین دو گروہ نبودہ اند عالمی دیگر نسبت مفتی مذکور بخطا کردہ وبفتوی خود نوشتہ کہ ہیچ یکے از انبیا واولیا نہ وجودے بودند نہ شہودی بلکہ وجودیہ وشہودیہ از اہل بدعت بودہ اند پس آنچہ درین مسئلہ صواب باشد رقام فرمایند

ہو المصوب اکابر اولیاء امت محمدیہ بر دو فرقہ مختلف اند بعضے قائل توحید وجودی شدہ اند ازین طائفہ شیخ محب اللہ الہ آبادی ہستند کہ رسالہ تسویہ درین بحث نوشتہ اند وملا محمود جونپوری در زمرۂ شان رسالہ حرز الایمان نوشتہ از تحقیقات انیقہ آنرا مملو ساختہ اند واز ایشان مولانا عبد الرحمن لکھنوی اند کہ رسالہ کلمۃ الحق نوشتہ بزعم خود اثبات توحید وجودی بدلائل عقلیہ ونقلیہ کردند وشارح آن رسالہ جا بجا اقوال شان را مخدوش ساختہ واز ایشان

سید الطائفہ محی الدین بن عربی مولف فتوحات و فصوص ہستند چنانکہ ظاہر عبارات شان برآن
دلالت میسازند و بعضے قائل توحید شہودی شدہ اقوال اکابر را بر محامل صحیحہ محمول کردہ اند مجدد
الف ثانی در مکتوبات خود می نویسند انچہ لابد ست توحید شہودی ست کہ فنا بآن مربوط است
و بعقل و شرع مخالفت ندارد بخلاف توحید وجودی و اقوال مشایخ را بتوحید شہودی باید فرود آورد
انتہے و تحقیق این مبحث در مکتوبات و رسالۂ تشہید فے مبانی کلمۃ التوحید موجود ست پس کسیکہ
میگوید کہ وجودیہ و شہودیہ از اہل بدعت اند قولش قابل اعتبار نیست و منشای قولش جہل و
ناواقفیت ست از احوال اولیاء و از معنی توحید وجودی و شہودی و شاعری کہ ذم ہر دو فرقہ ساختہ
قابل ملامت ست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا سوال اول تفضیلیہ کسے کہتے ہین اور اگر کوئی شخص حضرت علے کرم اللہ
وجہہ کو باعتبار دامادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی ہاشم ہونے کے حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے تو وہ تفضیلی ہے یا نہین **سوال دوم** شیخین کی فضیلت
نزدیک اہل سنت وجماعت کے من کل الوجوہ ہے یا بہ بعض الوجوہ **سوال سوم** اہل بیت
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مصداق کون ہے اور حضرت علی رضہ اُسکے مصداق ہین یا نہین
سوال چہارم یہ جو عوام الناس مین مشہور ہے کہ پنجتن پاک حضرت رسول صلعم اور حضرت علی رضہ
اور حضرت فاطمہ رضہ اور حضرات حسنین رضہ ہین اسکی شریعت مین اصل ہے یا نہین **سوال
پنجم** بعد خلع خلافت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے امیر معاویہ رضہ خلیفہ ہوے یا نہین **سوال ششم**
اگر کوئی شخص دعوی کرے کہ یزید علیہ ما یستحقہ خلیفہ برحق تھا اور خروج امام علیہ السلام کا
اُسپر ناحق ہوا تو وہ شخص گنہگار ہے یا نہین

ہو المصوب جواب سوال اول شاہ عبد العزیز رح تحفۂ اثنا عشریہ مین لکھتے ہین

دوم فرقۂ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل میدادند و این فرقہ از ادناے
تلامذۂ آن لعین شدند یعنی عبد اللہ بن سبا و شمہ از وسوسۂ وے قبول کردند و جناب مرتضوی
درحق اینہا تہدید فرمود کہ اگر کسے را خواہم شنید کہ مرا بر شیخین تفضیل میدہد او را حد افترا کہ ہشتاد
چابک ست خواہم زد انتہی اور جو شخص حضرت علی رضہ کو باعتبار دامادی رسول اللہ صلعم وغیرہ کے

تفضیل دے اگر غرض اُسکی اس سے تفضیل مرتضوی شیخین پر کثرت ثواب مین ہے یا اُن فضائل کسبیہ مین کہ جسکی وجہ سے ارباب عقول کے نزدیک تفضیل ہوتی ہے یا یہ غرض ہو کہ فضیلت مرتضویہ جملہ فضائل شیخین پر غالب ہے تو وہ تفضیلی ہوگا اور اگر صرف یہ مقصود ہو کہ یہ فضیلت خاصہ شیخین مین نہین ہے اگرچہ اُنکے اور فضائل اس فضیلت سے بڑھکے ہین تو کچھ حرج نہوگا **جواب سوال دوم** فضیلت شیخین رض کی باعتبار اکثریت ثواب واکرمیت عند اللہ تعالی ہے نہ باعتبار ہر جزئی کے کیونکہ فضائل جزئیہ حضرت مرتضوی مین بعض ایسے ہین کہ حضرات شیخین مین نہین ہین لیکن اور فضائل شیخین رض کے ان فضائل جزئیہ پر تفوق رکھتے ہین محقق دوانی حاشیۂ جدیدۂ شرح تجرید مین لکھتے ہین انہم انما اختلفوا فی الافضلیۃ من حیث کثرۃ الثواب کما ہو الشائع فی کتب العقائد اذ لاینکر احد من اہل السنۃ رجحان علی فی کثیر من الفضائل انتہی اور شرح مقاصد مین ہے الکلام فی الافضلیۃ بمعنی الکرامۃ عند اللہ وکثرۃ الثواب انتہی اور شرح مواقف مین ہے مرجعہا ای مرجع الافضلیۃ التی نحن بصددہا الی کثرۃ الثواب والکرامۃ عند اللہ وذلک یعود الی الاکتساب للطاعات والاخلاص فیہا انتہی **جواب سوال سوم** حضرت علی رض فاطمہ رض وحسنین رض بھی مصداق اہلبیت نبوی مین داخل ہین ہؤلاء اہل بیتی انکے حق مین وارد ہے **جواب سوال چہارم** خاص اس شہرت کی کوئی اصل معتد بہ نہین ہے البتہ اگر روایات ہؤلاء اہل بیتی واصحاب عباء سے استنا کیا جاوے تو ممکن ہے مگر تخصیص کی کوئی وجہ معتبر نہین ہے کیونکہ اگر طہارت بمعنی عصمت کے ہو تو وہ مختصات انبیاء سے ہے اور اگر مطلق ہو تو اختصاص کے ساتھ ان حضرات کی کوئی وجہ نہین ہے **جواب سوال پنجم** وہ خلافت کہ جسکے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ فرمایا زمانہ اسکا خلع امام حسن رض تک منقضی ہوگیا بعد اسکے حضرت معاویہ رض کی خلافت اُس سے خارج ہوئی لیکن مطلق خلافت مین کہ جسکے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین بارہ خلیفہ ہونگے کہ قیام بالعدل کرینگے داخل ہے ابن حجر مکی منح مکیہ شرح قصیدۂ ہمزیہ مین امام حسن رضی اللہ عنہ کے حالات مین لکھتے ہین فکان الحسن آخر الخلفاء الراشدین بنص جدہ صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ فی الحدیث الصحیح الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ فمدۃ خلافتہ ہی الستۃ اشہر الباقیۃ منہا وعند مضیہا سار الی معاویۃ فی اربعین الفا فلما

اجمعا ان علم الحسن انہ لن یغلب احدی الطائفتین حتی یذہب اکثر الاخری فرضی بالنزول لمعاویۃ
عن الخلافۃ شفقۃ علی الامۃ بشروط قبلہا معاویۃ فنزل لہ وصح صار ہو الامام الحق وقبل ذلک
متغلبا لکن لاجتہاد لم یکن آثما بل ماجورا انتہی

جواب سوال ششم ایسا کلمہ وہی شخص
کہیگا وہ گنہگار ہے توبہ اسپر واجب ہے منح مکیہ میں ہے نقل عنہ ای ابن العربی المالکی ما یقشعر
منہ الجلد انہ قال لم یقتل الحسین الا بسیف جدہ ای بحسب اعتقادہ الباطل ان یزید ہو الخلیفۃ والحسین
باغ علیہا انتہی اور بھی اسمین ہے قول بعضہم لا یلام علی قتلہ الحسین لانہم انما قتلوہ بسیف جدہ الآمر
بسلہ علی البغاۃ لا یعول علیہ لان یزید لم تنعقد بیعتہ عند الحسین وغیرہ من لم یبایعوہ والمبایعون لہ اکرہوا
علی البیعۃ کما ہو معروف وغایۃ امر یزید انہ جابر فاسق متغلب انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم چہ میفرمایند علمای اہلسنت درین مسئلہ زید میگوید کہ نزد
اہلسنت وطی فی الدبر جائز ست ومیگوید کہ در صحاح ستہ وتفاسیر معتبرۂ ایشان روایات جواندر
شان نزول آیہ کریمہ نساءکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم موجودست فی تفسیر الدر المنثور للسیوطی
اخرج اسحق بن راہویہ فی مسندہ وتفسیرہ والبخاری وابن جریر عن نافع قال قرأت ذات یوم
نساءکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم قال ابن عمر اتدری فیم انزلت ہذہ الآیۃ قلت لا قال نزلت
فی اتیان النساء فی ادبارہن واخرج البخاری وابن جریر عن ابن عمر فأتوا حرثکم انی شئتم قال فی الدبر
وامام مالک عثمان وبعضی دیگر از علمای شان باین فتوی دادہ اند پس قول زید درین مسئلہ باین
استدلال صحیح است یا نہ بینوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل

ہو المصوب نسبت حلت وطی فی الدبر اگرچہ بعض علماء در تحریرات وتصانیف خود بطرف
امام مالک رح کردہ اند لیکن صحیح آنست کہ امام مالک رح ازان رجوع کردہ اند قسطلانی در ارشاد الساری
شرح صحیح بخاری می آرد روی الخطیب عن مالک من طریق اسرائیل بن روح قال سألت مالکا عن
ذلک فقال ما انتم قوم عرب ہل یکون الحرث الا فی موضع زرع لا تعدوا الفرج قلت یا ابا عبد اللہ
انہم یقولون انک تقول ذلک قال یکذبون علی یکذبون علی فالظاہر ان اصحابہ المتاخرین اعتمدوا
علی ہذہ القصۃ ولعل مالکا رجع عن قولہ الاول انتہی واما روایت ابن عمر پس محمول ست بر اتیان

فرج از طرف دبر نہ برایشان دبر و آنانکہ برکنہ قول ابن عمر کما حقہ نرسیدند ایشان دبر بر روایت کردند

در صحیح نسائی باسناد صحیح از ابی نضر روایت ست قلت لنافع قد اکثر علیک القول انک تقول

عن ابن عمر انہ افتی ان یؤتی النساء فی ادبارہن قال کذبوا علی ولکنی ساحدثک کیف کان الامر

ان ابن عمر عرض المصحف وانا عندہ یوما حتی بلغ نساءکم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم فقال یا نافع ہل

تدری من امر ہذہ الآیۃ قلت لا قال انا کنا معشر قریش نجبی النساء فلما دخلنا المدینۃ ونکحنا نساءہم

اردنا منہن مثل ما کنا نرید فاذا ہن قد کرہن ذلک واعظمن وکانت نساء الانصار قد اخذن بحال

الیہود انما یؤتین علی جنوبہن فانزل اللہ نساءکم حرث لکم الآیۃ گر بالفرض والتقدیر ابن عمر قائل جواز

وطی فی الدبر باشند قول شان درین باب نزد اہل سنت معتبر نیست چہ بسیاری از احادیث مرقومہ

کہ در صحاح وغیرہ مروی اند دلالت میکنند بر حرمت وطی در دبر و در وعید شدید مثل لعنت وغیرہ

بر فاعل آن وہر گاہ قول صحابی مخالف قول رسول اللہ صلعم باشد احتجاج بان جائز نیست بلکہ

آن صحابی معذور داشتہ خواہد شد باین طور کہ احادیث مرقومہ او شان را نرسیدند اگر میرسیدند اینچنین

فتوی نمیدادند واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا سوال اول کوت یعنی تخمین کرنا غلہ جات کا کھیت مین قبل کاٹنے زراعت کے نزدیک حنفیون کے درست ہے یا نہین **سوال دوم** تقسیم کرنا غلہ کا اسطور پر کہ زمیندار نصف سے زائد اور رعیت نصف سے کم لے مفید ملک رعیت و زمیندار ہے یا نہین بینوا توجروا

[illegible] ۱۲۹۹ ہجری

ہو المصوب تخمین کرنا غلہ اور پھل وغیرہ کا قبل کاٹنے زراعت اور پھلون کے صرف بغرض دریافت اجمالی اور اطمینان کے درست ہے باقی ثبوت ملک اور لزوم حکم شرعی اس تخمین پر مبنی کرنا نزدیک حنفیہ کے نہین درست ہے اور احادیث مین جو تخمین وارد ہے وہ نزدیک حنفیہ کے صورت اول پر محمول ہے عینی کی شرح صحیح بخاری مسمی عمدۃ القاری مین ہے

قال الشعبی والثوری وابو حنیفۃ ومحمد وابو یوسف ومحمد الخرص مکروہ حتی قال الشعبی الخرص بدعۃ

وقال الثوری خرص الثمار لا یجوز وقال الطحاوی احتج ابو حنیفۃ بما رواہ جابر مرفوعا نہی عن الخرص

وبانہ تخمین وقد یخطی ولو جوز یجوز تا خرص الثمار وخرص الزرع بعد جذاذہا فانہ اقرب من خرص

ما علی الاشجار فلما لم یجز فی القریب لم یجز فی البعید وقال الخطابی انکر اصحاب الرای الخرص وقال

بضمیم انما کان نفعل تخویفا للمزارعین لئلا یجوزوا الیکم بالحکم لانہ تخمین وغرور اوکان یجوز قبل تحریم الربوا والقمار انتہی اور بھی اسی میں ہے انہم فعلوا ذلک ای الخرص لیعلم مقدار ما فی ایدی الناس من الثمار فیوخذ مثلہ بقدرہ فی ایام الصرام لانہم یملکون شیئا انتہی اور بھی اسی میں ہے کان یفعل ذلک تخویفا لئلا یخونوا وان یعرفوا مقدار ما فی النخل و ... یہ حکم شرعی فلا انتہی اور تقسیم غلہ کی اس طور پر کہ زمیندار نصف سے زائد لے اور رعیت نصف سے کم بتراضی طرفین درست ہے واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی

تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا سوال انگریزون کی نوکریان مثل منصفی و ڈپٹی وغیرہ سب حرام ہین یا نہین اگر کل حرام نہین تو کس کس قسم کی حلال ہین اور کس قسم کی حرام اور خلاف شرع نوکری کرنیوالا کافر یا فاسق اور برایں تقدیر ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون کی کیا تاویل ہے بینوا توجروا

ہو المصوب جس نوکری مین پابندی اجراء احکام غیر شرعیہ کی اور اجراء احکام ظلم وغیرہ کی نہو وہ درست ہے اور جن مین یہ امور ہون وہ حرام ہین اور جو انکی اطاعت کرین اور خلاف شرع احکام جاری کرین وہ فاسق ہین نہ کافر کما قال اللہ تعالی ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون وقال اللہ تعالی ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون اور آیۂ فاولئک ہم الکافرون یہود وغیرہ کے حق مین ہے نہ اہل اسلام کے حق مین یا مراد اس سے کفر عملی ہے یا محمول ہے مستحل وحسن پر تفسیر جامع البیان مین ہے نزلت فی اہل الکتاب دون من اساء من ہذہ الامۃ ومن ترکہ عمدا واجازہ وہو یعلم فہو من الکافرین اولیس بکفر ینقل عن الملۃ ولکن کفر دون کفر انتہی رسالۂ احکام الاراضی مین ہے من یطیعہم عن ضرورۃ فہو علی صحۃ الاسلام وان کانت طاعتہم لا عن ضرورۃ فکذلک لکنہم فساق انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مندرجۂ ذیل مین کہ زید کہتا ہے کہ ذبیحہ کسی مشرک وبدعتی وکافر کا حلال نہین ہے سوای موحد باللہ ومتبع سنت رسول اللہ کے اور عمرو کہتا ہے کہ مجھے تصدیق اس امر کی آیت کتاب اللہ وحدیث رسول اللہ سے

بماہ شعبان ... ہجری

معلوم نہین ہوئی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ
پس اس آیت کریمہ مین اللہ تعالی نے محض قید ذکر اسم اللہ کی کی نہ کافر کی نہ مشرک کی نہ بدعتی کی
پس میرے نزدیک بحکم عموم اس آیہ کریمہ کے اور مطابق حدیث حضرت عایشہ رض کے جسکی تخریج کی
نسائی وابو داؤد وابن ماجہ نے ان قوما حدیثوا عہد بجاہلیۃ یاتوننا بلحمان لا ندری ذکروا اسم اللہ علیہا
ام لم یذکروا انا کل منہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سموا اللہ وکلوا وحدیث رافع بن خدیج کے
کہ ما انہر الدم وذکر اسم اللہ علیہ فکلوا وارد ہے وموافق تحقیق علمای محققین مثل مجتہد ربانی
علامہ شوکانی وغیرہ کے حرمت اسکی معلوم نہین پس مشرک ہو یا بدعتی ہو یا کافر جب بسم اللہ
نام ذکر کریگا تو مین اسکو کھالونگا پس علماء محققین کی خدمت بابرکت مین عرض ہے کہ موافق
کتاب وحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فیصل مابین زید وعمرو بیان فرماوین
تا نزاع مرتفع ہو اور عند اللہ ماجور ہون

ہو المصوب عمرو کا قول قابل اعتبار کے نہین ہے حق جل شانہ سورۂ مائدہ مین ارشاد فرماتا ہے
وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اور مراد یہان طعام سے بالاتفاق ذبیحہ ہے پس اگر ذبیحہ مشرکین کا
حلال ہوتا حتی کہ مشرکین کا بھی تو اہل کتاب کی تخصیص کی کوئی وجہ نتھی اور اس آیت فکلوا مما ذکر اسم اللہ
اور آیت ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وغیرہ مین صرف شرط حلت ذبیحہ کی وقت ذبح کے بیان ہے
اور مقصود انسے فقط اسیقدر ہے کہ بدون بسم اللہ کے ذبیحہ حلال نہین ہے اور ذابح کا عموم وخصوص
اس آیت سے ثابت نہین ہوتا ہے اور اگر ایسا ہی ان آیات کے اطلاق سے استناد لیا جاوے تو باب
اطلاق مذبوح مین اسپر عمل کرنا پڑے گا کیونکہ کسی مذبوح کو ان آیات مین خاص نہین کیا بلکہ جس پر اسم
اللہ کا ذکر ہوا اسپر حکم حلت کا ہو پس لازم آتا ہے کہ اگر کوئی شخص کتا یا سوئر یا اور جانور جسکا گوشت
حلال نہین ہے بسم اللہ کہکے ذبح کرے تو اسکا کھانا درست ہو جاوے اس تقریر سے کہ اللہ نے
ان آیات مین قید صرف اسم اللہ کی کی نہ کسی ذبیحہ خاص کی حالانکہ اسکا کوئی مسلمان قائل نہین ہے
الحاصل ان آیات مین صرف کیفیت ذبح کا بیان اور شرط حلت کا بوقت ذبح کے بیان ہے ذابح
ومذبوح کے اطلاق وتخصیص سے انمین کچھ غرض نہین ہے پس جسطرح سے تخصیص مذبوح اور آیات
واحادیث سے ثابت ہوئی اسیطرح سے تخصیص ذابح کی بھی اور جگہ سے ثابت ہوئی ایک تو آیت

سابقہ دوسری وہ حدیث جو مصنف عبدالرزاق مین مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس یعنی آتش پرست کے حق مین فرمایا ہے من اسلم منہم قبل ومن لم یسلم ضربت علیہ الجزیۃ غیر ناکحی نسائہم ولا آکلی ذبائحہم یعنی جو اُنمین سے اسلام لاویگا اُسکا اسلام قبول ہوویگا اور جو اسلام نہ لاویگا اُس سے جزیہ لیا جاویگا مگر اُنکی عورتون سے نکاح نکیا جاویگا اور نہ اُنکا ذبیحہ کھایا جاویگا اسیطرح سے اور بھی احادیث اور آثار صحابہ اس باب مین موجود ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیحہ کسی کافر کا سوائے اہل کتاب کے نہین درست ہے اور حدیث عایشہ رض اسپر نہین دلالت کرتی ہے کہ ذبیحہ ہر کافر و مسلم کا حلال ہے کیونکہ اُس حدیث مین سوال اُن لوگونکے ذبیحہ سے ہوا ہے جو نئے مسلمان ہوئے تھے اور رسوم جاہلیت مین مبتلا تھے نہ ذبیحۂ کافر سے اور علامہ شوکانی کہ جنکا انتقال ۱۲۵۰ھ یا ۱۲۵۵ھ مین ہے گو علم ادب مین تحقیق اونکی اچھی ہو مگر اجتہاد اور فتوی اونکا مقابلہ مین اجتہاد اور فتوی ائمہ اربعہ وغیرہ مجتہدین سابقین کے قابل اعتبار کے نہین ہے اس مسئلہ مین ائمہ اربعہ بلکہ اکثر مجتہدین بھی تحقیق کر گئے کہ سوائے مسلمان اور کتابی کے کسیکا ذبیحہ حلال نہین پس اب شوکانی کہ اس صدی کے علما سے تھے اگر اُسکے مخالف لکھین تو انکا اعتبار نہین ہو سکتا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

استفتا — چہ میفرمایند علماے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ اولا احادیث صحیح مین وارد ہے کہ حقوق اسلام سے ہے کہ جب باہم دو مسلمان ملاقات کرین تو مصافحہ کرین بعض مسلمان جو اس سنت کو ادا نکرین تو تارک سنت ہین یا نہین ثانیا بعد نماز جمعہ کے مصلیان مسجد جو باہم مصافحہ کرتے ہین یہ طریق سنت ہے یا نہین بعض کتب مثل شرح مشکوۃ شریف شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ اور غایۃ الاوطار شرح درمختار مین امر ثانی کو بدعت ٹھہرایا ہے اور بعض لوگ جو شق اول کے مصداق ہین وہ اوسکو سنت بتلاتے ہین پس کیا ہے حق درمیان ہر دو اقوال کے ثالثا وقت نماز جمعہ کا بعد دوپہر کے کتنے منٹ بعد شروع ہوکر کسقدر عرصہ تک رہتا ہے کہ جسمین نماز جمعہ ادا ہوا ور تنگ وقت نہ گنا جاوے

ہو المصوب عند الملاقات مصافحہ کرنا امر متوارث وسنت قدیمہ ہے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم اور صحابہ کا یہ طریقہ مستمر تھا تارک اسکا تارک سنت ہے بیہقی نے شعب الایمان مین
اور طبرانی وغیرہ نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان المومن
اذا لقی المومن فسلم علیہ واخذ بیدہ فصافحہ تناثرت خطایاہما کما تناثر ورق الشجر اور سنن ابو داؤد
اور جامع ترمذی وغیرہ مین مرفوعا مروی ہے ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لہما قبل ان
یفترقا اور سنن ابو داؤد مین ابو ذر سے روایت ہے ما لقیتہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الا صافحنی اور ترمذی نے ابن مسعود سے روایت کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تمام التحیۃ
الاخذ بالید اور صحیح بخاری مین بھی قتادہ سے مروی ہے قلت لانس رضی اللہ عنہ کان المصافحۃ
فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم اور بعد نماز جمعہ کے یا بعد نماز صبح یا عصر کے
مصافحہ کرنا بعض فقہا نے اسکو بدعت مباحہ لکھا ہے اور بعضون نے بدعت مکروہہ لکھا ہے لیکن
اسمین شک نہین کہ یہ طریقہ خلاف طریقہ سلف صالح ہے پس اسکو ترک کرنا اور طریقہ مسنونہ کو
اختیار کرنا لازم ہے رد المحتار مین مذکور ہے قد یقال ان المواظبۃ علیہا بعد الصلوۃ خاصۃ قد یودی
الی اعتقاد سنیتہا فی خصوص ہذہ المواضع وان لہا خصوصیۃ زائدۃ علی غیرہا مع ان ظاہر کلامہم انہ
لم یفعلہا احد من السلف فی ہذہ المواضع ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انہ تکرہ المصافحۃ بعد
اداء الصلوۃ بکل حال لان الصحابۃ ما صافحوا بعد اداء الصلوۃ ولانہا من سنن الروافض ثم نقل عن
ابن حجر من الشافعیۃ انہا بدعۃ مکروہۃ لا اصل لہا فی الشرع ثم نقل عن ابن الحاج من المالکیۃ ان موضع
المصافحۃ فی الشرع انما ہو عند لقاء اخیہ المسلم لا فی ادبار الصلوات انتہی اور وقت نماز جمعہ مین
وقت ظہر ہے بمجرد زوال آفتاب شروع ہوتا ہے اور تا وقت عصر باقی رہتا ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے عظام اس صورت مین کہ بعض لوگ ایک احاطہ پختہ تیار کرا کر اُسمین ایک چبوترہ نصب کرکے اُسکو منسوب بمحبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی کرتے ہین اور اُس چبوترہ پر غلاف چڑھاتے ہین اور چراغان روشن کرتے ہین اور ریوڑی چڑھاتے ہین اور اُسپر فاتحہ کرتے ہین یہ امور درست ہین یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب مرتکب ایسے امور کا مبتدع ہے اور ایجاد ایسے افعال کی بدعت ضلالت ہے

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا جو شراب کہ مطلقا نشہ آور ہے اُس کا کیا حکم ہے

ہو المصوب جو شراب کہ مطلقا نشہ آور نہیں نہ قلیل اُسکا نہ کثیر وہ حلال ہے اور جسکا کثیر مسکر ہے جیسے سیندھی اور تاڑی اسکا ایک قطرہ بھی بمذہب مفتی بہ حرام ہے بحدیث ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام کذا فی الدر المختار وحواشیہ حررہ ہذا الجواب الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ چند ایسے مسلمان جن کے والدین بھی مسلمان ہین جمع ہوے اور کچھ روپیہ باہم چندہ سے جمع کرکے خوک اور شراب خرید کی اور بھوانی کا پوجا کیا اور وہ سور مارکے اور شراب بھوانی کو چڑھایا اس غرض سے کہ بھوانی مذکور جسکو کالی اور دیبی بھی کہتے ہین مرض ہیضہ سے نجات دے اور محفوظ رکھے جب یہ کیفیت دیندار مسلمانون کو معلوم ہوئی اور ایسے فعل کے وقوع کا کما حقہ یقین ہوا تو شرکا پوجا کا حقہ پانی پینا ترک کیا تا پھر کوئی مسلمان پوجا نکرے اور ایسی گمراہی مین نہ پڑے ایسے فعل سے سب باز رہین لیکن ایک شخص نے بخلاف دیندار مسلمانون کے عمداً دیدہ و دانستہ اپنا حقہ پانی پوجنے والون کو دیا اور دیندار مسلمانون کو حقہ ترک کرنے کی وجہ سے کلمات سخت کہے اور جوتیان مارنے کو کہا انتظام اہل اسلام خراب کیا اس صورت مین پوجا کا چندہ دینے والا اور پوجا کرنے والے مرتد اور کافر ہوے یا نہین اور جس شخص نے بخلاف دیندار مسلمانون کے حقہ دیا ہے اُسکا کیا حال ہے وہ کیسا ہے اور اگر یہ مرتد اور کافر ہین تو توبہ کرین تو عند الشرع مقبول ہے یا نہین اور کیونکر کسطرح سے توبہ کرین انکی عورتین نکاحون سے باہر ہوگئین یا نکاح قائم رہا بینوا توجروا

ہو المصوب اس صورت مین وہ پوجا کرنیوالے کافر ہوگئے اور عورتین اُنکی نکاح سے باہر ہوگئین اہل اسلام کو چاہیے کہ اُنکی شرکت نہ کرین تا وقتیکہ وہ توبہ نکرین اور جو انکا شریک ہوا اُسکو بھی برادری سے باہر کردین جبتک وہ اس شرکت سے توبہ نکرے اور پوجا کرنیوالون پر لازم ہے کہ پھر اسلام لاوین اور کلمہ شہادت ادا کرین اور توبہ واستغفار کرین بعد اسلام کے اپنی اپنی عورت سے نکاح کرین جب وہ اسلام لاوین اور توبہ کرین اسوقت وہ شریک برادری کر لیے جاوین

[illegible]

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین ان سوالات مین **سوال اول** در کتاب اوزجندی کہ از ملا علی قاری ست روایت ست فلما کان الیوم الثالث عن وفات ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء ابوذر عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم معہ تمرۃ یابسۃ ولبن الناقۃ وخبز الشعیر فوضعہا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرء النبی علیہ الصلوۃ والسلام الفاتحۃ مرۃ وسورۃ الاخلاص ثلاث مرات وقرء اللہم صل علی محمد انت لہا اہل وہو لہا اہل فرفع یدیہ ومسح وجہہ فامر ابی ذر ان یقسمہا وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثواب ہذہ الاطعمۃ لابنی ابراہیم فقط صحت نام کتاب اور روایت کی اسمین ہے یا نہین یا اور کس کتاب مین ہے **سوال دوم** در فتاوی مجمع البرکات از مطالب المومنین آوردہ است ولیقوم عند وجہ المیت ویضع یدہ الیمنی علی تربتہ ویقول اللہم اغفرلہ فانہ قد افتقر الیک وان کان قبر عبد صالح ویمکنہ ان یطوف حولہ فعل ذلک ثلث مرات یہ عبارت مجمع البرکات یا مطالب المومنین مین ہے یا نہین یا اور کسی کتاب کی ہے **سوال سوم** ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی خلفت ان اقبل عتبۃ الجنۃ والحور العین فامرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تقبل رجل الام ووجہ الاب فقال یا رسول اللہ لو لم یکن لی ابوان فقال قبل قبرہما قال فان لم اعرف قبرہما قال خط خطین احدہما قبر الام والآخر قبر الاب فقبل ہما فلا تحنث فی یمینک فقط یہ حدیث شریف کس کتاب اور کس باب مین ہے **سوال چہارم** سنا ہے یہ تسویہ رویۃ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ روشنی اور تاریکی اور پس وپیش اور قریب اور بعید سب برابر ہین یہ صحیح ہے یا غلط اور اگر صحیح ہے تو امیدوار ہون کہ عبارت حدیث شریف کی مع نام کتاب وباب وفصل ارقام فرمایا جاوے **سوال پنجم** سنا ہے کہ ایک صحابی نے طواف کیا گرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ واقعی حدیث مین آیا ہے یا نہین اور سنا ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہ نے طواف کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سو یہ روایت مع نشان کتاب وباب وفصل ارقام فرمائیے

ہو المصوب جواب سوال اول کتاب اوزجندی از تصانیف ملا علی قاری نیست نہ روایت مذکور صحیح ومعتبر ست بلکہ موضوع ست وباطل بر آن اعتماد نشاید در کتب حدیث

نشان از ینچنین روایات یافته نمی شود **جواب سوال دوم** عبارت مذکوره در مجمع البرکات
موجود ست لیکن مخالف کتب معتبره است ملا علی قاری مکی در شرح عین العلم می نویسد ولا یمس ای
ای القبر ولا التابوت ولا الجدار فورود النهی عن مثل ذلک بقبر النبی علیه السلام فکیف بقبور سائر الانام
ولا یقبل فانه زیادة علی المس فهو اولی بالنهی فالتقبیل مختص بالحجر الاسود وبایدی الانبیاء والعلماء
والصلحاء انتهی وهم ایشان در شرح باب المناسک می نویسد ولا یطوف حول البقعة الشریفة فان
الطواف من مختصات الکعبة فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء انتهی ودر نور الایمان بزیارة آثار
حبیب الرحمان مرقوم ست وما فی مجمع البرکات ویکره ان یطوف حوله فعل ذلک ثلث مرات
فلا یعبأ به انتهی **جواب سوال سوم** نشان این روایت در کتب حدیث معتبره یافته نمی شود
البته در مطالب المومنین از کفایۂ شعبی نقل کرده لیکن هر دو کتاب از کتب غیر معتبره اند ودر باب
روایات حدیث اعتماد بر تصریحات محدثین می شود نه بر نقل هیچ فقهای غیر معتبرین شیخ عبد الحق
دهلوی در مدارج النبوة می نویسند در بوسه دادن قبر روایت فقهی نقل میکنند وصحیح آنست که
لا یجوز است انتهی **جواب سوال چهارم** فی الواقع این صفت در آن حضرت صلی الله علیه
وسلم موجود بود لیکن نه دائما بلکه در بعض اوقات فاسی در شرح دلائل الخیرات می نویسند قد ثبت
رویته صلی الله علیه وسلم من خلفه فی حدیث ابی هریرة وانس عند الشیخین وعند عبد الرزاق فی
جامعه وعند الحاکم عن ابی هریرة انتهی وحافظ ابن حجر عسقلانی در تلخیص الحبیر می نویسند کان
یری من وراء ظهره کما یری من قدامه هو فی الصحیحین وغیرهما من حدیث انس وغیره والاحادیث
الواردة فی ذلک مقیدة بحال الصلوة وبذلک یجمع بین هذا وبین قوله صلی الله علیه وسلم
لا اعلم ما وراء جداری هذا انتهی **جواب سوال پنجم** این قصه موضوع وباطل ست در کتب معتبره
نشان آن یافته نمی شود والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

استفتا ما قولهم رحمهم الله تعالی اس مسئلہ مین کہ تاڑی تاڑی کی فی نفسہ نشہ دار ہے
تھوڑی پینے سے نشہ نہین ہوتا صرف منہ مین بو آتی ہے پس بعد پینے تاڑی کے جب تک نشہ
نہو اسوقت تک کلی یا وضو کرکے نماز پڑھنا درست ہے یا نہین اور مسجد مین مسلمانون کی
صف مین جنکو اسکی بو ناخوش معلوم ہوتی ہے جانا درست ہے یا نہین اور اگر بفحوای آیۂ کریمہ

لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری عدم جواز کیواسطے نشہ ہونا شرط ہے تو کس درجہ تک نشہ مشروط ہے
اور تاڑی اور خمر کے حکم حرمت ونجاست وحدود وغیر ذلک مین کچہ فرق ہے یا نہین اور اگر ہے تو کیا بینوا توجروا
ہالہو الصوب صدعدم جواز نماز کی حالت سکر مین خود قرآن مین مذکور ہے لا تقربوا الصلوۃ
وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون انتہی پس جبتک ایسی کیفیت نشہ کی ہو کہ انسان اُسکے
سبب سے نہ سمجھتا ہو کہ کیا ہم پڑھتے ہین اور کیا ہماری زبان سے نکلتا ہے اُسوقت تک
نماز نہ ادا کرے اور بعد پینے تاڑی کے جبتک نشہ نہو اُسوقت تک کلی کرکے نماز درست ہے
لیکن مسجد مین جانا تاڑی پی کے گو نشہ نہو ممنوع ہے اور ایسے شخص کو مسجد سے نکلوا دینا
درست ہے وسیلۂ احمدیہ شرح طریقۂ محمدیہ مین ہے قال الفقہاء کل من وجد فیہ رائحۃ کریہۃ
یتاذی بہ الانسان یلزم اخراجہ ولو بجر من یدہ او رجلیہ دون لحیتہ وشعر رأسہ انتہی اور عینی کی شرح
صحیح بخاری مین ہے ما وقع فی الاحادیث من تخصیص النہی عن دخول المسجد بالثوم والبصل من جہۃ
کلہا فی ذلک الزمان والا ففی حکمہا کل شیٔ لہ رائحۃ کریہۃ من الماکولات وغیرہا لان الحدیث معلل
بایذاء المومنین والملائکۃ انتہی اور یہی ہے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین اور ملا علی قاری کی شرح موطا
وغیرہ مین اور تاڑی خواہ تھوڑی ہو یا بہت نشہ کرے یا نکرے مطلقاً اُسکا پینا حرام ہے
کیونکہ جس چیز کا کثیر مسکر ہو اُسکا قلیل بھی حرام ہے اور تاڑی نجس بھی ہے عینی کی شرح کنز مین
ہے قال محمد وایمۃ ثلثۃ کل ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام من ای نوع کان لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کل مسکر خمر وکل مسکر حرام رواہ مسلم من روایۃ ابن عمر وعن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ احمد وابن ماجۃ والدارقطنی والفتوی علی قول محمد انتہی اور ہدایہ مین ہے
نجاستہا ای سائر الاشربۃ خفیفۃ فی روایۃ وغلیظۃ فی روایۃ ونجاسۃ الخمر غلیظۃ فی روایۃ واحدۃ
انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہین علمای دین ومفتیان شرع متین مسئلہ تقبیل ابہامین
جو مروج فی زمننا ہے آیا جائز ہے یا ناجائز بشق اول واجب ہے یا سنت مستحب ہے یا مباح اور ادلہ عقلیہ ونقلیہ
اُسکی کتب معتبرہ مین کیا ہین وبشق ثانی حرام ہے یا مکروہ اور اگر مکروہ ہے تو تنزیہی یا تحریمی اس حال مین کیا جواب اُن
حدیثون کا جو مثبتین پیش کرتے ہین آیا وہ موضوع ہین یا ضعیف اس مسئلہ کو بالتنقیح بیان فرمائیے بینوا توجروا

ای تقبیل الابہامین عند سماع اسم النبی صلعم ۱۲

الجواب اس تقبیل کو بعض کتب فقہ مین مستحب لکھا ہے نہ واجب ونہ سنت مثل کنز العباد وخزانۃ الروایات وجامع الرموز وفتاوی صوفیہ وغیرہ کے مگر اکثر کتب معتبرہ متداولہ مین اسکا نشان نہین ہے اور وہ کتب جنمین یہ مسئلہ مذکور ہے وہ غیر معتبر ہین جیسے جامع الرموز وفتاوی صوفیہ وکنز العباد وغیرہ بوجہ اسکے کہ ان کتب مین رطب ویابس بدون تنقیح کے مجتمع ہے تفصیل اُسکی میرے رسالۂ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر وغیرہ مین موجود ہے اور احادیث جو اس باب مین فقہا نقل کرتے ہین وہ بتحقیق محدثین صحیح نہین ہین فوائد مجموعہ فی احادیث الموضوعہ مین شوکانی لکھتے ہین حدیث مسح العینین بباطن اعلی السبابتین عند قول المؤذن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رسول اللہ الخ رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابی بکر الصدیق مرفوعًا قال ابن طاہر فی التذکرۃ لا یصح انتہی اور یہی اُسمین ہے حدیث من قال حین یسمع اشهد ان محمدًا رسول اللہ مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ ثم تقبل ابہامیہ ویجعلہما علی عینیہ لم یرمد ابدا قال فی التذکرۃ لا یصح انتہی اور شمس الدین محمد ابن عبد الرحمن السخاوی مقاصد حسنہ فی الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ مین بعد ذکر چند روایات کے لکھتے ہین لا یصح فی المرفوع من کل ہذا شیٔ انتہی اور ایسی ہی ملا علی قاری نے تذکرۃ الموضوعات مین لکھا ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولکم ایہا العلماء السادات فی الحیوان البحری اسے حیوان منہ یؤکل وما علامۃ السمک وہل الجریث والمار ماہی من السمک ام لا وصورۃ الجریث ماہی والکوسج الذی لہ خرطوم کالمنشار والقرش الذی تنفر منہ الحیوانات البحریۃ والحیوان المدور الذی لہ ذنب طویل کالسوط وعلی اصل الذنب شوکۃ ویقال لہ اللحم وغیرہ ہل ہی من السمک ام لا بینوا توجروا

جواب قال فی فتاوی قاضیخان ولا یؤکل ما فی البحر سوی السمک وطیر الماء عندنا وقال الشافعی رحمہ اللہ لا بأس باکل ما فی البحر ولہ فی الضفدع قولان انتہی واما علامۃ السمک فلم ارہا فی الکتب لکن بالنظر الیہ یظہر ثلاث علامات احدہا اسفاط وثانیہا انفتاح بحیبیہ وثالثہا جناح ذو شوک بینہن ستور وکذا الذنب ولبعض انواع السمک العلامات الثلاث کلہا ولبعضہا بعضہا کما شاہدنا ثم رأیت ما نصہ المفتی فصیح الدین فی رسالۃ احکام الحیوان ونشان ماہی آنست کہ لسان یعنی زبان نداشتہ باشد ومشہور آنست کہ فلس دارد وشگاف یعنی دریدگی بہر دو جانب

حلقوم بود واگر از آب بیرون شود طپیدن گیرد تا آنکہ بمیرد واما الجریث والمارماہی فہما من السمک کما فی فتاوی قاضی خان ولا باس بسائر انواع السمک نحو الجریث والمارماہی انتہی اما صورۃ الجریث فہو سمک اسود کما فی الدر المختار وقال فی حاشیۃ رد المحتار ہو نوع من السمک مدور کالترس انتہی وہو صغیر الوجہ وذنبہ ایضا صغیر غایۃ الصغر مشقوق شقین واسمہ فی الاردو می کردی ترکی کما بین مولانا المولوی حضرت غلام قادر صاحب رحمہ اللہ تعالی فی فتواہ وفی السمکین المذکورین ایضا اسقاط صغار غایۃ الصغر خفیۃ کما شاہدنا ولہذا قال فی الدر المختار وافردہما بالذکر للخفاء انتہی الخفاء کونہما من جنس السمک رد المحتار فقد علم ان غیر الجریث من انواع المدور لیس من جنس السمک کما یوذن افرادہ بالذکر ولان الجریث لیس باسم لمطلق المدور بل ہو اسم لنوع واحد منہ وکذا الکوسج والقرش لیسا من جنس السمک لانہما مختلف فیہما عند الشافعی مع ان عندہ یجوز اکل ما فی البحر کما مر فکیف یحلان عندنا ولانہما لیس علیہما علامات السمک لا علانیۃ ولا خفیۃ ثم رایت ما نصہ المفتی فصیح الدین فی رسالتہ احکام الحیوان قرش حیوانیست وانیقدر بزرگ میشود کہ سفائن ومراکب را ضائع گرداند آنرا اسید الدواب می نامند وقریش لقب ماخوذ ازہمین ست ودر سواحل بلاد مغرب اور اشہر ا رموری نامند حکمش حرام ست نزد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ونزدیک آئمہ ثلاثہ حلال ست ثم رایت ما نصہ محمود شاہ فی فتاواہ السمک مالہ شق وشوک ثم قال فیہ ایضا والسمک مالہ فلوس وما یبیض فی الماء ومالہ اشقاق ویکون مولدہ ومعاشہ فی الماء ولیس لہ لسان اصلا انتہی فقد علم مما ذکر ان الفلوس اشہر علامات السمک ولذا قد حکم فی الجریث والمارماہی بانہما سمکان مع انہما یتولدان ولا یبیضان ولا لہما اشقاق بخلاف القرش والکوسج فانہما لیس علیہما فلوس ولا لہما شقاق ولا اشواک وانہما یقطعان الانسان کالسیف الماضی واللہ اعلم بالصواب کتبہ افقر العباد الی اللہ شیخ یوسف بن قادر احمد عفی عنہما وعن اسلافہما صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۹ **استفتا** ما قولکم رحمکم اللہ اندرینکہ شخصے صحابی را قبل اسلامش نصرانی بود وبعد تواتر ثبوت صحبت واسلام او بنصرانیت طعن وتعییر میکند واو را النصرانی میخواند ودربارۂ قبول روایتش باین الفاظ الطعن مینماید کہ روایت عدی نصرانی برائے او مخصوص بود وآن را بر مومنان قیاس نباید کرد

خبر آحاد عدی بن حاتم نصرانی الی قولہ اعتبار نیست انتہی بلفظ وجابجا عدی نصرانی وعدی نصرانی می نگارد واشاعت میکند پس شرعًا تعلق شخص مذکور قابل قبول ست یا نہ وشخص مذکور مؤمن کامل ست کہ فاسق قابل تعزیر بینوا توجروا

ہو المصوب آنکس فاسق وواجب التعزیر ست بعد اسلام کسی را تعبیر بکفر سابق واطلاق ہمچو الفاظ بروحرام ست لقولہ تعالی ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ہم الظالمون چہ جائیکہ ہمچو صحابی جلیل القدر کہ ایمہ بر قبول روایتش اتفاق دارند ودر شمار صحابہ آنرا ذکر سازند واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وبارک وسلم امابعد سلام علیکم مستدعی جواب مسئلہ ہون کہ ایک شخص برہمن ہندو بت پرست کہ رام کندھیا کو خالق مانتا ہے دین اسلام ومسلمانون کو برا کہتا ہے بلکہ اُنکے سایہ کو نجس جانتا ہے صاحب دولت داس کرکے مشہور ہے زید بکر خالد وعمر یہ چار شخص صاحب ریش کلان شریف صورت ہین اگر دس بندرہ پچیس تیس روپیہ کی نوکری نزد برہمن مذکور قبول کرین وبعدہ امور ذیل کے مرتکب ہون اول جبکہ برہمن مذکور اپنی نشستگاہ پر بیٹھا ہو اور زید وبکر وغیرہ بھی حسب دستور دربار عام نام بردہ مین حاضر خدمت بیٹھے ہون اور بت موسومہ ٹھاکر کو جسے کہ وہ برہمن اپنا خالق جانتا ہے ایک برہمن پوجیری چاندی کی طشت مین رکھے ہوے بڑے تزک سے سامنے لاوے تو برہمن مذکور سروقد اُٹھکر تعظیم اُس بت کی کرے وزید وبکر بھی بخوف ناخوشی وسوء ادبی وبرخواستگی خود وبخیال اسکے کہ گستاخی ہوگی اور بے ادب کہلاوینگے مشاہرہ بند ہوجائیگا ساتھ ہی کیا بلکہ فی الفور بنظر تعظیم بت مذکور اوٹھ کھڑا ہو دوم برہمن مذکور بروز تولید بتان خود مجلس جشن برقص زنان بدکار بحضور بت قایم کرتا ہے تو یہ حکم دیتا ہے کہ ہر ایک نوکران ہمارے اگر شریک مجلس لذوذ ہون اور اگرچہ ہم بسبب انجمن بہون مگر ہر ایک نوکران وحاضران مجلس پر ہمارا حکم ہے کہ حسب دستور بت پرستی جب بت سامنے آوے یا بت کا پوجا ہو تو سب کے سب حاضران اوٹھکر کھڑے ہوکر ہمارے بت کی تعظیم کرین

از ڈمراؤن پرگنہ بھوجپور ضلع آرہ مکان قاضی ظہور عالم صاحب نزد شیخ غازی الدین صاحب ماہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۰۳ ہجری

چنانچہ یہ دستور بت پرستی برہمن مذکور و تعظیم و تکریم ہمیشہ سے جاری ہے پس زید بکر اکثر بہ تعمیل
حکم زینت بخش مجلس مذموم رہتے ہین باوجودیکہ برہمن مذکور نہین رہتا ہے زید بکر خود بخود
بہ تعمیل دستور العمل بت پرستی نام بردہ یکبارگی فی الفور سب کے سب حضار مجلس بت کو
اوجھکر تعظیم کرتے ہین اور جب بت کی پوجا ہونے لگتی ہے تو با دب پیش بت جشن مذکور مین
تعظیماً کھڑے رہتے ہین بخوف برخاستگی روگردان ہوکر علیحدہ ہو نہین سکتے بطمع زر کھڑے
رہتے ہین سوم جبکہ بت مذکور ایک بتکدہ سے دوسرے بتخانہ مین پونہچایا جاتا ہے تو بڑی
طیاری سے مثل بارات اقوام ہند برہمن مذکور بت کے پیچھے پیچھے پاپیادہ جاتا ہے اور تمامی
زید بکر وغیرہ کو یہ حکم عام رہتا ہے کہ اُسوقت خوش پوش ہوکر جلوس مین پیچھے پیچھے بُت کے
تا در بتخانہ چلین چنانچہ زید بکر وغیرہ بطمع زر مشاہرۂ خود بفراموشی وعدہ فی السماء رزقکم وما من
دابة الخ بخوشی اس فعل کو بجالاتے ہین چہارم برہمن مذکور کی تعمیل حکم کو مقدم جانکر روزمرہ
اذان سنکر جماعت مین نہین آتے ہین اور جمعہ کے روز جان بوجھکر کہ آج جمعہ ہے حکم
یاایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوة من یوم الخ سے روگردان ہوکر تارک جمعہ ہوکر یہ عذر کرتے ہین
کہ رزق کا معاملہ ہے حکم حاکم مرگ مفاجات بوجہ مجبوری انجام امور اسلام نہین کرسکتے
پس بظہور امور موجبات کفر متذکرۂ صدر جبکہ زید بکر استعمال کلمات رد کفر سے غافل و سالہا سال
موجبات کفر پر مصر ہین تو ان سبکو تجدید ایمان و نکاح لازم ہے یا نہین و بطمع زر زید بکر جان بوجھکر
باز نہ آوین تو کافر و بی بی اُنکی نکاح سے باہر ہوئین یا نہین اور بہ نسبت اولاد اُنکے کے
شرع کیا حکم کرتی ہے بہ تصریح و تشریح بحوالہ و سند دستخط علمای مشاہیر سے مزین فرماکر زینت بخش اسلام ہوجئے فقط
ہوالمصوب فقہا کتب فقہ مین ایسی صورت کہ اُسمین تحسین اعمال کفار اور شرکت افعال کفار اور موافقت
اُنکی عبادت کے ہو حکم کفر لکھتے ہین اور جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہووے جسکا ذکر سوالات مین ہے اُسپر حکم لزوم
تجدید ایمان و تجدید نکاح کا دیتے ہین خزانة الروایات مین ہے فی الفصول قال الشیخ ابو بکر الطرخانی من خرج الی السدة
فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر وعلی قیاس مسئلة السدة الخروج الی نیروز المجوس والموافقة معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم من
المسلمین لکفر انتہی او یجی اُسمین ہے وکذا الخروج فی اللیلة التی یلعب فیہا کفرة الہند بالنیران والموافقة معہم فیما
یفعلون تلک اللیلة فیلزم ان یکون کفرا وکذا الخروج الی لعب کفرة الہند فی الیوم الذی یدعوہ الکفرة بسرتہی والموافقة معہم فیہ

یفعلون من تزیین القبور والافراس والذہاب الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرا انتہی اور بھی اُسمین
ہے فی الفصول قال فی الجامع الاصغر رجل اشتری یوم النیروز شیئا لم یکن یشتریہ قبل ذلک ان اراد بہ
تعظیم النیروز کما یعظمہ المشرکون کفر انتہی اور بھی اُسمین ہے فی نوادر الفتاوی ہر کہ رسوم ہنود در این تحسین کند
کافر گردد انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتاء ۹۹ ما قولکم رحمکم اللہ اندرینکہ اولیاے منکوحہ حین النکاح چیزے از ماکولات ومشروبات
ونقدیات کہ ماسواے زیور ومہر مصرح ومہر مسکوت عنہ است برای اطعام واعطاے اہل محلہ
وہمسائگان بروجہ شرط کہ اگر اشیاے مذکورہ بدہند اولیاے منکوحہ در ازدواج وانکاح آن راضی شوند
ورنہ نہ از ناکح وخاطب میگیرند پس این قسم گرفتن شرعا درست است یا نہ بینوا توجروا

الجواب مستعینا باللہ العظیم ومستنصرا بالرحمن الرحیم گرفتن این قسم چیزہا شرعا جائز نیست
ودرست نیست قال فی الوسیلۃ الاحمدیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ ولعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الراشی والمرتشی ومن الرشوۃ ما اخذہ ولی المرأۃ قبل النکاح اذا کان بالسوال او کان اعطاء
الزوج بناء علی عدم رضائہ علی تقدیر عدمہ اما اذا کان بلا سوال ولا عن عدم رضائہ فیکون
ہدیۃ فیجوز کما فی حاشیۃ لخواجہ زادہ وغیرہ انتہی وقال فی رد المحتار ومن السحت ما یاخذہ الصہر من الختن
بسبب بنتہ بطیب نفسہ حتی لو کان بطلبہ یرجع الختن بہ انتہی وقال فی المعدن لایجوز لاب البنت
ان یاخذ من الخاطب شیئا لانہ رشوۃ وقال فی العالمگیریۃ خطب امرأۃ فی بیت اخیہا فابی ان
یدفعہا حتی یدفع الیہ دراہم فدفع وتزوجہا یرجع بما دفع لانہ رشوۃ کذا فی القنیۃ وقال فی قاضیخان رجل خطب
امرأۃ وہی تسکن فی بیت اختہا وزوج اختہا لا یرضی بنکاح ہذا الرجل الا ان یدفع الیہ دراہم فدفع الخاطب الیہ
دراہم کان لہ ان یسترد ما دفع الیہ لانہ رشوۃ نعم اگر چیزے بلا سوال وطلب اولیاے
منکوحہ ناکح بدہند البتہ جائز ودرست شدن میتواند زیراکہ اشیاے مذکورہ برین تقدیر از تحفہ وہدیہ
شمار کردہ شود چنانچہ در عبارت وسیلۂ احمدیہ شرح طریقۂ محمدیہ مشروحا مرقوم گشت ہذا حکم الکتاب
واللہ اعلم بالصواب محمد اشرف علی عفی عنہ صح الجواب واللہ اعلم بالصواب ویوافقہ ما فی البحر الرائق
لو اخذ اہل المرأۃ شیئا عند التسلیم فللزوج ان یستردہ لانہ رشوۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ما قولکم رحمکم اللہ تعالی کہ خروج زنان شابہ در ولائم بشرطیکہ دران مداخلت غیر و بے پردگی
و مانع دیگر از ممنوعات شرعیہ متصور نگردد درست ست یا نہ بینوا ہذہ المسئلۃ بدلائل من الفقہ والاحادیث فقط

ہو المصوب از معائنہ کتب فقہ واضح است کہ ممانعت از رفتن زنان بمجالس ولائم برائے
احتراز از فتنہ است بسبب اجتماع در ہمچو مجالس چنانچہ در رد المحتار زیر قول صاحب در مختار
ومیعنہا من زیارۃ الاجانب وعیادتہم والولیمۃ الخ می نویسد ظاہرہ ولو کانت عند المحارم لانہا تشتمل
علے جمع فلا یخلو من الفساد عادۃ انتہے پس ہرگاہ در مجلس ولیمہ مداخلت غیر و بے پردگی
و مانع شرعی دیگر نباشد درینصورت ممانعت را وجہی نیست البتہ ضرورت اذن شوہر خواہد بود
و در صحیح بخاری از انس رض مرویست ابصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم نساءً وصبیانا مقبلین من عرس
فقام ممتنا فقال اللہم انتم من احب الناس الی انتہی قسطلانی در شرح آن می نویسد فیہ شہود النساء
والصبیان لولیمۃ العرس فلو دعت امرأۃ امرأۃ لولیمۃ او دعت رجلا وجب او استحب لا مع خلوۃ
محرمۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا اکثر ادویۂ انگریزی از قبیل عرق جو ولایت سے تیار ہو کر آتے ہین علے ہذا
بعضے اقسام بسکٹ کے جو بکس ٹین مین بند ہو کر فروخت کے لیے آیا کرتے ہین اسمین خلط
و امتزاج شراب کا شبہ بشتر بوجہ سرعت نفوذ سرعت تاثیر کے باوصف قلت مقدار کے
جو خصائص شراب سے ہے اور بھی باین وجہ کہ اہل یورپ اکثر خوگر استعمال شراب کے دوائین
اور اسکے شرب کے بہر طور عادی ہوتے ہین ہوتا ہے اور بعضے ڈاکٹرون سے بعض عرقیات
و بسکٹ مین اختلاط شراب کا سنا جاتا ہے ایسے حال مین استعمال و تناول آن ادویہ
و بسکٹ کا شرعًا از روی فتوی کے بھی منع ہے یا تا وقت ثبوت یقینی جواز استعمال و تناول
فتوی اور تحرز و اجتناب تقوی ہوگا بینوا توجروا

ہو المصوب جب یقین یا ظن اختلاط شراب وغیرہ کا ہووے اسوقت استعمال اُن
چیزون کا ممنوع ہوگا ورنہ نفس جواز بطور فتوے کے اور اجتناب بطور تقوے کے ہوگا
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا جو نان یا بسکٹ مخمر بخمیر تاڑی ہو جو منجملہ مسکرات ہے اسکا کھانا جائز ہے

یا حرام علمائے کلکتہ نے فتوی اُسکے جواز اکل کا دیا ہے لہذا اکثر عوام بے تکلف اُسکو کھاتے ہین اور نہین کھانے والے پر تعجب کرتے ہین لہذا جواب اِس مسئلہ کا مفصلاً بتقریر عام فہم مستند بسند کتب معتبرہ حنفیہ درکار ہے بینوا توجروا

ہو المصوب بمذہب مفتی بہ جتنے اشربہ اور اشیاء سیال مسکر ہین وہ سب نجس ہین اور ایک قطرہ بھی ان کا حرام ہے اگرچہ نشہ نہ پیدا کرے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اخرجہ ابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ وغیرہم رمز الحقائق شرح کنز الدقائق مین شیخ الاسلام بدر الدین محمود عینی لکھتے ہین قال محمد والائمۃ الثلثۃ کل ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام من ای نوع کان لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام رواہ مسلم عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ احمد وابن ماجۃ والدارقطنی وصححہ والفتوی علی قول محمد انتہی اور فتاوی بزازیہ مین ہے قال محمد ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام قالوا وبقول محمد ناخذ ومذہب محمد انہ حرام ونجس انتہی اور سراج منیر مین ہے جملۃ انواع النجاسات خمسۃ وعشرون الخمر وما عداہ من الاشربۃ المحرمۃ انتہی اور شرح جامع صغیر حسامی مین ہے ہل ہی ای الاشربۃ وراء الخمر مثل الخمر فی النجاسۃ عن اصحابنا فیہ روایتان فی احدی الروایتین نجاسۃ غلیظۃ تمنع اذا زاد علی قدر الدرہم وفی روایۃ اخری خفیفۃ مقدرۃ بالکثیر الفاحش انتہی ہرگاہ ان عبارات سے حرمت اور نجاست تاڑی کی ثابت ہوئی پس ثابت ہوگیا کہ بسکٹ ونان پاؤ وغیرہ جسکے خمیر مین تاڑی مخلوط ہو کھانا اُسکا ناجائز ہوگا مثل خمیر خمر کے فتاوی قاضی خان مین ہے بخلاف الدقیق اذا عجن بالخمر وخبز فانہ یکون نجسا ولا یطہر انتہی اور فتاوی عالمگیریہ مین ہے اذا عجن الدقیق بالخمر لا یوکل انتہی اسوجہ سے کہ جب تاڑی اور خمر دونون نجس ہین پس اسکے خلط سے وہ مخلوط بھی نجس ہوگا اور کھانا اُسکا حرام ہوگا اور قیاس اُسکا سرکہ تاڑی یا شراب پر باطل ہے اسوجہ سے کہ سرکہ مین انقلاب حقیقت ہوجاتا ہے اسوجہ سے حکم طہارت [illegible] کا دیا جاتا ہے بخلاف خمیر تاڑی اور شراب کے کہ اسمین انقلاب ماہیت نہین [illegible] کمال اتصال اور التصاق ہوجاتا ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی شخص انگریزی پڑھنے ناس واسطے زبان دانی حاصل کرنیکے کیونکہ اکثر وقت ضرورت پڑتی ہے توجائز ہے یا نہین اور اگر اس نیت سے نہ پڑھے بلکہ اسکی نیت کچھ بھی نہو تو جائز ہے یا نہین اور اگر بغرض حصول روزگار کے پڑھا تو کیا حکم شرع ہے اور وہ یہ جانتا ہے کہ سرکار انگریزی مین روزگار بجز اسکے نہین ملسکتا تو ان تینون صورتون مین کسی صورت مین جائز ہے یا نہین

ہو المصوب انگریزی پڑھنا اور زبان سیکھنا جائز ہی بشرطیکہ منجر تخلل دینی کی طرف نہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی شخص استنجا پاک کرکے بچے ہوے پانی سے وضو کرے تو وضو مکروہ ہوگا یا نہین فقط بینوا توجروا

ہو المصوب مکروہ نہوگا مگر ترک اولے ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا حضرات علماء سنیہ سے استفتا کیا جاتا ہی کہ اہل تشیع کے ہاتھ کا ذبیحہ یا مطاعمت ومناکحت اُنکے ساتھ جائز ہی یا نہین اور اُن امور کے حلت وحرمت باسناد متصل ومرفوع ومتواتر بحوالہ کتب مستند صحیحہ کے ثابت کرنا ضرور ہی جسمین جای قیل وقال نرہے اور امر حق بھی ہاتھ سے نجاوے تعصب ونفسانیت کی بو نپائی جاوے آجکل یہان اس امر پر مباحثہ ومناظرہ ہورہا ہی سنی تو بحوالہ غنیۃ الطالبین وغیرہ کے کہتے ہین کہ مطاعمت ومناکحت وذبیحہ غیر مطلق جائز نہین ہی بلکہ جن سنیون نے شیعہ کے یہان کھایا پیا ہی اُنکو دائرہ سنیت سے خارج کردیا ہی اور اُنکو اپنی مسجد مین نماز نہین پڑھنے دیتے بلکہ اطلاق کفر وارتداد کا کرتے ہین اور باہم مشاربت ومطاعمت مین اجتناب کلی اور احتراز قطعی ہی یہ جو لوگ دائرہ سنیت سے خارج ٹھہراے گئے ہین یہ دلائل پیش کرتے ہین کیا اہل تشیع اہل قبلہ نہین ہین یا توحید یا نبوت کے قائل نہین ہین یا اُنکے یہان سولے تکبیر معلومہ ومروجہ کے کوئی اور تکبیر سواے بسم اللہ اللہ اکبر کے ہی پس اہل التشیع کے ساتھ مطاعمت کرنے سے ہمکو دائرہ سنیت سے کیون خارج ٹھہراتے ہو ہندوستان مین امور مذکورہ پر کبھی ایسی بحث نہین ہوئی ہی بلکہ دین برابر مطاعمت ومناکحت

ہوتی ہے علاوہ اسکے اہل کتاب کا ذبیحہ وصید اور اُنکے ساتھ مطاعمت و مناکحت تک درست ہو
اور یہ امور شیعہ کے ساتھ نہ درست ہوں اسکے کیا معنی پس حضرات سے التماس یہ ہے کہ جو ہوا ور
حق امر کتب صحیحہ مروجہ و متداولہ سے لکھیں اصلا نفسانیت و تعصب کا لگاؤ نہو زیادہ والسلام فقط
ہو المصوب ہر چند کہ ایک جماعت فقہا نے مطلقًا شیعہ کو بوجہ سب شیخین رض کے کافر لکھدیا اور
بربناء کفر اُنکے ساتھ مناکحت کی حرمت کا اور عدم حلت ذبیحہ روافض کا فتوی دیا مگر منقح اور
قول مفتی بہ و مرجح یہ ہے کہ جو شیعہ منکر ضروریات دین ہوں وہ کافر ہیں انکا ذبیحہ حلال
نہیں مناکحت اُنکے ساتھ درست نہیں شرکت اُنکے ساتھ مثل شرکت اہل اسلام کے
جائز نہیں اور جو ایسے نہوں گو سب صحابہ رض کرتے ہوں وہ فاسق ہیں کافر نہیں ذبیحہ
انکے ہاتھ کا حلال ہے حرام نہیں مناکحت بھی اُنکی درست ہے ابو شکور سلمی
کتاب التمہید فی التوحید میں لکھتے ہیں کلام الروافض مختلف فبعضہ یکون کفرا وبعضہ
لا فلو قال ان علیا کان الٰہا نزل من السماء کفر ولو قال النبوۃ کانت لعلی وجبرئیل اخطأ کفر ومنہم
من قال ان علیا افضل من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہذا کلہ کفر واما الذی یکون بدعۃ ولا یکون
کفرا فہو قولہم ان علیا افضل من الشیخین رض ومنہم من قال یجب اللعن علی من خالف علیا
کعائشۃ ومعاویۃ رض وہذا کلہ وما اشبہہ یکون بدعۃ ولیس بکفر لانہ صادر عن تاویل انتہی اور بحر العلوم
مولانا عبد العلی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں الاصح عند الحنفیۃ ان الروافض لیسوا بکفار
والوجہ فیہ ان تدینہم اوقعہم فیما وقعوا زعما منہم انہم علی الدین المحمدی وان کان زعمہم ہذا باطلا
والنبی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فہم غیر ملتزمین للکفر والتزام الکفر کفر دون لزومہ انتہی اور در مختار
میں ہے فی النہر تجوز مناکحۃ المعتزلۃ لانا لا نکفر احدا من اہل القبلۃ وان وقع الزاما فی المباحث
انتہی اور فتح القدیر میں ہے اما المعتزلۃ فمقتضی الوجہ حل مناکحتہم لان الحق عدم تکفیر اہل القبلۃ وان
وقع الزاما فی المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومۃ بالضرورۃ من الدین مثل القائل بقدم
العالم ونفی العلم بالجزئیات انتہی اور رد المحتار میں ہے بہذا ظہر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد
الالوہیۃ فی علی رض او ان جبرئیل غلط فی الوحی کان کافرا وان کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف
عائشۃ فہو کافر انتہی واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتاء چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ میانجی وملایان را بدعوت اجتماع نمودہ بعد اطعام طعام یا قبل اطعام طعام زیارت قبور علی الاجرۃ سے کنانند یعنی اگرچہ تعین فلوس وغیرہ نہ نمایند لیکن دائمی دادن اجرت فرض وواجب بدانند وملا ومیانجی ہم بطمع فلوس بروند واگر فلوس نہ ہند نروند درین نوع زیارت قبور واطعام طعام در شرع شریف چہ حکم دارد وایصال ثواب بر مردگان خواہد شد یا نہ برتقدیر وصول ثواب اجرت گرفتن حلال باشد یا نہ ودر حدیث لفظ زوروا بتاکید آکد آمدہ است لیکن زیارت کنانیدن جائے ندیدہ شد آیا جائز است یا نہ ودر ختم تسبیح وتہلیل تعین اجرت جائز است یا نہ بینوا بالدلیل توجروا بالاجر الجزیل

ہو المصوب در تسبیح وتہلیل وتلاوت قرآن وزیارت قبور وغیرہ اجرت گرفتن ودادن درست نیست در تنقیح فتاوی حامدیہ می نویسد اعلم ان عامۃ کتب المذہب من متون وشروح وفتاوی کلہا متفقۃ علی ان الاستیجار علی الطاعات لایصح عندنا واستثنی المتاخرون من مشائخ بلخ تعلیم القرآن فجوزوا الاستیجار علیہ انتہی وہم در آنست التلاوۃ المجردۃ عن التعلیم من اعظم الطاعات التی یطلب بہا الثواب فلایصح الاستیجار علیہا انتہی وہم در آنست شرط الثواب الاخلاص للہ فی العمل والقاری بالاجرۃ انما یقرأ لاجل الدنیا لا لوجہ اللہ بدلیل انہ لو علم ان المستاجر لایدفع الیہ شیئا لا یقرأ حرفا واحدا خصوصا من جعل ذلک حرفتہ ولذا قال تاج الشریعۃ فی شرح الہدایۃ ان قاری القرآن بالاجرۃ لایستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری انتہی ودر فتاوی ولوالجیہ مرقوم است لو زار قبر صدیق او قریب فقرأ عندہ شیئا من القرآن فہو حسن اما الوصیۃ بذلک فلا معنی لہا ولا معنی ایضا لصلۃ القاری لانہ یشبہ استیجارہ علی قراءۃ القرآن وذلک باطل انتہی ودر فتاوی بزازیہ می نویسد اوصی بقاری یقرأ القرآن عند قبرہ بشیء فالوصیۃ باطلۃ انتہی ودر تاتارخانیہ سے آرد ولایجوز اخذ الاجرۃ علی طاعۃ اللہ انتہی ازین عبارات واضح شد کہ در ہیچ زیارت قبور وتسبیح وتہلیل وغیرہ کہ مقصود در ان تحصیل دنیا می باشد ثواب نیست نہ بمیت ونہ بکاسب واجرت ہیچ طاعات دادن وگرفتن ممنوع است واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ باجا تاشا و نقارہ و دف وغیرہ مزامیر بوقت نکاح یا شادی کے رسومات مین بجانا جائز ہے یا نہین بینوا و توجروا۔

ہو المصوب احادیث صحیحہ سے حرمت جملہ آلات غنا و مزامیر کی صاف صاف ثابت ہے مگر دف کہ اُسکی اباحت مین مجالس نکاح وغیرہ مین حدیثین وارد ہوئی ہین صحیح بخاری مین بطور تعلیق کے مذکور ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتکونن من امتی قوم یستحلون الحریر والخمر والمعازف سنن ابن ماجہ مین مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونہا بغیر اسمہا یعزف علی رؤسہم بالمعازف والمغنیات یخسف اللہ بہم الارض ویجعل منہم القردۃ والخنازیر اور جامع ترمذی مین مروی ہے تکون فی امتی خسف ومسخ اذا ظہرت القینات والمعازف اور مسند احمد مین مروی ہے ان اللہ حرم الخمر والمیسر والکوبۃ اور مسند ابن ابی الدنیا مین مروی ہے یمسخ قوم من ہذہ الامۃ فی آخر الزمان قردۃ وخنازیر قالوا یا رسول اللہ الیس یشہدون ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ قال بلی ویصومون ویحجون ویصلون قیل فما بالہم قال اتخذوا المعازف والقینات اور مسند احمد مین مروی ہے ان اللہ بعثنی رحمۃ للعالمین وامرنی ان امحق المزامیر والکنارات اور ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے لیستحلن من امتی الحریر والخمر والمعازف اور سنن ابو داؤد وغیرہ مین مروی ہے عن نافع قال سمع ابن عمر رضی اللہ عنہ مزمارا فوضع اصبعیہ فی اذنیہ ونأی عن الطریق وقال یا نافع ہل تسمع شیئا فقلت لا فرفع اصبعیہ عن اذنیہ وقال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمع مثل ہذا فصنع مثل ہذا اور جامع الترمذی مین مروی ہے اعلنوا ہذا النکاح واضربوا علیہ بالغربال ان اخبارون سے اور ایسی اور اخبار سے کہ ماہر فن حدیث پر مخفی نہین صاف ثابت ہے کہ جملہ آلات غنا کہ مسمی بمعازف و مزامیر ہین شرعًا حرام ہین سواے دف کے اور کتب حنفیہ کو دیکھیے تو بہت حنفیہ دف کو بھی منع کہتے ہین اور بہت حنفیہ مطلق غنا کو بھی حرام کہتے ہین تاتارخانیہ مین ہے ان کان السماع غنا فہو حرام لان التغنی واستماع الغنا حرام انتہی اور مبسوط مین ہے استماع الملاہی والتغنی کلہا حرام انتہی اور محیط مین ہے التغنی والتصفیق بہا واستماعہا کلہا حرام انتہی اور ہدایہ مین ہے دلت المسئلۃ علی ان الملاہی کلہا حرام حتی التغنی لضرب والتصفیق انتہی

اور نہایہ میں ہے التغنی والتصفیق والطنبور والبربط والدف وما اشبہ ذلک حرام انتہے
قول فیصل اس باب میں جو موکد بالاحادیث ہے یہی ہے کہ نفس غنا عموما ممنوع نہیں بلکہ اسمیں حرمت یا کراہت بوجہ عوارض خارجیہ کے عارض ہوتی ہے اور مزامیر سب ممنوع ہیں بجز دف کے کہ اُسکی رخصت نکاح وغیرہ میں وارد ہوگئی ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

از مدراس محلہ بیقال پیٹ وکوچہ عیدگاہ مکان مولوی شیخ محمد یوسف صاحب مرسلہ مولوی شیخ محمد صاحب بماہ صفر ۱۳۰۱ سنہ ہجری

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ
سوال ما قولکم ایہا العلماء السادات فی الجزار ای الذابح للشاۃ وغیرہا باجرۃ علی طریق الکسب ہل یکون امامتہ مکروہۃ ام لا بینوا ماجورین رحمکم اللہ
ہو المصوب امامتہ لیست بمکروہۃ ولیس اخذ الاجرۃ علی ذبح الشاۃ وغیرہا ممنوعا شرعا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
سوال ما قولکم ایہا العلماء السادات فی ذات اللہ عز وجل فہل یکون اصلا ومادۃ لذات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ام لا وما معنی کونہ صلی اللہ علیہ وسلم من نور اللہ تعالی وایضا ذاتہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل ہو حادث ام قدیم بینوا ماجورین رحمکم اللہ
جواب ان ذات اللہ سبحانہ وتعالی قدیم وذات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم حادث فالقدیم لا یکون اصلا ومادۃ للحادث لان القدیم فرد واحد لا یتجزی ولا یتبعض فلا ینفصل منہ شیء فالذی لا یتجزی ولا ینفصل منہ شیء لا یکون اصلا لشیء کما یفہم من کتب العقائد وقال الزرقانی فی شرح المواہب اللدنیہ فی شرح من نورہ ای من نور ہو ذاتہ لا بمعنی انہا مادۃ خلق نورہ منہا بل بمعنی تعلق الارادۃ بہ بلا واسطۃ شیء فی وجودہ انتہی واما معنی کونہ صلی اللہ علیہ وسلم من نور اللہ انہ منہ دون واسطۃ کما فیہ ایضا واما القدیم فہو قدیمان قدیم حقیقی وہو الذی لا ابتداء لوجودہ فہو الحق سبحانہ وتعالی وقدیم مجازی وہو ما لوجودہ ابتداء لکن باعتبار اصلیتہ کل شیء وطولیتہ یطلق علیہ القدیم مجازا انہو ذات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لما قال الزرقانی فی شرح المواہب اللدنیۃ الازل القدیم لیس لہ ابتداء ویطلق مجازا علی ما طال عمرہ والوجود ثلاثۃ لا رابع لہا ازلی وابدی وہو الحق سبحانہ وتعالی ولا ازلی ولا ابدی وہو الدنیا وابدی غیر ازلی وہو الآخرۃ انتہی ملخصا

نعم ان لہ شانا لہ مناسبۃ ما الی الحضرۃ الربوبیۃ کما فیہ ایضا واللہ اعلم بالصواب کتبتہ خادم الطلبۃ شیخ یوسف بن قادر احمد عفی عنہما وعن اسلافہما۔ ما احسن ہذا الجواب لقد فاز المجیب بالصواب وہذا ہو معتقد جمیع اہل الاسلام ومن اعتقد خلافہ فہو اما کافر مجاہر او ملحد وزندیق عند اہل الاسلام واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی اشرف المرسلین سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین **سوال** ما قولکم ایہا العلماء والسادات فی ذاتہ سبحانہ وتعالی ہل یکون اصلا ومادۃ لذات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ام لا وما معنی ان لہ شانا لہ مناسبۃ الی الحضرۃ الربوبیۃ وایضا ما قولکم فی ذات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ہل ہو حادث ام قدیم بینوا ماجورین رحمکم اللہ

ہو المصوب ذات النبی صلی اللہ علیہ وسلم حادثۃ والقدم بمعنی الازلیۃ وعدم سبق العدم مختص بالحق سبحانہ وتعالی عند اہل الاسلام خلافا للفلاسفۃ حیث قالوا بقدم العقول ونحوہا کما ان القدم بمعنی عدم الاحتیاج الی الغیر مختص بالواجب اتفاقا وقد دلت اخبار صحیحۃ علی انہ کان اللہ ولم یکن معہ شیٔ والذات الالٰہیۃ لیست مادۃ للذات النبویۃ وکیف یجوز ان یکون القدیم مادۃ للحادث وما اشتہر من ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلق من نور اللہ فلیس المراد بہ کون النور الالٰہی مادۃ للنور احمدی بل الاضافۃ فیہ لتشریفیۃ کما یقال للکعبۃ بیت اللہ وسیدنا عیسی علیہ السلام روح اللہ ولما کان النور المحمدی مخلوقا قبل انوار جمیع الانبیاء وکان مشمولا فی ذلک الوقت بالعنایۃ الربانیۃ والمواہب الربانیۃ قیل انہ من نور اللہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم حامد اللہ تعالی ومصلیا ومسلما علی رسولہ **سوال** وکل الاب رجلا بتزویج بنتہ الصغیرۃ فزوجہا الوکیل بحضرۃ ابیہا الموکل فی بیت ذلک الاب الموکل ثم ارادت البنت المزوجۃ خیار البلوغ فہل لہا خیار البلوغ ام لا بینوا توجروا

ہو المصوب لیس لہا خیار البلوغ لان تزویج الوکیل بحضرۃ الاب کتزویجہ واللہ اعلم
حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ کسی کار خیر کے انجام کی خوشی میں دعوت کرنا یا شیرینی تقسیم کرنا مثلاً کسی کا لڑکا کلام مجید ختم یا شروع کرے یا محراب سنا دے یا کوئی حج کرکے واپس آوے

یا کسی قسم کی ترقی ہو تو خوشی مین بنظر شکریہ اپنے رب کے دوستون وعزیزون وحاضرین ومساکین کو کھانا کھلادے یا کچھ تقسیم کرے جائز ہے یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب جائز ہے اصل اسکی حدیث صحیح بخاری سے ہے جو باب الطعام عند القدوم مین مروی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم المدینۃ نحر جزورا او بقرۃ انتہی اور صحیح بخاری ومسلم وغیرہ مین قصۂ قبول توبہ کعب بن مالک مین مروی ہے فلما جاءنی الذی سمعت صوتہ یبشرنی نزعت لہ ثوبی فکسوتہما ایاہ ببشارتہ اور بھی اسمین ہے قلت یا رسول اللہ ان من توبتی ان انخلع من مالی صدقۃ الی اللہ والی رسولہ قال امسک بعض مالک قلت فانی امسک سہمی الذی بخیبر انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ فال لینا مصحف قرآنی یا کسی اور کتاب سے درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب اسکے جواز کی کوئی دلیل صریح قرآن وحدیث مین پائی نہین گئی اور علما اسمین مختلف ہین بعضون نے اسکو حرام کہا اور بعضون نے مکروہ لکھا اور بعضون نے جائز رکھا ہے مگر بدین شرط کہ اگر مخالف مقصود کے نکلے تو خیال بد نہ آنے پاوے ابو عبد اللہ محمد بن الحاج مالکی مدخل مین لکھتے ہین التفاول فی الشرع ہو الذی لا یقصدہ الانسان حتی یسمعہ ابتداء واما من یقصدہ فلیس من التفاول فی شئ واشد من ذلک التفاول فی فتح الختمۃ والنظر فی اول سطر یخرج منہا او غیرہ وذلک باطل وبیان ذلک انہ قد یخرج لہ منہا ایۃ عذاب ووعید فیقع لہ التشویش من ذلک فرفع عنہ ذلک حتی ینقطع مادۃ التشویش بل یخشی علیہ ان تقع لہ ما ہو اشد من ذلک ویؤل امرہ الی الخطر العظیم ومن الذخیرۃ قال الطرطوسی ان اخذ الفال بالمصحف وضرب الرمل ونحوہما حرام وہو من باب الاستقسام بالازلام مع ان الفال حسن بالسنۃ تحریرہ ان الفال الحسن وہو ما یعزم من غیر کسب مثل قائل یقول ما مصلح ونحوہ والتفاول المکتسب حرام کما قالہ الطرطوسی فی تعلیقہ انتہی اور ملا علی قاری مکی حنفی شرح نخبۃ الفکر مین لکھتے ہین الفال بالمصحف ما صدر عن السلف واختلف فیہ المتاخرون ولا شک ان التشاؤم بما فیہ مکروہ سواء بالحروف او بالمعنی واما التفاول بالمعنی او بالظہور

از کارخانہ مصدر بازار دہلی مطبع مجتبائی ... ساکن شاہ صاحب ... بماہ جمادی الثانی ۱۳ ... ہجری

کبسملۃ ونحوہا فلاباس واما الحروف فلادلالۃ لہا علی الحسن والقبح ابدا علامہ علی القاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین ومن جملۃ علم الحروف الفال بالمصحف حیث یفتحونہ وینظرون فی اول صفحۃ ای حرف وافقہ وکذا فی سابع الورقۃ السابعۃ فان جاء حرف من الحروف المرکبۃ من تشخلا کم حکموا بانہ غیر مستحسن فی سائر الحروف بخلاف ذلک وقد قال ابن العجمی فی منسکہ لا یؤاخذ الفال من المصحف فان العلماء اختلفوا فی ذلک فکرہہ بعضہم واجازہ بعضہم ونص المالکیۃ علی تحریمہ انتہی ولعل من اجاز او کرہ اعتمد علی المعنی ومن حرمہ اعتبر حروف المعنی فانہ فی معنی الاستقسام بالازلام انتہی اور سید عبد الباقی بغدادی رسالۂ مناسک الحج مین لکھتے ہین ومن الاستخارات الشائعۃ الاستخارۃ بالقرآن ویسمونہ تفاولا ولعلم منہا کیفیات شتی والظاہر ان ذلک مما لا دلیل علی مشروعیتہ ومن البدع ما یستعملہ الشیعۃ بالتفاول من السبحۃ ونحوہا وکذا ما یفعلہ کثیر من الناس بالتفاول بدیوان حافظ الشیرازی انتہی واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا سوال اول علم رمل سیکھنا سکھانا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب اصل رمل کی زمانہ حضرت ادریس علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے ہے اور اُنکے معجزات مین شمار کیا گیا مگر ہماری شریعت مین اُسکی ممانعت وارد ہے سداللذریعۃ طحطاوی حاشیہ درمختار مین لکھتے ہین ہو علم بضروب اشکال من الخطوط والنقط بقواعد معلومۃ تخرج حروفا تجمع وتستخرج جملۃ دالۃ علی عواقب الامور وقد علمت انہ حرام قطعا واصلہ لادریس علیہ السلام انتہی اور ابن حجر مکی کے فتاوی مین ہے ان تعلمہ وتعلیمہ حرام شدید التحریم لما فیہ من ایہام العوام ان فاعلہ یشارک اللہ فی غیبہ انتہی اور صحیح مسلم وسنن ابوداؤد وغیرہ مین معاویہ بن حکم سے مروی ہے قال قلت ومنا رجال یخطون قال ای النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان نبی من الانبیاء یخط فمن وافق خطہ فذاک انتہی جلال الدین سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابوداؤد مین لکھتے ہین قال النووی اختلف العلماء فی معناہ والصحیح ان معناہ من وافق خطہ فہو مباح ولا طریق لنا الی معرفۃ ذلک والعلم الیقینی بالموافقۃ فلا یباح وقال عیاض معناہ من وافق خطہ فذاک الذی تجدون اصابۃ ما یقول لا انہ اباح ذلک لفاعلہ قال ویحتمل ان ہذا

نسخ من شرعنا وقال الخطابی ہذا الحدیث یحتمل النہی عن ہذا الخط وان کان علماً للنبوۃ ذلک النبی وقد انقطعت فنہی عن تعاطی ذلک قال النووی محصل من مجموع کلام العلماء الاتفاق علی النہی عنہ الآن انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

سوال دوم شب برات مین حلوا وغیرہ اور عیدین مین سیویان پکانا اگرچہ قرض وغیرہ لینے کی نوبت پہونچے پر ضروری سمجھکر ضرور پکانا کیسا ہے یا بلا لحاظ رسوم اس نظر سے کہ ٹرون مین حلوا وغیرہ دیکھکے اپنے بچے روئین گے بخیال اُنکے رنج کے یا یہ کہ خود بھی شیرینی کا شوق ہے ان چیزون کا پکانا کیسا ہے بینوا توجروا

ہو المصوب اس باب مین کہ شرعاً کوئی نص وارد نہین نہ نفیاً نہ اثباتاً حکم یہ ہے کہ اگر بپابندی رسم ضروری سمجھیگا کراہت لازم ہوگی اور اگر ضروری نہ سمجھے گا کچھ حرج نہین اور یہ کلیہ ہے تمام مباحات اور مندوبات اور بدعات مباحہ مین کہ منجملہ اُنکے حلوا اور سیویان وغیرہ بھی ہین اور استنباط اسکا اس قول ابن مسعود رض سے ہے جو بخاری اور مسلم اور ابوداؤد وابن ماجہ ونسائی نے روایت کیا ہے لایجعل احدکم للشیطان شیئاً من صلاتہ یری ان حقاً علیہ ان لاینصرف عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً ینصرف عن یسارہ طیبی اور سید کے حواشی مشکوۃ مین ہے فیہ ان من اصر علی مندوب وجعلہ عزماً ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان فکیف من اصر علی بدعۃ او منکر انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علمائے دین غیر خدا کی منت ونذر کے باب مین اُسکا کھانا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب غیر اللہ کی نذر ومنت حرام ہے اور منذور غیر خدا کا شیرینی ہو یا فرینی کھانا ہر امیر وفقیر پر حرام ہے اور کسی حاجت کے وقت ذبح جانور یا اطعام طعام یا تقسیم شیرینی اللہ کیواسطے ماننا درست اور بعد حصول مقصد کے وفا اُسکی واجب ہے مگر مصرف اُس کا محتاج وفقیر ہے ناذر کو اور امیر کو اُسکا کھانا روا نہین بحر رائق مین علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی کی شرح درر البحار سے منقول ہے النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقرباً الیہم فہو بالاجماع حرام بوجوہ منہا

انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون لمخلوق ومنہا ان المنذور لہ
میت والمیت لایملک ومنہا انہ ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ واعتقادہ ذلک کفر
اللہم الا ان قال یا اللہ انی نذرت لک ان شفیت مریضی او رددت غائبی او قضیت حاجتی
ان اطعم الفقراء الذین بباب السیدۃ نفیسۃ او الامام الشافعی او الامام اللیث او اشتری حصیرا
لمساجدہم او زیتا لوقودہا او دراہم لمن یقوم بشعائرہا الی غیر ذلک مما یکون فیہ نفع للفقراء
والنذر للہ وذکر الشیخ انما ہو محل لصرف النذر لمستحقیہ القاطنین برباطہ او مسجدہ فیجوز بہذا
الاعتبار ولا یجوز ان یصرف ذلک لغنی ولا لشریف منصب او ذی نسب او علم ما لم یکن فقیرا
ولم یثبت فی الشرع جواز الصرف للاغنیاء للاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد ولا یشتغل
الذمۃ بہ ولانہ حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذہ الا ان یکون فقیرا او لہ عیال فقراء عاجزون
فیاخذونہ علی سبیل الصدقۃ المبتداۃ واخذہ ایضا مکروہ ما لم یقصد الناذر التقریب الی اللہ
وصرفہ الی الفقراء ویقطع النظر عن نذر الشیخ انتہی ملخصا اور اصل اس باب مین حدیث انما النذر
ما ابتغی بہ وجہ اللہ ہے جو مسند احمد مین مروی ہے اور سنن ابو داؤد مین ہے لا نذر الا فیما
ابتغی بہ وجہ اللہ اور بھی ابو داؤد نے روایت کی ہے ان رجلا نذر ان ینحر ابلا فی موضع سماہ
فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہل فیہ وثن من اوثان الجاہلیۃ یعبد قال لا قال اوف بنذرک
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علماء دین اس صورت مین کہ کسی دوست آشنا استاد بزرگ کی
قدوم کی خوشی مین ضیافت کی نیت سے جانور ذبح کرے یا شیرینی تقسیم کرے یا بلا قدوم کسی اور
خوشی مین ذبح کرنا یا شیرینی بانٹنا درست ہے یا نہین اور اسکے کھانیکا کیا حکم ہے بینوا توجروا

ہو المصوب درست ہے فتاوی بزازیہ مین ہے ذبح شاۃ لضیف ذاکرا علیہا اسم اللہ
یحل اکلہ لانہ سنۃ الخلیل علیہ السلام واکرام الضیف اکرام اللہ ومن ظن انہ لا یحل لعلۃ انہ ذبح لاکرام
بنی آدم فیکون کانہ اہل لغیر اللہ فقد خالف القرآن والحدیث والعقل فانہ ان القصاب یذبح
للربح ولو علم انہ یخسر لا یذبح فیلزم علی ہذا الجاہل ان لا یاکل ما ذبحہ القصاب ولا ما ذبح للولائم
والاعراس والعقیقۃ ولو ذبح لقدوم الامیر او لقدوم واحد من العظماء لا یحل اکلہ وان ذکر اسم اللہ

علیہ لانہ فیہ تعظیم خلق اللہ ولہذا لا یضعہ بین یدیہ بخلاف الاولی لانہ یقدمہ بین یدیہ وہو الفارق انتہی اور اصل اس باب مین قصہ کعب بن مالک کا ہے جو صحیح بخاری وغیرہ مین مروی ہے کہ جب توبہ اُنکی قبول ہوئی اُنھون نے اُسکی خوشی مین اپنا سب مال صدقہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے فرمایا کہ کسیقدر اپنے مال سے رہنے دو تب اُنھون نے اپنا حصہ جو غزوہ خیبر مین ملا تھا رہنے دیا باقی صدقہ کر دیا اور یہی اصل اس بحث مین شرعیت ولیمہ ہے کہ بعد شب زفاف کے مسنون کیا گیا ہے اور اُسکے فضائل مین احادیث صحاح مین مروی ہین اور وہ حدیثین جنمین بعد نکاح کے خرما وغیرہ لٹانا مروی ہے سنن بیہقی اور معجم طبرانی و شرح معانی الآثار طحاوی وغیرہ مین مروی ہین مگر اسانید مین اُنکے ضعف ہے اور اسی قسم سے اطعام اہل بارات ہے غرض احادیث متکثرہ سے جو وقائع مختلفہ مین وارد ہین یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ کسی خوشی کے وقت کھانا کھلانا یا تقسیم طعام کرنا اور کوئی چیز تقسیم کرنا جائز ہے اور اُسکا کھانا ہر امیر و فقیر کو مباح ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۸۵ ما قولکم ایہا العلماء فی ہذہ زید استعمال تاس میکرد و حقہ نوشیدن را حرام نمیگفت بکر می گوید کہ او کافر بود و مریدان او کافر اند و نماز جنازہ حقہ کش نباید درین باب انچہ حق باشد بیان سازید بینوا توجروا

از مقام خوجرام خیل ضلع بنون تھانہ غوریوالہ مرسلہ مولوی قاضی برہان الدین صاحب رئیس بلدہ بنون ١٣٠١ ہجری

ہو المصوب قول بکر درین باب محض لغوست و ہرگز قابل اعتبار نیست بر اہل اسلام لازم کہ تفہیم او سازند و از ین فتوی باز دارند مخفی نماند کہ در حقہ کشی از زمان حدوث کہ بعد ہزار واقع شدہ تا این زمان علماء مذاہب اربعہ مختلف ماندند بعضے حکم حرمت دادند و بعضے مائل بطرف کراہت تحریمیہ شدند و بعضے بکراہت تنزیہیہ قائل گشتند و بعضے حکم اباحت مطلقہ دادند چنانچہ عبارات ایشان مع ما لہا و ما علیہا در رسالۂ خود ترویح الجنان بتشریح حکم شرب الدخان نقل ساختہ ام من اراد الاطلاع فلیرجع الیہا و در رد المحتار علی الدر المختار می نویسد اضطربت آراء العلماء فیہ فبعضہم قال بکراہتہ وبعضہم قال بحرمتہ وبعضہم باباحتہ وافردوہ بالتالیف وفی شرح الوہبانیۃ الشرنبلالی یمنع من بیع الدخان وشربہ وشاربہ فی الصوم لا شک یفطر

وللعلامۃ الشیخ علی الاجهوری رسالۃ نقل فیها انہ افتی بحلہ من یعتمد علیہ من ائمۃ المذاہب الاربعۃ
قلت والف فی حلہ سیدنا العارف عبد الغنی النابلسی الحنفی رسالۃ سماہا الصلح بین الاخوان فی
اباحۃ شرب الدخان واقامۃ الطامۃ الکبری علی القائل بالحرمۃ او الکراہۃ فانہما حکمان شرعیان
لابد لہما من دلیل ولا دلیل علی ذلک فانہ لم یثبت اسکارہ ولا تفتیرہ واضرارہ وان فرض اضرارہ
للبعض لا یلزم منہ تحریمہ علی کل احد انتہی وعبد الغنی نابلسی در حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ می‌نویسد
من البدع العادیۃ استعمال النتن والقہوۃ انتہی وشیخ عبد الخالق مزجاجی زبیدی حنفی در بعض
فتاوای خود می آرند قد تکلم ان العلماء المتاخرون فی ذلک لانہ لم یکن فی القرون السابقۃ فمن فرط
فی ذمہ حتی جزم بالحرمۃ ومن مفرط فی مدحہ ومنہم من توسط فقال انہ مکروہ تحریما وہذا عندی احسن الاقوال
واعدلہا اذ لا قاطع بتحریمہ ولیس کل موذ ومنتن حراما والا لکان اکل الثوم والبصل والفجل والکراث
حراما بذا کلہ فی شرب دخانہ واما اکلہ وشمہ فہو مکروہ تنزیہا عندی لانہا دون شرب دخانہ انتہی
ملخصا وآنچہ بعد تنقیح دلائل طرفین واضح شد این ست کہ قول حرمت لایعبأ بہ است چہ حرمت
موقوف بر دلیل قطعی تحریم ست وحاکمین بحرمت دلیلے قطعی بر آن قائم نساختہ اند بلکہ جملہ دلائل
ظنیہ شان ہم مخدوش اند چنانچہ بر مطالع ترویح الجنان مخفی نخواہد ماند وقول اباحت بلا کراہت
ہم خالی از خدشات نیست البتہ قول کراہت قابل اعتبار ست اینہمہ گفتگو در حقہ کشی ست
فاما خوردن تمباکو واستعمال آن در بینی پس دلیلے معتبر بر کراہتش ہم قائم نیست پس معلوم شد
کہ تکفیر مسلمے بسبب استعمال ناس وحقہ کشی ونہ ادا کردن نماز جنازہ حقہ کش جرأتے عظیمہ از شان
عالم ہیچو جرأت بعید ست واگر بالفرض حرمت ثابت شود پس در مختلف فیہ بودنش شکے نیست
چہ جماعتے از علما انکار حرمت ساختند وفتوی کراہت یا اباحت دادند ودر مسائل اختلافیہ تکفیر
چہ معنی دارد در شرح عقائد نسفیہ وغیرہ مسطور ست کہ حرامی کہ حرمتش بدلیل قطعی ثابت شود واختلافی
دران راہ ندادہ باشد حکم بحلت او البتہ موجب کفر میتواند شد فاما حرام مختلف فیہ
پس ہرگز بہ محللش حکم کفر روا نیست وہمچنین ست در فتاوی بزازیہ وغیرہ واللہ اعلم

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتاء ۱۱۸۰ طریقہ کفر کی ترغیب دینے والا مولوی اور مدد دینے والا ادر راضی

ہونے والا عوام وخواص اُن لوگون کا شریعت مین کیا حکم ہے اور جو شخص مسلمان ہوکر دین اسلام کے طریق اور صورت اور لباس کو ناپسند کرکے برہما کے طریق کے موافق صورت اور لباس کو پسند کرکے اور بال لمبے بڑھاکر عورتون کے موافق جوڑا باندھتے ہین اور لباس برہما کا پہنتے ہین اور پسند اُسے کرتے ہین اُنکے لیئے شریعت کی روسے کیا حکم ہے بینوا توجروا

ہوالمصوب ایسا شخص فاسق وفاجر ہے بلکہ طریقۂ کفار کے پسند کرنے مین خوف کفر ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا ۸۹ کیا فرماتے ہوا ے علماے دیندار رحمت کرے اللہ تعالی تمپر چونکہ اس ملک مین برہما لوگ شروع سال جیٹ مہینے مین تین روز تک اپنے برہما طریق کے موافق دریا مین قریب ہزار تک آدمی جمع ہوکر پانی کھیلتے ہین اور اُس پرب کو بیشو پرب کہتے ہین اور اُسی بیشو پرب مین جو برہما لوگ کا مبارک اور خوشی کا دن ہوتا ہے اور اُنکا بڑا پرب اور میلہ ہوتا ہے جیسا کہ مجوسی لوگ کا نوروز اور ہندی لوگ کا دیوالی اور بارنی اشنان دو چار کشتی لیکر بازی لگاکر ہار اور جیت کی کشتی دوڑاتے ہین اور کھیلتے ہین اور کشتی پر لال اور کالے رنگ کا جھنڈا اوڑاتے ہین اور ناچ اور ڈھول بجاتے ہین شعر اور اشعار پڑھتے ہین اور ایک گھڑے مین لال رنگ لگاکر پانی بھرکر اور ایک چھوٹی ڈالی انبہ کی اوسمین رکھتے ہین اور کشتی دوڑاتے وقت جو آدمی کشتی دوڑانے کے لیے موجود رہتے ہین اُن لوگون کے بدن مین واسطے شگون کے کالا یا لال ایک ایک مرغی کا بچہ دیوتا کے نام پر چھوڑ دیتے ہین اس نیت پر کہ وہ کھیل کی کشتی دریا مین غرق نہو اسیطرح سے اس ملک کے مسلمان لوگ بھی اُسی برہما طریق کے موافق ان دنون مین اس فعل کو اچھا سمجھکر ذوق اور شوق اور خوشی اور خرمی سے کشتیان لے کر برہما لوگ کے ساتھ بازی لگاکر پانی کھیلتے ہین اور برہما کے ساتھ موافقت کرکے برہما لوگ کے افعال اور امورات سابق الذکر کو خوشی اور خرمی سے کرتے ہین اسیطرح مسلمانون کی عورتین بھی خوشی اور ذوق سے اچھی پوشاک اور لباس فاخرہ اور زیورات سونا اور چاندی وغیرہ پہنکر عطر اور خوشبو لگاکر خوانچہ مین بھات اور پکوان وغیرہ جہان کشتی کا تماشا ہوتا ہے اُسی کشتی دوڑانے والے لوگون کے کھانے کے لیے

لیجاتی ہین پردہ وغیرہ نذار دمثل عورات برہما کے اس افعال کرنیوالے مرد اور عورتون پراز روی شریعت شریف کیا حکم ہوتا ہے بینوا توجروا

ہو المصوب ایسے لہو و لعب کفار مین اہل اسلام کو شریک ہونا حرام ہے بلکہ انکی موافقت و رضا موجب کفر ہوتی ہے حدیث مین وارد ہے من کثر سواد قوم فہو منہم اور خزانۃ الروایات مین ہے فی الفصول قال الشیخ ابو بکر الطرخانی من خرج الی السدۃ فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر وعلی قیاس مسئلۃ السدۃ الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم من مسلمین کفر وکذا الخروج الی لعب کفرۃ الہند فی الیوم الذی یدعونہ بسرتی والموافقۃ معہم فیما یفعلونہ من تزئین البقور والافراس والذہاب الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرا وکذا الخروج فی لیلۃ تلعب فیہا کفرۃ الہند بالنیران والموافقۃ معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم من المسلمین کفر انتہی اور فتاوی بزازیہ مین ہے الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم کفر واکثر ما یفعل ذلک من کان اسلم منہم فیخرج فی ذلک الیوم ویوافق معہم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم فیصیر بذلک کافرا ولا یشعر بہ اجتمع المجوس یوم النیروز فقال مسلم خوب سیرت نہادند یکفر انتہی اور یحیی اُسیین ہے وما جرت العادۃ لسمرقند بنصب امیر نیروز واجتماع الناس وخروجہم الی باب رحمہ واجتماعہم فیہ ثلاثۃ ایام فلا شک انہم ان ارادوا بہ تعظیم الیوم لذلک کفر وان ارادوا بہ غیرہ فالاصوب والاصوب ترکہ وکذا اجتماع المسلمین یوم فصح النصاری انتہی

والله اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

از مقام بارہ محلہ قاضی سلان جناب قاضی محمد اجمل صاحب مرسلہ مولوی امین الدین بہاری بماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ ہنود اس دیار کے ہر سال برسم پرستش گنگا یا دریا مین غسل کرتے ہین اور منت لڑکون کی اتارتے ہین اور اُنکا سر منڈاتے ہین اور ایک راس بزغالہ کو سفند مادہ کو سیندور لگا کر ہار گلے مین پہنا کر دریا مین ڈالتے ہین چنانچہ اُس پاٹھے کو ملاحان یا مسلمانان نکال لاتے ہین بعض اُسکو بیچ ڈالتے ہین بعض اپنے مصرف مین لاتے ہین پس آیا اُسکو ذبح کرنا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب نہین درست ہے نہ اسوجہ سے کہ وہ ما اہل لغیر الله ہے کیونکہ اُس آیہ مین مراد مذبوح لغیر الله ہے بلکہ اسوجہ سے کہ وہ جانور ملک مالک سے خارج نہین ہوتا ہے

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۰۴۰ نوشیدن تاڑی وہمچنین ہر شراب کہ کثیرش مسکر باشد وخوردن نان پاؤ کہ خمیرش از تاڑی باشد حرام ست یا حلال بمذہب معتبر ومفتی بہ بینوا توجروا

ہو المصوب نوشیدن تاڑی وہمچنین ہر شراب کہ کثیرش مسکر باشد وخوردن نان پاؤ کہ خمیرش از تاڑی باشد حرام است بمذہب معتبر وہرچند کہ از بعض اشربہ مسکرہ نزد امام ابو حنیفہ وابو یوسف مقدار مسکر حرام ست ومقدار غیر مسکر از ان حرام نیست مگر بمذہب امام محمد قلیل وکثیر مسکر حرام ست وہمین ست قول معتبر روایۃ ودرایۃ ودر خزانۃ المفتین ست ذکر فی شرح مجمع البحرین الصحیح ما ذہب الیہ محمد انتہی ودر مجمع البرکات می آرد الفتوی علی قول محمد انتہی ودر ملتقی الابحر می آرد والکل حرام عند محمد وبہ یفتی والخلاف انما ہو عند قصد التقوی واما عند قصد التلہی فحرام اجماعا انتہی وزیلعی در تبیین الحقایق شرح کنز الدقایق می نویسد الفتوی الیوم علی قول محمد حتی یحد من یسکر من الحبوب المتخذۃ من الحبوب والعسل والتین واللبن انتہی وقاضی بدر الدین عینی در رمز الحقائق شرح کنز الدقائق می آرد قال محمد والثلاثۃ ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام من ای نوع کان لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر خمر وکل مسکر حرام رواہ مسلم وعن ابن عمر انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ احمد وابن ماجۃ والدارقطنی وصححہ والفتوی علی قول محمد والاختلاف فیما اذا قصد بہ التقوی دون التلہی وان قصد بہ التلہی فہو حرام بالاجماع انتہی ودر فتاوی بزازیہ می نویسد قال محمد قلیلہ وکثیرہ حرام قالوا وبقول محمد ناخذ انہ حرام ومذہب محمد انہ حرام ونجس کما ہو مذہب مالک والشافعی واحمد وابی داؤد واذا کان شربہ للہو فقلیلہ وکثیرہ حرام اتفاقا کما ہو المعتاد فی الزمان بین الانام یجتمعون علی ہذہ المسکرات کاجتماعہم علی الخمر انتہی وابو المکارم در شرح مختصر وقایہ می نویسد قال الفقیہ ابو اللیث وبقول محمد ناخذ وفی الخلاصۃ ان الفتوی علی قول محمد انتہی ودر کفایہ حاشیۂ ہدایہ میگوید ذکر فی الفتوی ان الفتوی علی قول محمد کذا ذکرہ الامام المحبوبی انتہی وفصیح الدین ونظامی ہروی در شرح وقایہ می نویسد ثم اعلم ان فی مجمع البحرین ان الصحیح فی کل الاشربۃ قول محمد وفی النہایۃ ان الفتوی علی قول محمد وفی الخلاصۃ قال الفقیہ ابو اللیث وبقول محمد ناخذ وعلیہ الفتوی وفی الواقعات الحسامیۃ وبقول محمد ناخذ

بماہ صفر سنہ ۱۳۰۲ ہجری از ملک بنگال شہر میدنی پور محلہ میر بازار مکان مولوی محمد علی صاحب وکیل عدالت جج مرسلہ مولوی لائق الدین صاحب

انتہی ودر جامع الرموز می نویسد حاصله ان شرب نبیذ الحبوب والحلاوات بشرط حلال عند الشیخین
فلا یحد السکران منه ولا یقع طلاقه وحرام عند محمد فیحد ویقع کما فی الکافی وعلیه الفتوی کما فی الکفایة
ودر شرح مختصر وقایه الیاس زاده رومی می نویسد الشیخ الخسروانی ذکر ان الفتوی علی قول محمد
انتہی ودر تنویر الابصار می نویسد وحرمها محمد مطلقا وبه یفتی انتہی ودر رد المحتار نوشته قوله
غیره کصاحب الملتقی والمواهب والکفایة والنهایة والمعراج وشرح المجمع وشرح درر البحار والقهستانی
والعینی حیث قالوا الفتوی فی زماننا بقول محمد لغلبة الفساد انتہی وهمچنین ست در بسیارے از
کتب معتبره متون وشروح وفتاوی چنانکه بر ناظر کتب فقه مخفی نخواهد ماند پس ازین تفصیل معلوم
شد که بمذهب مفتی به قلیل وکثیر هر مسکر حرام ست در حرمت یک قطره وزائد از آن از
تاڑی که کثیر آن بلاشبهه مسکر ست شکے باقی نماند وهمچنین در نجاست آن وحرمت نان پاو
که خمیرش از تاڑی باشد وآنچه در اذهان بعض علماے زمان مرتکز گشته که معتبر درین بحث
قول شیخین ست بسبب اینکه در متون ذکرش گشته وقول اصحاب متون مقدم ست بر قول
اصحاب شروح وفتاوی باطل ست چه متون حنفیه درین باب بر سه مسلک اند بعض
اصحاب متون قول شیخین را وقول محمد هر دو را ذکر کرده اند وبعضے از اصحاب متون تصریح فتوی
بر قول محمد کرده اند وبعض اصحاب متون صرف بر ذکر قول شیخین اکتفا کرده اند وآنچه مشهور ست
که قول اصحاب متون مقدم ست مقید ست باینکه شروح وغیرهم بر خلاف آن فتوی نداده باشند
وهمچنین آنچه مشهور ست که مسائل ظاهر روایة مقدم اند بر مسائل نوادر مقید همین ست وتنقیح
فتاوی حامدیه مرقوم است قد ذکروا ان ما فی المتون مصحح تصحیحا التزامیا والتزام اصحاب المتون
ان یذکروا فیها الصحیح وان تصحیح الصریح اقوی من التصحیح الالتزامی انتہی ودر رد المحتار می آرد
فکان احد القولین ظاهر الروایة والاخر غیرها فقد صرحوا اجمالا بانه لا یعدل عن ظاهر الروایة فهو ترجیح
ضمنی فلا یعدل عنه بلا ترجیح صریح لمقابله وکذا لو کان احد القولین فی المتون والشروح
او کان قول الامام او کان هو الاستحسان انتہی پس در ما نحن فیه اگرچه قول شیخین
در کتب ظاهر الروایة ومتون مذکور ست لیکن هرگاه شراح معتبرین ومشایخ معتمدین بر قول
محمد فتوی داده اند اعتبار ترجیح ضمنی بسبب ذکر در باب متون وغیره نماند وقول [illegible]

مشائخ خلاف رسم مفتی ست بحسب اقتضای عبارت قاضیخان ان کانت المسئلۃ مختلفا فیها بین اصحابنا فان کان مع ابی حنیفۃ احد صاحبیہ یاخذ بقولہما لوفور الشرائط واجتماع ادلۃ الصواب فیہما انتہی لغوست بچند وجہ اول اینکہ لزوم افتاء بمذہب شیخین یا طرفین وقتے ست کہ ہر دو قول متساوی فی الدلیل باشند واگر دلیل یکی ہر دو قول قوی باشد پس افتاء بر ہمان قول لازم ست گو خلاف شیخین یا طرفین باشد آرے کسے کہ اہلیت نظر فی الدلیل ندارد آنرا بجز اختیار ترتیب چارہ نیست در درمختار می نویسد الاصح کما فی السراجیۃ وغیرہا انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن بن زیاد وصحح فی الحاوی القدسی قوۃ المدرک انتہی ودر رد المحتار میگوید قال الحلبی الذی یظہر فی التوفیق ای بین ما فی الحاوی وما فی السراجیۃ ان من کان لہ قوۃ ادراک لقوۃ المدرک یفتی بالقول القوی المدرک ای الدلیل والا فالترتیب انتہی اقول یدل علیہ ما فی السراجیۃ والاول اصح اذا لم یکن المفتی مجتہدا فہو صریح فی ان المجتہد یعنی من کان اہلا للنظر فی الدلیل یتبع من الاقوال ما کان اقوی دلیلا والا اتبع الترتیب السابق انتہی ومعلوم ست کہ در ما نحن فیہ دلیل قول محمد قوی ست علی ما سیاتی تفصیلہ پس فتوی مشائخ کہ بر قولش فتوی دادند موافق رسم مفتی واقع شد چہ اکثر از ایشان اہلیت نظر فی الدلیل میداشتند بعد تنقیح دلائل طرفین وظہور قوت ادلۂ قول محمد فتوے دادہ اند دوم اینکہ اگر رسم مفتی مذکور علی الاطلاق درست باشد لازم می آید کہ فتوی مشائخ بر قول زفر خلاف قول ابو حنیفہ معتبر نباشد وہو خلاف الاجماع در رد المحتار میگوید وعن ہذا تراہم قد یرجحون قول بعض اصحابہ علی قولہ کما رجحوا قول زفر وحدہ فی سبع عشرۃ مسئلۃ فنتبع ما رجحوہ لانہم اہل النظر فی الدلیل انتہی سوم اینکہ بعد فتوی دادن مشائخ کہ ارباب نظر وترجیح بودند مفتیان را جائے چون وچرا نمی ماند بلکہ متابعت تصحیح کردن بر ایشان لازم ست در رد المحتار میگوید واما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وصححوہ کما لو افتوا فی حیاتہم انتہی وعلامہ قاسم بن قطلوبغا در فتاوی خود طراز د الناس بین مقلد محض ومقلد لہ اہلیۃ النظر فعلی الاول اتباع ما صححہ المشائخ والثانی لہ الترجیح والتصحیح انتہی وانچہ در اذہان بعض اہل علم متخیل شدہ کہ فتوی مشائخ حنفیہ بر حرمت قلیل وکثیر از ہر مسکر صرف بر قول محمد نیست بلکہ بقول ابو حنیفہ وابو یوسف نیز ہست زیرا کہ این فتوی در حق فاسقین شاربین بقصد لہو وسکر ست نہ در حق قاصدین تداوی وتقوی چنانچہ از عبارت رمز الحقائق وملتقی الابحر وغیرہ صاف واضح ست کہ شرب مسکر بقصد تلہی وسکر

بالاتفاق حرام ست پس درین صورت فتوی بر قول محمد چہ معنی دارد و اختلاف درمیان محمد و شیخین
در صورت شرب آنہا بقصد تداوی و تقوی بودہ است و در ہمین اختلافیہ مشایخ فتوی بر قول
محمد دادہ اند پس این فتوی برخلاف قول شیخین گشتہ و لعلی ہذا ظاہر علی کل من الطلبۃ فکیف خفی علی
الکملۃ و انچہ بعض مدعیان علم نقل میگویند کہ فتوی برارفق و اسہل و ہمچنین عمل بر ایسر باید بنا علیہ
فتوی مشایخ بر قول محمد کہ موجب ضیق و عسر ست معتبر نیست غلط و باطل ست چہ اگر مراد این است
کہ در ہر مقام فتوی و عمل بر ایسر و ارفق باید اگرچہ دلیلش ضعیف باشد پس باطل ست نقلا و عقلا
سابقا از حاوی قدسی معلوم شد کہ باعتبار در باب افتاء برای قوت دلیل ست و ابن ہمام
در فتح القدیر و حلبی در غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی نوشتہ اند لا ینبغی ان یعدل عن الدرایۃ اذا وافقہا
روایۃ انتہی و بیری زادہ در شرح اشباہ و النظائر میگوید قال ابن الشحنۃ فی شرح الہدایۃ اذا صح الحدیث
وکان علی خلاف المذہب عمل بالحدیث ویکون ذلک مذہبہ ولا یخرج مقلدہ عن کونہ حنفیا فقد صح
عن الامام ابی حنیفۃ اذا صح الحدیث فہو مذہبی انتہی و اگر مراد این ست کہ در مواضع فتوی و عمل بر ایسر
باید پس مفید نیست چہ در انتاج شکل اول کلیت کبری شرط ست علاوہ برین اگر ہر جا اعتبار رفق
و یسر باشد لازم می آید کہ در باب جماعت نماز قول استحباب اختیار کردہ شود و قول سنت مؤکدہ
و وجوب کہ مرجح ست متروک شود و در باب اشعار حجاج قول امام بکراہت اشعار بدنہ اختیار
کردہ شود و در باب مزامیر سوای دف مثل طبلہ و عود و بربط و غیرہ قول حلت اختیار کردہ شود
وہذا کلہ لا یقول بہ الا المتلاعب فی الدین المعرض عن نصوص سید المرسلین قطع نظر ازین اعتبار
عسر و یسر در صورتے ست کہ در مسئلہ اقوال مختلفہ غیر مرجحہ باشند فاما در صورتے کہ مشایخ قولی را ترجیح
دادہ باشند دران صورت اعتبار فتوی شان لازم ست در در مختار می آرد و ما نحن فعلینا اتباع
ما رجحوہ و صححوہ کما لو افتوا فی حیاتہم فان قلت قد یحکون اقوالا بلا ترجیح قلت نعمل بمثل ما عملوا بہ
من اعتبار تغیر العرف و احوال الناس و ما ہو الارفق و ما ظہر علیہ التعامل و ما قوی وجہہ انتہی و آنانکہ
استدلال بر اعتبار یسر و رفق بقول صاحب قنیہ ینبغی للمفتی ان یفتی للناس بما ہو اسہل علیہم انتہی
و بقول صاحب کشف بزدوی یستحب للمفتی الاخذ بالرخص تیسیرا علی العوام انتہی می سازند ناواقف
اند از مصطلحات علمای حنفیہ چہ مفتی در عبارات شان بمعنی مجتہد می باشد قاسم بن قطلوبغا در فتاوای خود

می نویسد اعلم ان مشائخنا یطلقون لفظ المفتی علی من لہ نوع اجتہاد فی المذہب ویطلقون علی امثالہا لفظ المتفقۃ انتہی وانچہ بعض افاضل میگویند کہ در ما نحن فیہ جماعتے از حنفیہ قول شیخین را ہم تصحیح کردہ اند چنانکہ در خزانۃ المفتین می آرد فی الہدایۃ والنہایۃ وفتاوے قاضیخان وظہیر الدین والخلاصۃ وفتاوی الکبری وفتاوی اہل سمرقند والحمیدی ان الاصح ما علیہ ابو حنیفۃ وابو یوسف انتہی پس اعتبار این تصحیح باید نہ تصحیح قول محمد باطل است بچند وجہ اول اینکہ مرجحان قول محمد اکثر اند بہ نسبت مرجحان قول شیخین چنانچہ بر ماہر کتب فقہیہ مخفی نیست پس اعتبار مرجحان قول محمد لازم ست در تنقیح فتاوی حامدیہ می نویسد القیاس ان یعمل بما علیہ الاکثر کما نقلہ الشرنبلالی فی شرح امداد الفتاح من باب صلوۃ المریض انتہی دوم اینکہ از مرجحان قول شیخین اکثر از اصحاب فتاوی اند و مرجحان قول محمد اکثر از اصحاب متون و شروح اند چنانچہ بر ناظر کتب فقہ ظاہر ست و بر ظاہر کہ قول اصحاب متون و شروح مقدم ست بر قول اصحاب فتاوی سوم اینکہ الفاظ ترجیح قول محمد مثل وبہ یفتی وعلیہ الفتوی وغیر ذلک اکد اند بہ نسبت الفاظ ترجیح قول شیخین مثل اصح وغیرہ پس بالضرور ترجیح قول محمد مرجح خواہد شد وانچہ مشہور ست کہ بوقت اختلاف تصحیح مشائخ مفتی مخیر است در صورتے است کہ ہر دو تصحیح مساوی باشد در رد المحتار زیر قول صاحب در مختار من وقف البحر وغیرہ متی کان فی المسئلۃ قولان مصححان جاز القضاء والافتاء باحدہما انتہی می نویسد ہذا المحمول علی ما اذا لم یکن لفظ التصحیح فی احدہما آکد من الآخر کما افادہ الحلبی ای فلا یخیر بل یتبع الآکد اقول وینبغی تقیید التخییر ایضا اذا لم یکن احد القولین فی المتون لما قدمناہ آنفا عن البیری ولما فی قضاء الفوائت من البحر من انہ اذا اختلف التصحیح والفتوی فالعمل بما وافق المتون اولی وکذا لو کان احدہما فی الشروح والآخر فی الفتاوی لما صرحوا بہ من ان ما فی المتون مقدم علی ما فی الشروح وما فی الشروح مقدم علی ما فی الفتاوی انتہی و در شروح مقدمہ غزنویہ می طرازد ولفظۃ الفتوی آکد وابلغ من لفظ المختار انتہی و در کتاب البتہ از تنقیح فتاوی حامدیہ می نویسد لفظ الفتوی آکد من لفظ التصحیح انتہی و در فتاوی خیریہ مرقوم ست بعض لفظ الفتوی آکد من البعض فلفظ الفتوی آکد من لفظ الصحیح والاصح والاشبہ وغیرہا ولفظ وبہ یفتی آکد من الفتوی علیہ انتہی و در رد المحتار مرقوم ست مقابل الصحیح والاصح ونحوہ قد یکون ہو المفتی بہ لکونہ ہو الاحوط والارفق بالناس والموافق لتعاملہم

وغیر ذلک مما یراہ المرجحون فی المذہب داعیا الی الافتاء بہ فاذا صرحوا بلفظ الفتوی فی قول علم انہ
الماخوذ بہ ویظہر لی ان لفظ وبہ ناخذ وعلیہ العمل مساو للفظ الفتوی انتہی ودر کتاب الکفالۃ از فتاوی
خیریہ مسطور ست قولہ والصحیح لایدفع قول صاحب المحیط وعلیہ الفتوی انتہی چہارم اینکہ بعد اختلاف
تصحیح و ترجیح بجانب قول محمد قوت دلیل و موافقت شان بالنصوص صریحہ صحیحہ بحال خود ست
پس لابد اعتبار ترجیح قول امام محمد خواہد شد در رد المحتار میگوید والحاصل انہ اذا کان لاحد القولین مرجح
علی الآخر ثم صحح المشائخ کلا من القولین ان یکون الماخوذ بہ ما کان لہ مرجح لان ذلک المرجح لم یزل
بعد التصحیح فیبقی فیہ قوۃ لم توجد فی الآخر انتہی اینہمہ کہ گفتہ شد موافق ابحاث فقہیہ بود فاما
باعتبار احادیث پس باید دانست کہ بسیارے از احادیث صحیحہ دلالت دارند بر حرمت قلیل کثیر ہر مسکر بعض بصراحت
و بعض باطلاق خود ازانجملہ آن احادیث کل مسکر خمر و کل خمر حرام کہ در صحیح بخاری و صحیح مسلم و جامع ترمذی
و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و سنن بیہقی و مسند احمد و مسند ابو یعلی و صحیح ابن حبان و مصنف
عبد الرزاق و سنن دارقطنی وغیرہ باسانید کثیرہ معتبرہ مرویست و قول بعض علما کہ برین حدیث
طعن کردہ ابراہیم نخعی چنانکہ در فتاوی قاضیخان مذکور ست قال ابراہیم النخعی ما یرویہ الناس کل مسکر
خمر خطأ ثم ثبت انما الثابت کل مسکر حرام وکذا ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام لیس بثابت انتہی و طعن کردہ است
یحیی بن معین برآن چنانکہ در عنایہ مذکور ست روی عن یحیی بن معین انہ قال الحدیث الثلثۃ لیست
بثابتۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی قولہ والثابت کل مسکر حرام انتہی مردود ست چہ طعن یحیی بن
معین برین حدیث اگرچہ در ہدایہ و عنایہ وغیرہ مذکور ست لیکن جمال الدین عبد اللہ بن یوسف زیلعی
محدث حنفی در تخریج احادیث ہدایہ در حق آن میفرماید ہذا الکلام کلہ لم اجدہ فی شئی من کتب الحدیث
انتہی و طعن نخعی بر تقدیر ثبوت آن قادح نیست چہ او انکار کل مسکر خمر کردہ کل مسکر حرام را ثابت گفتہ
پس ہمین قدر باطلاق خود برای استدلال کافی ست علاوہ ازین ہرگاہ این حدیث در صحیح بخاری
کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ ست باتفاق علماء و صحیح مسلم وغیرہ موجود ست عدم ثبوت آن چہ معنی دارد
و عجب نیست کہ نخعی و ابن معین را این حدیث بسند صحیح نرسیدہ باشد ازین ہر دو انکار منقول گشتہ پس
بعد ثبوت آن بروایات معتبرہ در کتب حدیثیہ متعددہ احتجاج بقول این ہر دو از شان علماء نیست
منجملہ آن حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلعم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام کہ در سنن نسائی

وابن ماجہ ومصنف عبد الرزاق مرویست وہمچنین در سنن ابو داؤد وابن ماجہ از جابر روایت موجود ست
وترمذی آنرا روایت کردہ حکم بحسن اسنادش دادہ ومنجملۂ آن حدیث سعد بن ابی وقاص است کہ
در سنن نسائی مرویست ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن ما اسکر کثیرہ وابن حبان ہم در صحیح خود آنرا روایت
کردہ وحافظ عبد العظیم منذری در مختصر سنن ابی داؤد نوشتہ اجود احادیث الباب حدیث سعد انتہی
ونسائی بعد روایتش گفتہ فی ہذا الحدیث دلیل علی تحریم المسکر قلیلہ وکثیرہ ولیس کما یقول المخادعون
لانفسہم بتحریمہم آخر الشربۃ وتحلیلہم ما تقدمہا انتہی ومنجملۂ آن حدیث علی رضی است قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کل مسکر حرام وما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام کہ در سنن دارقطنی مرویست ومنجملۂ آن حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل مسکر حرام وما اسکر الفرق منہ فملأ الکف منہ حرام کہ در سنن
ابوداؤد وجامع ترمذی مرویست وہمچنین ست در صحیح ابن حبان ومسند احمد وترمذی بر اسنادش حکم حسن ساختہ
ومنجملۂ آن حدیث ابن عمر ست قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام کہ در مسند اسحق
ابن راہویہ ومعجم طبرانی مرویست ومنجملۂ آن حدیث خوات بن جبیر ست کہ در مستدرک حاکم ومعجم طبرانی
وسنن دارقطنی مرویست قال رسول اللہ صلعم ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام ومنجملۂ آن حدیث زید بن ثابت
است کہ در معجم طبرانی مرویست پس بعد ورود این احادیث کہ صراحۃ دلالت دارند بر حرمت قلیل و
کثیر ہر شراب مسکر مجال چون وچرا باقی نیست فانہ لا قول لاحد کائنا من کان بعد قول صاحب الشریعۃ
صلی اللہ علیہ وسلم وحدیثے کہ فقہاء در اثبات مذہب شیخین پیش میکنند حرمت الخمر لعینہا والسکر من کل
شراب پس زیلعی در تخریج احادیث ہدایہ بتضعیفش پرداختہ وازینجا معلوم شد کہ آنچہ بعض فقہا از حدیث
کل مسکر حرام جواب دادہ اند کہ مراد ازان قدح اخیرست کہ بدرجۂ سکر رساند بعد ثبوت احادیث صریحہ
حرمت ہر قلیل وکثیر ہر مسکر قابل اعتبار نیست الحاصل بعد وضوح دلائل ترجیح قول محمد بحسب قواعد
فقہیہ وقواعد حدیثیہ بر عالمے حلال نیست کہ فتوی حلت قلیل تاڑی ونان پاؤ کہ خمیرش از تاڑی باشد
دہد فکل مسئول عنہ یوم القیامۃ لاسیما من ہو فی العلم والفقاہۃ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۹۲ ۹۰ استفتا ما قولکم ایہا العلماء فی ان الجمل اذا غذی بلبن الخنزیر من حین ولد الی ان یکبر ایحل اکلہ ام لا بینوا توجروا
ہو المصوب نعم یحل اکلہ بعد ذبحہ لان لحمہ لا یتغیر وما غذی بہ صار مستہلکا لم یبق لہ اثر صرح بہ التمرتاشی

فی کتاب الحظر والاباحۃ من شرحہ لکتابہ تنویر الابصار المسمی بمنح الغفار واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
محمد عبد الحی ابو الحسنات

۹۱ **استفتا** ہمنے ہدیۃ الحرمین مین دیکھا ہے کہ حضرت نے اپنے صاحبزادہ ابراہیم کے سوم ودسوین وبیسوین وچہلم وغیرہ مین چھوہارے پر فاتحہ دیا اور اصحابونکو کھلایا پس فی زماننا لوگ پھول پان وغیرہ کرنیسے چہلم وسوم ودسوین وبیسوین مین مانع ہوتے ہین کیسا ہے

ہو المصوب یہ قصہ جو ہدیۃ الحرمین مین لکھا ہے محض غلط ہے کتب معتبرہ مین اسکا نشان نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
محمد عبد الحی ابو الحسنات

۹۲ **استفتا** دائی جنائی کہ قوم ریداس یعنی چمارسے ہو اسکو گوشت عقیقہ کا دینا کیسا ہے اگر دیا جاوے تو کسقدر بینوا توجروا

ہو المصوب ایک ران بکری کی قابلہ کو دینا بہتر ہے کذا فی زاد المعاد فی ہدی خیر العباد گرچہ قابلہ قوم چمار سے ہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۹۳ **استفتا** مردے کے مکان مین مرنیکے روز سے برابر طعام معمولی اُس مقام پر جہان ہمیشہ پکا کرتا تھا پکنا جائز ہے یا نہین

ہو المصوب جائز ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۹۴ **استفتا** اگر کوئی شخص مثل کافرون کے پرستش شراب وگوبر کی کرے اور اعتقاد رکھے کہ جو کچھ فلاح وبہبود ہمکو ہے وہ بوجہ اسکی پرستش کے ہے اور نماز فرض عمر بھر نہ پڑھتی ہو اگرچہ عیدین کی نماز پڑھتا ہو یا نہین اور جنازہ مین میت کے شامل رہتا ہو پس اُسکے یہانکا کھانا اور جو اسنے قربانی دی ہو یا بکری کو کسی نمازی سے قربانی کرایا ہو اُس گوشت کا کھانا اور نماز جنازہ جائز ہے یا نہین

ہو المصوب ایسا شخص کافر ہے اسکے ساتھ مسلمانون کے برتاؤ نہین کرنا چاہیئے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
محمد عبد الحی ابو الحسنات

۹۵ **استفتا** ما قولکم رحمکم اللہ تعالی اس مسئلہ مین کہ ایک شخص کی والدہ سید کی بیٹی تھین اور انکے والد شیخ صاحب تھے اب وہ دعوی کرتے ہین سید ہونیکا بلکہ دستخط کرنے مین اپنے نام کے بعد قرشی الحسنی لکھا کرتے ہین اب یہ دعوی کرنا حق ہے یا غیر کے نسب مین داخل ہونا ہے

اور اپنے نسب سے خارج ہونا ہے از روے شرع شریف کے وہ شخص سید ہوگا یا شیخ بینوا
بالتفصیل من الکتاب توجروا بالاجر الجمیل یوم الحساب

ہوالمصوب باب نسب مین اصل یہ ہے کہ انتساب باپ کی طرف سے ہوتا ہے
نہ مان کی طرف سے پس جسکی والدہ سید کی بیٹی ہو اور باپ اُسکا سادات سے نہو اُسکو
اگرچہ مین وجہ شرافت حاصل ہوگی اور بہ نسبت اون لوگون کے جنکے والدین غیر سادات سے
ہون کسیقدر فوقیت ہوگی مگر وہ شخص اپنے کو سید نہین کہہ سکتا اور نہ قریشی حسنی لکھ سکتا ہے
غیر قبیلہ مین داخل ہونا اور اپنے آبائی سلسلہ کو ترک کرنا سخت گناہ ہے بعض روایات مین
ایسے شخص پر جو اپنے سلسلۂ پدری کی طرف انتساب ترک کرکے دوسرے فرقہ مین داخل ہو
لعنت وارد ہوئی اور بعض مین فقد کفر کا اطلاق آگیا ہے بمعنی کفر عملی کے تفصیل اسکی کتاب الزواجر
عن اقتراف الکبائر لابن حجر المکی وغیرہ مین موجود ہے درر شرح غرر مین ہے الولد یتبع الاب
فی النسب لانہ للتعریف والام لا تشتہر ویتبع خیرہما فی الدین رعایۃ لجانب الولد انتہی اور بحر رائق
مین شرح مین قول صاحب کنز کی الولد یتبع الام فی الملک والحریۃ والرق والتدبیر والاستیلاد والکتابۃ
مرقوم ہے قید بالتبعیۃ فیما ذکر للاحتراز عن النسب فانہ للاب لان النسب للتعریف وحال الرجال
مکشوف دون النساء حتی لو تزوج ہاشمی امۃ انسان فاتت بولد فہو ہاشمی تبعا لابیہ رقیق تبعا لامہ
کما فی فتح القدیر وہذا احتراز عن الدین فانہ یتبع خیر الابوین دینا لانہ انظر لہ انتہی اور طحطاوی حاشیہ
درمختار مین لکھتے ہین قولہ ولا فی نسب ای لا یتبع امہ فی نسب بل الص صریح فی ان الشریفۃ لیس لہا
وان کان لہ شرف حموی انتہی اور ابن عابدین شامی رد المختار مین لکھتے ہین من کان امہ فقط علویۃ
وابوہ عجمی یکون العجمی کفوا لہا وان کان لہا شرف ما لان النسب للآباء ولذا جاز دفع الزکوٰۃ الیہا
انتہی اور ہدایہ مین ہے لو اوصی لاہل نسبہ او لجنسہ فالنسب عبارۃ عمن ینسب الیہ والنسب یکون من جہۃ الآباء
وجنسہ اہل بیت ابیہ دون امہ لان الانسان یتجنس بابیہ انتہی اور فتاوی خیریہ مین ہے خط لا شبہۃ فی ان لہ
شرفا کذا لاولادہ الی آخر الدہر اما اصل النسب فمخصوص بالاحط انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ
القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۹۹ کیا فرماتے ہین علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل مین اول کہ بموجب

مذہب حنفی شطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہین اگر نا جائز ہے تو اُسکا کھیلنے والا فاسق ہے یا کیا دوم عادت دائمی اور اعلان کے ساتھ کھیلنے والا شطرنج کا فاسق معلن بموجب مذہب حنفی قرار پاسکتا ہی یا نہین سوم عادت دائمی اور اعلان کے ساتھ شطرنج کھیلنے والیکے پیچھے جبکہ با وجود ممانعت مسلمانون کے وہ اس عادت کو ترک نکرے بموجب مذہب حنفی نماز بلا کراہت ہوجاتی ہی یا نہین اگر کراہت ہے تو کس قسم کی چہارم ایک مسجد مین جو امام مسلمانون کی طرف سے مقرر ہے وہ اوقات نماز مین شطرنج کھیلتا ہو اور نمازی جمع ہوکر بعد انتظار کسی اور شخص لائق امامت کو امام بنا کر نماز پڑھ لین تو ایسی صورت مین کوئی گناہ تو نہین ہے بینوا توجروا

ہو المصوب در مختار مین مرقوم ہے وکرہ تحریما اللعب بالنرد وکذا الشطرنج واباحہ الشافعی وابو یوسف فی روایۃ وہذا اذا لم یقامر ولم یداوم ولم یخل بواجب والا فحرام بالاجماع انتہی ملخصًا اور رد المحتار حاشیۂ در مختار مین ہے قولہ الشطرنج معرب شد رنج وانما کرہ لان من اشتغل بہ ذہب عناؤہ الدنیوی وجاء عناؤہ الاخروی فہو حرام وکبیرۃ عندنا وفی اباحتہ اعانۃ الشیطان علی الاسلام والمسلمین کما فی الکافی انتہی اور یہی اُسیمین ہے قولہ وہذا الخ وکذا اذا لم یکثر الحلف علیہ وبدون ہذہ المعانی لا تسقط عدالتہ للاختلاف فی حرمتہ انتہی اور مجمع البرکات مین ہے یکرہ اللعب بالشطرنج والنرد وثلثۃ عشر واربعۃ عشر وکل لہو ما سوی الشطرنج حرام بالاجماع واما الشطرنج فاللعب بہ حرام عندنا واختلفوا فی اللعب بالشطرنج فرخص فیہ بعضہم ولکن بثلث شرائط ان لا یقامر ولا یؤخر الصلوۃ عن وقتہا وان یحفظ لسانہ عن الجفاء والفحش فاذا فعل شیئًا منہا فہو مردود الشہادۃ وکرہ الشافعی کراہۃ تنزیہ لا تحریم کالنرد کذا فی مطالب المومنین وذکر الغزالی فی خلاصتہ انہ مکروہ عند الشافعی ایضا فلعل ما وقع فی کتبنا ہو قولہ الاول کذا فی نصاب الاحتساب ذکر الغزالی فی الاحیاء فی باب السماع اللعب بالشطرنج مباح ولکن المواظبۃ علیہ مکروہ کراہۃ شدیدۃ کذا فی مطالب المومنین انتہی ان عبارات سے یہ امر ثابت ہوا کہ شطرنج کھیلنے والا بطور عادت دائمی کے باتفاق حنفیہ وشافعیہ وغیرہم فاسق ہے اور اُسکے فاسق ومعلن ہونے مین کچھ شک نہین ہے اور نماز فاسق کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے پس اہل اسلام پر واجب ہے کہ ایسے شخص کو امام نہ بناوین اور اگر امام کسی مسجد کا مرتکب اس فعل کا ہو تو اوسکو امامت سے معزول کرین

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا [۹۹] [۹۶] کیا ارشاد ہے علماے دین کا اس مسئلہ مین کہ تمباکو کھانا از روی اتقا کیسا ہے
ترک اُسکا اولی ہے یا نہین اور جن وجوہ ثلاثہ کی بنا پر حقہ پینا نزدیک بعض علما کے مکروہ تحریمی ہے
اور بعض کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے اُسمین سے ایک وجہ یعنی بدبو تمباکو کی کھانیوالون سے پائی جاتی
ہے پس اس صورت مین ترک اُسکا اولی ہے یا نہین بینوا بسند الکتاب توجروا من اللہ الثواب

ہو المصوب عمدہ وجہ کراہت حقہ پینے کی کہ تشبہ بالکفار و استعمال ما بہ العذاب ہے تمباکو کے
کھانے مین نہین ہے اور فی نفسہ تمباکو بدبو دار نہین ہے البتہ کھانیوالے کی بد احتیاطی سے اُسکے
منہ سے بدبو آتی ہے اگر احتیاط ازالۂ بدبو نہو سکے تو ترک اولی ہوگا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ
القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی / ابو الحسنات]

فی الواقع تمباکو بنفسہ مباح ہے اور اُسکا کھانا اور نہ کھانا دونون مساوی ہین لو لوبت ترک کی اُسمین
نہین ہو سکتی اولویت ترک کراہۃ تنزیہی مین ہوتی ہے نہ مباح مین کما ہو المرقوم فی خلاصۃ الکیدانی
واللہ اعلم کتبہ العبد الفقیر محمد بن المدعو بادریس النجرامی عفا اللہ عنہ ۱۲ رجب ۱۲۹۹ [مہر: محمد ادریس]

استفتا [۱۰۰] [۹۰] ما یقول العلماء المفتیون لآثار النبی صلی اللہ علیہ وسلم درین صورت کہ مثلا شخصے است
کہ در ظاہر نماز فرائض و نوافل و اعتکاف و تراویح و نماز عیدین و جمعہ نمیکند و بمنہیات شرعی مثل دیدن
رقص طوائفان و شنیدن غنا با مزامیر از قوالان غنا پیشہ و فساق و دیگر آلات لہو مشغول میباشد
و با زنان اجنبیہ در خلوت می نشیند با اینہمہ مردم او را ولی کامل و غوث وقت میدانند ہزاران ہزار
مردم عوام با آنکہ ہیچ شرط از شرائط پیر کہ در کتب تصوف مثل قول الجمیل وغیرہ مسطور است ندارد مرید میشوند
و میگویند کہ پیر ما را بہ نماز ظاہری حاجت نیست نماز باطن میخوانند و این خلوت با اجنبیہ بوی ضرر نمیرساند
این کس موافق قاعدۂ شریعت و طریقت ولی وقت و غوث میتواند شد یا نہ و باوجود فقدان شرائط مذکورہ
مریدی باین شخص درست یا نہ موافق قاعدۂ شریعت و طریقت بیان فرمایند بینوا توجروا

ہو المصوب کمال دینی و دنیوی منحصر بر اتباع شریعت محمدیہ است و ہر کہ بر جادۂ شرع مستقیم
نیست نہ غوث خواہد شد نہ قطب و ہر کہ گوید کہ ما را از شریعت ظاہر چہ کار ما از ارباب باطن ایم آنکس
زندیق است و اعتقاد بچنین کس و مرید شدن او باوجود فقدان شرائط ارادت ہرگز ہرگز
درست نیست علامہ محمد برکلی رومی در طریقۂ محمدیہ می نویسد یا عجبا لبعض المتصوفۃ فی زماننا اذا انکر

علیہم بعض امورہم المخالف للشرع ان حرمۃ ذلک فی العلم الظاہر وانا من اصحاب العلم الباطن وانہ
حلال فیہ وانکم تاخذون عن الکتاب وانا ناخذ من صاحبہ یعنی محمدا علیہ الصلوۃ والسلام کلہ الحاد وضلال
اذ فیہ ازدراء بالشریعۃ المحمدیۃ فالواجب علی کل من سمع ہذا المقال الانکار علی قائلہ والجزم ببطلان مقالہ
بلا شک ولا تردد ولا توقف والافہو من جملتہم ویحکم بالزندقۃ علیہم وقد قال سید الطائفۃ الصوفیۃ
جنید البغدادی الطرق کلہا مسدودۃ الاعلی من اقتفی اثر الرسول وقال ابو یزید البسطامی لبعض اصحابہ
بنا حتی ننظر الی ہذا الرجل الذی قد شہر نفسہ بالولایۃ وکان رجلا مشہورا بالزہد فمضینا الیہ فلما خرج رمی
بزاقہ الی جہۃ القبلۃ فانصرف ابو یزید ولم یسلم علیہ وقال ہذا الرجل غیر مامون علی ادب من آداب رسول اللہ
فکیف یکون مامونا علی ما یدعیہ من الکرامات وقال لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات حتی یطیر فی الہواء
فلا تغتروا بہ حتی تنظروا کیف تجدونہ عند الامر والنہی وحفظ الحدود والنظر ایہا العاقل الطالب للحق ان ہؤلاء
عظماء المشائخ وعلماء الطریقۃ وکبراء ارباب السلوک والحقیقۃ کلہم یعظمون الشریعۃ الشریفۃ ویبنون علومہم
الباطنۃ علی السیرۃ الاحمدیۃ والملۃ الحنفیۃ فلا یغرنک طامات الجہال المتنسکین وشطحہم الفاسدین
المفسدین الضالین المضلین بعد ان کانوا زائغین عن الشرع القویم مائلین عن الصراط المستقیم
خارجین عن مناہج علماء الشریعۃ فالویل کل الویل لہم ولمن تبعہم وحسن امرہم فہم قطاع طریق اللہ سبحانہ
عن العابدین یلبسون الحق بالباطل ویکتمون الحق وہم یعلمون انتہی از اینجا واضح شد کہ ہر کہ بر جادۂ
شرع مستقیم نیست قابل بیعت واعتقاد نیست بلکہ گمراہ شدہ وگمراہ کنندۂ خلق اللہ است اعاذنا اللہ
من ذلک کلہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا [۱۱۱۱] مردہ کے لیئے قرآن پڑھوانا اُن لوگوں سے جو لوگ قرآن پڑھنے کی اجرت لیتے ہیں
اور روزی اپنی اُسیکو ٹھہرالیا ہے جن لوگوں کو جہلا لوگ مولانا روحی بولتے ہین جائز ہی یا نہیں
ہوالمصوب نہین درست ہی قرآن پڑھنے کی اجرت لینا حرام ہی کما فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا [۱۱۱۲] چہ می فرمایند علماء دین اندرین کہ شخصے گوید یا اعتقاد دارد کہ معنی واقعی
آیۂ کریمہ ہمین است کہ من میگویم اما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برای زجر والزام مخاطبیکہ اعتراض
می کرد چنین تفسیر فرمودہ یعنی خلاف واقع بیان نمودہ پس تفسیر رسول قابل قبول نباشد غایۃ

مافی الباب مخصوص معترض گردد (تفسیر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را ائمہ حدیث روایت کردہ وتحسینش کردہ وجمہور مفسرین تاقبش داشتہ قبول نمودہ) پس این چنین گفتن یا اعتقاد داشتن شرعًا جائز باشد یا نہ و درین صورت تغلیط وتخطیہ رسول صلعم بلکہ تکذیب رسول و دروغ نسبتن بہ سوئے خدا عزوجل لازم آید یا نہ وفی الحقیقۃ کسے را خواہ نبی باشد یا نہ برای دفع الزام معاند یا برائے زجرش قرآن را برخلاف واقع تفسیر نمودن جائز است یا نہ وبرتقدیر عدم جواز ہر کہ اعتقاد جوازش دارد یا تفسیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم را خلاف واقع دانستہ بتغلیط وتخطیہ اش پیش آید شرعًا حکمش چیست

ھو المصوب کسے را خواہ نبی باشد یا غیر نبی جائز نیست کہ بجائے دفع الزام معاند وزجرہ تفسیر قرآن برخلاف واقع سازد واعتقاد ہیچ امور در حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الحاد وتزندق ست بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لازم بود کہ معانی قرآنیہ حسب مراد پروردگار بیان فرمایند وبغرض دیگر بیان واقعی را مخفی نسازند وغیر واقعی را تفسیر نگردانند قال اللہ تعالی فی کتابہ مخاطبا لہ صلعم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس و قال تعالی انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علمائے دین اس صورت مین کہ زید نے مسماۃ ہندہ بالغہ نا کتخدا سے نکاح کیا زید حتی الوسع خود خبرگیری نان ونفقہ ہندہ کی کرتا ہے اور ہندہ سب طرح سے اطاعت زید مذکور کی کرتی ہے لیکن زید کو ہندہ کیطرف سے ہمیشہ شبہہ زنا کا رہتا ہے چنانچہ ایک مرتبہ بعد بہت استفسار کے ہندہ نے خود زید سے اقرار کیا کہ مین بکر سے مرتکب فعل شنیعہ کی ہوئی ہون باوجود پردہ داری کے مسمی زید کو اپنی زوجہ کیطرف سے شبہہ زنا مردان مختلف سے و دیگر امور خلاف شرعی یعنی روبرو ہونا مردان نامحرم کا رہتا ہے اس صورت مین زید کو طلاق دینا عورت مذکور کو واجب ہے یا نہین اور اگر طلاق نہ دے تو زید کو ساتھ ہندہ کے کس طرح سے پیش آنا چاہیے اور اگر زید ہندہ کو طلاق نہ دے گا تو گنہگار ہوگا یا نہین بینوا توجروا

ھو المصوب اگر زید اپنے نفس پر قادر ہو کہ بعد طلاق دینے کے اُسکیطرف التفات نکرے تو طلاق دینا اُسکو بہتر ہے اور اگر نہین تو نکاح مین رکھے اور حتی الوسع نصیحت وزجر وتوبیخ کرتا رہے

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
محمد عبدالحی | ابوالحسنات

۱۰۱ **استفتا** چہ می فرمایند علمائے دین اندرین مسئلہ کہ زراعت دانۂ خشخاش کی کرنا اور اُس سے افیون نکالکر بدست انگریزان یا دیگران کے فروخت کرنا درست ہے یا نہین اور انتفاع اُس کا حلال ہے یا حرام اور دوامین افیون ملانا درست ہے یا نہین اور بچونکو بحالت شیرخوارگی افیون دینا درست ہے یا نہین

ہو المصوب زراعت دانۂ خشخاش کی درست ہے اور اُس سے افیون نکالنا اور بیچنا حرام ہے اور دوامین افیون ملانا اور لڑکونکو کھلانا حرام ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
محمد عبدالحی | ابوالحسنات

۱۰۲ **استفتا** زید بمکان یا بر بالائے خانہ زنان خود بآواز بلند با یک دیگر کلامے میکنند کہ سخنان آن متوحی الیہ مکین مکان بیرون چنانکہ باید باصوات جلی بے تامل می شنوند و اینان زید را باینچنین آواز مانع می آیند و تعرض میکنند چہ میفرمایند محدثین محی سنت والدین و مفتیان شرع گزین بہ نسبت آن شخص مذکور چہ صورت الیشان مثل صوت زنان ست کہ آنرا ہم کلام کردن بآواز دراز بہ اندرون عمارت در شریعت ممانعت آمدہ است بشرع شریف چہ اذن است

ہو المصوب مستورات را واجب ست کہ آواز خود را بلا ضرورت شرعیہ در گوش اغیار نہ اندازند و کلام کردن بآواز بلند گناہ است و بر زید ہم احتیاط درین باب واجب است کہ از زنان چنان کلام نسازد کہ بیرون آواز آنہا رسد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
محمد عبدالحی | ابوالحسنات

۱۰۳ **استفتا** ذکر چیزے نحس نیز بحدیث شریف یافتہ شدہ ست یا نہ امید کہ بعین توجہ ثبت فرمایند

ہو المصوب شرعًا نحوست در چیزے نیست و فال بد گرفتن و در چیزے نحوست اعتقاد کردن در احادیث منع از آن وارد شدہ است واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
محمد عبدالحی | ابوالحسنات

۱۰۴ **استفتا** ما قولکم رحمکم اللہ تعالی اس مسئلہ مین کہ حرام مغز مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی در صورت مکروہ تحریمی ہونے کے نکالنا حرام مغز کا سب جانوران چھوٹے بڑے مثل بکری و مرغ و کنجشک و کبوتر وغیرہا مین واجب ہے یا صرف بڑے جانورونمین بینوا توجروا

ہو المصوب نصاب الاحتساب اور مطالب المومنین وغیرہ مین اسکو مکروہ لکھا ہے اور ظواہر کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ کراہت اسکی تنزیہی ہے نہ تحریمی بناءً علیہ جو جانور کہ نکالنا حرام مغز کا اوسنے تکلف ہوتا ہو اوسمین نکالنا کچھ ضرور نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۱۰۶ **استفتا** گانا راگ کا عموماً و معرفت کا خصوصاً درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب اگر بلا مزامیر اور بلا محرمات اور بلا مجلس وغیرہ کے ہو مضائقہ نہین ورنہ حرام ہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۱۰۷ **استفتا** کیا فرماتے ہین علمای دین اس مسئلہ مین کہ ایک شخص نے کہا فلان شخص خدا گنج کو گیا مقصود اس سے وفات ہو اس مین شک ہوتا ہو کیونکہ بعض نے حکم شرک کیا ہے

ہو المصوب چونکہ یہ لفظ متعارف خبر وفات مین ہے اور اس سے غرض حق جل شانہ کیواسطے گنج یا مکان ثابت کرنا نہین ہوتی ہے اسوجہ سے اطلاق اس لفظ سے کفر و شرک نہو گا مگر موافق ظاہر لفظ کے معنی اسکے قبیح ہین ایسا لفظ بولنا جناب حق تعالی مین مثل جبکہال پی دی کا ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۱۰۸ **استفتا** ما قولہم رحمہم اللہ فی ہذہ المسألۃ جو روپیہ زید نے واسطے زاد راہ حج کے جمع کیا اکثر اوسمین سے زید کو مہاجنان سود خوار سے حق وکالت مین اونکی حاصل ہوا ہے تو ایسے روپیہ سے حج کرنا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۱۰۹ **استفتا** چہ میفرمایند علمای دین در صحت احادیث مسطورۂ ذیل و در صورت صحت دو سوال اند اول اینکہ در کدام کتاب از صحاح ستہ واقع اند دوم اینکہ مناکحہ باین قوم ملعون حرام ہست یا نہ واگر مکروہ تحریمہ ہست باز ہم چہ وجہ دارد زیرا کہ نکاح مؤمن با کتابیہ و توأکل و تشارب با اہل کتاب در حالت عدم استعمال شان خمر و خنزیر وغیرہ جواز دارد پس روافض از ایشان بدتر چرا اولی ہستند چرا کہ کلمہ گویانند و تکفیر اہل قبلہ در مذہب اہل سنت

جائز نیست حتی کہ بعضے بہمین امر لعنت بر یزید پلید ہم غیر جائز داشتہ اند پس حال روافض از اہل کتاب وعدو اہل بیت کہ قتل اولاد رسول صلعم با امر او شدہ تفاوتی دارد یا نہ و کافر گفتن اینہا باوجود کلمہ گوئی بچہ دلیل رواست واگر در حقیقت احادیث مرفوعہ غیر صحیح باشند فلا الکلام فی الموضوعہ عن علی رض عن النبی صلعم یا علی یخرج فی آخر ہذا الزمان قوم یسمون الرافضیۃ یرفضون الاسلام وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سب ابابکر فقد سبنی وعنہ حب ابی بکر وعمر من الایمان وبغضہما کفر وعنہ صلعم من احب عمر فقد احبنی ومن ابغض عمر فقد ابغضنی وعن جابر عن النبی صلعم اتی بجنازۃ فلم یصل علیہ قیل یا رسول اللہ صلعم ما رأیناک ترکت الصلوۃ علی احد قبل ہذا قال انہ کان یبغض عثمان فابغضہ اللہ تعالی وعنہ صلعم من سب اصحابی فقد سبنی انتہی وعنہ علیہ السلام ان اللہ تعالی اختار لی اصحابا فجعلہم اصحابی وصہاری ویجی من بعدہم قوم یبغضونہم ویسبونہم فان ادرکتموہم فلا تناکحوہم ولا تواکلوہم ولا تشاربوہم ولا تصلوا معہم ولا علیہم۔ جواب این سطور بحوالہ قرآن وحدیث ثبت فرمایند اجرکم علی اللہ سبحانہ

ہو المصوب بعض ان احادیث کی مثل عن جابر انہ اتی بجنازۃ الخ جامع ترمذی مین موجود ہے اور بعض جامع صغیر مین سیوطی نے نقل کی ہین لیکن اس قسم کی سب حدیثین تہدید اور زجر اور ہین اور صحیح مذہب یہی ہے کہ تکفیر اہل قبلہ کی نہ چاہیے لیکن نکاح فرق مخالفہ کے ساتھ بسبب انکی فسق کے مکروہ ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

الاستفتاء کیا فرماتے ہین علمای دین اس صورت مین کہ دروازے چوکھٹ یا دالان کی دہلیز کو بزرگ جاننا اور راہ بیچ چوکھٹ رکھنے کو برا سمجھنا اس معنی کر کے کہ جو فقیر یا بزرگ آتا ہو دہلیز کو دعا دیتا ہے کہ بابا تیری چوکھٹ سلامت رہے یہ امر کیسا ہے

ہو المصوب یہ امر لغو اور خرافات ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

الاستفتاء کیا فرماتے ہین علمای دین اس مسئلہ مین کہ اہل سنت والجماعت تعزیہ داری مثل تعزیہ داری شیعہ کے کرتے یعنی تعزیہ بنانا اور علم رکھنا اور سینہ زنی کرنا اور مالیدہ وشربت سامنے تعزیہ کے رکھنا اور اسپر نذر دینا اور اسکو تبرک جانکر کھانا اور پینا اور یوم عاشورہ کو ہمراہ تعزیہ کے ننگے سر جانا اور عاشورہ کے دن فاقہ کرنا اور قریب شام فاقہ جو کی روٹی سے

توڑنا اور روزہ کو بدعت جاننا اور یہ کہنا کہ روزہ یزید کی ماں نے خوشی مین قتل امام حسین رضؓ کے رکھا تھا اور بعد دفن تعزیہ تیسرے روز سیوم کرنا مثل سیوم مردہ کے اور او سمین او ل قرآن خوانی کرنا اور پھر مرثیہ پڑھنا اور الائچی دانہ تقسیم کرنا یہ امورات واجب ہین یا سنت بدعت ہین

یا حرام یا ممنوع اور انکار کرنیوالا کیسا ہے

ہو المصوب یہ سب امور بدعت اور ممنوع ہین اور مرتکب انکا مبتدع و فاسق ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی / ابو الحسنات]

استفتا ۱۱۲ چہ میفرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ شخصے سبحہ گردانی علی الدوام در خواندن اوراد یعنی تسبیح وتہلیل وتحمید واستغفار و درود شریف مصروف میباشد وبعضے از نوافل مثل سنت عصر وصلوۃ الاوابین بعد مغرب وسنت عشا می گذارد واکثر بعض میگویند کہ اینہمہ بدعت ست مرتکب این امورات مبتدع است بحکم الجہاد مع المبتدع افضل من جہاد الکفار قتال باوی لازم ست وبعد از نماز مفروضہ رفع یدین را برای دعا ہم منع کردہ میگویند کہ این

بدعت است درین باب حسبۃً للہ ہر چہ حکم شرع باشد بیان فرمایند

ہو المصوب سبحہ گردانی فی نفسہ امری ست مشروع بشرطیکہ از ریا خالی باشد واین چنین سبحہ مروج اگرچہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبودہ در زمان صحابہ وتابعین یافتہ شدہ است چنانچہ علامہ سیوطی در بعض رسائل خود تصریح کردہ است پس سبحہ گردانی بچہ طور بدعت خواہد شد و در باب صلوۃ الاوابین وغیرہ نوافل در شرع ترغیب وارد شدہ است ہر کسی باید کہ اوقات خود را در چنین عبادات گذارد ومجلس مولود شریف را علمای سلف بدعت حسنہ تحریر فرمودہ اند وہمچنین مجالس [illegible] بشرطیکہ خالی از موانع شرعیہ باشد امر [illegible] کابر محققین وفضلا این را آنرا شمردہ اند ورفع یدین در دعا امریست مستحب ملا علی قاری تحقیق این امر کما حقہ در شرح مشکوۃ ودر شرح حصن حصین کردہ است الحاصل شخصے کہ این چنین امور مثل سبحہ گردانی وحضور مجالس مولود شریف ورفع یدین در دعا میکند اگر نیت آن خالص ست مثاب خواہد شد واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتا ۱۱۳ علمای دین ومفتیان شرع متین رحمہم اللہ تعالی [illegible] کیا حکم فرماتے ہین کہ ایک عورت سوالف تائب ہوئی ہے اوسکے پاس [illegible] پیشہ [illegible] سابق جمع ہے

اوسمین سے کار خیر مثل میلاد شریف زکوٰۃ اور جمیع کار خیر وغیرہ مثل ذلک وخیرات بمحتاجان وتنخواہ تعلیم کنندۂ قرآن کہ خود اور ایک لڑکی پڑھتی ہے اور بسائلان قرآن قرآن دیتی ہو اور کرتی ہے اور ارادہ اسطرح ہے کہ ہمیشہ یہ امور جاری رہین ہرگاہ کہ یہ سب امور اوس مال سے ناجائز ونادرست ہون اس صورت مین اوسکو عذر چند طرح کے پیش ہین اول یہ کہ کھانا اوسی مال سے واسطے طاقت نماز پڑھنے کے کھاتی ہے اور کپڑا واسطے ستر عورت کے پہنتی ہے کہ نماز درست ہووے دوسرے یہ کہ روزہ رکھتی ہے اور اوسی مال سے وقت افطار کے کھاتی ہے اور کھلاتی ہے تاکہ دوسرے روز روزہ رکھنے کی قوت حاصل ہووے تیسرے یہ کہ بروز عید الضحی قربانی کرتی ہے اور مساکین کو گوشت دیتی ہے چوتھے یہ کہ ارادہ حج بیت اللہ شریف کا رکھتی ہے سو یہ سب کام احکام فرض اور خیر کے ہین یہ سب بھی ناجائز ہو جاوین گے یعنی نماز اور روزہ اور قربانی اور حج درست نہونگے تو سبکو چھوڑے اور دست بردار ہو جاوے اوسپر بھی فکر رہی کہ اوس مال اندوختہ کو کس کام مین خرچ کرے آیا شراب خواری اور عیاشی وقمار بازی کرے یا اون شراب خوارون یا اوباشون اور قمار بازونکو دیڈالے کہ وہ سب اپنے فعل شنیعہ مین خرچ کرین بلیہ کہ انگریزونکو دیدیوے اور قرض بس جو معقول صورت اس مال کے متعلق ہو تحریر فرمائیے

ہو المصوب مال حرام سے امور خیر کرنا اور کھانا پینا اور اوسکو تصرف مین لانا سب حرام ہے اور اگر اوس مال کو امور حرام مین صرف کریگی تو اور زیادہ گنہگار ہوگی اوسکے [illegible] یہ ہے کہ کسی سے روپیہ قرض لیکر اوس مال سے ادا کرے اور جسقدر اوسکے پاس مال حرام ہو اسقدر قرض لیکر پہلے امور خیر کرے اور اوس قرض کا ادا اوسی مال حرام سے کردے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

صحیح الجواب [illegible] المصیب حررہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علمای دین اس مسئلہ مین کہ عورتون کو اس قسم کا زیور نقرئی پہننا جو خوب بجنے والا ہو [illegible] دوسرے لگ کر بجے جیسے کڑے جھڑے [illegible] کے تین [illegible] بیٹھے ہین اور بوقت رفتار لگ کے بجتے ہین یا گھنگرو اس قسم کے [illegible]

[illegible] آپس مین لگ کر بجتے [illegible] جائز ہے [illegible]

ہو المصوب عورتون کو ایسا زیور پہننا جو حرکت پاکر خود آواز کرے یا ایک دوسرے سے لگ کر بجے جسکی آواز سے اظہار مخفی زینت کا ہو اور جانا جاوے کہ عورت فلانی زیور والی ہے منع ہے اسواسطے کہ علم بآواز زیور مورث میل وخواہش کا ہوتا ہے مردون کو کما فی البیضاوی ولا یضربن بارجلہن لیعلم ما یخفین من زینتہن لیتقعقع خلخالہا فیعلم انہا ذات خلخال فان ذلک یورث میلا فی الرجال وہو ابلغ من النہی عن اظہار الزینۃ وادل علی المنع من رفع الصوت انتہی اور یہ معلوم ہے کہ جس مرد کو خواہش شہوت عورتون کا ہوتا ہے جب وہ انکے زیور کی آواز سنتا ہے ہوجاتا ہے یہ سبب زیادتی خواہش کا انکے دیکھنے مین کما فی التفسیر الکبیر اما قولہ تعالی ولا یضربن بارجلہن لیعلم ما یخفین من زینتہن فقال ابن عباس وقتادۃ کانت المرأۃ تمر بالناس وتضرب برجلہا لیسمع قعقعۃ خلخالہا ومعلوم ان الرجل الذی یغلب علیہ شہوۃ النساء اذا سمع صوت الخلخال یصیر ذلک داعیۃ زائدۃ فی مشاہدتہن وقد علل تعالی ذلک بما قال لیعلم ما یخفین من زینتہن من الحلی وغیرہ انتہی اور حدیثون سے ایسا ظاہر ہے کہ لڑکیون کو بھی ایسا زیور پہننا منع ہے کما فی المشکوۃ وعن ابن الزبیر ان مولاۃ لہم ذہبت بابنۃ الزبیر الی عمر بن الخطاب وفی رجلہا اجراس فقطعہا عمر وقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مع کل جرس شیطان رواہ ابو داود وعن بنانۃ مولاۃ عبد الرحمن بن حیان الانصاری کانت عند عائشۃ اذ دخلت علیہا بجاریۃ وعلیہا جلاجل یصوتن فقالت لا تدخلنہا علی الا ان تقطعن جلاجلہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ جرس رواہ ابو داود انتہی واللہ اعلم بالصواب نمقہ سید محمد عنایت علی عفی عنہ

فی الواقع ایسا زیور پہننا کہ آواز دیتا ہے نہین جائز ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

کتاب الاکل والشرب

استفتاء چہ میفرمایند علماء دین [illegible] خوردن گوشت خرگوش ہمیشہ حلال است یا نہ [illegible] خوردن گوشت خرگوش [illegible] در شرح کنز [illegible] الی النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم امر الصحابۃ ان یاکلوہ [illegible] [illegible] [illegible]

بجمیع انواعہ حلال بالاتفاق وآنانکہ قائل بحرمتش شدہ اند منشای آن فہمیدن جھینگہ را خارج از اقسام سمک است ولیس کذلک در حماد یہ می آرد الدود الذی یقال لہ جھینگہ حرام عند بعض العلماء لانہ لا یشبہ السمک فانما یباح عندنا من صید البحر انواع السمک وہذا لا یکون کذلک وقال بعضہم حلال لانہ لانہ یسمی باسم السمک واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

۱۱۲۶ **استفتا** کیا فرماتے ہین علمای دین ان مسائل مین کہ کھانا اوجھڑی اور پیاز خام کا درست ہے یا حرام ہے یا مکروہ ہے اور پہننا مرد اور عورت کا پوشاک جالی دار کپڑے کی درست ہے یا نہین یا خاص مرد کو ہے اور عورت کو درست ہے بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب

ہو الموافق اوجھڑی کھانا مکروہ ہے اور پیاز خام کھانے کی ممانعت حدیث شریف سے ثابت ہے وہ بھی مکروہ ہے اسواسطے کہ دہن سے بو آتی ہے بعض کے نزدیک عورت کو باریک کپڑا پہننا خواہ جالی ہو خواہ ململ وغیرہ حرام ہے اور گناہ کبیرہ اسواسطے کہ ستر واجب ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے مرد اور عورت کے واسطے کما فی الزواجر اخرج مسلم وغیرہ صنفان من اہل النار لم ارہما قوم معہم سیاط کاذناب البقر یضربون بہا الناس ونساء کاسیات عاریات مائلات ممیلات رؤسہن کاسنمۃ البخت المائلۃ لا یدخلن الجنۃ ولا یجدن ریحہا وان ریحہا لیوجد من مسیرۃ کذا وکذا انتہی وابن حبان فی صحیحہ واللفظ لہ والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم یکون فی آخر امتی رجال یرکبون علی سروج کاشباہ الرجال ینزلون علی ابواب المساجد نساؤہم کاسیات عاریات علی رؤسہن کاسنمۃ البخت العجاف العنوہن فانہن ملعونات الخ ذکر ہذا فی الکبائر ظاہر لما فیہ من الوعید الشدید انتہی وفی العالمگیریۃ واما اذا کان رقیقا لا یصلح لذلک فان ذلک مکروہ بالاجماع انتہی واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفرلہ اللہ الاحد

خادم اولیاء اللہ الصمد
علی محمد غفرلہ اللہ الاحد

فی الواقع اوجھڑی کھانا مکروہ ہے اور ابوداؤد نے روایت کی جابر سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من اکل ثوما او بصلا فلیعتزلنا او لیعتزل مسجدنا اس سے کراہت تحریمی پیاز کھانے کی ثابت ہوئی اور چند روایات حدیث سے ثابت ہے کہ عورت کو باریک کپڑا پہننا کہ ستر مین مخل ہو حرام ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ سبحانہ عن ذنبہ الخفی والجلی وحفظہ عن مصیبات الغنی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۱۱۹ **استفتا** چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ خوردن اشیاء کہ ہنود بروز عید خود پیش اہل اسلام میسازند بطور مروت یا رسم زمینداری چنانچہ مشکر بروز ڈھون وشکر قند بروز سکھٹن جائز است یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب جائز است واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ عبد السلام عفی عنہ۔ صح الجواب محمد شکر اللہ عفی عنہ۔ الجواب صحیح حمایت اللہ دہلوی عفی عنہ بحالت زمینداری زائد علی القدر المقرر گرفتن ناجائز است وبخوشی ورضامندی خود اگر رعایا پیش سازند اہل اسلام را گرفتن مضائقہ ندارد ہکذا فی الکتاب۔ واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد امانت اللہ

واقعی خوردن ہمچو اشیاء کہ ہنود بروز عیدہای خود برضای خود پیشکش میسازند جائز است لیکن بہتر ہمان ست کہ دران روز ہدایای شان قبول نکنند تا از شبہ موافقت اجتناب شود ودر ذخیرہ می آرد ولا ینبغی للمؤمن ان یقبل ہدیۃ کافر فی یوم عیدہم ولو قبل لا یعطیہم ولا یرسل الیہم شیئا واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

۱۲۰ **استفتا** کیا فرماتے ہین علماے طریقۂ حنفیہ مسائل ذیل مین طعام ہندو سکے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا شرعا جائز ہے یا نہین وعلی ہذا القیاس پانی اُسکے ہاتھ کا چھوا ہوا اوس سے وضو کرنا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو الموفق جائز ہے واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم ۱۲۹۸ھ

۱۲۱ **استفتا** اگر کوئی کسی ظرف گلی وغیرہ مین کھانے کو نہ رکھکر کسی ٹوکری مین ڈھکر چمار کسو کھانے کو کہین بھیجے یا یہین اسی طرح پر کھانا آوے تو اسمین کسی طرح کراہت شرعی ہے یا نہ وعلی ہذا القیاس اگر پانی کو گھڑے مین خود مسلمان بھرے اپنے ہاتھ سے بہنگی مین دھرے اور پھر بھنگی کو کہارہندیا دکھلا دے اور پھر اوس گھڑے کو مسلمان اتار کے دھر لیوے تو آیا اوس پانی کی طہارت مین کلام ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو الموفق نہین واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب حررہ العبد المعتصم بالعلی الرب الحکیم ... محمد ... عفی عنہ

صحت ہذہ الاجوبۃ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

استفتا ۱۲۲ کیا فرماتے ہین علمای دین بیچ مقدمۂ حلت و حرمت ہُدہُد کے صاحب کتاب
۱۴۰ حیوة الحیوان وصاحب فتاوی برہنہ اسکو حرام اور مکروہ لکھتے ہین اور صاحب غایۃ الکلام وتمیز الکلام
نے ہُدہُد کو حلال لکھا ہے پس مذہب امام اعظم مین یہ حلال ہے یا حرام فتوی جسپر ہوا وسے اطلاع فرمائیے

ہو المصوب ہدہد بمذہب حنفیہ حلال ہے اور کتب معتبرہ مین حرمت یا کراہت مذکور نہین
خزانة المفتین مین ہے اکل الخطاف والهدهد وكل ذي طوق لا باس به انتہی اور بزازیہ مین ہے اكل الهدهد
لا باس به ولا باس بالخطاف والقمري وكل ما ليس له مخلب يختطف به انتہی اور ظہیریہ مین ہے اكل الخطاف
والصلصل والهدهد لا باس به لانها ليست من الطيور التي هي ذوات مخلب انتہی اور قنیہ مین واقعات
ناطفی سے منقول ہے لا باس باكل الهدهد انتہی اور رحمة الامة في اختلاف الائمة مین ہے اتفق الائمة
الثلثة على تحريم كل ذي مخلب من الطيور وكذا اما اكل الجيف واما غير ذلك من الطيور فكله مباح
بالاتفاق والمشهور انه لا كراهة في ما نهي عن قتله كالخطاف والهدهد والخفاش والطاؤس الا عند
الشافعي انتہی پس ان عبارات سے صاف واضح ہوا کہ ہُدہُد بمذہب حنفی حلال ہے بغیر کراہت
اور مصنف حیوة الحیوان شافعی ہے اوسنے موافق اپنے مذہب کے تحریم لکھی ہے اور فتاوی برہنہ کا
مقابلہ کتب معتبرہ کے ساتھ نہین ہو سکتا ہے جبکہ کتب معتبرہ سے حلت ثابت ہے کراہت
کہ فتاوی برہنہ مین ہے غیر مقبول ہوگی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتا ۱۲۳ کیا فرماتے ہین علمای دین اس مسئلہ مین کہ نسبت طعام ہنود کے تر و خشک
۱۴۱ مین کچھ فرق ہے یا نہین لیکن تر مثل خشکہ و خشک مثل نان و حلوا وغیرہ کے بینوا توجروا

ہو المصوب کچھ فرق نہین نصاب الاحتساب مین ہے ما ابتلينا به من شراء السمن والخل
واللبن والجبن وسائر المائعات من الهنود على احتمال تلوث اوانيهم فان نسائهم لا يتوقين من النجس
فعلى المحتسب ان لم يجد بدا منهم ان يستوثق عليهم ان يجتنبوا من السرقين والميتة فان شق عليهم
يامرهم ان ياتوا اوانيهم مسلما يغسلها ويغسلوا ايديهم بحضرة من المسلم والا فالاباحة فتوى والتحرز تقوى
ولذا لا باس بطعام المجوس كله الا الذبيحة انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۲۴ کیا فرماتے ہین علمای دین اس مسئلہ مین کہ چھوا ہنود کا وطعام پختہ ہنود
۱۴۲

نقشہ سوالات مرسلہ مولوی خدا بخش مدرس از قصبہ ... کا متعلقہ ... محلہ ... منشی بہاری لال مختار عدالت بماہ ذوالقعدہ سنہ ۱۲۹۰ ہجری

جو کہ باحتیاط پکایا گیا ہے مسلمان کو کھانا جائز ہے یا نہیں بفحوای ہذہ العبارۃ فی الفتاوی الغرائبیۃ لایکرہ للمسلمین ان یعود الکافرین ویعود مرضاہم ویاکل طعامہم وفی السراجیۃ لاباس بطعام المجوسی الا الذبیحۃ انتہٰی فقط ہو المصوب جائز ہے جیسا کہ خزانۃ الروایات میں ہے فی متفرقات دستور القضاۃ عن الینابیع

لاباس بعیادۃ اہل الذمۃ وحضور جنائزہم واکل طعامہم والمعاملۃ معہم وفی المضمرات لایکرہ للمسلمین ان یعودہم ویعود مرضاہم ویاکل من طعامہم انتہٰی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۲۵ کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلے میں کہ زید نے ایک عورت قوم پاسی کو کلمہ واستغفار پڑھا کر مسلمان کیا کسی مسلمان نے کوئی اعتراض اوسکے اسلام لانے اور زید کے مسلمان کرنے پر کسی طرح سے کسی طرح پر نہیں کیا تھا خود بخود زید نے اپنے پیالے میں پانی منگا کر مسماۃ کو دیا کہ نصف اسمیں سے پی لے باقی چھوڑ دے مسماۃ نے نصف پیا باقی چھوڑ دیا اوس پانی کو زید نے پیا اور عمرو کو اسی طرح سے حاضرین جماعت سے تھوڑا تھوڑا سب کا پیا جس قدر کم ہوتا تھا زید پانی ملاتا تھا بعدہ جلسہ برخاست ہوا صرف یہ بات نہیں معلوم ہوئی کہ آیا یہی قاعدہ ہے اور اسی طرح مسلمان ہوتا ہے کوئی آدمی کسی ملت وقوم کا ہو یا اسی قوم کے واسطے یہ خاص قاعدہ ہے حسب شرع شریف کے یا اگر اس قاعدہ کا برتا گیا ہوتا تو مسلمان ہونے میں شک ہوتا یا نہیں یا اگر بلا اعتراض کسی مسلمان کے اور بدون کسی کے شک کے اسلئے ہوئے اوسکے مسلمان ہونے اور زید کے مسلمان کرنے پر اگر یہ سبب اور بلا وجہ ایسا فعل عمل کیا گیا تو یہ فعل داخل جہالت وحماقت ولغو کے ہو اور زید سے سرزد ہوا ہے یا نہیں جسکا کوئی نتیجہ نہیں تھا جبکہ وہ کلمہ پڑھکر اور استغفار کر کے پاک وطاہر ہو چکی حسب شرع شریف ہوئی تو کیا عذر اور کیا شک وسکے اسلام لانے پر زید کو یا دوسرے مسلمانوں کو تھا یا شک ہوتا تو قرآن شریف پڑھا یا وقت سے تھے اپنے مکان میں جا کر دریافت کیا کہ ایک عورت مسلمان ہوئی فلاں ذات کی تھی وہ مکان میں ہے اور روٹی پکا وے یا نہ پکاوے تو اس سے کوئی علت تو نہیں ہوئی ہے یا نہیں سے اگر پیا ہو تو اس پانی پینے اور پلانے سے جماعت صاف ہو گئی یا نہیں جاننا اور معلوم ہوا کہ یہ فعل بیوجہ

عمل کیا گیا کہ اگر حاضرین قصبہ جب سب اسکا جھوٹا پانی پینگے تو بحالت موجودگی مکان زید کے کوئی صاحبان قصبہ مین معترض اسکی قوم پر نہین ہونگے اور کراہیت نہین کرینگے دوسرے وہ عورت بدستور اپنے پیشہ حرام کاری مین مقیم سرائے قصبہ ہوئی پہلے لوگ اوسکی قومیت اور بدذات ہونیسے پرہیز کرتے تھے اب مسلمان ہونیسے اور زید کے پانی پینے اور چند مسلمانون کے پانی پلانے سے قطعاً و مطلقاً نفرت نہین بحالیکہ زید کا تقوی ایسا تھا کہ کسی کا لوٹا خود واسطے وضو کے نہین لیتا تھا حتی کہ نماز جمعہ مین خطبہ ختم ہو گیا اور رکعت اول ختم ہو گئی اور لوٹا خاص زید کا خالی رہتا مورث مانع تھی لے نہ سکا جب لوٹا خاص ملا تب وضو کیا اور شرکت نماز نہین ہوئی کسی کے ظرف کو پاک نہین سمجھے کمال کراہت سے زید پانی پیتا ہے تو زید سے دفعۃً ایسا فعل اگر وقوع ہوا یا تو تعلق غرض و جاہلیت و لغویت و حماقت ہوا یا نہین فقط

ہو المصوب کسی کے مسلمان کرنے مین یہ ضرورت نہین کہ اوسکا جھوٹا پانی پیا جاوے اور پلایا جاوے اور یہ عمل بلا وجہ موجہ و بلا ضرورت شرعی داخل لغویت ہے علی الخصوص جبکہ بعض کتب فقہ مین مثل درمختار وغیرہ کے مرقوم ہے کہ جھوٹا اجنبی عورت کا مرد اجنبی کو اور مرد اجنبی کا عورت اجنبیہ کو اگرچہ پاک ہے لیکن مکروہ ہے اور رد المحتار مین مرقوم ہے کہ کراہت اوسوقت ہے کہ جب مقصود

استلذاذ ہو عبارت درمختار یہ ہے ویکرہ سؤر المرءۃ للرجل وعکسہ للاستلذاذ و استعمال ریق الغیر وہو لا یجوز انتہی اور رد المحتار مین مرقوم ہے قال الرملی ویجب تقییدہ بغیر الزوجۃ والمحارم اسکے

اور بھی اقتضی ہے والذی یظہر ان العلۃ الاستلذاذ فقط فلم اجد حیث الاستلذاذ ولا کراہۃ لاستلذا

اذا کان بحیث فلا انتہی پس بر بنا عبارت درمختار یہ فعل یعنی اجنبیہ کا جھوٹا پینا اور پلانا مکروہ ہوا اور برمبنا و تحریر صاحب رد المحتار و حاشیہ درمختار اگر استلذاذ یہ فعل ہوا مکروہ ہوا اور بر تقدیر عدم استلذاذ اگرچہ مکروہ نہین ہوا لیکن اجتناب اوس سے بہتر تھا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

[illegible]

استفتا سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ کھال مرغ کی کھانا اور دیگر طیور حلال کے کھال کا کیا حکم ہے مکروہ ہے یا حلال اور پانی کا بچہ کے جیسا کہ ایام مین کھال مرغ کی نوچ دیتے ہین کھاتے اور پرندہ نہین رکھال مرغ اور پرندہ کو دغیرہ مین کسقدر

فرق ہے صاف صاف بحوالۂ کتب مع عبارت کے ملاحظہ فرما کر مزین بمہر و دستخط فرمایئے بینوا توجروا

ہو المصوب درست ہے نہایۃ البیان فیما یحل ویحرم من الحیوان میں بحث ذکر احکام شاۃ میں ہے پوست وپیچہ دباغت حلال است با پچہ طور کشوے بیمیان کردہ بخورد و دقتیکہ مدبوغ شد خون بیرون باشد لیکن انتفاع دیگر بوی درست است کذا فی مطالب المومنین و در زیلعی مذکور است اگر سر گوسفند خون آلودہ سوختہ شود زائل شود و از ان خون ہم گرفتہ شود از ان شوربا جانوسے شوختن بعد غسل ست انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا سوال کیا فرماتے ہیں علمای دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک یا دو مینگنی چوہے کی پلاؤ کی دیگ میں یا شوربے میں سے نکلے تو وہ کل نجس ہے یا کسیقدر اور کسی نے لاعلمی سے کھایا تو کھلانے والا عاصی ہوگا یا نہیں اور روٹی کا کیا حکم ہے جس روٹی میں مینگنی نکلے وہی نجس ہے یا کل روٹیاں اوس آٹے کی صاف صاف بحوالۂ کتب مع عبارت کے ملاحظہ فرما کے مزین بمہر و دستخط فرمایئے بینوا توجروا

ہو المصوب جس روٹی میں مینگنی نکلے اگر وہ مینگنی سخت ہے تو پھینک دیجائے اور روٹی کھائی جاوے اور اگر بالکل مخلوط ہو گئی اور ریزہ ریزہ ہو کر مل گئی تو وہ روٹی نہ کھائی جاوے فتاوی سراجیہ میں ہے خبز وجد فی خلالہ سرقین فارۃ فان کان علی صلابتہ یرمی ویؤکل الخبز انتہی باقی صرف ایک روٹی میں نکلنے سے اور روٹی اوس آٹے کی کھانا منع نہیں ہے اور شوربے وغیرہ میں اگر مینگنی سخت نکلے اور بالکل مخلوط ہو گئی ہو تو عفو ہے تاخیر پہ سے فتوی دیا ہے کہ پھینک دیا جاوے اور وہ کھایا جاوے اگرچہ مقتضائے احتیاط یہ ہے کہ نہ کھایا جاوے

[illegible] فی التتارخانیۃ لو [illegible] افسدہ ونجس ومن المتاخرین من لم یعفو فی الدہن وفی [illegible] واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا [illegible] کا کھانا کیا ہے یا نہیں [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ازواج کی طرف سے [illegible]

موجود ہے اور کھانا آپکا صراحۃً کسی روایت مین نظر سے نہین گذرا اور شیخ دہلوی نے مدارج النبوۃ مین لکھا ہے دخوردہ ہست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لحم شاۃ را وخوردن لحم بقر بخصوص معلوم نشدہ جز آنکہ در حدیث آمدہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کرد از ازواج مطہرہ خود گاوی را ظاہر آنست کہ ازان خود ہم خوردہ باشد انتہی اور صحیح مسلم مین آخر کتاب الزکوۃ مین حضرت عائشہ رض سے مروی ہے قالت اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلحم بقر فقیل ہذا ما تصدق بہ علی بریرۃ فقال ہو لہا صدقۃ ولنا ہدیۃ انتہی اس سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپنے تناول فرمایا اور محتمل ہے کہ آپنے خود نہ کھایا ہو ازواج کو دیدیا ہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۲۳ کیا فرماتے ہین علمای شرع شریف اس مسئلہ مین کہ کوئی عرق انگریزی جسمین ڈاکٹرون کے بیان سے شراب کا ملا ہونا معلوم ہوتا ہے الا اس مقدار کہ جزو اسکی پائداری کا ہو سکے اور نشہ نلادے اور رنگ و بو اس دوا مین محتمل ہین ایسے ناواقف کو شبہہ مین ڈال سکتے ہین اور جزو اوسکا ٹھیک ٹھیک معلوم ہوتا ہو واللہ اعلم شراب کا بھی جزو ہو یا کچھ اور خلاصہ یہ کہ بغیر ان تینون چیز وسکا حقیقتاً ثابت نہین ہو سکتا پینا ایسی دوا کا عند الشرع درست ہے یا نہین

مقام ہیرو پھاٹی ڈویژن ودائرہ ضلع شکارپور بوساطت مولوی عبد العظیم مدرس اول مدرسہ سرکاری

ہو المصوب جب دوا مین شراب کا ملنا اگرچہ ایک قطرہ بھی ہو یقینی یا ظنی ہو اوسکا پینا حرام ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۲۴ ما قولکم فی حق من وطی بالنعم المباح اکلہا وادخل ذکرہ فی فرجہ وانزل ورآہ عادلان مسلمان ہل یجوز اکل البہیمۃ الموطوءۃ ولبنہا بینوا توجروا

ہو المصوب لا یحرم لحم البہیمۃ الماکول لحمہا ولا یحل بہا لکن یکرہ الانتفاع بہا حیا ومیتا ویذبحہا ویحرقہا احراقا قال فی منح الغفار شرح تنویر الابصار لمولفہ والاصح ولو طی بہیمۃ لانہ لیس فی معنی الزنا فی کونہ جنایۃ وفی وجود الداعی الی هذا الفعل التعزیر لما علیہ سیظہر عنہ والعامل علیہ بنایۃ ... الاانہ یعزر لما ذکرنا والذی یروی انہ تذبح البہیمۃ وتحرق فذلک لقطع التحدث بہ ولیس بواجب قالوا ... الدابۃ ان کانت مما لا یوکل لحمہا تذبح وتحرق لما ذکرنا وان کانت مما یوکل لحمہا تذبح ویوکل عند ابی حنیفۃ ... تحرق ہذہ ایضا اذا کانت البہیمۃ للفاعل ... ان یدفع الیہ بالقیمۃ

وفی تبیین الکنز یطالب صاحبہا ان یدفعہا الیہ بالقیمۃ ثم تذبح بلا ذکرو اولا یعرف الاسلام فیحمل علیہ

انتہی وفی المجتبی ذبحت ویکرہ الانتفاع بہا حیاتہا وموتہا واطلق الطحاوی انہا اذا کانت لہ ذبحتا

ولم توکل وعن ابی یوسف انہا لاتحرق اذا کانت توکل وکان ابو عبد اللہ الجرجانی یقول قول اصحابنا

تذبح وتحرق علی وجہ الاستحباب واتی ابن عمر ببغل فی غنیمۃ فلم یعقرہ وامر بہا ما حسر قت بالنار انتہی

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۵ ـ محمدہ ونصلی از محمد عفا اللہ عنہ بخدمت علمای دین بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ

وبرکاتہ واضح باد ہر گاہ شخصی مومن خالص بملاقات برادر مومن خود بمکان میرود آن صاحب مکان

برخود لازم میداند کہ از قسم میوہ جات یا طعام ہر چہ موجود باشد پیشکش او کند ہمین طور برونق نکاح

کہ بخانہ عروس جمع شوند واقربای عروس طعام شیرین یا نمکین پیش آرند قبل نکاح یا بعد آن

این فعل بدعت خواہد شد یا قریب سنت فقط

ہو المصوب این فعل بدعت نیست بلکہ از حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہست

چنانچہ در مدارج النبوۃ بجہۃ احیا العروس وغیرہ مذکور ہست واللہ اعلم حررہ الراجی

عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۔ ما قولکم فی ہذہ المسئلۃ زید کہتا ہے کہ جو اشیا از قسم غلہ وشیرینی وترکاری

وغیرہ کہ شوالون میں یا قبرون پر چڑھائی جاوین یا تعزیون [illegible] کے سامنے رکھی جاوین

جیسا کہ ہندوستان میں [illegible] کا دستور ہے ان [illegible] کا کھانا حرام ہے پس قول زید کا

صحیح ہے یا غلط حکم اسکا مع نقل عبارت وحوالہ [illegible] کتاب [illegible] ارقام فرمایئے

[illegible] شیرینی وغیرہ جو عوام شوالون [illegible] قبرون [illegible] وغیرہ پر

چڑھاتے ہیں [illegible] ہوتی ہے اور [illegible] اسکی تصریح کی ہے کہ نذر لغیر اللہ

حرام ہے اور اس چیز کا [illegible] قال الشیخ قاسم

فی شرح الدرر [illegible] الذی ینذرہ [illegible] لانسان [illegible]

ضرورۃ [illegible] ستر [illegible] وغیرہ [illegible]

[illegible]

او من الشمع لکذا او من الزیت لکذا فهذا النذر باطل بالاجماع بوجوه منها انه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق
لا یجوز لانه عبادة والعبادة لا تکون لمخلوق ومنها ان المنذور له میت لا یملک ومنها انه ظن ان
المیت یتصرف فی الامور دون الله واعتقاده ذلک کفر اللهم الا ان قال یا الله انی نذرت لک
ان شفیت مریضی هذا او رددت غائبی او قضیت حاجتی ان اطعم للفقراء الذین بباب السیدة
نفیسة والفقراء الذین بباب الامام الشافعی والامام ابی اللیث او اشتری حصر المساجد او زیتا
لوقودها او دراهم لمن یقوم بشعائرها الی غیر ذلک مما یکون فیه نفع للفقراء والنذر لله تعالی وذکر الشیخ
انما هو محل صرف النذر لمستحقیه القاطنین برباطه او مسجده او جامعه فیجوز بهذا الاعتبار اذ مصرف النذر
الفقراء وقد وجد المصرف ولا یجوز ان یصرف ذلک لغنی ولا لشریف منصب لانه لا یحل له الاخذ
ما لم یکن محتاجا فقیرا ولا لذی نسب لاجل نسبه ما لم یکن فقیرا ولم یثبت فی الشرع جواز الصرف الی
الاغنیاء للاجماع علی حرمة النذر للمخلوق ولا ینعقد ولا تشتغل الذمة به ولانه حرام بل سحت ولا یجوز
لخادم الشیخ اخذه ولا اکله ولا التصرف فیه بوجه من الوجوه الا ان یکون فقیرا وله عیال فقراء
عاجزون عن الکسب وهم مضطرون الیه فیاخذونه علی سبیل الصدقة المبتدأة واخذه ایضا
مکروه [illegible] التقرب الی الله [illegible] الفقراء ویقطع النظر عن نذر الشیخ فاذا علمت
هذا فما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت وغیرها وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیهم فحرام باجماع
المسلمین ما لم یقصدوا بصرفها الفقراء الاحیاء [illegible] انتهی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یا مسلمان بے نمازی زناکار شراب خوار بدعتی کی دعوت کی اور ان مسلمانوں نے اوس کی دعوت قبول کی اور کوئی چیز مثل کھانے کے کھائی دیا کھانے کا سامان یا نقد روپیہ لیا اور اُسے اپنے ہاتھ سے پکایا اور کھایا تو اس طرح کا ہندوؤں کا کھانا اور دعوت لینا درست ہے یا نہیں **سوال دوم** اگر اس طرح کا کھانا ہندوؤں کا درست ہو تو خصا وینا اون کھانے والوں کی کیا سزا ہے

ہو المصوب جواب سوال اول ہندو کے تہوار کے دن ہدیہ یا دعوت لینا مسلمان کو نہیں درست ہے جیسا کہ فتاوی ذخیرہ میں ہے لا ینبغی المؤمن ان یقبل ہدیۃ الکافر فی یوم عیدہم ولو قبل لا یہدی الیہم شیئا انتہی اور خزانۃ الروایات میں ہے فی الفصول و التاتارخانیۃ فی البسیط ما یأتی المجوس فی یوم نیروزہم من الاطعمۃ الی الاکابر و السادات ومن کانت بینہ وبینہم معرفۃ و ذہاب و مجئ فقد قیل من اخذ ذلک علی وجہ الموافقۃ یکفر و ذلک ہدیۃ انتہی باقی تقریب شادی اور غمی میں اگر ہندو دعوت کرے تو اوسکا قبول کرنا درست ہے بعض فقہا کے نزدیک اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے جیسا کہ خزانۃ الروایات میں ہے فی قنیۃ المستفیہ من الواقعات لا باس بالذہاب الی ضیافۃ اہل الذمۃ ہکذا ذکر محمد لکن المذکور فی النوازل یخالف ہذا فانہ کرہ فیہ الاجابۃ انتہی اور برتقدیر جواز قبول ضیافت و شروط ساتھ اس امر کے ہے کہ مجلس دعوت غنا و مزامیر و بت پرستی و شراب خواری و اظہار کفر و شرک و منکرات سے خالی ہو اور اگر اوس مجلس میں ایسے امور ہوں تو جانا درست نہیں ہے جیسا کہ در مختار میں ہے دعی الی ولیمۃ و ثمہ لعب او غناء قعد و اکل لو المنکر فی المنزل فلو علی المائدۃ لا ینبغی ان یقعد بل یخرج فان قدر علی المنع فعل و ان لم یقدر یصبر ان لم یکن ممن یقتدی بہ فان کان مقتدی لا یقعد لان فیہ شین الدین انتہی ملخصا **جواب سوال** دوم جس شخص نے دعوت ہندو کے جواز کی قبول کی ضیافت تقریب میں باوجود موجود ہونے منکرات شرعیہ کے گناہ ہوا استغفار لازم ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۳۲۵ ۱۹ **استفتاء** مسلمان بشرع شریف و مسلمانوں کا بوقت تقریب شادی کے گھر مسلمان و ہندو کے کھانا اور نوکری کرنا درست ہے یا نہیں اور جو کہ اکثر کھیتی اونکی ہوتی ہے اور مال اونکا حلال ہوتی ہے **ہو المصوب** اگر مال حلال غالب ہو تو ویسے ہندو کے گھر کا کھانا اور نوکری کرنا درست ہے

اور اگر حرام غالب ہے تو نہیں درست ہے جب تک یہ معلوم نہو کہ یہ کھانا یا یہ تنخواہ مال حلال سے ہے

اشباہ میں ہے اذا کان غالب مال المہدی حلالا فلا باس بقبول ہدیتہ و اکل مالہ ما لم یتبین انہ من حرام

وان کان غالب مالہ الحرام لا یقبلہا ولا یاکل الا اذا قال انہ حلال ورثہ او استقرضہ انتہی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی — محمد عبد الحی ابو الحسنات

باب اللبس والزینۃ

(۱) استفتا [۱۳۶] استعمال کپڑے کا جو کامدانی سے بنایا جاوے جبہ یا پائجامہ یا کرتہ کہ سفید کپڑے پر بوٹے چانمے خالص کے ہوں درست ہے یا نہیں

ہو المصوب اس قسم کا کپڑا پہننا جائز ہے دو شرط سے ایک یہ کہ بوٹا عرضا چار انگشت سے زائد نہو اگرچہ طولا زائد ہو جیسا کہ رد المحتار میں ہے بل المراد قدر اربع اصابع طولا وعرضا بان لا یزید طول العلم وعرضہ علی ذلک والمراد عرضہا فقط وان زاد طولہ المتبادر من کلامہم الثانی دوسرے یہ کہ اسقدر بوٹے کثرت سے قریب نہوں کہ اصل کپڑا اوس سے چھپ جاوے اور متوسط مقامات کل کا معلوم ہو جیسا کہ در مختار میں ہے ظاہر المذہب عدم جمع المتفرق ولو فی عمامۃ کما بسطہ فی القنیۃ انتہی رد المحتار میں ہے [illegible] الا اذا کان خط منہ قز و خط منہ غیرہ بحیث یری کلہ قزا فلا یجوز ومقتضاہ حل الثوب المنقوش بالحریر تطریزا [illegible] کان کل واحدۃ من نقوشہ اربع اصابع وان زادت بالجمع مالم یر کلہ حریرا قال [illegible] فی شرح الملتقی [illegible] المتفرق من الذہب والفضۃ کذالک التحریر انتہی یعنی جس کپڑے میں [illegible] کہ اصل کپڑا معدوم ہو گیا ہو یا کوئی بوٹا چار انگشت سے [illegible] حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

صح الجواب واللہ اعلم [illegible]

استفتا [۱۳۷] [illegible]

کے رنگے ہوئے کپڑے کے [illegible]

علیہ وسلم [illegible]

ہو المصوب زرد رنگ سوائے کسم اور زعفران کے درست ہے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اور بعض صحابہ سے زرد کپڑا پہننا ثابت ہے بلکہ بعض روایات میں وارد ہے
کہ بعد بیاض کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک زرد رنگ زیادہ تر محبوب تھا سنن ابو داود
ونسائی وغیرہ میں مروی ہے ان ابن عمر کان یصبغ لحیتہ بالصفرۃ حتی تمتلی ثیابہ من الصفرۃ فقیل لم تصبغ
بالصفرۃ فقال انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصبغ بہا ولم یکن شیء احب الیہ منہا وقد کان
یصبغ بہا ثیابہ کلہا حتی عمامتہ انتہی اور عمدۃ التحریر فی مسائل اللون واللباس والحریر میں مرقوم
ہے مرد کو سنتا زعفرانی یا زرد رنگ کا کپڑا مکروہ تحریمی ہے اور مراد زرد سے زرد مائل بسرخی ہے
اسلیے کہ پہننا زرد حضرت سے اور بعض صحابہ سے منقول ہے کذا قال مولانا محمد اسحاق الدہلوی
اور روایت ہے امام محمد سے کہ ایام شادی میں زرد رنگ کی رخصت ہے انتہی اور کبھی اوس میں
ہے دوسرا قسم کسم کے رنگ کا وہ جو مخلوط ہو ساتھ زردی کے پس اگر زردی کم ہو اور سرخی
کسم کی غالب ہو جیسے نارنجی یا زردی بہ نسبت نارنجی کے زیادہ ہو مگر سرخی اس سے کم ہو جیسے سنہرا
یا زردی اور سرخی برابر ہوں یہ تینوں وجہ حرام ہیں اور اگر زردی غالب اور سرخی کسم کی
مغلوب ہو مانند طلائی اور کیسری وغیرہ کے تو درست ہے انتہی واللہ اعلم۔ حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۳۶ ما قولکم فی ان لبس الخزام الذی تلبسہ النساء فی الانف للتزین وتسمی فی لسان
الہندیۃ نتھ ہل ہو جائز ام لا بینوا توجروا

الجواب وہو الملہم بالصدق والصواب الخزام الذی یقال فی عرف
اہل الہند نتھ وہو من زینۃ العرب فی زماننا ایضا کما حققہ صاحب نفع المفتی ہو جائز لانہ من امور العادات
کسائر اللباس والحلی والملابس باستحسانہ وانما ہو کان بدعۃ لکن البدعۃ اذا کان فی الدین او العبادۃ
بان کانت فی العادۃ فلکن وہو کالبدعۃ فی الماکل والمشارب والملابس والمراکب والمساکن
مالم یقصد بہا فاعلہا التقرب الی اللہ فلا بدعۃ فی ذلک وکذا حققہ فی الحدیقۃ الندیۃ شرح
الطریقۃ المحمدیۃ وقاس الطحطاوی ثقب الانف علی ثقب الاذن للقرط کما نقلہ صاحب رد المحتار
تحت شرح قول صاحب الدر ہل یجوز الخزام فی الانف لم ار فیہ شیئا وقال لکان ثقب الاذن من زینۃ النساء

كما هو في بعض البلاد فهو فيها كثقب القرط فهم من هذه العبارة جواز ثقب الانف ولبس الخزام
والله اعلم حرره الفقير المعترف بالسهو والتقصير الراجي رحمة ربه الباري محمد محسن الجونفوري
تجاوز الله عن ذنبه المعنوي والصوري

هو المصوب نعم لا وجه لامتناع ثقب الانف وقد صرح العلماء بجوازه قال في
الدر المختار ولا بأس بثقب اذن البنت استحسانا ملتقط قلت وهل يجوز الخزام في الانف لم اره ا ه
قال في رد المحتار بعد نقل عبارة الطحطاوي وقد نص الشافعية على جوازه انتهى والله اعلم حرره الراجي
عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي

محمد عبد الحي ابو الحسنات

استفتا ۱۳۹ چه میفرمایند علمای دین درین مسئله که احادیثے که ابو داود ونسائی در باب
الذهب للنساء آورده واز ان ممانعت وحرمت استعمال ذهب برای زنان ثابت می شود معتبر اند
یا نه وبر تقدیر صحت آن جمهور چه جواب از انها میدهند بینوا توجروا۔

هو المصوب مخفی نماند که از بسیاری از روایات صحیحه معتبره حلت استعمال ذهب برای
زنان ثابت ست منجمله آن حدیث ابو موسی اشعری ست که در ترمذی ونسائی واحمد وطبرانی
آنرا روایت کرده اند قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم حرم لباس الذهب والحریر علی ذکور
امتی واحل لاناثهم ترمذی اسنادش را صحیح گفته ومنجمله آن حدیث علی ست که احمد وابو داود
ونسائی وابن ماجه وابن حبان آنرا روایت کرده اند ان النبی صلی الله علیه وسلم اخذ حریرا فجعله
فی یمینه واخذ ذهبا فجعله فی شماله ثم قال ان هذین حرام علی ذکور امتی ودر روایت ابن ماجه زیادتی
حل لاناثهم وعبد الحق از ابن المدینی نقل کرده هذا حدیث حسن ورجاله معروفون ومنجمله آن حدیث
عقبه بن عامر ست که در سنن بیهقی مروی ست که گفت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الحریر
والذهب حرام علی ذکور امتی حافظ ابن حجر عسقلانی در تلخیص الحبیر گفته اسناده صحیح ومنجمله آن حدیث
عبد الله بن عمر ست که در مسند بزار ومسند ابو یعلی وسنن ابن ماجه ومعجم طبرانی مروی است
ومنجمله آن حدیث زید بن ارقم ست که در معجم طبرانی وکتاب الضعفاء للعقیلی وکتاب الضعفاء لابن حبان
مروی ست ومنجمله حدیث واثلة بن الاسقع ست که در معجم طبرانی مروی ست ومنجمله آن حدیث
ابن عباس که در مسند بزار مروی ست واین همه احادیث مطابق احادیث سابقه دلالت دارند

برانکه حرمت ذہب مخصوص برجال ست و برنساء حلال ست و ضعف بعض اسانید آنہا بعد
حسن وصحت طرق سابقه مضرتے نمیرساند باقی ماند احادیثی که بر منع دلالت دارند پس حافظ عبد العظیم
منذری بعد ذکر آنہا نوشته است ہذه الاحادیث التی ورد فیہا النہی والوعید عن تحلی النساء بالذہب
یحتمل وجوہا احدہا انه منسوخ فانه قد ثبتت اباحة تحلی النساء بالذہب الثانی ان ہذا فی حق من
لا یؤدی زکاته دون من اداہا ویدل علیه حدیث عمرو بن شعیب وعائشة واسماء الثالث انه فی
حق من تزینت به واظہرته ویدل له ما رواه النسائی وابو داود عن اخت لحذیفة ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم قال یا معشر النساء اما لکن فی الفضة ما تحلین به اما انه لیس منکن امرأة تحلی ذہبا وتظہره الا عذبت به
الرابع من الاحتمالات انه انما منع منه فی حدیث الاسورة والفتخات لما رأی من غلظه فانه مظنة الفخر
والخیلاء وبقیة الاحادیث محمولة علی ہذا انتہی والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

کتاب الہبہ

استفتا چه می فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئله که از طرف
والی ملک بنام زید قدرے یومیه بقید مع فرزندان مقرر ست و زید آن را کلا و بعضا به یکے
از فرزندان خود ہبه ساخت این ہبه جائز و نافذ خواہد شد یا نه بینوا توجروا

ہو المصوب ہبه مذکوره جائز و نافذ نیست چه یومیه شی معدوم ست آنا فانا حادث
می شود و در ہبه قبض موہوب ضرور باید و نیز ہرگاه در سند سلطانی لفظ مع فرزندان مندرج
است استحقاق فرزندان زید در ان یومیه ثابت شد و فرزندانش ہمه مستحق شدند نه فقط زید پس
ہبه زید یکے از فرزندان خود را که حق دیگران ست نافذ نخواہد شد بعد ممات زید جمله فرزندان
زید علی السویه مستحق خواہند شد والله اعلم کتبه محمد عبد الحی عفی عنه

استفتا چه می فرمایند علمای دین درین معنی که زینب مسماة ہنده دختر ہفت ساله را
[illegible] ثبات و نفاذ جواز ہبه
بالعطا [illegible] نوشته داده [illegible] متصرف گردانید بعد مدتے [illegible]

منجملہ ہفت عدد مذکور را ہبہ باسم خدیجہ خواہرزادی و دیگر خواہرزادہ کردہ دادہ بے قبض و تصرف موہوب لہما بہمین مرض فوت شد درین صورت حکم جواز ہبۂ اول و ثانے چیست ـ

ہو المصوب ہبۂ اول نافذ خواہد شد و ہبۂ ثانی بسبب اینکہ قبض موہوب لہما دران نشدہ ولا بد فے الہبۃ لاثبات الملک من القبض کما فی الہدایۃ وغیرہ نافذ نخواہد شد

واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا ۱۲۲ ما قولہم اندرین مسئلہ زید دو پسر دارد از یک زوجہ یکے را بوجہ ناراضی خود بلا سبب عاق نمودہ و دیگرے را جملہ املاک خود بخشید و ہبہ ساخت این چنین ہبہ عند الشرع نافذ ہست یا نہ

ہو الموفق اگر ہبہ بالقبض نمودہ جائز است مگر خالی از کراہت نیست واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد ـ در حقیقت این چنین ہبہ بشرط قبضۂ کاملہ موہوب نافذ است وصاحب درمختار می آرد لو وہب فی صحتہ کل المال للولد جاز و اثم انتہی واللہ علیم حررہ محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم ۔ الجواب صحیح واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

صح الجواب حررہ محمد رحمۃ اللہ اصاب المجیب کتبہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

استفتا ۱۲۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید برادرزادہ ہندہ او زید خواہرزادہ ہندہ ہے اور ہندہ لاولد ہے اور زید کو اوسنے فرزندی میں لیکر پرورش کیا ہے اسوجہ سے ہندہ نے کل جائداد اپنی زید کو ہبہ کردی تو اس ہبہ کرنے سے ہندہ مواخذہ دار عند اللہ و عند الرسول ہوگی یا نہیں

ہو المصوب اس ہبہ سے ہندہ گنہگار ہوگی کتب فقہ و حدیث میں تصریح اس امر کی ہے کہ اگر بعض اولاد کو ہبہ میں فضیلت دیگا بغیر وجہ شرعی کے تو گناہ لازم ہوتا ہے جیسا کہ

درمختار میں ہے ... لزیادۃ رشدہ لا باس بہ ولو کانا سواء ... کما فی المنح والبزازیۃ انتہی چہ جائیکہ ایسے شخص کو کل مال ہبہ کرے جو وارث شرعی ... جس سے حرمان وارث لازم آوے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ... محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ... کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ تعریف مرض الموت کی ... مرض الموت میں موجود ہو گی چند امراض کے ایک بیمار ...

در ماہ صفر سنہ ۱۲۸۶ ہجری

کل جائداد ہبہ کردی و قبضہ بھی کرادیا پس یہ ہبہ جائز ہے یا نہین اور اگر ہبہ ثلث مال مین جائز ہوگی تو یہ ہبہ حکم وصیت مین ہو گی یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب مرض الموت کی تعریف نزدیک فقہا کے مختلف ہے بعض کے نزدیک مرض الموت وہ مرض ہے جس مین مریض حوائج ضروریہ کے واسطے آمد و رفت نکر سکے اور بعضون نے صاحب فراش ہونا معتبر کیا ہے اور مختار و مفتی بہ یہ ہے کہ جس مرض مین ظن غالب موت کا ہو وہ مرض الموت ہے صاحب فراش ہو یا نہو فتاوی بزازیہ مین ہے

المریض الذی یکون تصرفہ من الثلث من یکون ذا فراش لا یطیق القیام بحاجتہ ویجوز لہ الصلوۃ قاعدا ویخاف علیہ الموت ولو طال المرض وصار بحال لا یخاف علیہ الموت کالفالج اوصار مرضا ویابس السق لا یکون لہ حکم المرض الا اذا تغیر حالہ عن ذلک ومات من ذلک التغیر فالفعل فی حال التغیر من الثلث قال الفضلی ان لا یخرج الی حوائج نفسہ وعلیہ عمدۃ فی التجریبۃ قال النعیمی صاحب فراش لا یعتبر بل العبرۃ للغالب لو کانت من ہذا الموت فہو مرض الموت وان صح من البیت وبہ اخذ الصدر الشہید انتہی اور جامع الرموز مین ہے قالوا اذا اطناہ المرض وصار صاحب فراش وعجز عن القیام بمصالحہ وازداد کل یوم فہو مرض الموت فالمسلول الذی طال مرضہ ولم یطل الموت کالصحیح وقال الفضلی المریض ان لا یخرج الی حوائج نفسہ وعلیہ الاعتماد کما فی الخلاصۃ والمختار انہ ان کان الغالب منہ الموت وان لم یکن صاحب فراش کما فی ہبۃ الذخیرۃ انتہی اور مرض الموت میں ہبہ کرنا حکم وصیت مین ہے زائد از ثلث نافذ نہین ہو سکتی ہے شمنی کی شرح مختصر وقایہ مین ہے واعتاقہ

فی المرض [illegible] ہبتہ وضمانہ وصیۃ ای کالوصیۃ فی انہا تعتبر من الثلث ویضرب

بہا [illegible] المریض معتبر [illegible] فی الہبۃ وصدقتہ وہبتہ وعتقہ ومحاباتہ فی البیع [illegible] الی آخر الخلف ولا یجوز الا من الثلث لتحت

اور وصیت کرنا کسی وارث کو [illegible] اور [illegible] ہبہ کرنا کہ حکم وصیت مین ہے مطلقا [illegible] ثلث ہو مگر باجازت بقیہ ورثہ [illegible] الہدایہ مین ہے وہب شیئا لوارثہ [illegible] لا یجوز [illegible] الورثۃ فانہ لا یجوز الا باجازۃ سائر الورثۃ [illegible] لا تجوز الوصیۃ فی الحکم

منہ ای من الثلث ولا یصح شئ لوارثہ الا باجازۃ ورثۃ الموصی الوصیۃ بالثر من الثلث للاجنبی او بشئ للوارث فانہا لا تصح لاسقاطہم حقہم انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی | ابو الحسنات

استفتا سوال جو چیزیں اپنی لڑکی کو جہیز میں دیتے ہیں مستحق دینا اون کا شوہر یا اوسکے والدین

جواب الصواب جس بلدہ میں یہ عرف ہو کہ اشیاء جہیز کی بطور تملیک کے دیے جاتے ہیں بطور عاریت کے جیسا کہ اکثر بلاد ہند میں وہاں وہ چیزیں ملک لڑکے کی ہونگی در مختار میں ہے

جہز ابنتہ ثم ادعی ان ما دفعہ لہا عاریۃ وقالت ہو تملیک او قال الزوج ذلک بعد موتہا لیرث منہ وقال الاب او ورثتہ بعد موتہ عاریۃ فالمعتمد ان القول للزوج ولہا اذا کان العرف مستمرا ان الاب یدفع مثلہ جہازا لا عاریۃ انتہی پس اون چیزوں کی مستحق وہ لڑکی ہوگی اور بعد وفات اوسکے جملہ ورثہ پر حسب حصص شرعیہ تقسیم ہوگی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتا ـ ہندہ دائنہ نے زر قرضہ مندرجہ دستاویز جسمین جائداد غیر منقول مستغرق ہو گئی زید وغیرہ چند مدیونان کے اوسکا یا حقیت ہبہ بنام اپنے بیٹے بکر نابالغ مسلمان کے اس عبارت و مضمون سے ہبہ بلا عوض کیا کہ زر قرضہ مندرجہ دستاویز مذکورہ ہبہ کرتی ہون زید پر مجھکو بقبضہ اور استحقاق مالکانہ اپنا اوس جائداد سے اوٹھا لیا اور اپنی جانب سے ایک شخص غیر کو قوم ہنود سے سرپرادکار و ولی اوسکا مقرر کرکے اوسی دستاویز ہبہ نامہ میں ولی مذکور کو اختیار وصول زر مذکور کا اور اوسکے حاصل سے پرورش و تعلیم نابالغ کا دیا اور ہنوز زر مذکور وصول نہیں ہے اور اوسی دستاویز مذکور میں یہ بھی لکھا کہ اگر پسر مذکور فوت ہو جاوے تو زر ہبہ چہار دختران ہماری کے جو اوسوقت زندہ اور قائم رہیں زر مذکور بحصہ مساوی تقسیم ہوگا تو ایسی صورت میں دستاویز مذکور ہبہ نامہ متصور ہوگی یا وصیت نامہ اگر وصیت نامہ ہو تو وصیت بقابلہ وارث کے جائز ہے یا نا جائز ہے اور اگر ہبہ نامہ ہو تو ایسے ہبہ واہبہ کو اختیار رجوع کا حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا

ہو الموفق للصواب جواب سے پہلے ایک امر کا گذارش کرنا ضرور ہے کہ ہبہ کی تعریف شرعی یہ ہے بلا عوض تملیک یعنی کسی شخص کو کسی چیز کا مالک کر دینا جیسا کہ تنویر الابصار

میں ہے یہی تملیک العین سمجھا تا اور جیسا کہ درر میں ہے الہبۃ ہی تملیک العین بلا عوض حیؔ ما نقلہ مولانا
محمد عبد الحی اللکنوی رحمہ اللہ القوی فی حاشیۃ الہدایۃ اور عین غیر دین ہے بناء علیہ تملیک دین تو ایسا
باطل اور ناجائز ہوگی لیکن اگر واہب دین موہوب لہ کو دین موہوب کے قبضہ کرنے پر مسلط
کردیوے اور موہوب لہ اُس دین پر قبضہ کرلیوے تو اس نظر سے کہ اب دین مذکور بعد قبضے کے
عین ہو جاویگا اور تملیک عین متحقق ہو جاویگی تملیک مذکور استحسانا صحیح اور جائز ہو جاویگی اور
یا ایسا تصور کیا جاویگا کہ گویا جب موہوب لہ نے دین مذکور پر قبضہ کرلیا اُس وقت واہب نے
ہبہ کیا چنانچہ در مختار میں ہے واما تملیک الدین من غیر من علیہ الدین فان امرہ بقبضہ صحت
لرجوعہا الی ہبۃ العین الخ اور رد المحتار میں ہے قولہ (واما تملیک الدین الخ) جواب عن سوال
مقدر وہو ان التقیید بالعین مخرج لتملیک الدین من غیر من علیہ الدین مع انہ ہبۃ فیخرج عن
التعریف فاجاب بانہ کان عینا مآلا فالمراد بالعین فی التعریف ما کان عینا حالا او مآلا آہ اور
غایۃ الاوطار ترجمہ اردو در مختار میں ہے واما تملیک الدین من غیر من علیہ الدین فان امرہ
بقبضہ صحت لرجوعہا الی ہبۃ العین اور دین کی تملیک تو غیر مدیون کو اگر صاحب دین نے
اُسکو دین قبض کرنے کا امر کیا ہو تو یہ صحیح ہے بسبب راجع ہونے ہبہ دین کے ہبہ عین کیطرف
ہم یہ جواب ہے اس سوال مقدر کا کہ ہبہ کی تعریف میں تو تملیک عین داخل ہے تو چاہیے
کہ دین مذکور کی تملیک کو ہبہ نہ کہیں [illegible] اُسکو
قبض دین کا امر کیا اور [illegible] قبضہ [illegible] تملیک عین متحقق ہوگئی آہ
اور جب یہ بات معلوم ہوئی [illegible] مذکورہ صورت
[illegible]
تملیک [illegible]
ذمی مدیون [illegible] جائز ہونے کے
لیے یہ شرط ہے کہ [illegible] کرے
اور یہ شرط صورت [illegible] ہے جیسا کہ
ایک عبارت [illegible]

علیہ الدین باطل الا فی ثلث حوالۃ ووصیۃ واذا سلطہ ای المملک غیر المدیون علی قبضہ ای الدین فیصح

حینئذ الخ اور رد المختار میں ہے (قولہ ولایجوز من غیرہ) ای لایجوز تملیک الدین من غیر من علیہ

الدین الا اذا سلطہ علیہ واستثنی فی الاشباہ من ذلک ثلث صور الاولی اذا سلطہ علی قبضہ فیکون

وکیلا قابضا للموکل ثم لنفسہ الثانیۃ الحوالۃ الثالثۃ الوصیۃ الخ اور نیز درمختار میں ہے ومنہ مالو

وہبت من ابنہا ما علی ابیہ فالمعتمد الصحۃ للتسلیط الخ وفی رد المختار (قولہ وما علی ابیہ) ای واعرتہ

بالقبض بزازیۃ مدنی (قولہ للتسلیط) ای اذا سلطہ علی القبض کما یشیر الیہ قولہ ومنہ الخ وفیہ ایضا

فقول الشارح للتسلیط ای للتسلیط صریحا لاحکما کما فہمہ السائحانی وغیرہ الخ اور نیز درمختار میں ہے

فی الخانیۃ وہبت المہر لابنہا الصغیر الذی من ہذا الزوج الصحیح انہ لاتصح الہبۃ الا اذا سلطت ولدہا

علی القبض فیجوز ویصیر ملکا للولد اذا قبض الخ اور نیز رد المختار میں ہے قال فی البحر عن المحیط ولو وہب

دینا لہ علی رجل وامرأۃ ان یقبضہ فقبضہ جازت الہبۃ استحسانا وان لم یاذن بالقبض لم یجز الخ

اور محیط میں ہے واما ہبۃ ما علی الناس فہو ہبۃ الدین من غیر من علیہ الدین وہبۃ الدین من غیر

من علیہ الدین اذا سلطہ علی القبض وقبض صحیحۃ استحسانا اور فصول عمادیہ میں ہے ذکر فی الصغری

فی کتاب الہبۃ ہبۃ الدین من علیہ الدین لاتصح الا اذا وہبہ واذن لہ القبض فقبضہ جاز وذکر فی العدۃ

وان لم یامرہ بالقبض لایجوز والبنت لو وہبت مہرہا من ابیہا ان امرتہ بالقبض جاز الخ اور فتاوی

قاضیخان میں ہے امرأۃ لہا مہر علی زوجہا وہبت المہر لابنہا الصغیر الذی من ہذا الزوج الصحیح انہ

لاتصح ہذہ الہبۃ لان ہبۃ الدین من غیر من علیہ الدین لایجوز الا اذا وہبت وسلطت ولدہا علی القبض

فیجوز ویصیر ملکا للولد اذا قبض الخ اگرچہ کہا جاوے کہ واہبہ نے ایک شخص کو موہوب لہ یعنی بکر

نابالغ کا ولی اپنی جانب سے مقرر کرکے اُس ولی کو دین موہوبہ کے قبضہ کرنے پر صراحۃً

مسلط کیا اور حکم دیا ہے اور ولی مذکور کو قبضہ کرنے پر صراحۃً مسلط کرنا اور حکم دینا عین موہوب لہ

یعنی نابالغ مذکور کو مسلط کرنا اور حکم دینا ہے پس شرط صحت وجواز ہبہ مذکور کہ واہب کا موہوب لہ

کو دین موہوب کے قبضہ کرنے پر مسلط کرنا ہے صورت مسئولہ میں متحقق ہوئی پس چاہیے کہ ہبہ

مذکورہ صحیح اور جائز ہو۔ تو جواب اُسکا ادا یہ ہے کہ واہبہ نے جس شخص کو جن امور میں ولی

نابالغ مذکور کا مقرر کیا ہے ان امور میں خود ہی ولایت نہیں رکھتی ہے جیسا کہ آئندہ

معلوم ہوگا تو ان امور مین دوسرے کو اپنی جانب سے کیونکر ولی مقرر کرسکتی ہے اور ثانیاً
یہ کہ واہبہ نے جس شخص کو ولی موہوب لہ یعنی نابالغ مذکور کا مقرر کیا ہے وہ شخص ولی اسکا
نہین ہوسکتا دو وجہ سے ایک یہ کہ وہ شخص قوم ہنود سے ہے اور ہنود شخص مسلمان لڑکے کا
ولی نہین ہوسکتا اسلیے کہ کافر کو مسلمان پر ولایت نہین چنانچہ ہدایہ مین ہے ولا ولایۃ للکافر
علی مسلم لقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا ولہذا لاتقبل شہادتہ ولایتوارثان
الخ اور نیز ہدایہ مین ہے لانہ لاشہادۃ للکافر علی المسلم الخ اور حاشیہ مولانا الہداد مین ہے
قولہ لاشہادۃ للکافر الخ اذ لا ولایۃ لہ علیہ قال اللہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین
سبیلا الخ اور نیز ہدایہ مین ہے بخلاف شہادۃ الذمی علی المسلم لانہ لاولایۃ لہ بالاضافۃ الیہ الخ
اور فتاوی عالمگیری مین ہے ولا ولایۃ لصغیر ولا مجنون ولا کافر علی مسلم ومسلمۃ کذا فی الحاوی
الخ اور قاضیخان مین ہے لا ولایۃ للصبی والمجنون والمملوک ولا الکافر علی المسلم الخ اور مستخلص
شرح کنز مین ہے لا ولایۃ لعبد وصغیر ومجنون وکافر علی مسلمۃ اما العبد فلانہ لا ولایۃ لہ علی نفسہ
والولایۃ علی الغیر بناء علی الولایۃ علی نفسہ وکذلک الصغیر والمجنون لعدم الولایۃ علی النفس واما الکافر
فلقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا الخ اور نیز شرح کنز مذکور مین ہے
لاشہادۃ للکافر علی المسلم لقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا فانہ تعالی
نفی الولایۃ لہم عن المسلمین والشہادۃ من باب الولایۃ الخ اور درمختار مین ہے قولہ لعدم الولایۃ
تعلیل للمفہوم یعنی ان الکافر یلی علی المسلمۃ وعلی المسلم لقولہ تعالی ولن یجعل اللہ للکافرین
علی المومنین سبیلا الخ اور فتاوی عالمگیری مین ہے والشرط لولایۃ القاضی جمیعا ان یجتمع فی المولی شرائط
الشہادۃ کذا فی الہدایۃ من الاسلام والحریۃ والتکلیف کذا فی النہر الفائق الخ اور ہدایہ مین ہے
لان حکم القضاء یستقی من حکم الشہادۃ لان کل واحد منہما من باب الولایۃ فکل من کان من اہل الشہادۃ
یکون اہلا للقضاء وما یشترط لاہلیۃ الشہادۃ یشترط لاہلیۃ القضاء الخ اور درمختار مین ہے واہلہ
اہل الشہادۃ ای اداءہا علی المسلمین الی قولہ وشرط اہلیتہا شرط اہلیتہ فان کلا منہما من باب الولایۃ
الخ اگر یہ سوال کیا جاوے کہ گو ولایت اجبار یعنی تنفیذ القول علی الغیر شاء او ابی کافر کی
مسلمان پر نہین لیکن صورت مسئولہ مین واہبہ نے جس شخص کو ولی مقرر کیا ہے اسکو ولی

بمعنی سربراہ کار مقرر کیا ہے نہ ولی بمعنی مذکور پس ولی بمعنی مذکور مین اسلام کی شرط ہونے سے لازم نہین آتا کہ ولی بمعنی سربراہ کار مین بھی اسلام شرط ہو تو جواب اسکا یہ ہے کہ صورت مسئولہ مین واہبہ نے جس شخص کو ولی مقرر کیا ہے اسپر تعریف ولی بولایت اجبار کے صادق ہے اسلیے کہ واہبہ نے جو اختیارات شخص مذکور کو نسبت نابالغ مذکور کے دئے ہین جیسے وصول کرنا زرقرضہ مندرجہ دستاویز کا مدیون سے اور اسمین تصرف کرنا اور اوسکے محاصل سے پرورش و تعلیم نابالغ کی کرنا وہ سب اختیارات شخص مذکور کو بسبب واہبہ کے اختیارات دیدینے سے نابالغ مذکور کے حقمین نافذ ہونگے خواہ نابالغ مذکور منظور کرے یا نکرے اور یہی معنی تنفیذ القول علی الغیر شاء او ابی کے ہین پس تعریف ولی بولایت اجبار کے شخص مذکور پر بے شبہہ صادق ہے اب چاہو اسکا نام سربراہ کار رکھو یا اور کچھ رکھو نام بدل دینے سے حکم نہین بدل جاتا اور جب تعریف ولی مذکور کی شخص مذکور پر صادق آئی تو اسمین اسلام کا پایا جانا بھی شرط ہوا اور ہرگاہ اسلام اسمین مفقود ہے تو ولی نابالغ مذکور کا نہین ہو سکتا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ واہبہ نے شخص مذکور کو ولی فی المال بھی قرار دیا ہے اسلیے کہ زرقرضہ مندرجہ دستاویز مدیون سے وصول کرنے اوسمین تصرف کرنے اور اوسکے محاصل سے پرورش نابالغ کی کرنے کا بھی اوسکو اختیار دیا ہے اور ولی مال مین چھ ہی شخص ہو سکتے ہین ان چھ کے سوا اور کسی کو ولایت مال مین نہین ہو سکتی ایک باپ دوسرے اسکا وصی تیسرے دادا چوتھے اسکا وصی پانچوین قاضی چھٹے اسکا نائب اور شخص مذکور ان چھون سے نہین ہے پس شخص مذکور ولی نابالغ مذکور کا نہین ہو سکتا اور اسی سے معلوم ہوا کہ واہبہ بھی کہ مان نابالغ مذکور کی ہے ولی مال مین نہین ہو سکتی درمختار مین ہے الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ اور رد المحتار مین ہے قولہ لا المال فان الولی فیہ الاب و وصیہ والجد و وصیہ والقاضی و نائبہ فقط ح الخ اور فصول عمادیہ مین ہے ذکر فی باب المصراۃ من بیوع شرح الطحاوی ان الولایۃ فی مال الصغیر الی الاب و وصیہ ثم الی وصی وصیہ فان مات الاب ولم یوص الی احد فالولایۃ الی اب الاب ثم الی وصیہ ثم الی وصی وصیہ فان لم یکن فالقاضی ومن نصبہ القاضی الخ اور نیز فصول عمادیہ مین ہے لیس لغیر الاب والجد و وصیہما ولایۃ التصرف فی مال الصغیر الخ اور نیز اوسی مین ہے وللاب والجد و وصیہما اجارۃ نفس الصغیر وسائر اماکہ واموالہ فاما غیرہم لا وامن الصغیر فی حجرہ

لایملک اجارۃ مال الصغیر لانہ لیس لغیر ہولاء ولایۃ التصرف فی مال الصغیر الخ اور نیز اوسیمین ہے

وذکر فی ماذون شرح الطحاوی ویجوز اذن الاب والجد ووصیہما واذن القاضی ووصیہ للصغیر فی

التجارۃ وعبد الصغیر ولا یجوز اذن الام للصغیر واخیہ وامہ لان ہولاء لیس لہم ولایۃ التصرف فی مالہ

فلا یکون لہم ولایۃ الاذن الخ اور ثالثا یہ کہ واہبہ کا ولی مذکور کو تسلیط صریحی کرنا عین موہوب لہ کی

نسبت تسلیط صریحی ہونا ممنوع ہے اور غیر مسلم غایۃ الامر یہ ہے کہ تسلیط مذکور موہوب لہ کی نسبت

تسلیط حکمی ہو گی اور تسلیط حکمی اس باب مین کافی نہین تسلیط صریحی درکار ہے جیسا کہ عبارت

مرقومۃ الصدر منقولہ رد المحتار سے معلوم ہوا اور تسلیط صریحی یہان مفقود ہے پس شرط صحت

وجواز ہبۂ مذکورہ صورت مسئولہ مین مفقود ہے پس ہبۂ مذکورہ باطل اور ناجائز ہو اگر یہ کہا جاوے

کہ صورت مسئولہ مین واہبہ کہ مان موہوب لہ کی ہے اگرچہ ولی فی المال نہین ہو سکتی لیکن جبکہ

موہوب لہ نابالغ ہو اور مان کے عیال مین ہو اور باپ یا دادا یا اونکے وصی مین سے کوئی

موجود نہو تو مان ایسی صورت مین درباب قبضۂ ہبہ کے ولی ہو سکتی ہے جیسا کہ رد المحتار مین ہے

والوصی کالاب والام کذلک لو کان الصبی فی عیالہا الخ وہبت لہ او وہب لہ تملک الام القبض

وہذا اذا لم یکن للصبی اب ولا جد ولا وصیہما الخ اور یہان بھی یہی صورت واقع ہے کہ موہوب لہ

نابالغ ہے اور مان کی عیال مین ہے اور باپ اور دادا اور اونکے وصی مین سے کوئی موجود نہین

ہے پس مان درباب قبضۂ ہبہ کے ولی ہو گی اور ایسے ولی کا ہبۂ نابالغ کو بعد عقد

ہبہ کے تام اور کامل ہو جاتا ہے پس ہبہ مذکور بھی تام اور کامل ہو گی اور حاجت شرط

مذکور کی نہو گی تو جواب اوسکا یہ ہے کہ ولی کا ہبۂ نابالغ کو اوس صورت مین تام اور کامل

ہوتا ہے جبکہ شئ موہوب وہبہ کے یا امین واہبہ کے قبضہ مین ہو اور صورت مسئولہ مین شرط

مفقود ہے اسلئے کہ دین موہوب نہ واہبہ کے قبضہ مین ہے نہ اوس کے امین کے

قبضہ مین بلکہ اوسکے مدیونون کے ذمہ ہے اور اوسکے امین نہین ہین پس اس صورت مین مان کی

ولایت کافی نہین ہوئی اور حاجت شرط مذکور کی باقی رہی اور ہبہ مذکورہ باطل و ناجائز

وہی درمختار مین ہے وہبۃ من لہ الولایۃ علی الطفل فی الجملۃ الی قولہ تتم بالعقد لو کان الموہوب

معلوما وکان فی یدہ او ید مودعہ لان قبض الولی ینوب عنہ الخ اور ہدایہ مین ہے واذا وہب

للاب لابنہ الصغیر ہبۃ ملکہ الابن بالعقد لانہ فی قبض الاب فینوب عن قبض الہبۃ ولا فرق بین ما اذا کان فی یدہ او فی ید مودعہ لان یدہ کیدہ بخلاف ما اذا کان مرہونا او مغصوبا او مبیعا بیعا فاسدا لانہ فی ید غیرہ او فی ملک غیرہ الی قولہ وکذا اذا وہبت لہ امہ وہو فی عیالہا والاب میت ولا وصی لہ وکذلک کل من یعولہ آلخ الحاصل جب صورت مسئولہ مین ہبہ مذکورہ ہبہ دین کا غیر مدیون کو ہے اور ایسے ہبہ کے صحیح اور جائز ہونے کے لیے واہب کا موہوب لہ کو دین موہوب کے قبضہ کرنیکا صراحۃً حکم دینا شرط ہے اور یہ شرط ما نحن فیہ مین مفقود ہے اور ولایت ولی مذکور کی متصور نہین اور نہ تولیت واہبہ کے صحیح اور نہ خود واہبہ کی ولایت قبض ہبہ مین کافی ہے جیسا کہ یہ سب امور وجوہ مذکورہ بالا سے معلوم ہوئے تو بھی شبہہ ہبہ مذکورہ باطل اور ناجائز ہے اور جب ہبہ مذکورہ خود ہی باطل اور ناجائز ہے تو حاجت اوسکے رجوع وعود کی نہین اور اگر بالفرض ہبہ مذکورہ صحیح اور جائز بھی ہو جب بھی اس ہبہ سے بدینوجہ کہ ہنوز قبضہ دین موہوب پر نہین ہوا ہے واہبہ کو اختیار رجوع اور عود کا حاصل ہے اور بدون حکم حاکم اور رضامندی یکدیگر کے رجوع اور عود کر سکتی ہے اسلیے کہ ایسی ہبہ مین بلکہ عام ہبہ مین جبتک کہ موہوب لہ شئی موہوب پر قبضہ نہ کر لیوے شئی موہوب نہ اوسکی ملک ہوتی ہے اور نہ ہبہ لازم اور مستحکم ہوتا ہے اور جبتک ہبہ لازم اور مستحکم نہو واہب کو اوس سے اختیار رجوع وعود کا بدون حکم حاکم اور رضامندی یکدیگر کے حاصل رہتا ہے گو ہبہ دین ذی رحم محرم کا بلکہ ہبہ دین غیر مدیون میں تو واہب کو یہ بھی اختیار حاصل رہتا ہے کہ موہوب لہ کو دین موہوب پر قبضہ کرنے سے منع کر دیوے قاضی خان مین ہے وتصیر ملکا للولد اذا قبض الخ اور اسی طرح رد المختار مین بحث نقد عن خانیۃ [illegible] الفقہ اور فصول عمادیہ مین ہے وفی بعض الکتب الفقہ الموثوق علیہ ہبۃ الدین من غیر من علیہ الدین لا یجوز الا اذا اسلطہ علی قبضہ ویصیر کانہ وہبہ حین قبضہ لا تحکم الا بالقبض آلخ اور رد المختار مین ہے قال بعض الفضلاء ولہذا لا یلزم الا اذا قبض لہ الرجوع قبلہ فلا نعم حیث کان الحکم [illegible] بالقبض الخ اور نیز رد المختار مین ہے قال فی الاشباہ صحت ویکون وکیلا قابضا للموہوب لہ [illegible] ہبۃ [illegible] عن التسلیط قبل القبض آلخ اور محیط مین ہے الہبۃ انواع ہبۃ لاجنبی وہبۃ لذی رحم محرم وہبۃ لذی رحم لیس بمحرم وہبۃ لمحرم لیس بذی رحم وفی جمیع ذلک

للواہب حق الرجوع قبل التسلیم لانہ بالرجوع قبل التسلیم یمتنع عن تمام القبض الخ اور رد مختار مین ہے
صح رجوع المتصدق فیہا بعد القبض لا ماقبلہ فلم تتم الہبۃ الخ اور قاضیخان مین ہے وصدقۃ اذا تمت
بالقبض لا یرجع فیہا کانت القریب او للاجنبی وللواہب ان یرجع فی ہبتہ قبل ان یقبضہ الموہوب لہ
کان الموہوب لہ حاضرا او غائبا اذن لہ فی قبضہ اولم یاذن یتفرد الواہب فی الرجوع قبل القبض وبعد
القبض لا یرجع الا بالقضاء او برضاء الخ اور یہ قول سائل کا کہ واہبہ نے ہبہ کر کے قبضہ و استحقاق
مالکانہ اپنا اوس جائداد سے اوٹھا لیا قبضہ ہبہ کے لیے کچھ مفید نہین بلکہ یہ قول بے معنی ہے
اسواسطے کہ مراد سائل کی اوس جائداد سے کیا ہے اگر زر قرضہ مندرجۂ دستاویز ذمگی مدیونان
ہے تو وہ ہنوز واہبہ کے قبضہ مین نہین کہ ہبہ کر کے اوس سے اپنا قبضہ اوٹھا لیتی اور اگر مراد
اوس سے جائداد مستغرقہ ہے تو وہ موہوب نہین اور نہ واہبہ کی ملک ہے کہ اوسکو ہبہ کر سکتی
اور نہ استحقاق مالکانہ اپنا اوسپر رکھتی ہے کہ [illegible] اوٹھا لیتی پس یہ قول بے معنی اور لغو ہے اگر
یہ کہا جاوے کہ جس دستاویز مین زر قرضہ مندرج ہے یعنی جسکو مدیونین نے واہبہ کو لکھدیا ہے
وہ دستاویز یا تو خود واہبہ کے قبضہ مین ہوگی یا واہبہ نے موہوب لہ کے یا اوسکے ولی کے
قبضہ مین دیدیا ہوگا اور ان سب صورتون مین قبضہ ہبہ متحقق ہوتا ہے اسلیے کہ اگر خود واہبہ کے
قبضہ مین ہوگا تو اسواسطے کہ واہبہ در باب قبضہ ہبہ نابالغ کے ولایت رکھتی ہے جیسا کہ اوپر
گذر چکا اور قبضہ ولی کا بجاے قبضہ موہوب [illegible] قبضہ ہبہ متحقق
ہوا اور اگر موہوب لہ کے قبضہ مین دیدیا ہے تو اس صورت مین تحقق قبضہ ہبہ ظاہر ہے اور اگر
[illegible] دیدیا ہے تو اسواسطے کہ وہ امین واہبہ کا قبضہ بجاے واہبہ کے قبضہ کے ہے
[illegible] جیسا کہ اوپر [illegible] ان سب صورتون
مین قبضہ ہبہ متحقق [illegible] ہوا تو اب ہبہ منکر [illegible] کامل ہوگا اور
اوس سے رجوع اور عود [illegible] تو بدون حکم حاکم یا رضامندی کیدیکے
ناجائز ہوگا تو جواب اوسکا یہ ہے کہ کسی [illegible] قبضہ ہبہ متحقق نہین ہوتا اسلیے
کہ دستاویز [illegible] موہوب نہین ہے کہ اسکا قبضہ [illegible] قرضہ مندرجہ دستاویز
ہے جو ذمگی مدیونان [illegible] موہوب لہ کے قبضہ مین

اور اوس شخص کے قبضہ مین جسکو واہبہ نے ولی اوسکا مقرر کیا ہے بلکہ اگر زید مذکور پر بھی شخص
مذکور کا قبضہ ہوگیا ہوتا جب بھی قبضہ ہبہ کے لیے کافی نہین ہوتا اسواسطے کہ شخص مذکور
موہوب لہ کا ولی نہین جیسا کہ سابقا معلوم ہوا اور اگر مجرد دستاویز مذکور کا قبضہ واہبہ مین ہونا
یا موہوب لہ کا اوسپر قبضہ کرا دینا قبضۂ زر مندرجۂ دستاویز کے لیے کفایت کرتا تو جس وقت
مدیون نے دستاویز مذکو لکھکر دائنہ کو دیدی تھی اور اوسپر اوسکا قبضہ کرا دیا تھا تو یہی دستاویز
مذکور کا دائنہ کو دیدینا اور اوسپر اوسکو قبضہ کرا دینا ادای زر قرضۂ دائنہ مندرجۂ دستاویز کے لیے
کفایت کرجاتا اور یہی ادای زر قرضہ دائنہ سمجھا جاتا اور پھر مطالبہ ادای زر قرضہ مذکور کا اوسنے
ساقط ہوجاتا وہو کما تری اور جب ثابت ہوا کہ کسی صورت مین صور مذکورہ سے قبضہ
ہبہ متحقق نہین ہے تو ہبہ مذکورہ ناتمام اور ناکمل رہا پس واہبہ کو اختیار رجوع اور عود کا
ہبۂ مذکورہ سے بلا حکم حاکم اور رضامندی یکدیگر کے باقی رہا اگر یہ کہا جاوے کہ گو دستاویز
مذکور پر موہوب لہ یا اوسکے ولی کا قبضہ کرا دینا قبضہ ہبہ کے لیے مفید نہین ہے لیکن حصول
شرط صحت و جواز ہبۂ مذکورہ کے لیے تو ضرور مفید ہوگا پس ہبۂ مذکورہ صحیح اور جائز ہوگی
تو جواب اوسکا یہ ہے کہ شرط صحت و جواز ہبہ مذکورہ تسلیط صریحی ہے نہ حکمی اور دستاویز
مذکور پر قبضہ کرا دینے سے اگر تسلیط متحقق بھی ہو تو تسلیط حکمی متحقق ہوگی نہ تسلیط صریحی اور تسلیط
حکمی کافی نہین اور با اینہمہ تسلیط مانع رجوع نہین کما سلف مفصلاً بلکہ ایسی ہبہ سے کہ واہبہ نے
اسمین بے انصافی کی ہے کہ صرف بیٹے کو ہبہ کیا اور بیٹیان بھی موجود ہین اونکو محروم کیا
رجوع کرلینا اولے اور بہتر ہے چنانچہ صحیحین اور دیگر صحاح مین نعمان بن بشیر سے روایت ہے
کہ اونکے باپ نے اونکو ایک غلام ہبہ کیا تھا اور اپنی اور اولاد کو محروم کیا تھا تب اونکی مان نے
اونکے باپ سے کہا کہ مین راضی نہونگی یہانتک کہ گواہ کرو تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تب
اونکے باپ اونکو لیکر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوے اور عرض کیا
کہ مین نے اپنے اس لڑکے کو ایک غلام ہبہ کیا تھا اور اوسکی مان نے مجھکو حکم کیا ہے کہ مین آپکو
گواہ کرون سو آپ گواہ رہین آپنے پوچھا کہ اسیطرح تو نے اپنی اور اولاد کو بھی کیا ہے کہا نہین
فرمایا کیا خوش آتا ہے تجکو کہ تیری سب اولاد تیرے ساتھ بھلائی کرنے مین برابر ہوون

کہا کیون نہین فرمایا سو ایسا مت کرا اور پھیر لے اوس غلام کو اور مت گواہ کر مجکو کہ مین ظلم پر گواہی نہین کرتا اور فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد مین انصاف کرو تب ونکے باپ نے اوس ہبہ سے رجوع کیا یعنی اوس غلام کو پھیر لیا فی المشکوٰۃ عن نعمان بن بشیر ان اباہ اتی بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی نحلت ابنی ہذا غلاما فقال اکل ولدک نحلت مثلہ قال لا قال فارجعہ روایۃ انہ قال ایسرک ان یکونوا الیک فی البر سواء قال بلی قال فلا اذاً وفی روایۃ انہ قال اعطانی ابی عطیۃ فقالت عمرۃ بنت رواحۃ لا ارضی حتی تشہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی اعطیت ابنی من عمرۃ بنت رواحۃ عطیۃ فامرتنی ان اشہدک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اعطیت سائر ولدک مثل ہذا قال لا قال فاتقوا اللہ واعدلوا بین اولادکم قال فرجع فرد عطیتہ وفی روایۃ انہ قال لا اشہد علی جور متفق علیہ الخ اور دستاویز مذکور وصیت نامہ بھی نہین ہے اسلیے کہ وصیت اوس تملیک کو کہتے ہین جو مضاف بما بعد موت ہو تنویر الابصار مین ہے ہی تملیک مضاف الی ما بعد الموت اور تملیک مذکور دستاویز مین مضاف بما بعد موت نہین ہے پس دستاویز مذکور وصیت نامہ نہین ہے اور وصیت بمقابلۂ وارث کے یعنی وصیت واسطے وارث کے ناجائز ہے ہدایہ مین ہے لا یجوز لوارثہ لقولہ علیہ السلام ان اللہ اعطی کل ذی حق حقہ الا لا وصیۃ لوارث

خلاصہ جواب اصل سوال کا یہ ہے کہ ہبہ مذکورہ بوجہ فوت ہونے شرط صحت وجواز اسکی کے باطل ہے اور ناجائز ہے اور دستاویز مذکور ہبہ نامہ نہین ہے اور بفرض صحت وجواز بوجہ عدم لزوم واستحکام اسکے بجہت عدم قبضہ کے واہب کو اختیار رجوع اور عود کا بلا حکم حاکم و رضامندی یکدیگر کے حاصل ہے اور بجہت وقوع بے انصافی کے رجوع اولی اور بہتر ہے اور دستاویز مذکورہ وصیت نامہ بھی نہین ہے اور وصیت بمقابلۂ وارث کے ناجائز ہے واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد عبد اللہ عفا عنہ۔ فی الواقع صورت مذکورہ مین ہبہ غیر نافذ ہے اور واہب کو اختیار رجوع کا ہے بلکہ رجوع بہتر ہے اور ولایت کافر کی مسلمان پر غیر معتبر ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا جب مریض بمرض شدید مبتلا ہو گیا ہے اور بعد مرض مین افاقہ وتخفیف ہو گئی ہے حتی کہ اسکو کوئی خطرہ ہلاک کا نہ رہے اور غالب گمان عافیت وسلامت کا ہو اور وہ سال کے

اندر ابتدای مرض اول سے بحدوث مرض جدید مرجاوے تو وہ واہب مریض بمرض الموت متصور ہوگا
یا نہیں اور قدرے بقاے مرض سابق سے باوجود عدم خوف ہلاک خلل ہبہ مین ہوگا یا نہیں بینوا توجروا
ہوالمصوب موت قبل گذرنے ایک سال کے امراض ممتدہ مین مطلقا مانع نفاذ ہبہ
وغیرہ جمیع مال سے نہین ہے بلکہ جب خوف ہلاکت ہو ورنہ نہ پس صورت مذکورہ مین
وہ شخص واہب مریض بمرض الموت متصور نہوگا اور بقای مرض سابق سے اور موت اسکی سے
اندر ایک سال کے بحدوث مرض آخر باوجود عدم ظن غالب موت کے مرض سابق سے
ہبہ مین خلل نہوگا وقایہ اور اوسکی شرح لفصیح الدین ہروی مین ہے وہبۃ مقعد ومفلوج واشل
ومسلول یجوز من کل مالہ کہبۃ الصحیح ان طالت مدتہ ای مدۃ کل واحد من ہذہ الامراض وقدروہ
بسنۃ کما فی الہدایۃ وغیرہا فانہ اذا طالت المدۃ صار بمنزلۃ طبع من طبائعہ ولم یخف موتہ منہ
غالبا بان لا یحس ازدیادہ شیئا فشیئا کالعمی فکان صاحبہ فی التصرف بمنزلۃ الصحیح والا ای وان
لم تطل مدتہ وکان بحیث یزداد حالا فحالا ویخاف فیہ الہلاک غالبا فمن ثلثہ انتہی ملخصا اور شرح
مختصر وقایہ للبرجندی مین ہے مرض الموت ما یکون سببا للموت وذلک اذا کان یزداد حالا
فحالا الی ان یکون آخرہ الموت فاذا استحکم ولا یزداد بعدہ ولم یکن سببا للموت وصاحبہ فی
التصرف بمنزلۃ الصحیح انتہی اور عینی [illegible] لکھتے ہین [illegible]
ان لم یتطاول علیہ ذلک بحیث قد خاف منہ یکون کالمریض [illegible]
اور زیلعی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مین لکھتے ہین ای ان لم یتطاول فیعتبر تصرفہ من الثلث
اذا کان صاحب فراش ومات منہ فی ایامہ لانہ فی ابتدائہ یخاف منہ الموت ولہذا یتداوی فیکون
مرض الموت انتہی اور منح الغفار شرح تنویر الابصار مین ہے وہبۃ مقعد ومفلوج واشل ومسلول
من کل مالہ ان طالت مدتہ سنۃ ولم یخف موتہ منہ والا ای ان لم تطل المدۃ وخیف موتہ منہ فمن
ثلثہ انتہی اور شمنی شرح مختصر وقایہ مین لکھتے ہین والا ای وان لم تطل مدتہ وخیف موتہ منہا ومات
فمن ثلثہ لانہا فی ابتدائہا یخاف منہا الموت ولہذا یتداوی منہا فیکون مرض الموت انتہی
ان سب عبارات سے یہ بات ثابت ہے کہ صرف سال کے اندر مرجانے سے ہبہ ساقط
نہیں ہوگی مگر جبکہ خوف ہلاک غالب ہو اور موت مرض سابق سے واقع ہووے ورنہ نہ واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۴۷ چہ می فرمایند علمائے دین رحمہم اللہ اندرین صورت کہ شخصے را از سلطان معاش مشروطی مقرر است و بسبب لاولد بودنش صاحب معاش میخواہد کہ معاش مذکور بر داماد خود قرار یابد یا خود ہبہ کند یا رہن دہد یا بخشش کند و برادران صاحب معاش کہ از حقیقی یا عم زاد قریبہ و بعیدہ باشند دعوی کنند کہ معاش مذکور بر کسے از برادر مذبور مقرر یابد پس از روئے شرع صاحب معاش معاش مشروط را بداماد خود بیع یا ہبہ یا رہن یا بخشش کردن میتواند یا دران فقط مر سلطان را اختیار باشد و نیز دران معاش برادران مذکور الصدر احق تر خواہند بود یا داماد مستحق خواہد شد بینوا توجروا

ہو المصوب معاش مشروط کہ از حقوق مجردہ است رہن و بیع و ہبۂ آن ناجائز است بلکہ درین باب سلطان را اختیار است کہ بمستحق مقرر سازد در اشباہ والنظائر می نویسد فی صلح البزازیۃ رجل لہ عطاء فی الدیوان مات عن ابنین فاصطلحا علی ان یکتب فی الدیوان اسم احدہما ویاخذ العطاء والآخر لا شئی لہ من العطاء ویبذل لمن کان العطاء لہ مالا معلوما فالصلح باطل ویرد بدل الصلح والعطاء للذی جعل الامام عطاؤلہ لان الاستحقاق للعطاء باثبات الامام لا دخل فیہ لرضاء الغیر وجعلہ غیر ان السلطان ان منع المستحق فقد ظلم مرتین فی قضیۃ حرمان المستحق واثبات غیر المستحق مقامہ انتہی وہمدران در مقام اخر می آرد الحقوق المجردۃ لا یصح الاعتیاض عنہا کحق الشفعۃ فلو صالح عنہ بمال بطلت ورجع بہ وعلی ہذا لا یجوز الاعتیاض عن الوظائف بالاوقاف انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۴۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہین علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت مین کہ حامد فوت ہوا اور دو پسر یکے احمد و دیگر محمود اور ایک مکان خاص پیدا کردہ اپنا ورثا اور متروکہ چھوڑا بعدہ مابین احمد اور محمود ہر دو برادران حقیقی کے متروکۂ پدری انصافا تقسیم ہوگیا مسمی محمود نے بوجہ لاولدی کے مسعود برادر عم زاد حقیقی اپنے کو اور احمد نے محمود اپنے دغیرہ نواسگان اپنے کو متروکہ اپنا اپنا دیگر ایک

اقرار نامہ حسب ضابطۂ شرعی بدین مضمون کہ یہ مکان نصف مشاع حق و ملک فلان شخص نصف
مشاع حق و ملک فلان فلان اشخاص کا ہے ہم مقران عاریۃً اس مین قیام پذیر ہین
مالکان مکان جب چاہین ہمسے تخلیہ مکان کا کرالیوین ہمکو کچھ عذر نہو گا سنہ ۱۲۷۵ ہجری مین
لکھدیا اور وہ اقرار نامہ مکمل بگواہی و مہر کے ہو گیا اور اقرار نامہ مین مقران نے بہ نسبت
مکان مذکورہ ملکیت اپنی اپنی نہ بروی ارث و نہ بروی خرید اور نہ کچھ اور ذکر مذکور دینے
یا نہ دینے مکان کا بہ نسبت ورثہ مذکورین کے لکھا پس اُس سے صاف یہ ثابت ہوتا ہے
کہ ملکیت مقرلہم کی اس مکان پر کسی طریق دیگر سے ہے کہ وہ مقران عاریۃً و اجارۃً اُسمین
قیام پذیر ہین۔ چنانچہ وہ دونون مقران اقرار نامہ اُسی مکان مین رہے اور مرے
اور اُنھین کا قبضہ رہا مگر چونکہ بیعنامہ مکان مذکور موسومہ حامد مورث اعلیٰ تقسیم نہین
ہو سکتا تھا پس بوجہ دور اندیشی و رفع مناقشہ آیندہ کے ہر دو مقران اقرار نامہ نے
یہ اقرار نامہ بمہر و دستخط اپنے اپنے کے لکھدیا اور اصل بیعنامہ مکان موسومہ حامد پاس
ورثہ مذکورہ کے اور اقرار نامۂ مذکور پاس ورثہ محمد و امجد وغیرہ کے موجود ہے ہر ایک
فریق کے پاس دوسرے کا وثیقہ موجود نہین ہے [illegible] ابتداے اقرار نامہ مذکور سے
اب تک ورثاے محمد و امجد وغیرہ کا بوجہ اتفاق و یکجہتی باہمی وخصوصاً انتزاع [illegible]
بدنیتی و عدم بے ایمانی وغیرہ طرفین کے کسی طرح کا قبض و تصرف مکان مذکور [illegible]
نہین ہوا بدستور علے ترتیب النسل ورثہ مسعود کا قبض و تصرف ہے اب [illegible]
محمد و امجد وغیرہ نے بعد چندین مدت [illegible] و [illegible] بیہودہ کے جو [illegible] اقرار نامہ
موجودہ ورثۂ مسعود سے کہ شرعاً کوئی میعاد دعوی کی مقرر نہین ہے
اور ہر وقت مدعی کو اختیار دعوی اپنے کا ہے نصفی مکان کے مدعی ہوے تو ورثۂ مسعود
بہ نیت حق تلفی و ناد ہندی و عدم پابندی شرعیہ و ایمان داری کے اقرار نامہ کو
ہبہ بالمشاع قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ بحالت موجودگی نواسگان کیونکر حق ملسکتا ہے
اگر کچھ بھی حق تمہارا ہوتا تو وارثان تمہارے اب تک کیون خاموش بیٹھے رہتے
ورثۂ محمد وغیرہ یہ جواب دیتے ہین کہ ہبہ نامہ نہین بلکہ اقرار نامہ ہے

اور اُسکی کوئی عبارت سے ہبہ بالمشاع نہین پایا جاتا ہے اور اگرچہ ابتدا سے ابتک
بوجہ اتفاق باہمی اور عدم بدنیتی اور بے ایمانی طرفین کے کوئی کسی طرح کا قبض وتصرف
ہمارا نہین ہوا لیکن عند الشرع کوئی میعاد دعوے مقرر نہین ہے ورنہ بطلان حق حقدار
ہو سکتا ہے اور ہم بموجب اقرار نامۂ موجودہ نہ بموجب حق نواسگی یا عصوبت وغیرہ کے
حصہ اپنا طلب کرتے ہین اور یہ اقرار نامہ ایسا تصور کرنا چاہیے جیسا کہ محمد امین جد
ہمارے نے باوجود موجودگی عصبہ یعنی برادرزادۂ حقیقی اپنے کے نصفی متروکہ صحرائی
وسکنائے اپنا برادرزادۂ حقیقی اپنے کو اور نصفی متروکہ صحرائی وسکنائی اپنا مسماۃ ہندہ
نواسی حقیقی محروم الارث اپنے کو بنظر دور اندیشی دین مہر زوجہ اپنی کے کہ جدہ صحیحہ مسماۃ
ہندہ کے ہوتی ہے اور مسماۃ ہندہ بہ اولاد برادرزادگان زوجہ کے کدخدا ہوئی ہے
ایسا نہو کہ خسر یا خاوند نواسی مذکور کا مدعی مہر عمہ اپنے کا عصبہ میری سے ہووے لکھدیا
ویسا اس اقرار نامہ کو بھی تصور کرنا چاہیے کہ واسطے رفع مناقشۂ آیندہ کے احمد نے
بدین مہر زوجہ اپنے کے بنام محمد وامجد وغیرہ کے یہ اقرار نامہ لکھدیا ورنہ احمد بموجودگی
دختر کے نواسگان کو کیون لکھدیتا علاوہ اسکے وہ لوگ عالم و فاضل و قاضی و پابند
شریعت منجانب سلاطین اہل اسلام مقرر تھے ایسی بیضا بطگی برخلاف شریعت اُن سے
نہین ہو سکتی تھی اور تقسیم ہونا متروکۂ پدری کا باہم ہر دو برادران مذکوران کے اور پہلے
مرنا محمود کا اور بعد اُسکے مرنا احمد کا اور دیدینا متروکہ اپنے اپنے کا مسعود و محمد وغیرہ کو
کتاب اغصان الانساب مصنفۂ جد ہمارے سے بخوبی ثابت اور مؤید ہے تو ایسی صورت مین
کل متروکہ حامد کا بوجہ تقدیم و تاخیر اموات کے احمد کی طرف شرعاً عود کرتا ہے پس
علماے دین کے نزدیک آیا اقرار نامہ یا ہبہ نامہ بالمشاع متصور ہوگا اور یہ اقرار نامہ
اور یہ کارروائی بعینہ کارروائی محمد امین جد ورثہ مسعود کے پائی جاتی ہے یا نہین اور
یہ اقرار نامہ جائداد اور نیز قابضان جائداد پر شرعاً بعد چندین مدت مدیدہ نافذ ہو سکتا ہے
یا نہین اور ورثہ محمد وامجد وغیرہ بروی اس اقرار نامہ کے دعوی ورثۂ مسعود سے
کر سکتے ہین یا نہین اور چونکہ زوجۂ محمد امین کے چار پانچ برادرزادگان حقیقی ہین اور محمد امین

بدین مہر زوجہ اپنے کے تحریر جائداد صغرای وسکنای موسومہ نواسی محروم الارث اپنے کو
باوجود موجودگی برادرزادہ حقیقی اپنے کو دے چکا ہے تو دیگر برادرزادگان حق دین
مہر عمۂ حقیقی اپنے کا کہ بتعداد بائیس ہزار کے مقرر ہے کس متروکۂ محمد امین
سے آیا متروکۂ مقبوضہ مسماۃ ہندہ یا متروکۂ مقبوضۂ برادرزادۂ حقیقی محمد امین یا دونون
کے مقبوضہ مین سے پاوین گے جو کچھ کہ ازروی شرع شریف کتب فقہ سے ثابت ہو
بقید عبارت و نام کتاب جواب ہر ایک امورات مستفسرہ کا ارقام فرماوین بینوا توجروا

ہو الموفق تحریر دوست محمد و نور الحق اگرچہ بحسب ظاہر اقرار ملک للغیر سے ہے
نہ ہبہ ولیکن بیان مستفتی سے ثابت ہوتا ہے کہ نفس الامر مین مکان مقر بہ ملک
مقرین تھا نہ ملک مقر لہم نور الحق ایک مقر نے اپنا حصہ نصف مشاع محمد احمد برادر
عم زادۂ حقیقی اپنے کو اور دوست محمد دوسرے مقر نے اپنا حصہ نصف مشاع اپنے
چار نواسون محمد حفیظ اللہ وغیرہ کو دیگر بنظر دوراندیشی ورفع منافشہ آیندہ کے
اقرار ملک اُنکے لیے لکھدیا اور باوجود اس اقرار کے تمام عمر خود وہ دونون مُقر
اُسپر قابض ومتصرف رہے اور مقر لہم کو تسلیم نہین کیا اور ورثۂ محمد حفیظ اللہ وغیرہ
بھی خود اس امر کے معترف ہین اور معاملہ محمد امین الدین کو بطور نظیر اور کتاب
اغصان الانساب مولفۂ رضی الدین محمود جد ورثۂ محمد احمد کو بطور تائید اور شہادت کے
پیش کرتے ہین اور اُس خاندان مین ایک کتاب کے موجود ہونیکے سبب سے
معلوم ہوتا ہے کہ اکثر لوگ اُس قوم کے اس امر پر مطلع ہین اس وجہ سے یہ اقرار
تملیک عین بلا عوض یعنی ہبہ ٹھہرایا جاویگا اور شرائط ہبہ اُس مین مرعی ہونگے اور ہبہ
مشاع اور ہبہ بغیر قبض نافذ نہین ہوتی ہے پس ورثۂ مقر لہم اس اقرار کی بنا بر دعوی
مکان مقر بہ کا نہین کرسکتے اور جبراً اُنکو ورثۂ مقرین سے لینا حرام ہے ہان اگر وہ دونون
مقر بعد اقرار کے اُس مکان مقر بہ کو تقسیم کرکے ہر ایک مقر لہ کو موافق اقرار کے تسلیم
کر دیتے تو اُس صورت مین یہ اقرار ابتدائی ہبہ ٹھہرایا جاتا اور مقر لہم مالک ہوجاتے

فی الدر المختار اقر لآخر بمعین ولم یصدقہ لکن من المعلوم لکثیر من الناس انہ ملکہ فہل یکون اقرارًا

او تملیکا ینبغی الثانی فیراعی فیہ شرائط التملیک فراجعہ انتہی والیضا فیہ عن البزازیۃ
حتی لو اقر کاذبا لم یحل لہ لان الاقرار لیس سببا للملک نعم لو سلمہ برضاہ کان ابتداء
ہبۃ وہو الاوجہ انتہی وفی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ عن الخانیۃ رجل اقر فی صحتہ وکمال عقلہ ان جمیع
ما ہو داخل منزلہ لامرأتہ ثم مات الرجل وترک ابنا فادعی الابن ان ذلک ترکۃ ابیہ
قال ابو القاسم الصفار ان علمت المرأۃ ان جمیع ما اقر بہ الزوج کان بدلہا ببیع او ہبۃ
کان لہا ان تمنع ذلک من الابن بحکم اقرار الزوج وان علمت انہ لم یکن بدلھا ببیع
ولا ہبۃ لا یصیر ملکا لہا بہذا الاقرار انتہی اور چونکہ ورثہ محمد حفیظ اللہ وغیرہ نواسگان دوست محمد
مالک اُس مکان مقربہ کے بحکم اُس اقرار کے نہین ہوسکتی پس اگر محمد امین الدین وارث
محمد احمد تنہا اُس مکان کا مالک وراثۃ ہو تو سب تصرفات اُسکے اُس مکان مین شرعًا
جائز ہین اپنے بھتیجے اور نواسی کو اُسکا دینا بھی صحیح ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع
والمآب حررہ محمد المدعو بعابد حسین عفا اللہ عنہ وعن شیخہ روز جمعہ دوازدہم شوال سنہ ۱۳۰۱ ہجری
ہو المصوب تحریر محمود اور احمد کی اقرارنامہ متصور ہوگی نہ ہبانامہ جیساکہ
اس عبارت سے واضح ہے قال فی الخانیۃ رجل قال جمیع ما یعرف لی او ینسب الی
فہو لفلان قال ابو بکر الاسکاف ہذا اقرار ولو قال جمیع مالی او جمیع ما املکہ فہو لفلان فہو ہبۃ
ولو قال جمیع ما فی بیتی لفلان فاقرار انتہی والاصل فی ذلک انہ ان اضاف المقربہ الی
ملکہ کان ہبۃ لان قضیۃ الاضافۃ تنافی حملہ علی الاقرار الذی ہو اخبار لا انشاء تنقیح الفتاوی
الحامدیہ اور ایسا ہی منح الغفار اور درمختار وغیرہ مین موجود ہے پس صورت مذکورہ مین
ہرگاہ مقران نے مقربہ کی نسبت اپنی ملکیت نہین ذکر کی بلکہ اُسکا دوسرون کے واسطے
اقرار کردیا بناءً علیہ شیوع وغیرہ اسمین مضر نہوگا اور دعوی محمد واجد وغیرہ کا اس
اقرارنامہ کی بنا بر ورثہ مسعود پر نافذ ہوسکتا ہے اور دعوی برادرزادگان زوجہ
محمد امین متروکہ مقبوضہ ہندہ پر نہین ہوسکتا ہے واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۱۴۹ کیا فرماتے ہین علماء دین ومفتیان شرع متین ایسے مسئلہ مین

کہ مسماۃ فاطمہ زوجۂ شاہ مراد علی مرحوم نے ایک نوشتہ باین مضمون لکھا کہ پہلے مین نے
ایک ہبہ نامہ بنام مسماۃ بدورن بی بی زوجۂ شاہ قدرت اللہ کے لکھا تھا تو اُس مین
لفظ نسلاً بعد نسل کے لکھے گئے تھے اور یہ زر پنشن ہے کہ جسکی عذر داری ہمارے وارثان
شوہر نے کی لہذا اُس ہبہ نامہ کو فسخ کرکے اس ہبہ نامۂ ثانی مین مقررہ جو مبلغ ایکسو
نو روپیہ چودہ آنہ سکۂ چہرہ دار کہ جو سالانہ بابت باقی تصفیہ محلۂ مقران سے مقرر ہے
بقید حین حیات بنام مسماۃ بدورن بی بی زوجہ قدرت اللہ مذکور کے لکھے دیتی ہون
کہ بعد فوت میرے مسماۃ مذکور تاحیات اپنے قابض و دخیل زر پنشن مذکور کے ہو
سال بسال یا جیسا کہ قاعدہ سرکار مقرر کرے وصول کرکے اپنے تصرف مین لایا کرے
اور بعد فوت اُسکے وارثان کریم الدین پسر و مسماۃ علیم النسا بی بی دختر اور اپنی بی بی
بحصص مساوے ورثاے شوہری بھی پایا کرین لکھدیا اور یہ زر پنشن عطاے سلطانی
ایک شخص شاہ مراد علی کے نام سے ہے اور مسمی کریم الدین پسر اور مسماۃ علیم النسا بی بی
دختران شاہ مراد علی زوج اور زوجۂ فاطمہ بی بی متوفی سے ہین اور وارث
متوفی کے بھی ہین پس ایسی صورت مذکور مین تملیک مضاف بعد الموت یعنے وصیت
جائز ہوئی یا نہین اور یہ وصیت بالشرط ہے یا نہین یا یہ کہ وصیت قرار پاے گی
بسبب لکھنے عبارت بالا کے اور نوشتہ مذکور کے نقل ہمراہ استفتاے ہذا ہے
ملاحظہ فرماکر جواب جلد قلمبند فرمانے سے ثواب ہوگا فقط

ہو المصوب درمختار مین بحث مصارف بیت المال مین ہے العطاء صلۃ
فلا تملک الا بالقبض انتہی اور بھی اُسمین کتاب الوصایا مین ہے اثناء ذکر شروط
جواز وصیت مین وکون الموصی بہ قابلا للتملیک بعد موت الموصے بعقد من العقود
مالا او نفعا انتہی اور اشباہ مین قاعدۂ خامسہ مین ہے العطاء الذی جعل للامام
العطاء لہ لان الاستحقاق للعطاء باثبات الامام لا دخل فیہ لرضاء الغیر وجعلہ انتہے
اور ردالمحتار حاشیۂ درمختار مین کتاب البیوع مین ہے قال فی البدائع الحقوق
المفردۃ لا تحتمل التملیک ولا یجوز الصلح عنہا انتہے ان عبارات سے یہ امر ثابت ہوا

کہ وظیفہ مقررہ قبل وصول ہونے کے مملوک نہین ہے صرف حق صاحب وظیفہ متعلق ہے اور حق کی تملیک باطل ہے بناء علیہ صورت مذکورہ مین وصیت مذکورہ کہ اُسمین تملیک ہوتی ہے باطل ہوگی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۵۱ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین اگر کوئی شخص بعد چھ مہینے کے کچھ روپیہ گورنمنٹ سے پایا کرتا ہے وہ قبل وصول کرنے کے اُس روپیہ کو ہبہ کرسکتا ہے یا نہین اگر کوئی شخص کسی چٹھی کو ہبہ کرے جسکے ذریعہ سے وہ روپیہ ایک میعاد معین پر وصول کیا کرتا ہے کیا اس کا اثر یہ ہوسکتا ہے کہ وہ روپیہ جبے وہ اُس میعاد پر وصول کرے گا ہبہ ہوجاوے اگر کوئی صرف استحقاق کسی شی کا بلا بخشنے کے ہبہ کرے تو یہ جائز تصور کیا جائے گا یا نہین

ہو المصوب چٹھی کی ہبہ وبیع اور ایسیہی صرف حق واستحقاق کی ہبہ وبیع شرعا لغو ہے استحقاق اور چٹھی کی ہبہ سے یہ اثر نہین ہوسکتا ہے کہ موہوب لہ وہ روپیہ وصول کرسکے اور ایسی ماہانہ یا سالانہ یا ششماہی کی ہبہ وبیع نادرست ہے کیونکہ ایسی تنخواہ قبل قبض ووصول کے ملک مین داخل نہین ہوتی ہے اور بیع وہبہ غیر مملوک ومعدوم کی باطل ہے خزانۃ الروایات مین ہے فی التجنیس من لہ وظیفۃ فی بیت المال اذا قسمہ فی حال حیاتہ فقسمتہ باطلۃ لانہ بعد الموت یرد الی بیت المال وفی جواہر الفتاوی علوی لہ مشاہرۃ من مال الخراج یصل الیہ کل سنۃ فوہبہا لغیرہ ووکلہ بقبضہا لایجوز لان العلوی لایملکہا قبل القبض ولایصح جعلہا ہبۃ لغیرہ لانہ لم یملکہا وفی القنیۃ قال نجم الائمۃ شری البردات التی کتبہا الدیوان علی العمال لایصح انتہی اور رسالہ احکام الاراضی مین ہے الاصل ان المعدوم لایصح تملیکہ ولا التصرفات فیہ انتہی اور بھی اُس مین ہے لا اعلم لذلک اصلا للقول بالتملک فی غیر المقبوض من الوظیفۃ احصل من الکتب المشہورۃ المعتبرۃ واللہ اعلم حررہ الراجی

عفور بہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبدالحی ابوالحسنات]

استفتا ۱۵۱ کیا فرماتے ہین علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید کے دو وارث ہین بھتیجا مسمی بکر اور ایک زوجہ غیر ذات الولد زید نے اپنے کل مملوکات منقولہ وغیر منقولہ بعوض دین مہر کے اپنی زوجہ کو ہبہ کر دیا و ہنوز نوبت بتحریر و تکمیل ہبہ نامہ نہین آئی کہ دفعۃً زید بیمار ہوکر مرگیا بعد مرنے زید کے فیما بین بکر اور اُسکی چچی یعنی زوجہ زید کے یہ قرار داد ہوا کہ اگر زوجۂ زید و بکر سے کسی قسم کی نزاع و پرخاش پیش نہ آوے تو اُسوقت کل مملوکات جدی و موروثی زید پر زوجۂ زید تا حین حیات خود قابض و مالک رہے و اذ لیس ہذا فلیس ذلک اس صورت مین یہ قرار داد مبطل اُس ہبہ بالعوض کا جو زید نے اپنی زوجہ کو بعوض دین مہر کے کر دیا تھا ہوگا یا نہین

ہوالمصوب مبطل اُس ہبہ بالعوض کا نہوگا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبدالحی ابوالحسنات]

کتاب الوصیۃ

استفتا ۱۵۲ **سوال** زید نے بحالت صحت ذات و ثبات عقل کے یہ وصیت نامہ لکھا اور عمرو اپنے بیٹے کو وصی مقرر کرکے قابض و دخیل اپنے روبرو کل املاک اپنے پر کرا دیا بعد اسکے زید مرگیا اُسوقت مسماۃ ہندہ بنت زید نے بہ تسلیم وصیت نامہ قبضہ و دخل عمرو کا بحال رکھا اور عمرو مذکور قریب بیس سال کے قابض و دخیل رہکر مطابق وصیت نامہ کے عمل درآمد کرتا رہا اب عمرو مرگیا اور اُسنے چھوڑا اصل موصی کی دختر ہندہ کو اور ہندہ کی بیٹون کو یعنی موصی کے نواسون کو اور تین بیٹے نابالغ اور تین لڑکیان نابالغہ اور مسماۃ صالحہ ایک بیٹی بالغہ اور مسمی بکر ایک بیٹے بالغ کو بعدہ مسمی بکر کہ سعید و صالح ہے اور بہ نسبت جملہ ورثا کے لائق اہتمام امور وقف وغیرہ ہے بذریعۂ وصیت نامہ مذکور کے قابض املاک ہوا اور ساتھ امانت اور دیانت کے تعمیل امور مندرجہ وصیت نامہ کرتا ہے سوال اول بموجب وصیت نامہ کے وصی بہ نسبت چار آنہ کے اشخاص مذکورہ مین سے کون شخص ہوگا سوال دوسرا اور جو شخص وصی ہوگا بہ نسبت چار آنہ کے وہی شخص وصی و منتظم بہ نسبت

مرسلہ محمد عبدالرحیم صاحب از جونپور

بارہ آنہ کے بھی ہوگا سوال تیسرا در حالیکہ وہی شخص وصی ہو تو ورثائی موصی کو اختیار انتزاع
قبضہ کا اُس شخص سے نسبت چار آنہ کے خواہ بارہ آنہ بقیہ کے حاصل ہے بینوا توجروا
ہلوالمصوب چونکہ دفعہ ۳ مین موصی نے تصریح کردی کہ امر انتظام وقف ہمارے ہی اولاد
مین رہیگا اسوجہ سے موصی کے نواسون کو کچھ مداخلت نہین ہوسکتی ہے کیونکہ لفظ اولاد سے
اولاد بنت بقول مفتی بہ خارج ہین تنقیح الفتاوی الحامدیہ کے صفحہ ۱۵۶ جلد اول چھاپہ مصر مین
مرقوم ہے قال الطرطوسی ماحاصلہ ان فی دخول اولاد البنات فی لفظ الاولاد اختلاف الروایۃ ففی
روایۃ الخصاف وہلال یدخلون وفی ظاہر الروایۃ لایدخلون وعلیہ الفتوی وذکر العلامۃ البیری انہ
اختلف ہل یدخل ولد البنت فی قولہ علی ولدی وولد ولدی قال فی المحیط لایدخلون فی ظاہر الروایۃ
وعلیہ الفتوی لانہم ینسبون الی الاب دون الام واعتمدہ فی التجنیس ثم کذا اعتمدہ المتاخرون منہم الشیخ
قاسم الحنفی ثم قال ہو الذی یفتی بہ انتہی ملخصا اور جو ورثہ بالغ نہین وہ بھی تا در بلوغ ولیاقت
قابل وصایت وولایت نہین جیسا کہ بحرالرائق مین ہے فی الاسعاف لو اوصی الی صبی تبطل
فی القیاس مطلقا وفی الاستحسان ای باطلۃ مادام صغیرا انتہی باقی رہے اور ورثہ انمین سے
جو سعید صالح ولائق انجام امور وقف کے ہو وہ بحسب نص موصی امور وقف مین بابت
چار آنہ کے وصی ومنتظم ہوگا اور اگر چند ورثہ سعادت ورشد مین برابر ہون تو جو عالم ہوگا اور
امور وقف کا اہتمام اچھی طرح سے ساتھ دیانت وامانت کے کرسکتا ہوگا وہ منتظم قرار دیا جاویگا
تنقیح الفتاوی الحامدیہ مین صفحہ ۱۸۲ مین ہے لو احدہما اورع والاخر اعلم بامور الوقف فہو اولی
اذا امن من خیانتہ ولو استویا رشدا وکان احدہما عالما فانہ یقدم انتہی اور جو سعید صالح لائق انجام
حسب نص موصی مہتمم امور وقف کا ہوگا وہی شخص بابت بارہ آنہ کے وصی قرار دیا جاوے گا فتاوی
قاضیخان کے صفحہ ۳۱۴ جلد چارم چھاپہ کلکتہ مین ہے لو قال الوقف انت وصی نے امر الوقف
خاصۃ قال ابوحنیفۃ ہو وصی فی الاشیاء کلہا انتہی اور بھی اُسیکے صفحہ ۳۲۶ مین ہے اذا
اوصی الی رجل فی نوع کان وصیا فی الانواع کلہا انتہی اور بحرالرائق کی کتاب الوقف مین ہے
لو جعل وصیا فی امر الوقف فقط کان وصیا فی الاشیاء کلہا عند ابی حنیفۃ ومحمد انتہی اور جامع الرموز
کے صفحہ ۵۰۰ چھاپہ مصطفائی کتاب الوصایا مین ہے اطلاقہ مشعر بانہ لو جعل رجلا وصیا ـــــے

نوع صار وصیا فی الانواع کلہا کما فی الذخیرۃ وغیرہا انتہی اور مجتبی شرح مختصر قدوری اور منح الغفار.
شرح تنویر الابصار مین ہے لو خص لہ الوصیۃ فی مال لہ فہو وصی عند ابی حنیفۃ فی کلہ انتہی اور فتاوی
سراجیہ اور مجمع البرکات مین ہے الوصی فی نوع یکون وصیا فی الانواع کلہا انتہی اور عبارت دفعۂ
وصیت نامہ کی اور نہ نیلام سے حق و دخل مسمی عمرو خواہ اُسکے جو قائم مقام ہون فتور نہ آوے گا
آلخ نص صریح اس امر پر ہے کہ بابت بارہ آنہ کے وصایت بعد عمرو کے اُنکے قائم مقام کیطرف
منتقل ہوگی اور ورثہ موصی کو یا حاکم کو اختیار نہین ہے کہ بدون ثبوت خیانت کے انتزاع
قبضۂ وصی سے مقدار چار آنہ یا بارہ آنہ کو کرین جامع الرموز کے صفحہ ۹۳۸ مین ہے ویبقی
وجوبا امین عن الخیانۃ یقدر علی القیام بہا انتہی اور شرح مختصر وقایہ للشمنی مین ہے ویبقی وصی امین
یقدر علی التصرف لیس للقاضی ان یخرجہ عن الوصایۃ انتہی اور ہدایہ کے باب الوصی مین ہے
لو کان قادرا علی التصرف امینا فیہ لیس للقاضی ان یخرجہ وکذا اذا شکی الورثۃ او بعضہم الوصی
الی القاضی فانہ لا ینبغی لہ ان یعزلہ حتی تبدو امنہ خیانۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی　[محمد عبد الحی / ابو الحسنات]

استفتا ۱۵۳ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ مثلا
زید نے اپنی املاک موقوفہ اور موصی بہا کا وصی اور منتظم اپنے پسر مسمی بکر کو کرکے املاک مذکورہ پر
قابض ودخیل کرا دیا اور یہ شرط کی کہ بعد مسمی بکر کے ہمیشہ وہر زمانہ مین ایک شخص ہماری اولاد
مین سے کہ سعید ولائق ہو وصی ومنتظم املاک مذکورہ کا ہوا کریگا شرعا یہ شرط جائز اور
واجب التعمیل ہر زمانہ مین ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب یہ شرط جائز اور واجب التعمیل ہر زمانہ مین ہے فتاوی عالمگیریہ مین ہے
فی فتاوی محمد بن الفضل سئل عمن شرط فی اصل الوقف الولایۃ لنفسہ ولاولادہ قال یجوز بالاجماع
انتہی اور بھی اُسی مین ہے ان شرط ان یلیہ فلان بعد موتی ثم بعدہ یلیہ فلان ثم بعدہ یلیہ فلان فہذا
الشرط جائز کذا فی محیط السرخسی انتہی اور فتاوی قاضیخان مین ہے لو شرط الواقف فی الوقف ان یکون
الولایۃ لہ ولاولادہ فی تولیۃ القیم وعزلہ والاستبدال بالوقف وما ہو من انواع الولایۃ واخرجہ من
یدہ الی غیرہ جاز ذلک ذکرہ فی الحصیر انتہی اور اشباہ مین ہے شرط الواقف کنص الشارع یجب اتباعہ

انتہی اور طحطاوی حاشیۂ درمختار مین لکھتے ہین شرائط الواقف معتبرۃ کالنصوص فیراعی کالنصوص
انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا [۱۵۲] کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ ہندہ نے زر قرضہ مندرجہ دستاویز جسمین جائداد غیر منقولہ مستغرق ہے یا فتی اپنا ذمۂ زید وغیرہ اپنے پسر نابالغ کے نام بتقرر ایک شخص سربراہ کار وولی کے اس عبارت سے ہبہ بلا عوض کیا کہ زر قرضہ مندرجہ دستاویز کو ہبہ کرتی ہون اور دیدیتی ہون قبضہ اور استحقاق اپنا اُس سے اوٹھا لیا اور اُس دستاویز مین ولی کو اختیار وصول زر مذکور کا اور اُسکے محاصل مین پرورش وتعلیم نابالغ کا دیا اور یہ بھی لکھا کہ اگر پسر مذکور فوت ہو جاوے تو فیما بین دختران ہماری کے جو اُسوقت زندہ وقایم ہون زر مذکور بحصۂ مساوی تقسیم ہو تو اس صورت مین دستاویز مذکور ہبہ متصور ہوگی یا وصیت اگر ہبہ نامہ متصور ہو تو ایسی ہبہ سے واہبہ کو اختیار فسخ کا ہوگا یا نہین اور ولایت قوم ایک مسلمان نابالغ کے لیئے جائز ہے یا نہین۔

ہو المصوب چونکہ وصیت عبارت ہے اور تملیک سے جو مضاف ہو بعد الموت ہو جیسا کہ تنویر الابصار مین ہے ہی تملیک مضاف الی ما بعد الموت انتہی اور عبارت ہبہ نامہ مین صاف لفظ ہبہ واعطا بغیر اضافت بعد موت کے موجود ہے بناءً علیہ یہ تحریر ہبہ نامہ متصور ہوگی لیکن چونکہ یہ تملیک دین غیر مدیون کو ایسے ہبہ سے اختیار رجوع وفسخ ہبہ کا ہوگا جبتک کہ موہوب لہ اُس دین پر قابض ہووے درمختار مین ہے واما تملیک الدین من غیر من علیہ الدین فان امرہ بقبضہ صحت لرجوعہا الی ہبۃ العین انتہی رد المحتار مین ہے ولہذا لا یلزم الا اذا قبض ولہ الرجوع قبلہ فلہ منعہ حیث کان بحکم النیابۃ عن القبض انتہی اور ولایت غیر مسلمان کی نابالغ مسلمان کے لیئے ناجائز ہے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتا [۱۵۳] کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ زید نے اپنے بیٹے بکر کو اپنا وصی کیا بقید دوام یعنی وصیت نامہ مین لفظ دائما کو مندرج کیا مگر کوئی قید نسلاً بعد نسل یا جو اُسکے مترادف ہو وصیت نامہ مین مندرج نہین کی بعد اُسکے زید نے انتقال کیا بعد اُسکے بکر نے بھی بغیر اسکے کہ کسی کو وصی کرے وفات پائی اب اولاد بکر مدعی ہے اور کہتی ہے کہ میرا باپ بکر

زید کا وصی تھا اور زید نے اُسکو وصی کیا واسطے دوام کے چونکہ مین اُس کا وارث ہون اور لفظ
دائما مفید اس امر کی ہے کہ یہ وصیت نسلاً بعد نسل بنام بکر رہی لہذا ارث وصیت مجھیر منتقل ہونا چاہیئے
اور دوسرے ورثاے شرعی زید کے دعویدار ہین اور کہتے ہین کہ اب بعد مرنے بکر کے کوئی وصی زید کا
باقی نہین رہا اور چونکہ وصیت نامہ مین لفظ نسلاً بعد نسل کی نہین ہے صرف لفظ دائما ہے جو بکر کی
عین حیات سے متعلق تھی اور صرف اُسکے مادام الحیات تک تھی اور وصیت کوئی ارث شرعی نہین ہے
کہ جو موصی لہ کے ورثا کی طرف اُسکی وفات کے بعد منتقل ہووے لہذا وہ وصیت بعد وفات بکر کے
منقطع ہوگئی اب جائداد زید جملہ ورثاے شرعی زید کی طرف منتقل ہونا چاہیئے اب ایسی حالت مین
از روے شرع شریف کے کیا حکم ہے آیا وصیت مذکورہ اولاد بکر کیطرف بطور ارث کے منتقل ہوگی
یا نہین اور بیان مذکورہ جو اولاد بکر کا بالا بیان کیا گیا ہے صحیح ہے یا نہین اور قید دائما مفید
نسلاً بعد نسل کو ہوگی یا نہین اور بیان دوسرے ورثای زید کا جو کہتے ہین کہ وہ وصیت صرف
بکر کی مادام الحیات تک متعلق تھی اُسکے مرنیکے بعد منقطع ہوگئی از روی شرع شریف کے صحیح ہے یا نہین بینوا توجروا
ہو المصوب لفظ دائما جو وصی کے حق مین وارد ہو مراد اُس سے بحسب استعمال قواعد فقہیہ
اُسکی ذات کے ساتھ وصایت کا دائم ہونا ہے اور صرف اس لفظ سے یہ نہین ثابت ہوتا ہے
کہ وصایت نسلاً بعد نسل ہے جبتک کوئی لفظ اس مضمون پر دال نہو اور وصایت ایسا امر نہین کہ بطور
وراثت منتقل ہو کہ بعد انتقال وصی کے اُسکا پسر بدون تولیت کے بحق وراثت وصی ہووے
درمختار کی کتاب الوقف مین ہے لا ولایۃ لمستحق الا بتولیۃ انتہی اور رد المحتار کی کتاب البیع مین ہے
قال فی البدائع الحقوق المفردۃ لا تحتمل التملیک ولا یجوز الصلح عنہا اور بھی رد المحتار مین بحث خیار الشرط
مین ہے الحقوق المجردۃ لا تورث انتہی ور عنایہ شرح ہدایہ اور بنایہ شرح ہدایہ کی بحث خیار الشرط مین ہے
لا ارث فیما یقبل الانتقال لانہ خلافۃ عن المورث ینقل الاعیان الی الوارث انتہی ان مات القیم بعد موت
الوقف ان اوصی القیم الی وصی فوصیہ اولی من القاضی وان لم یکن وصی الی رجل فالرای فیہ
الی القاضی فتاوی حمادیہ کتاب الوقف ولایۃ النصب الی القاضی اذا مات المتولی ولم یوص الی احد
طحطاوی حاشیہ درمختار کتاب الوقف قال فی الذخیرۃ البرہانیۃ ان مات القیم بعد ما مات الواقف
فان کان القیم قد اوصی الی غیرہ فوصیہ بمنزلتہ وان کان لم یوص الی احد غیرہ فولایۃ نصب القیم

الی القاضی تنقیح الفتاوی الحامدیہ کتاب الوقف ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ولایت وقف
کی امر مورث نہین ہے ورنہ بعد مرنے متولی کے اُسکی اولاد پر حکم متولی ہونے کا دیا جاتا حالانکہ
تمام فقہا لکھتے ہین کہ اگر متولی نے خود اپنی حیات مین کسیکو وصی نہین بنایا تو بعد اُسکے مرنیکے
قاضی کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے متولی کردے اور حکم وصی کا مثل حکم متولی وقف کے ہے کہ اسیکو
عرف فقہا مین قیم و ناظر بھی کہتے ہین تنقیح الفتاوی الحامدیہ کے کتاب الوصایا مین ہے
الوصی کالناظر لان الوصیۃ والوقف اخوان یستسقی کل منہما من الآخر کما صرحوا بہ ثم اذا مات المشروط
بعد موت الواقف ولم یوص لاحد فولایۃ النصب للقاضی اذلا ولایۃ لمستحق الاتولیۃ قال فی الخیریۃ
عن فتاواہ رشید الدین لو کان الوقف علی رجل معین فہل یجوز ان یکون المتولی بغیر اطلاق القاضی
ویفتی بانہ لا یصح دعواہ لان حقہ اخذ الغلۃ لا التصرف فی الوقف تعالیق الانوار حاشیۂ در المختار
الارث یجری فی الاعیان واما الحقوق فمنہا ما لا یجری الارث فیہ کحق الشفعۃ وخیار الشرط وحد القذف
لا تورث ولو کالارث والعواری والودائع لا تورث اشباہ والنظائر اعیان عبارت ہا اموال سے
اس سے معلوم ہوا کہ ارث مال ہوتی ہے اور حق وکالت مورث نہین ہے اور ظاہر ہے کہ وصایت
وکالت ہے من وجہ پس یہ بھی مورث نہو گی طحطاوی حاشیۂ در مختار مین ہے بحث وصی مین
الوصی بمنزلۃ الوکیل الاوصاف لا تورث در مختار کتاب البیوع بحث خیار الشرط قولہ لان الاوصاف
قال العلامۃ نوح لان وصف الشخص لا یمکن فیہ ذلک والارث فیما یمکن فیہ الانتقال وہو الاعیان لا فیما
لا یمکن فیہ الانتقال وہو الاوصاف مراد اعیان سے ذوات اشیائی قائمہ بنفسہا و اموال ہے
رأیت فی فوائد شیخ الاسلام نظام الدین رجل وقف ارضا وجعل لہا متولیا وشرط المتولی
من اولادہ واولاد اولادہ ہل للقاضی ان یجعل غیرہ متولیا وہل یصیر متولیا لو فعل ذلک قال
لا فصول الشتروشنی فصل ثالث عشر اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر واقف یون کہے کہ
اس وقف کے متولی میری اولاد پھر اولاد کی اولاد ہو گی تو یہ قول اُسکا صحیح ہوگا الحقوق المجردۃ
لا تورث عنایہ بحث خیار شرط قال فی البدائع الحقوق المفردۃ لا تحتمل التملیک ولا یجوز الصلح عنہا
رد المحتار کتاب البیوع مراد حق مفرد سے وہ حق ہے جو مجرد وصف حق مین قائم ہو اور قبیل ذات
منتقلہ مثل اموال کے نہو جیسے حق خیار الشرط یا حق شفعہ یا حق وکالت و وصایت وغیرہ واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۵۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا ارشاد ہوتا ہے اس مسئلہ مین کہ ایک شخص مسمی زید نے اپنی کل جائداد مین سے کچھ حصہ وقف اور باقی کو اپنے ورثہ پر بحصص متفاوت تقسیم کیا اور یہ بھی بتصریح تحریر کر دیا کہ ہر شخص ورثۂ مذکورہ مین سے اپنے حصص مصرحہ کا بعد فوت ہمارے مالک ہو اور ایک شخص منجملہ ورثۂ موصی لہم کے جو مسمی بخالد ہے اُسکو متولی وقف کیا اور یہ بھی تصریح کیا کہ وہی خالد مہتمم بقیۂ جائداد کا ہے اس طور سے کہ محاصل زمین موصی بہ ہر موصی لہم کو بمقدار اُسکے حصے کے دیتا رہے اور وقف کی نسبت یہ تصریح کر دیا کہ بعد خالد کے جو شخص ہماری اولاد مین لائق ہو وہ متولی وقف رہے لیکن وصیت کی نسبت کچھ تصریح نہین کی اور ورثۂ موصی لہم مین کچھ لوگ نابالغ ہین اور بعض بالغ ہین اور وصیت نامہ کو سب ورثہ نے اصالتًا اور ولایۃً قبول و منظور کیا اب استفسار ہے کہ یہ تحریر زید کی وصیت نامہ ہے یا نہین دوم یہ کہ جب ورثۂ نابالغ بلوغ کو پہونچین تو اُسوقت بھی اُنکا حصہ جبرًا خالد کے قبضۂ اہتمام مین رکھا جائیگا اور ورثہ اپنے تصرف اور دست اندازی سے باز رکھے جائینگے یا اپنے حصے پر قابض ہو سکتے ہین سوم یہ کہ وارث بالغ کے حق مین وصیت نامہ کا کیا اثر ہے اپنے ملک موصی بہ کے قبضہ سے محروم رکھا جائیگا یا نہین خصوصًا اُسوقت کہ خالد مر گیا اور اُسکا بیٹا زبردستی قابض ہو گیا

ہو المصوب یہ تحریر زید کی وصیت نامہ ہے اور بعد بلوغ نابالغان کے وصایت وصی کی باقی رہیگی جبتک کہ اُس سے خیانت ظاہر نہو جامع الرموز مین ہے ویبقی وجوبا امین عن الخیانۃ یقدر علی القیام بہا انتہی اور در مختار مین ہے اما عزل الخائن فواجب انتہی اور وارث بالغ کے حق مین وصایت کا اثر حفظ مال و انتظام نافع ہے جامع الرموز مین ہے لا یتجر الوصی فی مالہ ای مال الغائب الکبیر لانہ لا یفوض الیہ سوی الحفظ انتہی اور بیٹا وصی کا بدون اسکے کہ وصی بنایا گیا ہو مستحق وصایت نہین اس صورت مین اور ورثہ قبضہ کر سکتے ہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

در مقدمۂ مولوی صفدر حسین صاحب جونپوری ۲ جمادی الثانیہ سنہ ۱۲۹۹ ہجری

استفتا ۱۵۲ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ زید نے بکر کو اپنی جائداد کا وصی کیا اور جملہ انتظام جائداد کا موافق تفصیل مندرج وصایت نامہ کے اُسکے مفوض کیا اور یہ نہین فرق کیا

کہ بعد انتقال وصی کے یہ وصایت اُسکی اولاد کی طرف منتقل ہوگی مگر وصی کے باب مین وصایت نامہ مین جابجا لفظ ابد و دوام و ہمیشگی کی تصریح کی کہ یہ انتظام متعلق بکر رہیگا دائما یا علی الدوام و تا ابد پس آیا یہ الفاظ مفید اس امر کے ہونگے کہ بعد انتقال وصی کے یہ وصایت اُسکی اولاد کیطرف منتقل ہوتی رہیگی یا دوام صرف ذات وصی کے ساتھ مادام الحیاۃ متعلق ہوگا اور اُس سے صرف دوام وصایت تابقای بکر مفہوم ہوگا بینوا توجروا

ہو المصوب اس قسم کے الفاظ صرف بقای وصایت مادام حیاۃ الوصی پر دلالت کرتے ہین اور انتقال اُسکا ورثہ و اولاد وصی پر نہین سمجھا جاتا ہے عرفاً و نقلاً و شرعاً لیکن عرفا پس اسوجہ سے کہ اگر کسی سے زید کہے کہ تو میرا وکیل ہے دائما و ابدا اس صورت مین اہل عرف یقیناً جانتے ہین کہ یہ وکالت وکیل کی حیات تک ہمیشہ رہیگی اور اُسکی اولاد کیطرف منتقل نہوگی ایسی ہی اگر کسی سے کہے کہ تجکو مین نے اس شہر کا قاضی یا کوتوال ہمیشہ کیواسطے کیا اس سے یہ نہین سمجھتے ہین کہ یہ مناصب بعد انتقال اُس شخص کے اُسکی اولاد کی طرف منتقل ہونگے بلکہ صرف اُس کی حیات تک تعلق ان عہدونکا سمجھتے ہین وعلی ہذا القیاس عرفاً اُسکے بہت نظائر ہین و لیکن عقلاً پس اسوجہ سے کہ جب کسی ذات پر کوئی حکم کرین اور کوئی صفت اُسکے واسطے ثابت کرین اور اُسکے ساتھ علی الدوام وغیرہ کی قید متعلق کرین پس بالضرور یہ قید ثبوت حکم کی ہوگی اور مفید ثبوت حکم تابقای ذات ہوگی اور جب ذات فنا ہوجاویگی ثبوت حکم اور ثبوت صفت بھی فنا ہوجاوینگے پس بالضرور قید دوام بھی فنا ہوجاویگی ورنہ لازم آتا ہے کہ دوام جسکے ساتھ متعلق ہے وہ تو باقی نہو اور دوام باقی رہے مثلاً اگر یہ کہا گیا کہ زید ہمیشہ نماز پڑھتا ہے یا علی الدوام وہ عابد ہے یا ابدا روزہ دار ہے ان الفاظ سے عقل مقتضی ہے اس امر کو کہ دوام ان صفات کا تا بقای زید ہوگا فقط ورنہ لازم آویگا کہ زید تو موجود نہو اور نہ اُسکی صفت موجود ہو مگر مضمون دوام کا باقی رہے و لیکن شرعا پس اسوجہ سے کہ فقہا اس قسم کے الفاظ پر حکم مادام الحیاۃ کا دیتے ہین اور جو احکام ان الفاظ کے ساتھ مقید ہون اُنکو موروث و باقی بعد فنای ذات نہین سمجھتے ہین

جامع الرموز کی کتاب الوصایا مین ہے وصحت الوصیۃ بثمرۃ بستانہ وحینئذ ان مات الموصی

وفیما ای لبستانہ ثمرۃ کان لہ ہذہ فقط لا ما یحدث وان ضم ابدا بان قال لہ ثمرۃ بستانہ ابدا فلہ ہذہ الثمرۃ الموجودۃ وما یحدث من الثمرۃ فی المستقبل کما فی غلۃ بستانہ او ارضہ فلہ ہذہ وما یحدث ما عاش للوصی دسواء ضم ابدا اولا انتہی اور فصیح الدین ہروی کی شرح وقایہ میں ہے ان قال اوصیت غلۃ بستانی ہذا لفلان یکون للموصی لہ الغلۃ القائمۃ وقت موت الموصی وما یحدث بعدہ ایضا ما عاش الموصی لہ ضم لفظ الابد لم یضم انتہی اور عینی کی شرح ہدایہ میں ہے ان قال لہ ثمرۃ بستانی ابدا فلہ ہذہ الثمرۃ وثمرتہ فیما یستقبل ما عاش انتہی

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

کتاب الدعوی

استفتا چہ می فرمایند علمای دین اندرین صورت کہ مدعی برای اثبات دعوی خود دو گواہ آوردہ وآن ہر دو حسب دعوی مدعی گواہی دادند لیکن قاضی آن ہر دو گواہ را بسبب فسق یا بغیر آن از اسباب عدم قبول شہادت کہ در کتب فقہ مبسوط اند نا مقبول نساختہ ... بر مدعی علیہ حلف واجب خواہد شد یا نہ بینوا توجروا

الجواب در صورت مسئولہ اگر دعوی مدعی صحیح ست از عدم مقبولیت گواہان ... ساقط نمی شود زیرا کہ مراد از بینہ در حدیث البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر بینہ مثبت دعوی است نہ کیف ما اتفق و چون مدعی بینہ مثبتہ نیارد مصداق الیمین علی من انکر علی ... واین مضمون از قبیل بدیہیات اولیہ است لہذا فقہا جزئیہ اش نیاوردہ اند ودر ... از عرب وعجم معمول بہا ست واللہ اعلم بالصواب کتبہ [مہر: عبدہ محمد ...]

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم

ہو المصوب شکی نیست کہ نصب قاضی در شرع مقرر نشدہ مگر برای ایصال حقوق ... وآن یا بہ بینہ خواہد شد ویا بہ یمین وہرگاہ بینہ مجروح شدہ قبول نشدہ نہ اگر استحلاف ... حق مدعی بلا وجہ شرعی باطل میشود پس لابد بر مدعی علیہ حلف عائد خواہد شد اگر اختلاج ... شود کہ قدوری در مختصر خود می نویسد اذا صحت الدعوی سأل القاضی المدعی علیہ عنہا فان اعترف ... قضی بہا فان انکر سأل المدعی البینۃ وان احضرہا قضی بہا وان عجز عن ذلک وطلب ...

در ماہ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ از حیدرآباد دکن مرسلہ مولوی محمد وحید الزمان

استحلاف انتہی وہمچنین جمہور فقہا می نویسند پس ازین عبارات مفہوم میشود کہ وجوب حلف بر مدعی علیہ
بر تقدیر یست کہ مدعی از احضار بینہ عاجز شود و در صورت متنازع فیہ احضار بینہ یافتہ شد پس
بچہ طور استحلاف بر مدعی علیہ واجب خواہد شد دفعش باین طور باید ساخت کہ مراد از عجز از احضار
بینہ عجز از احضار بینہ مثبتہ است نہ عجز از مطلق بینہ علاوہ اینکہ فقہا سلامت گواہان را از اسباب
جرح و عدم قبولیت بلفظ شرط می آرند و معلوم ست اذا فات الشرط فات المشروط پس احضار بینہ
مجروحہ غیر مقبولہ مثل عدم احضار ست پس لا بد حق استحلاف باقی خواہد ماند و نظر دقیق حاکم آنست
کہ الف لام در حدیث البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر بر لفظ بینہ و یمین برای عہد ست کما ہو الاصل
فی موضعہ علی ما تقرر فی علم الاصول پس تقدیر حدیث بدین طور ہست البینۃ المثبتۃ لدعواہ علی المدعی
فان لم یقم بینۃ کذلک فالیمین الشرعی علی من انکر واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا [۱۵۹] چہ می فرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین باب کہ زید بابت قرضہ
یکصد روپیہ از ان خود بنام بکر دعوی بعدالت نمود و بزمان دوران مقدمہ بست و پنج روپیہ خرچہ
اسٹامپ و محنتانہ وکیل وغیرہ نیز زید را دادنی افتاد و بوقت ڈگری زر اصل و خرچہ جملہ یکصد و بست
و پنج روپیہ مندرج ڈگری گردید پس زید را صرف یکصد روپیہ اصل گرفتن جائز است یا زر خرچہ ہم بینوا توجروا

ہو المصوب زر خرچہ گرفتن شرعا جائز نیست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۱۶۰] چیست حکم شرع کہ شیخ بشارت اللہ چہار پسران مسمی منور و پیر محمد و امان علی
و زور آور گذاشت و ہیچ ترکۂ جدی و کسبی نگذاشت مسمیان مذکور بعد وفات پدر جدا جدا بود و باش
ساختند شیخ منور از قوت بازوی خود زرے پیدا کردہ سامان کشتکاری و ٹھیکہ داری ساخت
و برادران خود را یکجا ساختہ شریک خورد و نوش گردانید پیر محمد و زور آور بعد چندے علیحدہ
شدند امان علی از ۱۲۶۴ فصلی تا سنہ حال شریک حال ماندہ باتفاق پسران منور کشتکاری
و زراعت میکرد و اندرین مدت آنچہ فائدہ و منافع گردید از ان شیخ منور در شادی
برادر خود مسمی امان علی و تقریبات پسران خود صرف کرد حالا بسبب ناموافقت باہمی امان علی
علیحدہ شدہ دعوی تقسیم جائداد موجودہ از قسم نقد و جنس و اثاث البیت مع زیور و اسباب جہیز

زوجہای پسران منور میکنند پس شرعا جائز است یا نہ واگر جائز است چہ قدر امان علی را میرسد بینوا توجروا

ہو المصوب درین صورت چونکہ اصل مال پیدا کردہ شیخ منور است امان علی را دران حصہ نیست مگر بقدر محنت واعانت در کاشتکاری وغیرہ امان علی مستحق اجر مثل خواہد بود واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۱۶۱] کیا ارشاد ہے اس باب مین کہ زید مدعی نے ایک دعوی بجا عمرو مدعا علیہ کیا عمرو نے اس نالش کی جوابدہی کے واسطے مجبورانہ کچھ روپیہ مہاجن سے قرض لیا چونکہ قرضہ بلا سود میسر نہوا لہذا اسکو اپنے قرضہ کا سود بھی ادا کرنا پڑا چنانچہ اصل روپیہ عمرو نے مدعی کی جوابدہی مین صرف کیا اور اسکا سود مہاجن نے عمرو کے دوسرے مال خالص سے وصول کیا الغرض مدعی کی نالش نے عمرو کو ایک سو دس روپیہ کا زیر بار کیا سو روپیہ صرف نالش کی جوابدہی مین ہوا اور دس روپیہ سود مہاجن کو دینا پڑا اب اس زیر باری کے بعد زید نے عمرو کے ساتھ بریں مدعا باہم اس طور سے مصالحت کی کہ کل مصارف جسکا عمرو زیر بار بوجہ نالش زید مدعی کے ہوا اسکا معاوضہ زید نے اپنے ذمہ قبول کیا اور اسکو درج مصالحت کیا کہ کل مصارف ضروری اس نالش کے جسکا عمرو زیر بار ہوا اسکو زید ادا کرے گا اسوقت مین قاضی کو عند المخاصمہ دس دس روپیہ کا تاوان یا معاوضہ جو عمرو کو سود مین دینا پڑا زید سے دلانا جائز ہے یا نہین اور عمرو کو اسکا لینا مباح ہے یا نہین اور نیز سود دینا قرض بلا سود کے نہ ملنے کے وقت عند الحوائج جائز ہے یا نہین

ہو المصوب خرچہ متعلقۂ عدالت جو بحسب قوانین حکام لازم ہوتا ہے مدعی علیہ کو مدعی سے لینا نہین درست ہے ہان اگر مدعی بطیب خاطر دیوے وہ مختار ہے مگر معاوضہ سود کا جو عمرو کو دینا پڑا مدعی سے دلانا حاکم کو نہین جائز ہے اور نہ عمرو کو لینا درست ہے اور سود دینا کسی حالت مین درست نہین ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۱۶۲] کیا فرماتے ہین علمائے شرع شریف اس مسئلہ مین کہ زید نے جو مدعی ہے ایک دعوی بجا بکر مدعا علیہ پر کیا بکر نے اس جوابدہی کیواسطے مجبورانہ کچھ روپیہ مہاجن سے لیا چونکہ قرضہ بلا سود میسر نہوا لہذا اسکو اپنے قرضہ کا سود بھی ادا کرنا پڑا اور بکر نے جو روپیہ لیا تھا اسکو زید کی نالش کی جوابدہی مین صرف کیا اور مہاجن نے اپنے زر سود کو بکر سے وصول کیا الغرض

زید کی نالش نے بکر کو اصل اور سود دونون کا زیر بار کیا اور اب اس زیر باری کے بعد زید نے بکر کے ساتھ جزء مدعا بہا پر اس طور پر مصالحت کی کہ کل مصارف جسکا بکر بوجہ نالش زید مدعی کے زیر بار ہوا وہ زید نے اپنے ذمہ لیا اور اقرار کیا کہ ہم کل مصارف اس نالش کے جسکا بکر زیر بار ہوا ہے بکر کو ادا کرینگے اور اس خرچہ کی تعیین کے لیئے ایک شخص غیر خالد برضاء فریقین صرف اسلیئے ثالث مقرر کیا گیا کہ وہ مقدار اُس کل خرچہ کی مشخص اور متعین کر کے جسکا بکر مدعا علیہ بوجہ نالش زید مدعی کے زیر بار ہوا ہے عدالت مین داخل کر دے اب ثالث مقدمہ کو مقدار خرچہ مین اُس زر سود کا بھی شامل کرنا جائز ہے یا نہین جسکا بکر بمجبوری زیر بار ہوا ہے بینوا توجروا

ہو المصوب نہین جائز ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۱۳ ما قولہم رحمہم اللہ تعالی اس مسئلہ مین کہ ہندہ اور زینب وغیرہ نے دعوی اشیاے متعددہ از قسم نقد و غیر نقد مکانات و دو زنجیر فیل بنام نہاد ترکۂ پدری زید برادر خود قابض اشیاء مذکورہا پر دائر کیا اور ثبوت مین اُسکے چند گواہ اقرار زید پر بہ نسبت دینے حصۂ فرائضی مدعیات کے اشیاے مذکورہ مین سے اور دو گواہ اوپر خرید نے مورث مذکور کے ہر دو زنجیر فیل بروپیہ خود اور فوت ہونے اُسکے کے گذاری مگر بیان ان دونون گواہون خرید کا متفق اوپر ایک قیمت کے نہین ہے ایک گواہ خرید ایک قیمت سے بیان کرتا ہے اور دوسرا دوسری سے اور کوئی گواہ سوا اُن دو گواہون کے جو نسبت ہر دو زنجیر فیل کے گذارے ہین نسبت باقی اسباب کے بہ ثبوت ملکیت مورث کے پاس مدعیات کے نہین اور زید نے جواب و دفع دعوی مین انکار ہونے اشیاے مذکورہا سے ملک مورث کی اور ہونا ملک اپنی اور اقرار مورث کا حالت صحت مین ساتھ ہونے ان اشیاء کے ملک زید کی نہ اپنی تحریر کیا اور اس اقرار مورث کو بخوبی گواہی گواہون سے ثابت کر دیا پس بموجب اس روایت عالمگیری کے

و فی فتاوی رشید الدین ادعی میراثا من ابیہ واقام بینۃ واقام المدعی علیہ بینۃ ان اباک اقر حال حیاتہ انہا ملکی یسمع ہذا الدفع فلو اقام المدعی بینۃ انک اقررت ان ہذہ الدار ملک ابی دفعہ یقبل ہذہ الدفع ایضا و قد تعارضت الدفعان فتقبل بینۃ الارث بلا معارض انتہی حاکم اشیاے مذکورہ کو ترکۂ مورث قرار دیکر حصۂ فرائضی مدعیات کو انھین سے دلوا سکتا ہے یا نہین بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب صورت مسئولہ مین حاکم اشیای مذکورہ مین سے حصہ فرائضی مدعیات کو نہین دلوا سکتا اسلیے کہ اس روایت سے تو بخوبی یہ امر واضح ہے
کہ اقرار مورث کا جو ثابت کیا مدعی علیہ نے اپنے گواہون سے اپنے حق مین اور اقرار مدعا علیہ کا نسبت
میراث ہونے شئے مدعی بہ سے جو ثابت کیا مدعی نے اپنے گواہون سے دونون بسبب تعارض
کے ساقط ہونگے اور اصل گواہ میراث کے مقبول و معتبر ہونگے پس اب جاے لحاظ یہ امر ہے کہ جبکہ
اقرار مورث اور اقرار زید ہر دو بموجب روایت ہذا کے ساقط ہو گئے پس ثبوت دیگر میراث کا
اور گواہون سے ہے یا نہین پس وہ نہین ہے اسواسطے کہ نہونا دیگر گواہون میراث کا نسبت
مکانات وغیرہ سوای ہر دو زنجیر فیل کے تو اظہر من الشمس ہے باقی نسبت ہر دو زنجیر فیل کے سو
انکا میراث ہونا بھی ان دو گواہون سے ثابت نہین ہے بسبب نہونے نصاب شہادت کے اوپر
ایک قیمت معین کے قال فی الہدایۃ ومن شہد لرجل انہ اشتری عبدا من فلان بالف وشہد آخر انہ
اشتری بالف وخمسمأتہ فالشہادۃ باطلۃ لان المقصود اثبات السبب وہو العقد یختلف باختلاف
الثمن فاختلف المشہود بہ ولم یتم العدد علی کل واحد ولان المدعی یکذب احد شاہدیہ وکذلک اذا کان
المدعی ہو البائع ولا فرق بین ان یدعی المدعی اقل المالین او اکثرہما لما بینا انتہی پس جبکہ کسی شئے کی ثمن
اشیاء مذکورہ سے ثبوت ترکۂ مورث نہوا تو انمین سے حصۂ فرائضی مدعیات مجردہ کو دلوانا شرعا
اصلا متصور نہین فقط واللہ سبحانہ تعالی اعلم۔ المجیب محمد عبد القادر عفی عنہ۔ بے شبہ یہ روایت
عالمگیری واسطے دلوانے حصۂ فرائض کے صورت مسئولہ مین کافی نہین فقط العبد امداد حسین عفی عنہ

اصاب من اجاب واللہ اعلم بالصواب | محمد عنایت اللہ خان | قد صح الجواب واللہ اعلم بالصواب

فی الواقع بمقتضای روایت عالمگیری صورت مذکورہ مین بدعوی اقامت بینۂ میراث ... میراث
نہین ملسکتا ہے واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

مرسلہ مولوی افضل حسین خان صاحب تلمیذ مولوی سعد اللہ و مولوی احمد علی از رامپور بماہ رجب سنہ ۱۲۹۱ ہجری

استفتا ۱۶۴ کیا فرماتے ہین علماے دین اس صورت مین کہ ورثۂ زید نے عمرو پر دعوی زر متروکۂ مورث کا
کیا عمرو نے جواب مین کہا کہ ہسقدر روپیہ مین نے مدعی کو اور اسقدر مدعی کی مورث کو دیدیے اور اسنے حصر حلف پر
کیا ہو مدعی نے گواہان اقرار مدعا علیہ و بر وجوب مدعا بہ کی بعد زمانۂ ایصال کے سنا دیے اور مدعا علیہ نے گواہ
مدعی سے حلف بالعلم نسبت نلینے مولی کی بعض مدعا بہ کو بموجب روایت عالمگیری کے جو کتاب القضا مین ہے لینا چاہتا ہے

پس آیا اسپر حلف واجب ہے یا نہین

ہوالمصوب ہرگاہ مدعی نے گواہان اقرار مدعی علیہ وجوب عاپر بعد زمانۂ ایصال لکھنا دیئے دعوی مدعا علیہ کا بابت ایصال کے مندفع ہوگیا پس اب اسکو استحقاق حلف کا باقی نرہا تنقیح الفتاوی الحامدیہ مین ہے کما یصح الدفع کذلک یصح دفع الدفع انتہی وفیہا ایضا ان ادعی الایفاء قبل الاقرار لا یقبل انتہی واللہ اعلم حررہ ابو الحسنات محمد عبد الحی عفی عنہ

استفتا ١٦٥ چہ می فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ شیخ سبحانی و شیخ بدا و شیخ عبد اللہ تینون حقیقی بھائی تھے اور بعد وفات شیخ سبحانی و شیخ بدا دو بھائی کے شیخ رمضان و شیخ یوسف پسران شیخ بدا مذکور نے زمین کو ملکیت خاص اپنے بزرگان کی قرار دیکر بدست شیخ عبد الغفور و شیخ جمن کے بیع قطعی کر ڈالا اور شیخ عبد اللہ مذکور برادر مورثان کے پوتے احمد و محمود نابالغان نے اُن بیعنامون پر گواہی کردی اور اُسکو عرصہ بیس برس کا گذرا پھر اُسمین سے جب کچھ زمین کسی طور پر اختیار مین وارثان شیخ سبحانی و شیخ بدا دو برادران کے آگئی تو اُسمین ورثا شیخ عبد اللہ تیسرے بھائی کے یہ دعوا کرسکتے ہین یا نہین کہ جو زمین مذکور ہمارے خاندان والون مین پھر آگئی ہے اُسمین بمقدار حصہ شیخ عبد اللہ ہمارے مورث کی جو شیخ عبد اللہ کو بطور عصوبت کے متروکہ شیخ سبحانی سے پہونچتا تھا ہمکو پانا چاہیئے دوسرے بعد وفات شیخ عبد اللہ مذکور کے صرف اُسکے دو پوتے محمود و احمد نابالغ جنکا باپ روبروی عبد اللہ مذکور کے مرگیا تھا وارث شیخ عبد اللہ مذکور کے عصوبۃ ہوئے لیکن اُن نابالغون کا کوئی ولی آبائی یعنی باپ و دادا و دادی و چچا وغیرہ باقی نہین رہا تو اُن نابالغون کی مادر مسماۃ فتحو بی بی ولیہ قریبہ نابالغان مذکور کے شرعا ہوگی اور اُسکو بولایت اپنے پسران نابالغان کے اختیار انتقال جائداد پسران نابالغان مذکور کا واسطے اُنکی پرورش کے بایام رضاعت و حضانت حاصل ہوگا یا نہین و شرعا میعاد ایام رضاعت و حضانت کے کیا ہے تیسرے فتحو بی بی نے بولایت اپنے پسران نابالغان محمود و احمد کے جو زمین بدست روشن و جوہر وغیرہ خریداران کے بیع کر ڈالی اور اُسپر خریداران مذکوران نے تعمیر مکانات کی کرلی اور اُسکو عرصہ بیس برس کا گذر گیا اب اتنے عرصہ کے بعد جو شیخ باسط علی نے بیعنامہ حق محمود و احمد نابالغان مذکور کا بابت زمین مذکور کے لکھوا لیا تو وہ دعوی واسطے انہدام و دور کرانے تعمیرات مذکور اور خالی کرانے زمین مبیعہ کے

تعمیرات مذکورہ کے بقدر حصہ محمود و احمد نابالغان مسطورین کے کر سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا

اور اضرار اہل اسلام میں جائز ہے یا نہیں۔ الراقم محمد احمد اللہ ساکن محلہ عالم شہر جونپور

ہو المصوب جواب سوال اول اس صورت میں دعویٰ وارثان شیخ عبد اللہ کا ساقط

ہے اشباہ والنظائر میں ہے الرابعة والعشرون سکوته عند بيع زوجته او قريبه عقارا اقرار بانه ليس له

على ما افتى به مشائخ سمرقند انتهى اور بھی اسمیں ہے الخامسة والعشرون رآه يبيع ارضا او دارا فتصرف

فيه المشتري زمانا وهو ساكت يسقط دعواه انتهى اور حاشیہ اشباہ میں ہے في البزازية جعل الفتوى

على عدم سماع الدعوى في القريب والزوجة انتهى اور تنقیح فتاوی حامدیہ میں ہے المسئلة في كثير

من المعتبرات كالتنوير والكنز والملتقى والبزازية والولوالجية وعبارتها رجل تصرف زمانا في ارض ورجل

آخر رأى الارض والتصرف ولم يدع ومات على ذلك لم تسمع بعد ذلك دعوى ولده انتهى

جواب سوال دوم ولایت مالی مادر کو حاصل نہیں اور بیع و شراء وغیرہ اُسکی نافذ نہیں مگر یہ

کہ کوئی ولی مالی اذن دیوے یا خود طفل بعد بلوغ کے اُسکے تصرف کو جائز کرے جامع الفصولین

میں ہے الولاية في مال الصغير الى الاب ووصيه ثم وصي وصيه ولو بعد فلو مات ابوه ولم يوص فالولاية الى

ابيه الاب ثم وصيه ثم وصي وصيه فان لم يكن فالقاضي ومن نصبه انتهى اور فتاوی عالمگیریہ میں ہے

الام اذا رهنت مال طفلها فانه لا يجوز الا ان تكون وصية او تكون ماذونة من جهة من يلي الطفل انتهى

جواب سوال سوم ہرگاہ محمود و احمد نے بعد بلوغ کے تصرفات مالیہ اپنے مادر کو جائز رکھا

اور تصرفات خریداران سے کچھ تعرض نکیا اب اتنے عرصہ کے بعد دعویٰ باسط علی کا مسموع نہوگا

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتاء چہ میفرمایند علماے دین و مفتیان شرع متین اندرین صورت کہ زمینے یا مکانے

از پشتہا پشت و صدہا سال بقبض و تصرف زید است گاہے پدر و جد بکر و پدر و جد الجد خالد نوعی

و بوجہ من الوجوہ از و متعرض و مزاحم نگشتند حالا بکر و پدر خالد و خود خالد مذکور بغیر اطلاع و آگاہی زید و

بحمایت و تقویت و مشاورہ یگان یگان خود ہا بالا بالا جملہ کارروائی تحریری و تقریری غیر شرعی

حسب مطلب خود ہا کردند تا یک مدت مدید از و نہ خود خبر شدند و نہ زید را خبر نمودند من بعد آن

بجملہ ہمان کارروائی و تقویت یگان یگان خویش بکر و خالد مدعی دار ملکیت خود گردیدند کنہیہ

اشیا از ملک مورثان ما است و فلان فلان کارروائی بگواهی فلان فلان مردم موجوده ثبت
خود یا داریم زید میگوید که بدون اطلاع و آگاهی و بغیر مشاوره و عدم ثبت گواهی من که او شما
یکجا بوده باشید داریم اینهمه کارروائی شمایان شرعا جائز نخواهد شد و من برین شیٔ نسلا بعد نسل هم
از مورثان خود قابض و متصرف هستم ندانم که مورثم برین شیٔ چگونه قابض شدند که تا حال کسی از مورث
شمایان مزاحم نگشتند و بالکل عمل درآمد مورثم و من مانده دوم اینکه علاوه قبض و تصرف صدها سال هم
بموجب فلان وثیقه اقراریم موسومه فلانے که قبل ازاینهمه کارروائی شما جاری شده بود بوجه ثبت
گواهی خاص و دستخطی بکر و پدر خالد مذکور بر وثیقهٔ مذکوره صاف و صراحةً ملکیت من درین شیٔ متحقق
و ثابت می شود اگر بالکل ملک مورثان شما میشد نه گواهی خود یا میکردند و نه از چاره جوئی عدالتها
و نجاپتتا باز میماندند بکر و خالد میگویند که مایان و مورثان مایان ناخوانده هستیم مایان چه دانیم
که درین تحریر چیست زید گفت که اینجا شخص خوانده و ناخوانده بقول شخصی که نادان هم بکار خود هوشیار
مطلب خود را خوب میدانند و شما و پدر خالد را ولا از من حرف بحرف وثیقه را شنیده بعده گواهی خود را
ثبت کرده بودید بالفرض ناخواندگی و نافهمی شمایان بمصداق تیر از کمان جسته باز نمی آید نوشته
خویش و دست بریده خود را چه میتوان کرد پس شرعا اینهمه کارروائی و دعوی شمایان باطل و نامسموع
و در محفل ارباب منصفان و عادلان سند نخواهد بود اکنون سوال سائل ازین معنی ست که در صورت
قبضهٔ قدیمه زید و ثبت شدن گواهی بدستخط خاص بکر و پدر خالد بر وثیقهٔ اقراری زید ثبوت ملکیت
زید به نسبت شیٔ متنازعه بعد قبضهٔ صد ساله می تواند شد یا نه و کارروائی تحریری و تقریری
بکر و پدر خالد و خود خالد مذکور بدون اطلاع و آگاهی و بغیر مهر و گواهی زید شرعا جائز خواهد شد یا نه انچه از رو
کتب فقه حکم مفتی به متحقق شود بقید عبارت و نام کتاب و بمهر و دستخط خاص خود ارقام فرمایند بینوا توجروا

هو المصوب درین صورت دعوی بکر و پدر خالد و خالد بر زید قابل سماعت نیست در

تنقیح الفتاوی الحامدیه می نویسد قال فی فتاوی الولوالجی رجل تصرف زمانا فی ارض آخر ورجل آخر
رأى الارض والتصرف ولم يدع ومات على ذلك لم تسمع بعد ذلك دعوى ولده فترك فی ید المتصرف
لان الحال شاهد در رایت فی فتاوی الغزی صاحب التنویر سئل عن رجل له بیت فی دار یسکنه
مدة تزيد على ثلاث سنوات وله جار بجانبه والرجل المذكور تصرف فی البیت هدما وعمارة مع اطلاع جاره علی تصرفه

فهل اذا ادعی البیت او بعضه تسمع دعواه ام لا اجاب لا تسمع دعواه علی ما علیه الفتوی انتهی واللّٰه اعلم

حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللّٰه عن ذنبه الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

کتاب القضا

استفتا ۱۶۷ بسم اللّٰه الرحمن الرحیم ما قولهم ایها العلماء السادات فی الرجال المنصوبین المقررین فی کل بلدة او قریة او محلة من محال البلدة علی وظائف آبائهم من امامة وخطابة وتعلیم الایجاب والقبول فی مجلس النکاح وکتابة لدفتر النکاح وتشییع للجنازة وصلوة علیها وغیر ذلک ولیس لهم علم الا لبعض منهم کما هی عادة دیارنا فهل یکونون بذلک النصب والتقریر العادیین قضاة وهل یجوز لهم تزویج الصغار الایتام واقامة الجمع والاعیاد بینوا توجروا

هو المصوب انهم لیسوا بقضاة لان القاضی انما یکون قاضیا فی البلاد التی تحت حکم السلطان بالتقلید من ذلک السلطان کما فی الدرر وغیره واما فی بلاد الغلبة انما یکون قاضیا بتراضی المسلمین واتفاقهم علی احد منهم قال فی رد المحتار ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین فیجب علیهم یجعلونه والیا مسلما منهم انتهی فیجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منهم یجعلونه والیا فیولی قاضیا ویکون هو الذی یقضی بینهم لا فیما بینهما فاذا علمت ما ذکرنا فلم یوجد ذلک فی المذکورین فی السوال و انما هم مقررون علی وظیفة آبائهم بالعادة فلا یکونون قضاة فلا تصح فی بلاد الغلبة اقامتهم الجمعة الا باذن القاضی او الوالی المتفق علیه من اهل البلدة لما قال فی رد المحتار لا تصح اقامتها الا لمن اذن له السلطان بواسطة او بدونها اما بدون ذلک فلا انتهی والوالی ههنا کالسلطان فلا تصح اقامتها بدون اذنه ثم ان الاذن من السلطان انما یشترط فی اول مرة فاذا اذن باقامتها لشخص کان له ان یاذن لغیره کما فی رد المحتار فلا یجوز اقامتها لکل خطیب الا من نصبه السلطان او من اذن له فکذا ههنا والعید کالجمعة لان صلوة العید تجب علی من تجب علیه الجمعة بشرائطها سوی الخطبة کما فی در المختار وغیره فاذا لم تصح للمذکورین فی السوال اقامة الجمع والاعیاد فلا یصح لهم تزویج الصغار الایتام واما الوالی والقاضی المتفق علیه فی بلاد الغلبة فهل یملک تزویج الصغار الایتام فلم اره صریحا لکن ظاهر ما مر من انه یجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منهم یجعلونه والیا فیولی قاضیا ویکون هو الذی یقضی بینهم انه یملکه واللّٰه تعالی اعلم وقال فی رد المحتار اذا ولی الکافر علیهم قاضیا

(حاشیہ: از ترچناپلی [illegible] مرسلہ [illegible] صاحب)

ورضیه السلطان صحت تولیته بلا شبهة انتهی فیجوز اقامة الجمع والاعیاد وتزویج الایتام بذلک القاضی
بشرط رضی المسلمین به ثم ینبغی ان یکون القاضی موثوقا به فی عفافه وعقله وصلاحه وفهمه وعلمه
بالسنة والآثار ووجوه الفقه ولا یکون فظا غلیظا جبارا عنیدا لانه خلیفة رسول الله صلی الله علیه
وسلم کما فی الدرر وغیره فاذا علمت ما ذکرنا فیجب ان یجتهد ویلتمس اهل کل بلدة والیا وان یتفقوا علیه
حتی یقیم به الجمع والاعیاد ویزوج الایتام وجاء فی الحدیث من مات ولم یؤل علی نفسه اماما مات
موتة جاهلیة فلم یخف ان کل بلدة وقریة فی بلادنا لم تخل من وال ورئیس فی الزمان
المتقدم لکن فی هذا الزمان وقع بین اهلها التخالف والافتراق ولم یوجد القضاة الا نادرا فینبغی
ان یجتمعوا ویتفقوا علی وال واحد حتی یقیم به الجمع والاعیاد ویزوج الایتام لان الوالی کالسلطان
فلا یجوز السلطان الا واحد الا انه جاء فی الحدیث اذا بویع الخلیفتین فاقتلوا الآخر منهما فکذا الوالی
فلیجتنب عن الوالی الآخر والله تعالی اعلم بالصواب کتبہ احقر العباد شیخ یوسف بن قادر احمد عفی عنہما

صح الجواب والله اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۱۱۲۵] بسم الله الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے
بکر کو روپیہ بلا سودی قرض دیا بکر نے روپیہ بعد وعدہ گذر جانے کے باوجود تقاضا ادا نہ کیا
جب زید روپیہ وصول ہونے سے مایوس ہوا مجبور ہو کر عدالت انگریزی میں دعوی کیا اور مجبورانہ
عدالت انگریزی میں حسب قواعد مجریہ عدالت مذکور روپیہ اسٹامپ میں خرچ کیا عدالت مذکور نے
بحق روپیہ زید کا مع خرچہ دلا پایا پس زید کو زر خرچہ کہ جسکو اسنے علاوہ روپیہ مستقرضہ کے
بحالت مجبوری بسبب خلاف وعدگی بکر کے اپنے پاس سے صرف کیا تھا اور حاکم وقت نے اسکو دلایا ہے
بکر سے لینا درست ہے یا نہیں اور جو درست نہیں ہے تو حکم ربوا میں ہے یا نہیں اور اگر ایسا زر خرچہ لینا
حرام ہے تو اس صورت میں وصول روپیہ کا طریقہ عرض کو مستقرض سے شرعا کیا ہوگا بینوا توجروا
ہو المصوب زید کو شرعا زر خرچہ ما علیہ سے لینا درست نہیں ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبہ الجلی والخفی
محمد عبد الحی ابو الحسنات

صح الجواب کتبہ خادم اولیاء الکرام محمد ابراہیم غفر له الصمد الکریم
محمد ابراہیم

صح الجواب والله اعلم حررہ ابو الاعیا محمد نعیم ... رجب [illegible]

الجواب صحیح کتبہ ابوالکرم محمد اکرم تجاوز اللہ تعالی عما جرم ۵ رجب سنہ ۱۳۱۰ ہجری

صح الجواب حررہ نظام الدین احمد عفی عنہ الجواب صحیح واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد عبدالوہاب عفی عنہ محمد عبدالوہاب

۱۲۹ استفتا عالمگیری کتاب ادب القاضی آخر الباب الحادی عشر جلد ثالث صفحہ ۱۲۴ چھاپہ کلکتہ واختلف العلماء فی اجرۃ الشخص بعضھم قالوا ہی فی بیت المال وبعضھم قالوا علی المتمرد کذا فی الذخیرۃ ہو الصحیح کذا فی فتاوی قاضیخان - اما مؤنۃ الموکل وہو الشخص الذی یامرہ القاضی بملازمۃ المدعا علیہ لاحضارہ ذکر القاضی الامام صدر الاسلام انہا علی المدعا علیہ وعلیہ بعض الفقہاء وبعض مشائخنا علی انہ علی المدعی وہو الاصح - رد المحتار یعنی حاشیۂ شامی کتاب القضا جلد رابع صفحہ ۴۱۳ چھاپہ ہندوستان قبیل فصل حبس عبارت درمختار برحاشیہ واجرۃ المحضر علی المدعی ہو الاصح بحر عن البزازیۃ وفی الخانیۃ علی المتمرد ہو الصحیح - عبارت شامی (قولہ اجرۃ المحضر) بضم اولہ وکسر ثالثہ ہو من یحضر الخصم - وعبارۃ البحر کذا فی البزازیۃ ویستعین باعوان الوالی علی الاحضار واجرۃ الاشخاص فی بیت المال وقیل علی المتمرد فی المصر من نصف درہم الی درہم فی خارجہ لکل فرسخ ثلاثہ دراہم او اربعۃ ان سب عبارتون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شرع مین کسیقدر خرچہ جیسے اجرای المحضر کا بالکل رکھا گیا ہے اوسوقت بھی تھا اور جسقدر خرچہ قلیل یا کثیر تھا بصورت تمرد مدعا علیہ کے مدعا علیہ پر بار ہوتا تھا پس اس زمانہ مین بھی یہ دلست درای ناقص مین مقتضیہ کو تفقہ اور ایک امر اچھا و کرنا ضرور ہے کہ بعض اشخاص روپیہ قرض لیتے ہین باوجودیکہ یقینی جانتے ہین کہ بصورت نالش کے خرچہ یقینی پڑیگا و بصورت تمادی کے پھر نالش نہین ہوسکیگی تو ایسی صورت مین جو کچھ خرچہ پڑا وہ اوس مدعا علیہ کے سبب سے پڑا ہان اگر تمرد نہو اور ادا کرنے کو کہتا ہو بسبب ناداری کے ادا نہو سکے تو اوس صورت مین ہرگز خرچہ نہ لینا چاہیے اور جس صورت مین ادا کی استطاعت ہے اور صرف واسطے ایذای مدعی کے نہین دیتا ہو یا نیت ہضم کی ہو اور مدعی بدرجہ مجبوری کے عدالت مین آوے تو اوس صورت مین ہماری رائے اسی طرف جاتی ہے کہ البتہ مدعا علیہ سے خرچہ خرچہ دلوانا چاہیے اور اسکی بابت مین اور بھی بہت سی عبارتین ہین مگر اس جلدی مین سبکو مین لکھ نہین سکتا مگر بعض عبارت کتاب فتاوی مختار الاخبار سے لکھی جاتی ہے ورق ۲۴۶ سطر اول کتاب فتاوی مختار الاخیار قلمی کتبخانہ مولوی عبد کے

وگاہ قاضی نشان فرستد از برای احضار مدعا علیہ و بر وے عرض کنند وی امتناع کند و ثابت
شود نزد قاضی امتناع وے و پیادہ سوی وی فرستد پس مؤنۃ پیادہ در ابتدا بر مدعی ست
وچون مدعی علیہ امتناع کرد محتاج ثانیہ پیادہ فرستادن شدان ہنگام مؤنۃ پیادہ بر مدعا علیہ است
واین استحسان ست کہ میل کردہ اند بدان از برای زجر وی۔ پس یہان سے بھی معلوم ہوا
کہ ثانیا پیادہ بسبب مدعا علیہ کے گیا اور دوبارہ جو پیادہ کا خرچہ ہوا اسکا سبب مدعی علیہ ہوا
لہذا اس صورت مین زجراً بقیاس استحسانی مدعی علیہ سے خرچہ لیا گیا پس جس صورت مین
کہ اس زمانہ مین مدعا علیہ تمرد کرے اور اوسکے سبب سے خرچہ پڑے تو دلیل استحسانی کا
یہی اقتضا ہوتا ہے کہ مدعا علیہ کو دینا چاہیے ہان اسقدر البتہ ہے کہ زمانہ سابق مین خرچہ
وغیرہ کم تھا اور اس زمانہ مین زائد ہے مگر انگریزون نے یہ اسٹام وغیرہ جو رکھا ہی در حقیقت
اجرۃ قضا کے رکھا ہے اور اجرت قضا کی سابق مین بھی لینا بعض صورت مین درست
معلوم ہوتا ہے چنانچہ صفحہ ۴۵ کتاب مختار الاخبار قلمی مذکور مین ہے و امام خواہر زادہ از اول
کتاب قسمت آوردہ کہ اگر مؤنۃ قاضی از بیت المال کفایت نمیکند مراو راست کہ اجرت گیرد و قسمت
واز کتاب محیط نقل کرد کہ جائز ست مر قاضی را کہ اجرت قسمت گیرد اما مستحب آنست کہ چیزے نگیرد
و تمرتاشی گفتہ کہ اجرت بقدر رنج گیرد و از برجانی صغیر سوال کردند در مقدار اجرت قسام کہ مثلا
در چند دینا چند ست جواب نوشت کہ درین تقدیر شرعی نیست و در خزانۃ الواقعات گفتہ
کہ مختار آنست کہ حلال ست قاضی را اخذ اجرت بر کتاب قسمت و از آداب القاضی محیط نقل کردہ
کہ چون قاضی خواہد کہ کتاب محاضر و سجلات بنفس خود کند و بر آن مزد بگیرد جائز ست و آن
مقدار ... بگیرد کہ غیر او بگیرد و کذا فی الخلاصۃ و اما مقدار اجرت از شیخ الاسلام ابو الحسن سعدی
سوال کردند گفت وثیقہ اگر ... باشد کہ رسید باشد بہزار درہم در وے پنج درہم ست و اگر
دو ہزار درہم باشد در وی دہ درہم ست ہمچنین تا دہ ہزار کہ در آن پنجاہ درہم ست بعد از آن
دو ہزار درہم کہ بود ہ ہزار زیادہ میشود دہ درہم ست و اگر وثیقہ کمتر از ہزار درہم باشد اگر آن مقدار
مشقت دارد کہ بر وثیقہ ہزار درہم در آن نیز پنج درہم ست و اگر ضعف آن مشقت دارد در آن
دہ درہم ست الخ پس ان عبارتون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضون نے کہا ہے کہ اگر

بیت المال سے مؤنۂ قاضی کفایت نکرے تو مقدمات تقسیم وغیرہ مین اجرت لیگا و تمرتاشی کی راے
ہے کہ اجرت بقدر محنت کے لیگا و برجانی صغیر کی راے ہے کہ اسمین کوئی مقدار شرعی مقرر نہین
ہے پس اس زمانہ مین تو بیت المال نہین ہے اور اجرت جملہ مقدمات کی حکام نے اپنی راے
سے رکھی ہے اسمین مقدار شرعی بھی نہین ہے جیسا کہ برجانی نے لکھا ہے اور بعضون نے
مثل شیخ الاسلام ابوالحسن کے لکھا ہے کہ باعتبار مال کے ہے تو ویسا اس زمانہ مین
حکام نے بھی رکھا ہے کہ فی سیکڑہ اسقدر پس گو ہر صورتون سے شرع مین نہ ملے
لیکن بعض صورتون پر قیاس کرکے کہسکتے ہین کہ یہ اجرت لینا حکام کا بالکل بے اصل بھی
نہین ہے بلکہ شریعت مین بعض بعض صورت مین اجرت قضا کی ملتی ہے اگرچہ مین ان سب
عبارتون کو دیکھکر اپنی طرف سے کچھ فتوی نہین دیتا ہون لیکن مستفتی کو چاہیے کہ ان سب
عبارتون مین غور کرکے مفتی کو خوب متوجہ اسطرف کرے اور اس زمانہ کے حالات وقانون
سے کماینبغی مفتی کو آگاہ کرے تو عجب نہین کہ بصورت تمرد کے راے مفتی کی ہوجائیگی کہ مدعا علیہ سے خرچہ لیا جاوے

ہوالمصوب دربارۂ خرچۂ عدالت جو کہ حکام نے مقرر کیا ہے ظاہر ہے کہ وہ اجرت قضاۃ
نہین حکام فیصلہ کنندگان کو وہ بعوض فیصلہ نہین ملتا ہے بلکہ اونکی تنخواہ سرکار سے مقرر ہے
قطع نظر اسکے اسمین بعض خرچ وہ ہے کہ یقینا مدعی پر لازم ہے جیسے اجرت وکیل وفیس
وغیرہ پس اس قسم کا خرچ کیونکر مدعی علیہ سے لیا جاسکتا ہے و اتلاف حصول فیہ پر مخفی نہین
کہ مسبب پر ضمان وغیرہ لازم نہین آتا ہے تمرد اوسکا اور باوجود استطاعت کے
قرض ادا نکرنا موجب گناہ کا ہوگا نہ موجب تاوان وغیرہ کا فقہا جو بعض صورتون مین مدعی علیہ
متمرد پر اجرت پیادہ کا وجوب لکھتے ہین وہان متمرد سے یہ مراد نہین کہ ادا دین مین تکلف
کرے یہانتک کہ مدعی مجبور ہوکے نالش کرے بلکہ مراد وہ ہے جو دارالقضا مین حاضر نہووے
وجوب کسیقدر صرف کا ذمہ مدعی علیہ خود ہی مختلف فیہ بین الفقہا ہے اگر وجوب اسکا
مدعی علیہ پر صحیح بھی ہو تو وہ بھی نظیر ما نحن فیہ کی نہین ہے واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ پچوان مین یہ دستور تھا کہ شخص

کوئی کام ناشائستہ کرتا تھا اوسکو برادری سے خارج کردیتے تھے اور اوس سے جرمانہ لیکر
برادری مین شریک کرتے تھے اور اوس جرمانہ کو لیکر سب پنچ برادری ملکر شیرینی وغیرہ کھا لیتے تھے
پس یہ جرمانہ لینا اہل برادری کو بسبب کار ناشائستہ کرنے کے درست ہی یا نہین اور کھانا جرمانہ کا درست ہے یا نہین

ہو المصوب یہ جرمانہ لینا واسطے تنبیہ کے درست ہی واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات)

کتاب الشہادۃ

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس صورت مین کہ زید کا دروازہ ہے
کہ جو اسکا زمین عمرو مین واقع ہے عمرو وہ دروازہ بند کرنا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ دروازہ
جدید ہے اور حق مرور زید کا اس زمین مین ثابت نہین ہے اور زید کہتا ہے کہ دروازہ میرا
قدیم ہے اور حق مرور ثابت ہے اور دونون کے گواہ اپنے اپنے دعوے پر ہین آیا اس
صورت مین گواہ زید کے نفی کے ہین یا نہین اور اگر گواہ نفی کے نہین ہین تو پھر گواہان
عمرو پر ترجیح رکھتے ہین یا نہین بینوا توجروا

الجواب صورت مسئلہ مین گواہ عمرو کے اولی و لائق قبول ہین اسواسطے کہ گواہ مذکور
مثبت امر حادث ہین یعنی جدید ہونے دروازہ کے ہین اور جو گواہ کہ مثبت امر حادث ہوتے
ہین اونکو تقدیم ہے اوپر گواہان مثبت امر قدیم کے بموجب روایات معتبرات کتب فقہ
اور قواعد اصول فقہ کے کہ وہی جواب ہین فتاوی قنیہ کے باب بینتین متضادتین مین

... فی طریق العامۃ فزعم غیرہ انہ محدث وزعم صاحبہ انہ قدیم ولقاہ البینۃ فالبینۃ
بینۃ من یدعی انہ محدث اور فتاوی الانقرویہ کی فصل ترجیح بینہ مین تحریر ہے قال احد الجارین
للآخر ہذا اسباط الذی ... محدث وقال الآخر کان کذلک فی القدیم فالقول للمدعی لکونہ متمسکا
بالاصل (د) البینۃ من یدعی انہ محدث (ہم اعلی حکمہ) قال رضی اللہ عنہ والصحیح ہو الاول انتہی
اور تنقیح الفتاوی الحامدیہ مین تحریر ہے فی رسالۃ الحجج والبینات ان الاصل فی ترجیح البینۃ
علی ما ذکرہ الاصولی انما ہو کونہا مثبتۃ بخلاف النفی ... البینۃ انما شرعت لاثبات امر حادث

والیمین لا بحانہ علی ما کان فعلی ہذا بینۃ الحدوث تقدم واللہ اعلم اقول ان بینۃ الحدوث تقدم فی صورۃ السوال وکذا فی البنایۃ والکنف لما ذکر من التعلیل لموافق لما ذکر من التاصیل فان الحدوث امر عارض والقدم اصل فلہذا کان القول قول مدعیہ وبہ یکون البینۃ لمدعی الحدوث جاریا علی قواعد الفقہیۃ والاصولیۃ لاثباتہا خلاف الاصل بلا فرق بین الکنف وغیرہ اور فتاوی حمادیہ اور بحر الرائق مین بھی قاعدہ اصول مطابق قواعد مذکورہ بالا کے تحریر ہے ملک لانسان لا یکون فی ید غیرہ الا بعارض والبینۃ یکون علی مدعی العارض لا یکون علی صاحب الاصل علاوہ اسکے گواہون زید کی شہادت جو مندرج سوال ہے ناقص ہے مثبت دعوی حق مرور نہین ہے گواہون نے فقط وجود دروازہ کا قدیم سے بیان کیا ہے یہ نہین بیان کیا کہ زید کا حق مرور فلان زمین مین ہے حالانکہ بدون ایسی تصریح کے حق مرور ثابت نہین ہوتا یہان تک کہ اگر گواہ بیان کرے کہ فلان شخص کو دیکھا ہے کہ فلان زمین مین مرور کیا تھا تو بھی حق مرور ثابت نہین ہوتا جیسا روایت ہذا فتاوی عالمگیری سے ثابت ہے لو ادعی علی آخر حق المرور ورقبۃ الطریق فی دارہ فالقول قول صاحب الدار ولو اقام المدعی البینۃ انہ کان یمر فی ہذہ الدار ولم یستحق بہذا شیئا کذا فی الخلاصۃ روایت مذکورہ کی قریب تحریر ہے ولو شہد الشہود ان لہ طریقا فی ہذہ الدار جازت شہادتہم انتہی واللہ تعالی اعلم بالصواب اور فتوی گذرانیدہ زید مین مجیب نے زید کو خارج الید اور عمرو کو بنظر ملکیت رقبہ زمین کو ذی الید قرار دیکر زید کے گواہون کی اولویت تجویز کی ہے تجویز مذکور سراسر بے محل ہے اولویت گواہون خارج الید کے ذی الید سے جو کتب فقہ مین مذکور ہے وہ دعوی ملک مطلق عقار وغیرہ مین ہے یہان دعوی ملکیت عقار وغیرہ نہین ہے اور نہ نسبت ملکیت رقبہ زمین کے زید وعمرو مین اختلاف ہے بلکہ زید کو دعوی حق مرور کا زمین عمرو مین ہے اور نسبت حدوث اور قدم دروازہ کے آپس مین اختلاف ہے پس اس صورت مین اگر عمرو کو خارج الید کہا جاوے اور زید کو ذی الید تو بجا ہے نہ بالعکس اسواسطے کہ زید بذریعہ دروازہ کے متصرف زمین عمرو مین ہو گیا ہے تو زید ہی ذو الید ہوا لہذا اوسکے دست تصرف کا رفع عمرو نے حکام سے چاہا ہے اور اپنے گواہون سے تصرف عارضی اور حادث زید کا اثبات کرایا ہے فقط واقعی اس صورت مین گواہ زید کے گواہان عمرو پر ترجیح رکھتے ہین نزدیک اصحاب بزازیہ ودر خلاصہ وشرح وقایہ کے

واللہ اعلم فی البزازیۃ وان اختلفا فبرہن احدہما علی القدم والآخر علی الحدوث فبینۃ القدم اولی
انتہی وفی العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ اذا تعارضت بینۃ الحدوث والقدم ینبغی الخلاصۃ
بینۃ القدم اولی وذا العلائی فی شرح الملتقی ان بینۃ القدم اولی فی البناء انتہی مختصراً اور ترجیح نہیں
رکھتے ہیں نزدیک برہان بخاری اور برہان صاحب المحیط کے جیسا کہ صاحب قنیۃ المنیۃ لتتمیم الغنیۃ
نے نقل کیا ہے اور یہی حاوی زاہدی میں بھی منقول ہے فی العقود ونقلہ فی الحاوی الزاہدی
بالحرف معللاً بقولہ فالبینۃ بینۃ من یدعی انہ محدث لانہا تثبت ولایۃ النقض انتہی اور قول اخیر کو
صاحب عقود نے ترجیح دی ہے اور کہا ہے وبہ ظہر ترجیح ما فی القنیۃ والحاوی علی ما فی البزازیۃ والخلاصۃ
انتہی واللہ علیم بالصواب وعندہ ام الکتاب کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفرلہ العلی الرب الحکیم ۹۲ ص ۱۲
فی الواقع صورت مذکورہ میں گواہان عمرو کہ مدعی حدوث ہے گواہان زید پر ترجیح رکھتے ہیں
بحسب قول مرجح فقہائے محققین وموافق قواعد اصولیین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی -

استفتا ۱۶۷ چہ میفرمایند علمای دین درین صورت کہ نزاع میان زید وعمرو بحث
درین امر ست کہ زید میگوید کہ گواہان نفی متواتر در آن صورت شرعاً مقبول اند کہ کسان کوفہ
گواہی دہند کہ فلان کس در فلان سال در مقام کوفہ بود زیرا کہ این متضمن نفی بودنش در بصرہ است
نہ اینکہ چہل یا پنجاہ کسان شہر بصرہ گواہی دہند کہ فلان کس فلان سال در بصرہ نیامدہ بود
چہ این گواہی بر علم نیست بلکہ بر عدم علم آمدنش ہست و زید استدلال قول خود بروایت فتاوی
... میکند و عمرو این گواہی عدم علم را نیز جائز میگوید و استدلال قول خود بروایت
حموی ... میکند و میگوید کہ این گواہی بر عدم علم نیست بلکہ بر علم عدم آمدن فلان ست
پس قول و استدلال ... زید یا عمرو بینوا بالدلائل والتفصیل لکون الخواطر تسکنوا بہ اثم
توجروا باجر الجلیل - روایۃ فتاوی ہندیہ ... اذا ادعی رجلان ان فلانا طلق امرأتہ یوم النحر بالکوفۃ
واقام فلان البینۃ انہ کان فی ذلک الیوم حاجا بمنی فالبینۃ بینۃ المدعی ولا یلتفت الی بینۃ المدعی علیہ
... فشہدوا بذلک فیؤخذ بشہادتہم کذا فی الذخیرۃ انتہی روایۃ حموی قال فی المحیط
ان تواتر عند الناس ... عدم کونہ فی ذلک المکان ... لا تسمع الدعوی علیہ ویقضی بفراغ ذمتہ

ثم قال لانه یلزم تکذیب الثابت بالضرورة والضروریات مما لا یدخلها الشک انتهی

هو المصوب شهادت نفی در هر دو صورت خواه نفی معنی باشد و اثبات صورت مثل گواهی
باین طور که فلان کس در فلان سال در کوفه بود که متضمن نفی بودنش در بصره است خواه نفی
صریح باشد مثل اینکه گواهی دهند که در بصره نبوده مقبول نیست مگر بر تقدیری که امر مشهود
متواتر باشد خواه نفی صریح باشد یا نفی ضمنی درین صورت مقبول ست و روایت فتاوی
هندیه متضمن یک صورت و روایت حموی متضمن صورت دیگر ست در فتاوی بزازیه می آرد
شهدا انه استقرض من فلان فی یوم کذا فی بلد کذا فبرهن علی انه لم یکن فی ذلک المکان بل کان
فی مکان آخر لا یقبل لان قوله لم یکن فیه نفی صورة ومعنی وقوله بل کان فی کذا نفی معنی واصله
ما ذکر فی النوادر عن الثانی شهدا علیه بقول وفعل یلزم علیه بذلک اجارة او کتابة او بیع او طلاق
او عتاق او قصاص وقتل فی مکان وزمان وصفات فبرهن المشهود علیه انه لم یکن ثمہ یومئذ
لا یقبل لکن قال فی المحیط ان تواتر عند الناس وعلم الکل عدم کونه فی ذلک المکان والزمان لا یسمع
الدعوی ویقضی بفراغ الذمة لانه یلزم تکذیب الثابت بالضرورة والضروریات مما لا یدخلها
الشک وکذا کل بینة قامت علی ان فلانا لم یفعل ولم یقل ولم یقر انتهی و در در مختار می نویسد
شهادة النفی المتواتر مقبولة انتهی و در رد المحتار میگوید بخلاف غیره فلا یقبل سواء کان نفیا صورة
او معنی وسواء احاط به علم الشاهد او لا انتهی والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی -

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا: چه میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئله که زید بشرکت
و اعانت هفت کس عمرو را بآله جارحه عمدا قتل کرد و ورثائے عمرو مقتول پنج کس شهود معائنه
و اثبات پیش قاضی گذرانیدند شهود متفق اللفظ والمعنی ادائے شهادت کردند
علاوه برین قاضی نیز بر موقع قتل تشریف آورده از اهل محله و دیگر کسان
تحقیقات فرمود غرض که قتل کردن زید عمرو را بآله جراحت از دست خود و همراه
و مددگار بودن دیگر کسان ثابت گردید مدعی علیه مذکور پیش قاضی از قتل عمرو
انکار کرده [illegible]

سماعت فرموده شود و شرکا زید نیز اینچنین اظهار کردند این قول مدعا علیهم قبول قاضی نگردید
و گواهان نفی سماعت نفرمود چنانچه زید را القصاص رسانید و همراهیان زید را حبس هفت سال
و شش سال تجویز نمود باقی مدعا علیهم محبوس از تجویز قاضی ناراض گردیده در محکمهٔ دیگر درخواست
سماعت گواهان نفی تواتر نمودند پس درین حال که بوثوق شهادت پنج کس شهود معاینه و اثبات
قاضی قصاص زید کنانید و سماعت گواهان نفی مدعا علیهم نفرمود و بعد قضا تا کنون سماعت کردن
گواهان نفی تواتر بمقابلهٔ اینچنین گواهان معاینه و اثبات که از شهادت آنها قصاص زید گردیده
عند الشرع شریف قابل قبول است یا نه

هو المصوب هرگاه قاضی اول بوثوق شهادت و معاینه وغیره حکم قصاص وغیره داده و تعمیل
حکم آن هم کرده شد و مدعی علیهم قبل از آن بشهادت نفی متواتر که اظهار آن میسازند مرافعه
نکردند پس اکنون قول ایشان غیر معتبر و شهادت شان غیر مقبول خواهد گشت باقتضای عبارت
تنقیح الفتاوی الحامدیه در کتاب الدعوی فی الکافی فی کتاب الشهادة اذا تضمنت الشهادة نقض
قضاء ترد انتهی والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

استفتاء ۱۷۴ چه میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین صورت که دو کس گواهان
بمقدمهٔ قتل عمرو از دست زید و بکر بدون لفظ اشهد در محکمهٔ قضا شهادت دادند و از محکمهٔ موصوف
رخصت شدند و نیز گواهان کو بیان کرده اند که ما یان دیده ایم که یک حربهٔ تلوار اول زید بر سر
عمرو زد و یک حربهٔ شمشیر بعده بکر بر دست عمرو زد معاینه زدن شمشیر هر دو حربه از دست زید و بکر
در یک وقت بیان میکنند و این بیان نمیکنند که عمرو از دست زید و بکر بوجه صدمهای مذکور
هلاک شد بهمان وقت جان داد پس این چنین گواهی این گواهان لائق قبول است و ثبوت قصاص
بر زید که زدن از شمشیر اول بر سر عمرو گواهان بیان کرده اند است یا نه و قاضی را لازم است
که گواهان مذکور را طلب کرده بلفظ اشهد ثانیا ادای شهادت کنانید یا نه فقط بینوا توجروا

هو المصوب بیان کردن گواهان که مقتول از همان ضرب هلاک شده در شهادت قتل
ضروری نیست در فتاوی عالمگیریه مینویسد اذا شهدا شاهدان علی رجل انه ضرب رجلا بالسیف
فقتله ... [illegible] ... اشهد ... [illegible] ... شهدا انه مات من ذلک

ام لا فی الحمدود الخطاء کقوله ان شهدوا بذلک اشهادات من ذلک لم تبطل شهادتهم انتهی و در تنقیح الفتاوی الحامدیة نقلا عن البزازیة می نویسد لا یحتاج الشاهدان لقول اشهادات من جراحته انتهی لیکن لفظ اشهد

یا ترجمه که مفید معنیش باشد برای قبول شهادت ضروری است در در مختار می آرد و رکنها لفظ اشهد لا غیر انتهی و ابن عابدین در رد المحتار می آرد فلفظ اشهد بلفظ المضارع بالاجماع انتهی و شرنبلالی در رساله خود الاستفادة من کتاب الشهادة می نویسد من الشرائط لفظ الشهادة فلا یقبل بغیرها من الالفاظ کلفظ الاخبار والاعلام وان یکون بصیغة المضارع انتهی پس بنا بر هذه العبارات قاضی را لازم که شهادت بلفظ اشهد گرفته حکم سازد والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی

تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

استفتا چه می فرمایند علمای دین درین مسائل جوابات سوالات مفصله ذیل از روی حکم شرع شریف بینوا توجروا

اول این که زید میگوید که من برقتل عمرو در شهری که عمرو قتل شده نبودم بلکه فلان جا که ازین شهر دور است بودم که ازین معنی صدها کسان از عدم موجودگی من هنگام قتل عمرو درین شهر و موجودگی من بمقام دیگر واقف و شاهد اند پس این گواهان نفی متواتر را قاضی مسموع کند یا در صورت گمان صدق گواهان در قتل عمرو و گمان کذب قول زید گواهان نفی متواتر لائق سماعت شرعا نبوده اند دوم این که زید مذکور میگوید که گواهان مدعیان فاسق و فاجر اند و پیشه گواهی باجرت می کنند و سارق هم اند پس قاضی تزکیه این گواهان سرا یا علانیة کند یا نه

هو المصوب جواب سوال اول گواهان نفی متواتر را قاضی سماعت سازد شرنبلالی در رساله تحقیق الضیاء فی المخلص من الشهادات لتعارض البینة والاثبات می نویسد اجاب صاحب البحر البینة الشهادة باثم الحق فی الحکم العقوبة لاتسمع بینة النفی الا اذا تواترت فی العقوبة بان تواتر عند الناس عدم کونه فی ذلک المکان او الزمان لاتسمع الدعوی علیه ویقضی بفراغ الذمة انتهی و همچنین است در تنقیح الفتاوی الحامدیة وبزازیه جواب سوال دوم قاضی را لازم است که در گواهان قصاص تزکیه بدون طعن مدعی علیه سرا و علانیة کنانید چه جای که بوقت طعن مدعی علیه چنانکه در تنویر الابصار مذکور است و یسأل ان طعن الخصم سوال الحکم فی الکل و دائل سائل فی الحدود و القصاص انتهی والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا ۱۴۷ چہ می فرمایند علمائے دین دریں کہ زنے پردہ نشین دعوی عاریت دادن زیور بوساطت زنے دیگر پردہ نشین نمود و گواہانش بیان کردند فلاں مدعیہ از پس پردہ زیور خود بواسطہ فلاں زن فرستاد و مدعا علیہا آن را عاریت گرفت و آمدن مدعیہ و ایستادہ شدنش پس پردہ باقرار مدعا علیہا ہم بآوازش دانستہ بودیم و نیز در بیان مدت اعارہ ہفت ماہ و ہفت روز کم و بیش بیان کردند پس آیا شرعاً ایں چنیں گواہی بثبوت عاریت دادن مدعیہ زیور مدعا بہا را بمدعا علیہا دادہ است یا نہ بینوا توجروا

الجواب شہادت مذکورہ اصلاً صحیح نیست پس ثبوت عاریت دادن شرعاً نمی تواند شد چہ سماع از پس پردہ مجوز شہادت نیست مگر وقتے کہ بعلم الیقینی شاہد متعین گردد کہ پس پردہ سوائے آن گوینده دیگرے نیست و این چنین درین جا مفقود است قال فی العالمگیری لو سمع من وراء الحجاب لا یسعہ ان یشہد لاحتمال ان یکون غیرہ اذ النغمۃ تشبہ النغمۃ الا اذا کان فی الداخل وحدہ ودخل وعلم الشاہد انہ لیس فیہ غیرہ ثم جلس علی المسلک ولیس لہ مسلک غیرہ فسمع اقرار الداخل ولا یراہ لانہ یحصل بہ العلم وینبغی للقاضی اذا فسر لہ لا یقبلہ کذا فی التبیین انتہی ومثلہ فی الدر المختار وغیرہ من کتب الفقہ و آنچہ شہود گفتند کہ آمدن مدعیہ و ایستادہ شدنش پس پردہ باقرار مدعا علیہا ہم بآوازش دانستہ بودیم ایں امر برائے ثبوت عاریت کافی نیست زیرا کہ آمدن مدعیہ و ایستادہ شدنش پس پردہ عین عاریت دادن نیست و مستلزم آن نیست پس باقرارش ثبوت عاریت چسان تواند شد و شناخت آواز عند الفقہاء حجت کاملہ نیست و نیز گفتن شہود در بیان مدت اعارہ ہفت ماہ و ہفت روز کم و بیش موجب عدم صحت شہادت است کما قال فی العالمگیری

ولو ادعی الفا [illegible] دراہم وشہد الشہود ان لہذا المدعی علی ہذا المدعی علیہ دراہم [illegible] لا تقبل [illegible] الا اذا ذکر [illegible] دراہم لا یسمع دعواہ وکذلک اذا ذکر [illegible] فی المعقولی [illegible] قال [illegible] دراہم [illegible] لا یسمع دعواہ وکذلک اذا ذکر الشہود [illegible] الوجہ [illegible]

کذا فی الذخیرۃ انتہی واللہ اعلم العبد المجیب محمد امداد حسین عفی عنہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عدالت دیوانی مین دائر کیا اور منجملہ تین گواہون مدعیہ کے دو گواہون نے بالاتفاق حاکم عدالت کے روبرو اس خلاصہ بیان سے گواہی دی کہ عرصہ سوا سات مہینے تخمیناً کا ہوا اور تیسرے گواہ نے کہا کہ بمرور مدت سوا سات مہینے کم یا زیادہ کے مسماۃ عجوبہ نے موافق اس کہنے عمرو و بکر اصل مدعا علیہما کے کہ مدعیہ بیگم صاحبہ سے کہو کہ ہمین دو تین روز کے لیے اپنا زیور طلائی مستعار دیدین مدعیہ سے گھر کے اندر جاکے اندر سے اوسی قدر زیور طلائی لاکر عمرو مدعا علیہ کے ہاتھ مین دیا اور عمرو مدعا علیہ نے بکر کے ہاتھ مین دیا اور عجوبہ نے اوسیوقت اصل مدعا علیہما سے کہا کہ بیگم صاحبہ بھی اندر ڈیوڑھی کے موجود ہین جو کچھ وہ کہتے ہین تم سن لو چنانچہ مدعیہ نے باواز بلند مدعا علیہما سے کہا کہ مین نے یہ زیور اپنا تم کو عجوبہ اور امراؤ کے سبب سے عاریت دیا ہے اور ہمسے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ یہ معاملہ الیت کا ہے اوسوقت اصل مدعا علیہما نے بجواب کلام مدعیہ کے کہا کہ زیور آپکا دیا ہوا اوسی قدر قیمتی ہے جو آپنے ہم کو عاریت دیا اور بیان کیا ہے اور ہم لوگون سے کہا کہ تم گواہ رہو کہ ہمنے یہ زیور مدعیہ کا عاریت لیا ہے اور مدعیہ بیگم صاحبہ پردے مین تھین مگر عجوبہ مدعا علیہما نے اقرار کیا تھا کہ بیگم صاحبہ مدعیہ یہ کھڑی ہین اور عمرو و بکر اصل مدعا علیہما نے قول مدعیہ سنکر اونکو تسلیم کر لیا تھا کہ یہ بیگم صاحبہ مدعیہ ہین اور دو گواہ نے یہ بھی بیان کیا کہ پھر اصل مدعا علیہما نے بمرور عرصہ ڈیڑھ مہینے کم و بیش کے ہم سے کہا تھا کہ ہم وہی زیور مستعار لیا ہوا مدعیہ کا واپس دین گے فقط اور حاکم عدالت دیوانی نے اس گواہی کی بنیاد پر فیصلہ ثبوت عاریت کا مدعیہ کے حق مین صادر کیا لیکن ہنگام مرافعہ دوسرے مجوز نے اوس فیصلہ حاکم عدالت دیوانی کو لائق استرداد تجویز کیا اور گواہان مدعیہ کو بوجہ پردے مین بیان کیے جانے مدعیہ کے باوجود شناخت و تمیز و تسلیم و تعریف خود دونون اصل مدعا علیہما کے مدعیہ کی نسبت کہ یہ بیگم صاحبہ مدعیہ ہین اور تم لوگ گواہ رہو اور نیز بوجہ سوا سات مہینے کم یا زیادہ کہنے تیسرے گواہ کے جہالت مدت ظاہر کر کے نامقبول تجویز کیا فقط اب دریافت کیا جاتا ہے کہ آیا شرعاً اس صورت مین فیصلہ حاکم عدالت دیوانی کا جو بحق مدعیہ بر بنائے گواہی گواہان مذکورین کے صادر ہوا ہے صحیح و قابل نفاذ ہے یا تجویز دوسرے مجوز کی متضمن استرداد فیصلہ عدالت دیوانی و نامقبول قرار دینے گواہان مذکورین کے صحیح و قابل جواز ہے بینوا بالکتاب توجروا بالصواب

جواب شرعاً صورت مسئولہ مین فیصلہ حاکم عدالت دیوانی کا بحق مدعیہ گواہی مذکورہ مقبول کی

بنیاد پر بابت ثبوت عاریت اسقدر زیور طلائی مدعیہ کے جسکا دعوی ہے بے شبہ صحیح و قابل نفاذ ہے ہرگز غیر صحیح ولائق استرداد نہین ہان تجویز دوسرے مجوز کی بضمن استرداد فیصلہ عدالت دیوانی باختیار دو وجہ فرضی و قیاسی مندرجۂ تجویز کے کہ صورت مسئول عنہا سے متعلق نہین ہین قطعاً غیر صحیح و قابل جواز ہے اسلیئے کہ گواہان مدعیہ محجبہ کے حلفی و اتفاقی بیان سے کہ شناخت و تمیز و تعریف مدعیہ مذکورہ کے خود ہر دو اصل مدعا علیہما نے کی ہے جیسا کہ ذکر کیا جائیگا بمطابق قواعد شرعیہ عاریت دینا مدعیہ کا اپنا زیور طلائی اصل مدعلیہما کو اور اقرار کرنا ہر دو اصل مدعا علیہما کا بابت عاریت لینے اسی قدر زیور طلائی کے مدعیہ کے عرصۂ سوا سات مہینے بخوبی ثابت اور متحقق ہے والثابت بالبینۃ کالثابت مع البینۃ کذا فی الکفایۃ وغیرہا من شروح الہدایۃ پس اس بیان گواہان سے کہ مدعیہ پردے مین تھین بحالت شناخت و تمیز و تسلیم و تعریف خود دونون اصل مدعا علیہما بلکہ ہر سہ مدعا علیہم نسبت مدعیہ کے کہ یہ بیگم صاحبہ مدعیہ ہین اور بیگم صاحبہ یہ کھڑی ہین کچھ خلل و نقصان صحت گواہی و قبولیت گواہی مین پیدا نہین ہوتا ہے کیونکہ ہرگاہ شریعت غرا مین موافق مذہب مختار و معتمد و مفتی بہ صاحبین رح کے صرف اسقدر خبر دینا دو آدمی عدل کا نسبت عورت محجبہ و منتقبہ کے کہ یہ فلان عورت ہے بوجہ معلوم و ممیز ہو جانے محجبہ و منتقبہ کے اسی خبر سے صحت تحمل و قبولیت شہادت کے باب مین کفایت کرتا ہے تو بحالت اقرار و تمیز و تسلیم و تعریف خود دونون مدعا علیہما کے مدعیہ محجبہ کے بہ نسبت اس لفظ سے کہ یہ بیگم صاحبہ مدعیہ ہین بوجہ معلوم و ممیز ہو جانے مدعیہ مذکورہ کے بطریق اولی صحت و قبولیت گواہی کے واسطے کافی ہے اس [illegible] پردہ بیان کیا جانا مدعیہ کا کسی طرح صحت و قبولیت گواہی مین خلل و نقصان پیدا نہین کرتا ہے ہان اگر خود ہر دو مدعا علیہما کے اقرار یا کسی دوسرے دو عدل کے اخبار سے تعریف و تمیز مدعیہ کی نہوتی تو البتہ محل [illegible] تھا لہذا ایسی حالت اقرار [illegible] خود ہر دو اصل مدعا علیہما مین کوئی اہل علم و ماہر فقہ صحت شہادت کی بابت [illegible] نہین کر سکتا ہے اس مسئلہ کی تحقیق و تشریح [illegible] نے اختلاف امام ابوحنیفہ و صاحبین [illegible] نقل کر کے [illegible] تصحیح قول صاحبین رح کی بابت جواز صحت شہادت کی فرمائی ہے اور اسی قول صاحبین کو [illegible] مختار و معتمد و مفتی بہ قرار دیا ہے [illegible] صاحب [illegible]

وغیرہ کے اہل ترجیح بلکہ اہل اجتہاد میں معدود ہیں فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھا ہے وفی الفتاوی
اذا اقرت المرأة من وراء حجاب لا یجوز لمن سمع ان یشہد علی اقرارہا الا اذا رأی شخصہا مع تجوز جمل فی
ہذہ المسئلة وصفہا فی الخلاصة وغیرہا لکن الشہادة علی امرأة سأل ابن محمد بن الحسن ابا سلیمان عنہا
قال لا یجوز حتی یشہد جماعة انہا فلانة اما عند ابی یوسف وعند ابیک یجوز اذا شہد عندہ عدلان انہا
فلانة وہل یشترط رؤیة وجہہا اختلف المشایخ فیہ منہم من لم یشترطہ والیہ مال الامام خواہر زادہ وفی النوازل
قال یشترط رؤیة شخصہا وفی الجامع الاصغر رؤیة وجہہا وانت تعلم انہ لا بد من معرفتہا لیفید التمییز عند الاداء
علیہا فاذا ثبت ان التعریف یفید التمییز لزم ان لا حاجة الی رؤیة وجہہا ولا شخصہا کما اختارہ شیخ الاسلام
خواہر زادہ الا اذا لم یعرف من غیرہا واذا وجب تجری الخلافات المذکورة یکتفی فی التعریف بعدلان
او لا بد من جماعة وقد تقدم ما فی التجنیس تحمل الشہادة علی امرأة فان کانت تشہد عندہ ان المقرة فلانة جاز له
ان یشہد علیہا انتہی وفی الخلاصة وفی المحیط شہدا علی امرأة سمیاہا ونسباہا وکانت حاضرة فقال القاضی
اتعرفانہا قالا لا لم تقبل شہادتہما ولو قالا تحملنا الشہادة علی المسماة بعینہا ولا نعرفہا بہذہ ولا ندری انہا ہذہ
ام لا صحت الشہادة وکلف المدعی ان یاتی باخرین یشہدان انہا فلانة بنت فلان بخلاف الاول
لانہما ہناک اقرا بجہالة بطلت الشہادة بجہالة المشہود علیہ انتہی وفتاوی عالمگیری میں لکھا ہے
اختلف المشایخ فی تحمل الشہادة علی المرأة اذا کانت متنقبة بعضہم قالوا لا یصح التحمل علیہا بدون
رؤیة وجہہا وبعضہم قالوا یصح التحمل بدون ذلک وقالوا یصح عند التعریف وتعریف الواحد یکفی والاثنی احوط
والی ہذا مال شیخ الامام المعروف بخواہر زادہ والی القول الاول مال شیخ الاسلام الاوزجندی
والشیخ الامام ظہیر الدین وصاحب المحیط والمنقول یدل علی ہذا فانا نعلم انہ لا بد من النظر الی وجہہا
لتحمل الشہادة ثم عند ابی یوسف یکتفی بالاخبار عدلان انہا فلانة یکفی وعلی قول ابی حنیفة رحمہ
لا یحل له الشہادة علی النسب ما لم یسمع من جماعة لا یتصور تواطؤہم علی الکذب کذا فی الظہیریة والفقیہ
ابو بکر الاسکاف کان یفتی بقول ابی حنیفة فی ہذہ المسئلة واختیار نجم الدین النسفی ان الفتوی فان عرفا
باسمہا شاہدان عدلان یحل ان یشہد علی شہادتہما لا یجوز الا المشہور کما لا یجوز الا شہادة علی الشہادة فلا
یشہد عند القاضی علی شہادتہما الا ان یشہد علی الحلیة الا ان یشہد والمعتمد فی ذلک
الشہادة بالتعریف ان الشہادة ... فلا ... انہ ... المحیط

عن نصر بن یحیی قال کنت عند ابی سلیمان فدخل ابن محمد بن الحسن فسألہ عن الشہادۃ علی المرأۃ متی
تجوز اذا لم یعرفہا قال کان ابو حنیفۃ یقول لا تجوز حتی یشہد عندہ جماعۃ انہا فلانۃ وکان ابو یوسف
والولی یقولان تجوز اذا شہد عندہ عدلان انہا فلانۃ وہو المختار للفتوی وعلیہ الاعتماد لانہ ایسر
علی الناس انتہی وایضا فیہا کما یحتاجان للاسم والنسب للمشہود علیہ وقت التحمل یحتاجان عند اداء الشہادۃ
الی ان یشہدا ان صاحبۃ الاسم والنسب ہذہ وذکر الشیخ خیر الدین انہ یصلح التعریف من الاصل شہادتہ
الا سواء کانت الشہادۃ علیہا اولہا سایحتاج الی زیادۃ من البحر وغیرہ انتہی اور فصول عمادی میں لکھا ہے
ذکر فی شہادات المحیط وفی فتاوی قاضی ظہیر الدین اذا اخبر الشاہد عدلان ان ہذہ المرأۃ فلانۃ
بنت فلان فذلک یکفی للشہادۃ علی الاسم والنسب بہا وہو اختیار الفقیہ ابی بکر الاسکاف
ونجم الدین النسفی رحمہما اللہ وعلیہ الفتوی الا تری انہما لو شہدا عند القاضی یقضی بشہادتہما والقضاء
فوق الشہادۃ فتجوز الشہادۃ باخبارہما بالطریق الاولی فان عرفہا باسمہا ونسبہا عدلان ینبغی لہما ان
العدلین ان یشہدا علی شہادتہما ہو الاشہر وکما ہو طریق الاشہاد علی الشہادۃ حتی یشہدا عند القاضی
علی شہادتہما بالاسم والنسب فیشہدا بالاصل لیحق بالطریق الاصالۃ تجوز بلا خلاف انتہی اور ایسا ہی
لکھا ہے علاوہ کتب معتبرہ فقہ میں پس تحقیق شرعی پر نال کر باعث گواہی گواہان معینہ میں
جسکی تمیز و تعریف خود ہر دو مدعا علیہا کرچکے ہو الاس روایت قنیہ کے ولا یشہد علی محجب
لیسمع منہا الا اذا تبین القائل بان لم یکن فی البیت غیرہ لکن ہو مسائل الفصل الخ وغیرہ ہو الاس
روایت فتاوی عالمگیری کے ولو سمع من وراء الحجاب لا یسعہ ان یشہد لاحتمال ان یکون غیرہ
اذ النغمۃ تشبہ النغمۃ الخ کے دونوں روایت صورت مسئول عنہ سے کچھ علاقہ نہیں رکھتی ہیں بلکہ
صورت مختارہ و عمل بخیر و اقرار و تعریف ہر دو مدعا علیہما کے متعلق ہیں اہل علم کے نزدیک
نہایت صحیح ہے اقرار نامہ کا اس بیان بایک گواہی مجملہ لوگوں گواہوں معینہ کے
کہ پردہ دار مستورات ہیں بپادہ ولی بحالت مستور ظاہر ہوکر با مقبول ہو تا جملہ گواہوں
معینہ کا مقصود ہو سکتا ہے مستحقہ تحقیق اس کی ہے کہ جب دو گواہ ثقہ معینہ نے باتفاق
عرصہ مساۃ معینہ کا بیان کیا ہے اور گواہ کہ یاد رکھتے ہیں ہر گز جہالت
مستور ظاہر نہیں ہوئی ہے اور نسب گواہوں کا مقبول فقہی ہو سکتی ہے کذلک فقط واللہ اعلم

گواہون کا اتفاقی بیان کہ نصاب کامل شہادت کی ہے درباب معلومیت مدت سوا سات مہینے اور ثبوت عاریت زیور مدعیہ کی کافی ہے تیسرے گواہ کے بیان کی کچھ ضرورت ہی نہین ہے معہذا مدعیہ کے تینون گواہون مین سے ایک گواہ نے اقرار اصل مدعا علیہما کا بابت استعارلینے زیور طلائی مدعیہ کے اور دو گواہ نے انکے مکرر اقرار واپس دینے اوسی زیور طلائی مستعار کے صاف صاف گواہی دی ہے اس حالت اقرار مدعا علیہما مشہود بہ ہے اور وہ قطعاً معلوم اور منجملہ اُن حجج شرعیہ کے ہے جنکے ساتھ عدالت مین حکم کیا جاتا ہے اور خود مقر کے نفس پر حجت ہوتا ہے اشباہ مین لکھا ہے القاضی لایقضی الا بحجۃ وہی البینۃ او الاقرار او النکول کما فی وقف الخانیۃ الخ اور درمختار مین لکھا ہے اقرار الانسان حجۃ علی نفسہ الخ اسی واسطے اثبات اقرار کا گواہون سے مشروع ہے جیسا کہ بزازیہ اور تاتارخانیہ وسائر کتب فقہ سے مستفاد ہے اور شرعاً اقرار کے گواہی مین جہالت مدت اقرار کیا کہ جہالت عین مشہود بہ و مقر بہ کے بھی مانع صحت شہادت نہین ہے ہدایہ مین لکھا ہے وان اقر بذلک المدعا علیہ دفعت الی المدعی لان الجہالۃ فی المقر بہ لاتمنع صحۃ الاقرار وان شہد شاہدان انہ اقر انہا کانت فی ید المدعی دفعت الیہ لان المشہود بہ ہہنا الاقرار وہو معلوم انتہی اور فتح القدیر شرح ہدایہ مین لکھا ہے قولہ وان اقر الخ یعنی لو قال المدعا علیہ بالدار التی فی یدہ ہذہ الدار کانت فی ید المدعی دفعت للمدعی لان حاصل ذلک جہالۃ فی المقر بہ وہی لاتمنع صحۃ الاقرار بل یصح ویلزم البیان فانہ لو قال لفلان علی شئی صح ویجبر علی البیان وکذا لو شہد شاہدان ان المدعا علیہ اقر بانہا کانت فی ید المدعی تقبل لان المشہود بہ الاقرار وہو معلوم وانما الجہالۃ فی المقر بہ وہو لاتمنع صحۃ القضاء کما لو ادعی عشرۃ دراہم فشہد علی اقرار المدعا علیہ ان لہ علیہ شیئا جازت ویؤمر بالبیان انتہی اور در مختار مین لکھا ہے اقر المدعا علیہ بذلک او شہد شاہدان انہ اقر انہ کان فی ید المدعی دفع للمدعی لمعلومیۃ الاقرار وجہالۃ المقر بہ لاتبطل الاقرار الخ اور جبکہ صورت مسئول عنہا مین اقرار مدعا علیہما کا بھی مشہود بہ ہے اور اقرار کی شہادت مین جہالت مدت اقرار کی کیا کہ عین مقر بہ کی جہالت بھی صحیح بالا مانع و مبطل شہادت نہین تو نامقبول تصور کرنا گواہی اقرار مدعا علیہما کا بعذر ادعا جہالت مدت شہادت بحوالہ اس روایت فتاوی عالمگیری کے اذا ادعی بالفارسیۃ دوازدہ درہم وشہد الشہود لان لہذا المدعی دوازدہ درہم لاتقبل لمکان الجہالۃ وکذلک اذا ادعی بدہ دوازدہ درہم لاتسمع دعواہ وکذلک اذا ذکر التاریخ فی

الدعوی علی ہذا الوجہ بان قال ۔ این عین ملک من ست از دہ دوازدہ سال فانہ لا تصح دعواہ

وکذلک اذا ذکر الشہود التاریخ فی شہادتہم علی ہذا الوجہ لا تقبل شہادتہم کذا فی الذخیرۃ انتہت عبارات ترجیح صحیح و بے محل ناقابل التفات ہے یہ روایت اُس مشہود بہ کی جہالت سے علاقہ رکھتی ہے جو اقرار مدعی علیہ کا ہونا اُس مشہود بہ کی جہالت سے جو مدعا علیہ کا اقرار ہو حاصل یہ کہ صورت مسئولہ میں فیصلہ حاکم عدالت دیوانی کا بحق مدعیہ مطابقت قواعد شرعیہ بشہ بی صحیح و نافذ و قابل اعتبار ہے اور تجویز دوسرے مجوز کی قطعاً غیر صحیح و غیر قابل اعتبار ہے یہی جواب صورت مسئول عنہا کا واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ العبد المفتقر الی ربہ الغنی ابو محمد بالمدعو بسید شاہ علی الرامپوری ثم المرادآبادی حفظہ اللہ من شرور الاعادی [مہر: سید شاہ علی]

ہو المصوب روبکاری عدالت دیوانی بمقدمہ اقتدار بیگم صاحبہ مدعیہ و فضل احمد خان و اقتدار خان و محمد حسین والہ مدعا علیہم بابت عاریت زیور قیمتی ہشتصد روپیہ متضمن خلاصہ اظہارات مدعیہ و گواہان مدعیہ و مدعی علیہم بعد انشد گذشتہ و فتاوی علماء کہ بعضے آنہا از جانب مدعیہ بودند و بعضے از جانب مدعی علیہم بنظر گذشتند بعد تنقیح و تامل چنان معلوم شد کہ برای اثبات دعوی مدعیہ گواہی گواہان او کافی نیست بمقتضای این روایات فقہیہ در جامع الفصولین

وفصول العمادی فی آخر الفصل لو اخبرت امراۃ انہا فلانۃ بنت فلان انہ لا یحل للشاہد ان یشہد باسمہا ونسبہا الا ان یعرف المرأۃ الواحدۃ والرجل الواحد الثقۃ ولو عرفہا رجلان وقالا نشہد انہا فلانۃ بنت فلان حل لہ الشہادۃ وفاقا لان فی لفظ الشہادۃ من التاکید ما لیس فی لفظ الخبر واذا کان بلفظ الخبر فالخبر عندہ الی ہیئتہ اذا اخبرہ جماعۃ لا یتصور تواطؤہم علی الکذب وعندہما لو اخبر عدلان انہا بنت فلان بن فلان یحل لہ الشہادۃ فیجعل تعریفہا ان یشہد علی معرفتہا عدلان او رجل وامرأتان بالاخبار الشاہد ان عدلان ان ہذہ المرأۃ فلانۃ بنت فلان یکفی ہذہ الشہادۃ علی الاسم والنسب عندہما وعلیہ الفتوی کذا فی ردالمحتار وفی المتقین وقد اختلف المشائخ فی جواز تحمل الشہادۃ علی المرأۃ اذا کانت منتقبۃ بتعریف من یعرفہا وقال الشیخ عند التعریف وان لم یر وجہہا واذا اخبرہ عدلان انہا فلانۃ بنت فلان کذلک یکفی وہو الاصح وفی تنقیح فتاوی حامدیہ فی فوائد قال فی الخلاصۃ لو اخبرت امرأۃ انہا فلانۃ بنت فلان لا یحل للشاہد ان یشہد باسمہا ونسبہا الا ان یعرف المرأۃ الواحدۃ او الرجل الواحد الثقۃ ولو عرفہا

رجلان وقالا نشهد انها فلانة بنت فلان حل لهما اداء الشهادة بالاتفاق وفی الفوائد الزینیة ولا بد
من بیان حلیتها ولا بد من النظر الی وجهها فی التعریف انتهی و در مجمع البرکات می آرد لو سمع من وراء
الحجاب لا یسعه ان یشهد لاحتمال ان تکون النغمة تشبه النغمة الا اذا کان فی الدار وحده وعلم الشاهد انه
لیس فیه غیره ثم جلس علی المسلک ولیس له مسلک غیره فسمع اقرار الداخل ولا یراه لانه یحصل العلم به
وینبغی للقاضی اذا فسر له ان لا یقبله وقالوا اذا سمع صوت امرأة من وراء الحجاب لا یجوز ان یشهد علیها
الا اذا کان یری شخصا عند وقت الاقرار کذا فی التبیین انتهی و در فتاوی صغیری و فتاوی کافوری
می آرد ان سمع اقراره من وراء الحجاب لا یجوز له ان یشهد لعدم جواز الشهادة بسبب الحجاب فلان
دخل فی بیت وعلم انه لیس فیه غیر واحد ثم خرج وقعد علی الباب ولیس للبیت مسلک آخر فاقر من البیت
حل له ان یشهد انتهی و در فتاوی قاضی خان می نویسد رجل زوج ابنته من رجل فی بیت وفی بیت
آخر قوم یسمعون التزویج ولم یشهدهم قالوا ان کان من بیت العقد الی بیت السامعین کوة وراوا
البنت والزوج جاز لهم ان یشهدوا وان لم یروا لا یجوز وان سمعوا کلامهم انتهی و بمدران است
ذکر الخصاف فی ادب القاضی اذا سمع رجل اقرار رجل وراء الحجاب لا یحل له ان یشهد ولو شهد فسر
لا یقبل القاضی شهادته انتهی وهکذا فی کثیر من الکتب المتون والشروح والفتاوی آزین عبارات
واضح شد که شهادت بر تنقیۂ مخدره یا برائے آن معتبر نیست تا وقتیکه گواهان آن را نه بینند
یا دو کس عادل یا یک مرد و دو زن خبر تعیین آن بدهند و بر مجرد سماع آواز پرده یا بالتعریف یک مرد
یا یک زن اعتماد داده شهادت نشاید و قاضی را قبول همچه شهادت نباید و در مقدمۂ مذکوره معرفت
مدعیه بر گواهان حاصل نشده نه بمعائنه و نظر آن و نه بتعریف و شهادت نصاب شهادت صرف آواز
بیگم صاحبه شنیده اند و بر قول یک زن عجوبه که بیگم صاحبه مدعیه پس پرده قریب دروازه ایستاده اند
اعتماد ساختند پس چگونه شهادت ایشان معتبر خواهد شد که النغمة تشبه النغمة مشهور است
وتعریف الواحدة والواحد لا یکفی در کتب مسطور و آنچه بخیال بعض آمده که درینجا خود مدعی علیهما افضل خان
و فضل احمد خان تمیز و تسلیم قول عجوبه ساختند و شناخت مدعیه ایشان را حاصل شده و بر قول شان
اعتماد گواهان کافی خواهد بود مخدوش است چه مدعیه هر گاه پرده داشته از مدعی علیهما هم حجاب میساند
قول مدعی علیهما که این بیگم صاحبه پس پرده ایستاده اند صرف بر قول عجوبه مبنی خواهد بود و برائے اعتبار

شہادت اخبار آن دو کس عادل معتبر ست کہ ایشان را معرفت مخدرہ بوجہ احسن حاصل باشد و خیال عدم تطابق عبارات فسمع اقرار الداخل و امثال آنہا بما نحن فیہ بسبب اینکہ این عبارت در تعریف مدعی علیہ ست نہ در تعریف مدعی محض لغو ست چہ طریقۂ تعریف کہ شرعاً معتبر ست در تعریف مطلق مخدرہ است مدعیہ باشد یا مدعی علیہا و وقوع ہیچ عبارات در خصوص صورت تعریف مدعی علیہ ضر نیست الحاصل شہادت شاہدان مدعیہ درین مقدمہ بحسب قواعد شرعیہ قابل قبول نیست آرے اگر بطور دیگر مثلاً اقرار مدعی علیہ وغیرہ ہیچ شرعی عاریت گرفتن زیور مدعیہ ثابت گردد البتہ موافق آن حکم میتواند واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا حامداً و مصلیاً کیا فرماتے ہین حضرات علمائے حنفیہ ادام اللہ ظلہم اس مسئلہ مین کہ مدعی نے بغرض ثبوت دعوی کے عدالت مین بینہ پیش کیے اور وہ گواہ عدالت مین مقبول نہوے کسی وجہ سے منجملہ اُن وجوہ کے جو باعث عدم مقبولیت کے معین ہین یا مقبول ہوے مگر شہادت اُنکی مفید کامیابی مدعی نہوئی کسی وجہ سے منجملہ اُن وجوہ کے جو باعث نا کامی کے ہوتے ہین مثلاً اختلاف بیانی یا عدم مطابقت دعوی وغیرہ الغرض جبکہ مدعی نے اپنے گواہ پیش کیے خواہ وہ گواہ لیے گئے یا نہ لیئے گئے بہر حال اُن گواہون کے باوصف عدالت مین پیش کرنے کے مدعی اپنے دعوے مین کامیاب نہوسکا تو آیا پھر مدعی استحلاف مدعا علیہ سے کر سکتا ہے یا نہین اگر کر سکتا ہے تو آیا جملہ صورتہای مذکورہ مین یا بعض صورتون مین درصورت ثانی تفصیل اُسکی کیا ہے درصورت اولی کیا مدعا علیہ کو کبھی حلف سے امن و نجات ممکن نہین ہے اگر ممکن ہے تو وہ کون صورت ہے اور اگر نہین کر سکتا ہے تو بھی بیان تفصیلی ضروری ہے کہ آیا جملہ صورتہاے مذکورہ مین یا بعض صورتون مین درصورت ثانی تصریح اوسکی کیا ہو امید کہ جواب مفصل بتصریح وجوہ فقہیہ ادا فرمایا جاوے

ہو المصوب مدعا علیہ کو حلف سے نجات ہوسکتی ہے چند صورتون مین ایک یہ کہ دعوی مدعی کا صحیح نہو فتاوای سراج المنیر مین ہے الاستحلاف یجری فی الدعاوی الصحیحۃ دون فاسدۃ مثال ان انکر المدعی علیہ انتہی دوسرے یہ کہ مدعی گواہون کا اُسی شہر مین موجود ہونیکا

اقرار کرے مختصر وقایہ میں ہے وان قال المدعی لی بینة حاضرة فی المصر وطلب حلف الخصم لا یحلف
انتہی تیسرے یہ کہ مدعی طلب حلف نکرے در مختار میں ہے الیمین حق القاضی مع طلب الخصم باقی
اُس صورت میں کہ مدعی نے گواہ قائم کیئے اور وہ بوجہ عدم مطابقت دعوی یا اور کسی وجہ سے
مقبول نہوے تو اگر مدعی طلب حلف کرے گا مدعی علیہ پر حلف لازم ہوگی جیسا کہ اس عبارت
فتاوی قاضیخان سے واضح ہوتا ہے رجل ادعی عبدا فی ید رجل وقال اشتریت هذا العبد بالف درہم
ونقدتک الثمن فانکر المدعی علیه البیع وقبض الثمن فشهد للمدعی شاہدان علی اقرار البائع بقبض الثمن
وقال لا اعرف العبد ولکنه قال لنا عبدی بیع لزید وشهد شاہدان آخران ان هذا العبد عبد زید قال لا یتم
البیع بهذه الشهادة ویحلف البائع فان حلف رد الثمن الا ان قبض الثمن ثبت بشهادة الشهود علی
اقرار البائع بالقبض وان نکل البائع لزمه البیع بنکوله انتہی مختصرا و مؤید اسکی عبارت اشباہ ہے الحجة
بینة عادلة او اقرار او نکول عن یمین او یمین او قسامة او علم القاضی بعد تولیته او قرینة قاطعة انتہی
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا چہ می فرمایند علمائے دین اندرین صورت کہ مثلاً زید برائے حصہ فرائض خود
از جائداد متروکہ بکر عم خود بنام خالد برادر ہندہ زوجہ بکر دعوی دائر شد و خالد گفت کہ جائداد مذکور
ترکہ بکر دیگر نیست بلکہ بوجہ دین مہر ہندہ کہ یک لکہ روپیہ مقرر بود در ان ہندہ بعد فوت بکر گرفتہ بود
واو دران تصرفات مالکانہ داشتہ و وارث ہندہ من ہستم پس زید گفت کہ ہندہ بعمر ہفدہ
سال مہر خود بہ شوہر خود در حیاتش ہبہ ساختہ بود و خالد منکر از ہبہ مہر ست ومیگوید کہ ہندہ بعمر
پانزدہ سال بکر بوجوب مہر ہندہ بذمہ خود اقرار ساختہ است بعدش زید بگواہان خود ثبوت
ہبہ مہر ہندہ بعمر ہفدہ سال کرد باین طور کہ بکر گواہان مذکور را نزد ہندہ برد و گفت کہ پیش اینہا
ہبہ و ابرائے مہر باید کرد چنانچہ ہندہ روبروئے گواہان بگفت کہ ہبہ مہر کردم واز گواہان خالد ہمین
ثابت شد کہ بعمر پانزدہ سال روزے ہندہ آزردہ شدہ بخانہ خالد برادر خود آمدہ بود و بکر نزد خالد
آمدہ شکایت آزردگی زوجہ خود کرد و خالد اندرون خانہ کہ در انجا ہندہ در حجاب از گواہان بود
رفتہ بعد گفتگو از ہندہ باز آمدہ از بکر گفت کہ ہندہ طالب مہر خود ست بکر گفت کہ یک لکہ روپیہ
دین مہر ہندہ بذمہ من واجب الادا است پس دیندار آن ہستم جائداد بعوض دین و باو خواہم داد

بامیدهم درین صورت گواهان کدام یک متخاصمین اولی وارجح اند واین اقرار بکر بوجوب این هنده بذمه خودش بزبان موخر از زمانه ثبوت هبه مهر مستلزم وجوب همان مهر سابقه خواهد بود یا مستلزم

مهر جدید یا مستلزم مهر سابقه وجدید هر دو نخواهد بود بینوا توجروا

هو المصوب درین صورت گواهان زید ارجح بالقبول اند در تنقیح الفتاوی الحامدیه می آرد بینة الزوج انها ابرأته من المهر اولی من بینة المرأة انه کان مقرا به الی الآن انتهی چون از گواهان زید این معنی ثابت شد که قبل از هفت دو سال زوجه بکر مهر خود هبه وابراء ساخته وعدم قبول بکر آن ابراء وهبه را ثابت نشد لاجرم حکم بصحت ابراء داده خواهد شد خواه ابراء اسقاط تصور کرده شود یا هبه وتملیک گردانیده شود واقرار بکر بعد از ان بوجوب مهر وبقای آن بذمه خود باعث رد آن ابراء نمی تواند شد چه اگر ابراء اسقاط باشد بحکم الساقط لا یعود اعاده معدوم نمی تواند شد واگر بطور هبه باشد آن هم بمذهب جمهور در حکم اسقاط خواهد بود آری می اگر بوقت ابراء از بکر رد آن ابراء وهبه یافته می شد ابراء غیر معتبر می شد واقرار بکر بعد ازان باعث رد ابراء نخواهد شد در قنیه می نویسد ثم قالت لزوجها ابرأتک ولم یقل الزوج قبلت او کان غائب فقالت ابرأت زوجی یبرأ الا اذا رده انتهی چون از بیان گواهان خالد معلوم می شود که فیما بین بکر وزوجه اش منازعت واقع شده بود واقرار بقای وجوب مهر سابق که هفت دو سال بکر بود کرده بنا علیه این اقرار محمول بر لزوم زیادت هم نخواهد شد والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

صح الجواب والله اعلم بالصواب حرره اضعف عباد الله محمد فضل الله عفی عنه

کتاب الوراثة

استفتاء ۱۸۰ چه میفرمایند علمای ملت اہل سنت وجماعت که شیعه اثنا عشریه مسلم اند یا کافر باین معنی که خارج اند دائرهٔ اسلام ومحجوب الارث والتناکح ومحکوم علیهم بالجهاد باشند واگر کفر شان مانع عن الارث ثابت نشود پس کدامی نظیر آن از ائمه تا بعین الی یومنا هذا ارقام فرمایند که ارث پدر سنی به پسر شیعه بخیال تشیع او نرسیده باشد انچه که درین مسئله حکم شرعیه باشد ارقام فرمایند بینوا توجروا

ہو المصوب در کفر فرقۂ اثنا عشریہ فقہا اختلاف کردہ اند بعضی بوجہ سب شیخین حکم کفر دادند و ہمین است
قول اصحاب فتاوی و صاحب بحر الرائق و در مختار وغیرہ لیکن مفتی بہ و اصح عدم تکفیر شان است و سب شیخین
موجب کفر نمی شود و ہمین مذہب موافق قول امام اعظم است و آنچہ در کتب فتاوی حکم کفر مرقوم است
از دائرۂ تحقیق خارج است قال ملا علی القاری فی شرح الفقہ الاکبر عند بسط الامام ابی حنیفۃ الکلام علی عدم تکفیر
اہل القبلۃ بالفظ فیہ دلالۃ علی ان سب الشیخین لیس بکفر کما صححہ ابو الشکور السلمی فی تمہیدہ وذلک لعدم ثبوت مبناہ
وعدم تحقق معناہ فان سب المسلم فسوق کما فی الحدیث وح یستوی الشیخان وغیرہما فلو فرض انہ سب الشیخین
لا یخرج عن الایمان نعم لو استحل السب او القتل فہو کافر لا محالۃ فالفسق والعصیان لا یزیل الایمان صغیرا کان
او کبیرا وکذا البدعۃ لا تزیل الایمان کانکار المعتزلۃ رؤیۃ اللہ تعالی وخلق افعال العباد لانہ مبنی علی التاویل
انتہی ملتقطا و مولانا ولی اللہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ در شرح مسلم الثبوت میفرمایند المحققون من الحنفیۃ
والمتکلمین ذہبوا الی عدم تکفیر الروافض بانکارہم خلافۃ ابی بکر وعمر الثابتۃ بالاجماع القطعی عندہم حتی قبلوا
شہاداتہم وما وقع فی الخلاصۃ وغیرہا من الفتاوی من صریح التکفیر لم ینقل عن ابی حنیفۃ وانما ہو من تفریعات
المشایخ کالفاظ التکفیر المنقولۃ فی الفتاوی کیف وقد نص الامام ابو حنیفۃ والشافعی بعدم تکفیر احد من
اہل القبلۃ بکونہ علی تاویل فاحفظوا المسرع فی تکفیر فرق الاسلام انتہی ملخصا و مولانا ابو الشکور سلمی در تمہید
می نویسند کلام الروافض مختلفۃ فبعضہ یکون کفرا وبعضہ لا فلو قال ان علیا کان الہا نزل من السماء فکفر
وقال بعضہم بانہ شریک لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی النبوۃ وقال بعضہم النبوۃ کانت لعلی وجبرئیل اخطاء وہم
من قال ان علیا کان افضل من الرسول فہذا کلہ کفر والامام الذی یکون بدعۃ ولا یکون کفرا فہو قولہم ان علیا کان
افضل من الشیخین ومنہم من قال انہ یجب اللعن علی من خالف علیا کعائشۃ ومعاویۃ ومنہم من قال ان حب علی
اولی واجب فہذا کلہ وما یشبہہ بدعۃ ولیس بکفر لانہ صادر عن تاویل انتہی ملخصا الحاصل حکم کفر شیعہ بسبب سب شیخین
خلاف مذہب محققین است و علامۂ شامی در رد المحتار حاشیۂ در مختار و رسالۂ خود مسمی تنبیہ الولاۃ والحکام
درین باب بتفصیل نوشتہ است و بر صاحب در مختار قدح کردہ است وہکذا صرح بہ جماعۃ من اصحابنا
وہو الموافق لعقائدنا پس محجوب باشد وارث رافضی را از مورث سنی وجہی نیست واللہ اعلم بالصواب
وعندہ حسن الثواب کتبہ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی اللکنوی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

بہ مولانا الحافظ محمد عبد الحلیم ادخلہ اللہ فی جنات النعیم | محمد عبد الحی ابو الحسنات | ہذا الجواب صحیح | محمد نور الحسنین

استفتا (۱۸۱) چه می فرمایند علمای دین اندرین صورت که مثلا زید برای حصه فرائض خود از جائداد متروکهٔ بکر عم خود بنام خالد برادر هنده زوجهٔ بکر دعویدار شد خالد گفت که جائداد مذکور ترکهٔ بکر نیست بلکه بوجه دین مهر هنده که یک لکه روپیه مثلا بود دران هنده بعد فوت بکر گرفته بود و دران تصرفات یگانه داشته و وارث هنده من هستم پس زید گفت که هنده بمرور هفده سال مهر خود بشوهر خود در حیاتش هبه ساخته بود و خالد منکر از هبهٔ مهر است ومیگوید که بمرور پانزده سال بکر بوجوب مهر هنده بمهر خود اقرار ساخته است بعدش زید بگواهان خود به ثبوت هبهٔ مهر هنده بمرور هفده سال کرد باین طور که بکر گواهان مذکور را نزد هنده برده گفت که پیش اینها هبه و ابرای مهر باید کرد چنانچه هنده روبروی گواهان بکر گفت که هبه مهر کردم و از گواهان خالد این معنی ثابت شد که بمرور پانزده سال بعد هبه هنده آزرده شده بخانهٔ خالد برادر خود آمده بود و بکر نزد خالد آمده شکایت آزردگی زوجهٔ خود کرد خالد اندرون خانه که در آنجا هنده در حجاب از گواهان بود رفته بعد گفتگو از هنده باز آمده از بکر گفت که هنده طالب مهر خود است بکر گفت که یک لکه روپیه دین مهر هنده بذمهٔ من واجب الادا است پس دیندار آن هستم جائداد عوض دین او باو خواهم داد بامید هم درینصورت گواهان کدام یک متخاصمین اولی وارجح اند و این اقرار بکر بوجوب دین هنده بذمهٔ خودش بزمان موخر از زمانهٔ ثبوت هبهٔ مهر مستلزم وجوب همان مهر سابقه خواهد بود یا مستلزم مهر جدید یا مستلزم مهر سابقه و جدیده هر دو نخواهد بود بینوا توجروا

هو المصوب درینصورت گواهان زید ارجح بالقبول اند در تنقیح الفتاوی الحامدیه می آرد بینة الزوج انها ابرأته من المهر اولی من بینة المرأة انه کان لها علیه الی الآن انتهی و در قنیه می نویسد اقامت المرأة البینة علی المهر علی ان زوجها کان مقرا بذلک الی یومنا هذا و اقام الزوج البینة انها ابرأته من هذا المهر الذی تدعیه فبینة البراءة اولی و کذا فی الدین لان بینة مدعی الدین بطلت باقرار المدعی علیه بما ادعی [illegible] بینة مدعی البراءة [illegible] اولی لبطلان بینة البیع بالاقرار مدعی الاقالة ویحتمل ان یخرج هذا الاصل فانه یخرج بغیر من الواقعات انتهی و چون از گواهان زید این معنی ثابت شد که قبل از هفده سال هنده بکر مهر خود هبه و ابرا ساخته و عدم قبول بکر آن ابرا و هبه را ثابت نشد لاجرم حکم بصحت [illegible] داده خواهد شد [illegible]

تصور کرده شود یا ہبہ و تملیک گردانیده شود و اقرار بکر بعد از ان بوجوب مہر و بقای آن بذمۂ خود باعث
رد آن ابرا نخواهد شد چه اگر ابراء اسقاط باشد بحکم الساقط لا یعود اعادۂ معدوم نمی تواند و اگر ہبہ باشد
انهم بمذهب جمهور در حکم اسقاط خواهد بود و آنست اگر بوقت ابراء از بکر رد آن ابراء و ہبہ یافته می شد
ابراء غیر معتبر می شد و اقرار بکر بعد عرصه از ان باعث رد ابراء نخواهد شد در قنیه می نویسد ثم قالت لزوجها
ابرأتک و لم یقبل الزوج قبلت او کان غائبا فقالت ابرأت زوجی یبرأ الا اذا رده انتهی و در جامع
الفصولین در فصل عشرین می آرد ادعی الزوج انها وهبت المهر منه فشهد احدهما انها وهبته و الآخر انها
ابرأته یقبل لانه فی حکم هبة الدین سقوطه و کذا حکم البراءة انتهی و در منح الغفار میگوید فی الصیرفیة
رب الدین اذا وهب الدین مع المدیون فلم یقبل و لم یرد حتی افترقا فجاء بعد ایام و رد الصحیح انه لا یرتد
و هذا الاختلاف بناء علی ان الرجحان فی هبة الدین من المدیون لطرف الاسقاط ام لطرف التملیک
قال الفقیه الجواب علی المجلس و من قال لا یرتد قال الفقیه انتهی و در در مختار میگوید هبة الدین ممن
علیه الدین و ابراءه عنه یتم من غیر قبول اذا لم یوجب انفساخ عقد صرف او سلم لکن یرتد بالرد فی
المجلس و غیره لما فیه من معنی الاسقاط و قیل یتقید بالمجلس کذا فی العنایة لکن فی الصیرفیة لو لم یقبل
و لم یرد حتی افترقا ثم بعد ایام رد لا یرتد فی الاصح لکن فی المجتبی الاصح ان الهبة تملیک و الابراء اسقاط
انتهی شامی در رد المحتار میگوید قوله لکن فی المجتبی الخ مبنی علی جعلهم کلا من الهبة و الابراء اسقاطا
من وجه و تملیکا من وجه [illegible] انتهی و در تنقیح الفتاوی الحامدیه
مرقوم است سئل فی ما اذا کان لامرأة بذمة اخیها زید مبلغ معلوم من الدراهم فابرأته منه و من کل
حق ابراء عاما شرعیا مقبولا من زید ثم اقر زید بالمبلغ المذکور فهل یکون الاقرار المذکور باطلا و لا یعود بعد
سقوطه بالابراء الجواب نعم اقر بالدین بعد الابراء منه لا یلزمه اشباه فی الاقرار و فی الساقط لا یعود قولا
و هذا بخلاف الاقرار بالعین بعد ان ابرأه منها ابراء عاما فان الاقرار صحیح فیؤمر بدفع المقر به من العین
لامکان تجدد الملک فیها مواخذة له باقراره و تصحیحا للکلام علی طریق الاقتضاء و العین قابلة لذلک
بخلاف الدین لکونه وصفا قد سقط فلا یعود کذا افاده الشرنبلالی فی رسالة تنقیح الاحکام انتهی چون از
بیان گواهان خانه معلوم می شود که فیما بین بکر و زوجه اش منازعت واقع شده بود و بکر اقرار بقای
وجوب مهر بر ذمه خود [illegible] کرده بنا بر شبهه اقرار مجمل بر ذمه خود [illegible] باشد

والله اعلم بالصواب حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

(مہر: محمد عبد الحی — ابو الحسنات)

استفتا ۱۸۲ چه می فرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین صورت که زید انتقال کرد و ورثه گذاشت یکی همشیره حقیقیه مسمی رابعه و سه برادرزادیان مسمی فاطمه و زینب و کلثوم که پدر این سه برادرزادیان روبروی زید فوت شده بود و کلثوم هم روبروی زید فوت شده الا یک دختر ش موجود است و یک برادرزاده حقیقی زید مسمی بکر که پدر او هم روبروی زید فوت شده و یک زوجه مساة خدیجه که بعلت ورثه مذکوره حیلی او را حصه هشتم داده راضی کرده اند پس بقیه متروکه زید فیما بین دو برادرزادیان و یک دختر برادرزادی و یک برادرزاده و یک همشیره بحسب سهام شرعیه چگونه تقسیم باید بینوا توجروا

هو المصوب بعد تقدیم ما تقدم علی الارث و رفع موانع بقیه ترکه زید منقسم بدو سهم شده یک سهم ازان بهمشیره حقیقی و یک سهم به برادرزاده خواهد شد و باقی ورثه محجوب خواهند شد

والله اعلم بالصواب کتبه ابو الحسنات محمد عبد الحی عفا عنه القوی

استفتا ۱۸۳ چه می فرمایند علمای دین اندرین مسئله که زید حنفی گذاشت یک پسر و دو دختر و یک زوجه مع هوالی آن دو دختر یک دختر بر خلاف مذهب زید که حنفی بود مذهب امامیه اختیار کرد پس درین صورت آن دختر محجوب الارث خواهد شد یا نه

هو المصوب دختر مذکوره محجوب الارث نخواهد شد و بعد تقدیم ما تقدم علی الارث و رفع موانع از ترکه زید ثمن بزوجه و از باقی دو حصه به پسر و یک حصه بدختر خواهد رسید والله اعلم کتبه الفقیر الی فضل الجلی الرب الکریم خادم الطلبه ابو الاحیا محمد نعیم تجاوز الله عنه جناه آنکه شک دختر مذکوره محجوب الارث نخواهد شد و ترکه زید بر جمله وارثان تقسیم خواهد شد حرره محمد عبد الحی عفا الله عنه

استفتا ۱۸۴ چه می فرمایند علمای دین اندرین مسئله که مولوی نادر زمان را چار پسر عبد الرشید و عبد العزیز و عبد المجید و عبد الحمید و دو دختر بودند و عبد الرشید پسر کلان در حیات والد خود یک پسر عبد الصمد و رشید احمد و سراج احمد و یک دختر باگذاشته فوت کرده بعد فوت شان مولوی نادر زمان یک کاغذ بدین مضمون بنام پسر ساهی قصبه نوشته که بعد من عبد الصمد و رشید احمد و سراج احمد مثل دیگر ورثه وارث خواهند شد و در عرف هندی انچنین کاغذ را وصیت نامه میگویند لیکن مولوی صاحب موصوف کدامی جایداد منقوله یا غیر منقوله به ایشان به هبه یا وصیت

خود مولوی صاحب مرحوم کل مال خود را بعوض دین مہر زوجۂ خود کہ مقدم ست برارث ہبہ کردہ ہبہ نامہ نوشتہ بمواہیر رؤسا موثق ساختند و بعد انتقال مولوی صاحب موصوف زوجۂ شان حسب ہبہ نامہ برجملہ جائداد شان قابض ماندند چون ایشان انتقال کردند عبد الصمد وغیرہ اولاد عبد الرشید دعوی شراکت میراث پیدا زندپس آیا این دعوی حسب سجال نامہ صحیح ست یا نہ۔

ہو المصوب سجال نامہ شرعا لاشئی محض ست وجود و عدم او برابر است ازان رفع حجت اولاد عبد الرشید نمی تواند شد واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا ۱۸۵ چہ می فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ مسمی دانشمند خان و فتح اللہ خان و فصاحت خان برادران و مسماۃ عظیمن خواہر ہر چہار حقیقی بودند واز جانب پدر خود جائداد مشترکہ پیدا داشتند مسمی دانشمند خان اولاً پسرے نبی داد خان و فتح اللہ خان ثانیاً دختری مسماۃ بنو و فصاحت خان ثالثاً پسری احمد اللہ خان و مسماۃ عظیمن رابعاً سہ دختران عقب خود گذاشتند حال القضای الٰہی احمد اللہ خان ولد فصاحت خان مرحوم وفات یافت یک زوجہ و دو دختران مسماۃ شہزادی و نوازی گذاشت القصہ زوجۂ مذکورہ دست تصرف برجائداد مشترکہ موروثی شرکا امی کشاید واحدی را از ترکۂ موروثی نمیدہد درین صورت از ریاست موروثی نبی داد خان ولد دانشمند خان و مسماۃ بنو صبیۂ فتح اللہ خان و مسماۃ شہزادی و نوازی بنتان احمد اللہ خان بن فصاحت خان و زوجۂ احمد اللہ خان و دختران مسماۃ عظیمن را چہ قدر ترکہ جداگانہ میرسد صراحۃً ارقام فرمایند

دربار رمضان ۱۲۸۷

ہو الموفق بعد تقدیم ما تقدم علی الارث ورفع موانعہ از جائداد پدری دو حصہ بدانشمند خان و فتح اللہ خان و فصاحت خان و یک حصہ بہ عظیمن رسیدہ و حصۂ دانشمند خان بہ نبی داد خان پسرش واز حصۂ فتح اللہ خان نصف بہ بنو دخترش واز باقی دو حصہ بفصاحت خان برادرش و یک بہ عظیمن و حصۂ فصاحت خان برادر با احمد اللہ خان پسرش واز حصۂ عظیمن دو ثلث بسہ دختران برابر و باقی مساوی بہ نبی داد خان و احمد اللہ خان برادرزادگان واز حصۂ احمد اللہ خان ثمن بزوجہ و دو ثلث بشہزادی و نوازی دختران و مابقی بہ نبی داد خان میرسد واللہ علیم حررہ ابو الاحیا محمد نعیم عفی عنہ

الجواب صحیح واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا ۱۸۶ چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ مسمی امام بخش راسہ دختران بودند

منجملۂ آنہا دختر سے مسماۃ نصیرن بعد وفات والد خود وقبل از انتقال والدۂ خود راہی ملک عدم گردید یک پسر مسمی ثابت حسین ویک دختر مسماۃ قطبن عقب خود گذاشت درین حالت از جائداد امام بخش مرحوم اولاد دختر مرحومہ وہر دو ہمشیرگان راچہ قدر میرسد

ہو الموفق بعد تقدیم ما تقدم علی الارث ورفع موانعہ از ترکۂ امام بخش ثمن بزوجہ وباقی برابر بسہ دختران رسیدہ وازحصۂ نصیرن سدس بمادر واز باقی دو سہم بہ ثابت حسین ویک سہم بقطبن وحصۂ مادر نصیرن برابر بدو دخترانش میرسد واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ الجواب صحیح واللہ اعلم۔ حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا ۱۸۷ عمرو را چند بیگہۂ اراضی جہت مدد معاش بادشاہ عطا کرد وعمرو فوت کرد دو پسران گذاشت زید وخالد زید می خواہد کہ اراضی مذکورہ در قبض وتصرف خود دارد وخالد را خارج نماید درین صورت اراضی مذکورہ ہر دو پسران را باید یا یک پسر را۔

مرسلہ محمد نعیم الدین صاحب از جہان آباد ضلع رائے بریلی متصل احاطۂ عبد اللہ خان تحریر تاریخ ۲۳ جمادی الثانی ۱۲۹۶ھ

الجواب ہر دو را میرسد کتبہ عنایت اللہ دہلوی۔ صح الجواب واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتا ۱۸۸ کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ زید نے وارث ذیل چھوڑ کر انتقال کیا پس ترکۂ زید کتنے سہم پر تقسیم ہوگا۔ زوجہ ایک۔ دو دختر۔ ایک بھائی اخیافی۔ ایک ماں

ہو المصوب صورت مسئولہ میں بعد ادای ما تقدم علی الارث ورفع موانع ارث کل ترکہ ستائیس سہام پر منقسم ہوگا منجملہ اسکے تین سہم زوجہ کو اور آٹھ آٹھ سہم ہر ایک دختر کو اور چار سہم ماں کو اور باقی ایک بھائی اخیافی کو ملیگا واللہ اعلم

سوال ۱۸۹ زید نے وارث ذیل چھوڑ کر انتقال کیا پس ترکۂ زید کتنے سہم پر تقسیم ہوگا ایک زوجہ۔ دو دختر۔ ایک بھائی حقیقی۔ ایک ماں

ہو المصوب بصورت مسئولہ بعد ادای حقوق مقدمہ علی الارث ورفع موانع ارث کے مجموع ترکہ چوبیس سہام پر منقسم ہوگا اوسمیں سے تین سہم زوجہ کو اور آٹھ آٹھ سہام ہر ایک دختر کو اور چار سہم ماں کو اور ایک سہم بھائی حقیقی کو دیا جاوے گا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

مرسلہ مولوی محمد عبد القادر صاحب ابن مولوی فضل اللہ مرحوم ساکن تہمر گتی قریب محکمۂ عدالت وبداری ومحکمۂ قضایای نیر دب از حیدر آباد دکن ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۰۰ھ

استفتا ۱۹۰ زید فوت شد صاحب سندو بایم دو نا تیم ودالد ہ وا یک الا ...

ولید و قاسم کہ صالح پدر آنہا روبروی زید فوت شدہ بود و یک بنت بنت الابن کہ مادرش پیش از پدرش
روبروی زید فوت شدہ بود گذاشت پس تقسیم عصبہ از روی مناسخہ شرعیہ بحسب متروکۂ ذاتی برادرش
خواہد شد یا بر کل اعیان تقسیم خواہد یافت بینوا توجروا

ہو المصوب در رسالۂ احکام الاراضی از واقعات منقول ہست الانعام المخلد والوہبۃ بعشرۃ
الملک یجوز بیعہ وشراؤہ علی الصحیح انتہی و بعد ازان ہست الانعام المخلد یدخل فی الملک فیباع ویوہب
ویورث انتہی و در ذخیرہ می نویسد رجل لہ وظیفۃ فی بیت المال لو وصل الیہ کل سنۃ لو کان بحیث
لا یاخذ منہ السلطان بعد موتہ ولا یعطیہا لغیرہ صار فیہا یدخل الملک فیصیر ملکا تجوز التوریث فیہ
والہبۃ والبیع والوصیۃ انتہی و در فتاوی کبری می آرد اذا اعطی الامام او ولد مستحق ارضا یکون ملکا لہ
ولاولادہ بعقبہ وعلیہ اکثر المشائخ انتہی ازین عبارات واضح است کہ عطیۂ سلطانی کہ در ملک معطی لہ
داخل می شود مثل سائر املاک اوست پس بعد موت زید آن جاگیر مثل دیگر املاک تقسیم خواہد شد
و بہ ہر دو ابن خواہد رسید و باقی ورثہ محجوب خواہند شد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتاء بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد
وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں
ایک شخص مثلاً زید فوت ہوا اور شخص متوفی سجادہ نشین صاحب رشد و ارشاد تھا اور صد ہا خلق اللہ
اوسکے معتقد اور مرید تھے اور صاحب جائداد منقولہ وغیر منقولہ تھا اور اوسکے دو لڑکے مثلاً عمرو
و خالد عمرو بالغ تھا اور خالد نابالغ اور چار دختریں تین بالغ اور ایک نابالغ یعنی ہمشیرہ حقیقی
خالد اور دو زوجہ جن میں زید نے مبلغ چھ روز قبل از فوت جملہ قرضخواہان کو طلب کرکے جسقدر
قرضہ تھا تحریر کروالیا پانچ ہزار پانسو چھتر روپیہ اونہوں نے اپنے حیات میں بعد تحریر ہذا دو سو اٹھارہ روپیہ
ادا کیے اور باقی روپیہ کی نسبت فرزند کبیر عمرو سے بمقابلہ چند اشخاص کہا کہ بعد تجہیز و تکفین پہلے
قرضہ میرا ادا کرنا بعد ازاں دیگر کاموں میں شروع ہونا اور اس بارہ میں اشد تاکید کی اور ایک ہزار
مہری قرضہ تھا اور کل ملکیت میں ہر ایک وارث کا حصہ ادا کرکے ادا ہی کیا ہے مع فاقہ مال مثلاً
دیہہ ... تا ... ہمیں سمجھے چند روز سے کہا کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ عمرو کو دیدیا اور سکا ...

اور پانچسو روپیہ واسطے زیور دختر کلان عمرو اور تین سو واسطے کپڑے اور دیگر اخراجات متعلقہ
شادی کے جو ہے وہ بھی دیدینا پھر عمرو کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تو بھی اپنی جانب سے ایک روپیہ
دختر ہندہ محافظ مال کو دینا اور بھائی تیرا خالد صغیر سن ہے اوسکی تربیت کرنی اور خدمتگذاری مع
والدہ اور باقی ورثا کو سعادت دارین تصور کرنا الا الاخفی اور مکانات مسکونہ کی نسبت اور جو کسی وارث
کے پاس زیورات یا پارچہای پشمینہ وغیرہ یا برتن مسی یا دیگر اشیا تھین بوقت وصیت ہذا کچھ نکہا الا
زید نے اپنی حیات مین حویلی کلان پختہ علحدہ علحدہ ورثاؤن کو دے رکھی تھی چنانچہ خالد اور اوسکی
والدہ کو جانب شرقی قدرے کم جو سب اطراف سے بڑی تھی دے رکھی تھی اور عمرو اور والدہ عمرو کے
پاس دیگر مکانات وہ ہر سہ جوانب تھین الا والدہ ثانیہ عمرو کو قلیل سا مکان دیا تھا حسب گذارا اوسکے
اور باقی جوانب عمرو کے پاس تھین اور کچھ مکان مین وہ محافظ مال رہتی تھی جہان توشہ خانہ تھا
جب محافظ بیت اللہ کو چلے گئے تو وہ مکان قبضہ عمرو مین آگئے اور دو تین گھڑی قبل از انتقال
عمرو کو حکم دیا کہ دروازون کا قفل لگا دو تو گویا اوس سے مراد یہ تھی کہ جس مکان مین زید ہے وہ اور
دیگر مکان جو فارغ ہین اونمین قبضہ عمرو کا مستحق ہو جاوے کہ کل کوان مکانات سے دوسرا شخص
دعویدار نہو اور دوسرے یہ تھی کہ جب توشہ خانہ پر جہان محافظ تھے اوسکا قفل ہو گیا تو مال غیر
باہر نجاسکے گا عمرو اگرچہ اوٹھا اور سب جگہ قفل لگائے الا جسمین زید بیمار تھا اور وہی توشہ خانہ تھا
بسبب طعن طاعنین اور قرب وقت ہو جانے سے قفل نہ لگایا کہ ایسے والد کا جہان سے چلا جانا
اور اولاد اوس وقت فکر مال و اسباب مین ہو اکثر خلق اللہ کے نزدیک بہت نامناسب ہے اسی فکر مین
تھا کہ زید کا انتقال ہو گیا تو عمرو تجہیز و تکفین مین شروع ہو گیا محافظ مال کا دو دن لگ گیا اور سب مال
ایسی ایسی جگہ رکھدیا جہان عمرو کا نہ دہیان پہنچ سکتا تھا چند روز بعد انتقال زید کے عمرو نے کہا
کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ کہ ضرورت ہے ہندہ نے کہا کہ میرے پاس تو وہی آٹھ سو روپیہ
ہے اور کچھ نہین تب عمرو نے نہایت متحیر ہو کر کہا وہی لے آؤ کہ مصارف مین صرف کیا جاوے پھر
ادا کیا جاویگا جب وہ لائی تو عمرو نے کچھ [illegible] ایک سو روپیہ اوسکے پاس اپنی طرف سے
زیادہ کر کے ہندہ کو دیدیئے کہ شاید اس [illegible] باقی جو روپیہ دیئے محافظ نے ایک سو
[illegible] اور کچھ سوا اپنے

مصارف مین صرف کیا اور اس امر کے دو شخص گواہ کیئے الا اس محافظ نے اور چیز سوائے برتن
مسی کے جنکی قیمت بیس روپیہ یا کم وبیش ہوگی عمرو کو کچھ دیا اور خود بیت اللہ کو چلا گیا اور
وہین مر گئی اور اشیا دادہ اوسکی فہرست اور گواہ ہین اور عمرو نے بموجب وصیت والد قرضہ والد کا
مع اوس قرضہ کے جو بعد انتقال زید متحقق ہوا ادا کیا اور بعد ازادا سب ورثا کو جو بالغ تھے او جو نابالغ
تھے اونکی والدہ کو کہا کہ حصہ جائداد منقولہ وغیرہ کا لیجئی ہو جیسا کہ زید نے کہا ہے اب جو جائداد زید نے
تقسیم نہین کی وہ بھی حسب حصہ لیلو اور موافق حصہ کے قرضہ دو یا ذمہ دار آنکے ہو کہ تا مجھسے
قرضخواہ متقاضی نہون اور تمسے وصول کرین تو سب نے کہا کہ نہ ہم حصہ لیتے ہین اور نہ قرضہ
دیتے ہین پھر عمرو نے کہا کہ کل کو مین اگر غریب ہو گیا اور تم مالدار تو پھر یہ نہو سکیگا کہ تم قرضہ کا
روپیہ ادا کرو اور خواستگار حصہ کے ہو تو اس صورت مین بھی کچھ نکہا اور حسب وصیت تعمیر
خانقاہ والد شروع کروائی چنانچہ اب تک کہ ثلث ناتمام ہے پچھتر ہزار کے قریب صرف ہو گیا ہے
چونکہ عمرو کو زید نے قبل از رحلت پانچ چھ سال مجاز طریقہ علیہ صوفیہ کرام کیا تھا اور جمیع علوم
سے فارغ التحصیل تھا اور مجاز علم حدیث بھی تھا تو بہت خلفا اور مریدین خاندان نے بعد چہلم
اُسے سجادہ نشین بجائے باپ مقرر کیا اور ہر ایک نے بطور قبول خلافت عمرو عمرو سے
بیعت کی اور دو ہزار پانچ سو روپیہ دستار بندی کا ہوا جو چہلم کے خرچ اخراجات مین صرف ہوا
اور تقدیر ایزدی سے حویلی کلان پختہ کی جانب شرقی کل اور قدرے قدرے جانب جنوب
وشمال جا گرئی تو عمرو نے چاہا کہ تعمیر کرا دے تب والدۂ خالد اور ننھیالی اوسکے مانع آئے کہ ہمارے
حصہ کیطرف یعنی جانب شرقی نہ بناؤ کہ ہم اسقدر زر کثیر ادا نہین کر سکتے اب تم بناؤ اور کل کو
ہمسے خواستگار زر صرف شدہ کے ہو تو ہم کہانسے ادا کر سکین گے جو تمہارا حصہ ہے بنالو تب عمرو نے
حسب وصیت بسبب بے پردگی کے کہا کہ یا بس یا زید نے دو کہ تا پردہ ہو جاوے پھر دیکھا جاویگا
تب بعد رد و قدح کے اجازت تعمیر حصہ اپنی کی والدۂ خالد نے دی تو عمرو نے قرضہ اور اپنی آمدنی
تعمیر کنندہ ہے اور دیگر اشخاص اور مریدین سے لیکر تیار کی جب ایک سمت اتمام سے باقی رہی
تھی تو کثرت بارش سے کل تیار شدہ گر گئی پھر دوبارہ از سر نو تعمیر کی آمدنی و قرضہ سے تیار کی ہوئی
حسب وصیت والد سے بنوایا ہے پس خالد کی والدہ نے زمانہ انتقال زید سے تعمیر شروع کی

چنانچہ وقت انتقال زید خالد پانچ سال کا تھا اور اب تک کہ عمر اُسکی تیئیس ۲۳ سال کی ہے سوائے
پڑھنے کے اور کچھ کام نہ تھا اُسکو اُستاد گھر پر رکھکر اور دہلی بھجوا کر جمیع علوم عربیہ سے فارغ کروا دیا
علیٰ ہذا اُسکا اور اُسکی والدۂ حقیقی اور ہمشیر حقیقی اور ہمشیرزادی اور خدمت گزاران زنان و مردان کا
خرچ نان و پارچہ و دیگر اخراجات خانگی کا عمرو متکفل رہا اور علیٰ ہذا ایک والدۂ ثانی اور ایک ہمشیرہ
اور دو ہمشیرہ زادگی ہمشیرۂ متوفیہ مع خدمت گزاران زنان و مردان اُنکے نان و پارچہ اور دیگر اخراجات
خانگی کا بھی کفیل رہا اور مسافران آیندہ و روندہ اور درویشان مقیمین وقت زید اور جدید کو جو
قریب ڈیڑھ سو کے ہین برابر آجتک نان و پارچہ وغیرہ دیتا رہا اور خالد اور اُسکی ہمشیرۂ حقیقی کا
بیاہ بھی کر دیا غرضکہ علاوہ سب اخراجات کے صرف خرچ غلۂ روزمرہ کا تین من پختہ کا ہے اور
اراضیات جو زید کے وقت کی ہین سوا اٹھارہ گانوین مع ناقص و کامل مزروعہ ہے گویا اُسکی
آمدنی علاوہ خرچ مردمان کارندگان زراعت و معاملۂ سرکار اگر حساب کیجاوے اور بہت بڑھکر
تخمینہ لگایا جاوے تو تین ماہ خرچ غلہ کا بھی نہین نکال سکتے مگر عمرو نے حسب وصیت والد آمدنی
روزمرہ تعویذ گنڈا و دیگر اشخاص مریدین سے ہر ایک وارث کے خرچ کا اور درویشان اور
مسافران کا خبرگیران رہا اور آجتک جو کچھ کسی وارث کے مرید یا دیگر اشخاص نے خدمت کی
اُسنے اپنے مصارف مین صرف کی اور جو کچھ عمرو کو آمدنی تعویذ گنڈہ یا دیگر اشخاص یا مریدین
سے ہوتی تھی اوسنے مصارف مذکورۂ بالا اور حوائج خانگی مین صرف کی اور آجتک کسی وارث کو
سوا پڑھنے اور ذکر اذکار کے زراعت یا تجارت یا دیگر کاروبار سے تعلق نہین تھا بجز پڑھنے اور
بیٹھنے کے کسی طرح کا کوئی کام نہین کرتے ہین اور عمرو نے اپنی آمدنی مذکورہ سے اراضیات خریدکی
ہین مشتمل بر جگہہ غیر مریدین بلکہ غیر ملت اور بعض جگہہ مریدین سے اور بعض جگہہ اپنے گھر والون کے
زیور فروخت کرکے خریدکی ہین اور بعض جگہہ برادری وغیر مریدین سے رہن کر لئے ہین اور
بعض جگہہ مریدون نے اور بعض جگہہ غیر مریدین نے اراضیات ہبہ کی ہین اور بعض جگہہ جو زید کو
لوگون نے ہبہ کی الا بسبب عدم قبضہ یا کاغذات ہبہ مکمل نہوا بعد انتقال زید عمرو نے اُنکے
کاغذات کو مکمل کیا اور قبضہ کیا اور علیٰ ہذا مثل اسپان و نرگاوان و گاومیشان و شتران و حمران
و پارچہ جات نشیمنہ وغیرہ و برتن وغیرہ اشیا عمرو کو ہبہ یا شراء مریدین یا غیر مریدین ہوئے ہین اور

بہت کتب عمرو اور زید کے خرید کیے ہوے ہین اور فراشخانہ اور ایک باغ اور حمام ہے اور ایکطرف
حویلی کلان پختہ دوبارہ تیار شدہ کی عمرو نے ایک حویلی خرد مکان مشترکہ مین تیار کی ہے اور بہت جگہہ
مکانات پختہ وخام زمین مشترکہ مین تیار کیے ہین اور باغات اور رجا باٹ اور دیگر اشجار ثمرہ و غیر ثمرہ
بہت جگہہ زمین مشترکہ مین نصب کرادیے ہین اور سرکار کی طرف سے جو معافیات جو وقت زید کے
تھین اور بعد انتقال زید اور بسبب قید مین حیات ضبط ہوگئین تھین عمرو کے نام بحال و واگذار
ہوئی ہین بلکہ بعض جدید اسکے نام ہوئی ہین الاکل معافیات متعلق مکان اور سجادہ نشین بجاے
متوفی عبارات کاغذات معافیات سے مفہوم ہوتے ہین چنانچہ یہ عبارات کاغذ معافیات ہے

"تا تعمیر خانقاہ وآبادی مکان ونیک چلنی معافی دار تا مرضی سرکار و بعض تا دوام [illegible]"

اور ایک حویلی خام زید نے مسافرون ودرویشون کے لیے تیار کی تھی ہوا ایک زمین کیواسطے ہے
اور دیگ اور برتن جو مسافرخانہ مین ہین وہ وقت ؟ کام دیتے ہین ابکی سال خالد نے تقسیم
اراضیات اور مکانات وغیرہ اشیا کی عدالت مین عرض کی ہے اور فریقین کو فیصلہ شرعی
منظور ہے لہذا عدالت ان امورات کی علماء شریعت سے تنقیح طلب کرتی ہے کتب معتبرہ سے
مع اسناد وکتب جواب تحریر فرماوین

امورات تنقیح طلب

نمبر ۱ جو آراضیات اور پارچے اور مویشیات وغیرہ اشیا عمرو کو شرعا ہبہ یا رہن [illegible]
یا غیر سے حاصل ہوئے ہین اونمین باقی ورثا شریک ہین یا نہین **نمبر ۲** حویلی کلان پختہ
دوبارہ تعمیر شدہ جسطرح زید نے ہر ایک وارث کو دے رکھی تھی چنانچہ والدہ [illegible]
حصہ کیطرف تعمیر [illegible] رہے یا دیگر طرح تقسیم ہونی چاہیے **نمبر ۳** حویلی خرد متصل
حویلی کلان اور دیگر مکانات تیار کردہ عمرو زمین مشترکہ مین کسطرح تقسیم ہونی چاہیے **نمبر ۴**
آمدنی خدمت مریدین اولاد پیر کو اور آمدنی تعویذ گنڈہ یا دیگر اشخاص جنکی خدمت کرین اوسکی بھائی
یا دیگر اولاد کو بھی اوسمین اشتراک ہے **نمبر ۵** خدمت مریدین اولاد پیر کو اور آمدنی تعویذ گنڈہ
اور دیگر اشخاص جو خدمت سجادہ نشین کی کرتے ہین شرع کیا مقرر کرتی ہے **نمبر ۶** جو کچھ جائداد
مثل زیورات اور پارچہ جات اور برتن مسی اور مال مویشی جس وارث کے پاس بالقبضہ وقت زید کے
ہے لاکن [illegible] اطلاع نہین ہے اوسکا ہے یا تقسیم ہونی چاہیے **نمبر ۷** کتب اور فرش

اور حمام اور رباغ تقسیم ہونی چاہیئے یا نہین **نمبر ۸** جو باغات اور اشجار مثمرہ و غیر مثمرہ و چاہات بنوائے ہوئے عمرو کی زمین مشترکہ مین ہین اُنکی تقسیم کس طرح ہونی چاہیئے **نمبر ۹** معافیات جو منجانب سرکار معاف ہین واسطے مصارف فقراء کے متعلق مکان رہنی چاہیئے یا تقسیم ہونی چاہیئے **نمبر ۱۰** جو زمین زید کو بطور ہبہ غیر مکملہ بسبب عدم قبضہ یا کاغذات ملی ہو اور تکمیل کاغذات و قبضہ عمرو نے کیا اُنکی تقسیم کیسی ہونی چاہیئے **نمبر ۱۱** دیوانخانہ مسافرین کے برتن کی تقسیم ہونی چاہیئے یا نہین **نمبر ۱۲** جو تالاب خام جو زید نے مسافرون اور درویشون کے لیئے بنائی تھی تقسیم ہونی چاہیئے یا نہین **نمبر ۱۳** جو چیز اولاد عمرو کو ہبہ ہوئی ہو یا اُنھون نے خرید کی ہو اُس سے عمرو کو یا دیگر ورثاء زید کو حیات اُنکی مین تعلق ہے یا نہین **نمبر ۱۴** حسب اقرار ورثا وقت چہلم کہ نہ ہم حصہ لیتے ہین و نہ قرضہ دیتے ہین وہ اس جائداد سے لادعوی ہین یا نہین اگر جائداد کے مستحق ہین تو مبالغ اداکردہ عمرو بابت قرضہ اُنکو دینے ہونگے یا نہین اور بقول عمرو کا کہ کل کو مین غریب ہوگیا اور تم مالدار تو پھر یہ نہین ہوگا کہ تم قرضہ کا روپیہ دو اور خواستگار حصہ کے ہو عدم استحقاق اُنکے مین شرعاً موثر ہے یا نہین فقط

ہو المصوب جواب سوال اوّل ورثۂ زید ترکۂ زید سے حصہ پاسکتے ہین اور ترکہ عبارت ہے اُس مال سے جو میت بوقت موت اپنی ملک مین چھوڑے حواشی فرائض شریفیہ مین ہے

التركة ما تركه الميت من مملوكه شرعا كالاراضي المقبوضة والذهب والفضة وغيرها من مملوكه مما تعلق به حقوق الورثة انتهى اور اشباہ والنظائر مین ہے الميت لا يملك بعد الموت انتہی پس جو چیز خاص عمرو کی ملک مین آئی ہین اُسمین ورثہ زید کا حق نہین ہوسکتا ہے **جواب سوال دوم** حویلی کلان کی ہرگاہ زید نے حین حیات تقسیم کرکے ہر ایک کا قبضہ کرادیا تھا اور ہبہ مع القبض جو موجب ملک موہوب لہ ہے ہوگیا تھا پس وہ ترکہ زید سے نرہی اُسکی تقسیم جدید نہین ہوسکتی ہے وہی تقسیم زید بحال خود رہیگی **جواب سوال سوم** زمین مشترکہ مین بدون اجازت شرکا اگر کچھ تعمیر کرے تو وہ بناء خاص اُسکی ہوتی ہے اور زمین مشترک رہتی ہے تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے سئل فيما

اذا بنى زيد قصرا بماله في دار مشتركة بينه وبين اخوته بدون اذنهم فهل يكون البناء ملكا له الجواب نعم

اور درصورت اجازت حق رجوع ہوتا ہے تنقیح فتاوی حامدیہ ہے سئل في دار مشتركة بين

زيد وعمرو وطينها زيد ورمها بلا اذن من شريكه ولا وجه شرعي ويريد الرجوع على عمرو فهل ليس له ذلك

الجواب نعم دار مشترکۃ المذہب بعض احدہما بغیر اذن شریکہ فانہ لا یرجع علی شریکہ بشئی عمادیہ ومثلہ فی جامع
الفصولین اقول ای عمرہا قبل الاستیذان وان امتنع من عمارتہا معہ فلا یخالف شیئا مما نحن انتہی
جواب سوال چہارم وپنجم خدمت مریدین اولاد پیر کو اور ایسی خدمت اور اشخاص کی
سجادہ نشین کو اور آمدنی تعویذ گنڈہ وغیرہ حکم ہبہ واجرت مین ہے پس خدمت کرنے والا جسکو دیگا
وہ موہوب اُسیکی ہوگی دوسرے شخص کا اسمین کچھ حق نہین ہبہ کا حکم یہی ہے اور ایسی اجرت
وغیرہ کا فتاوی عالمگیریہ مین ہے واما حکمہا فثبوت الملک للموہوب لہ انتہی **جواب سوال
ششم** زید نے جو چیز کسی کو ہبہ کرکے قبضہ کرا دیا وہ اُسیکی ہوگی ترکہ زید سے خارج رہیگی
اور ماسوا اسکے تقسیم مین داخل ہوگی **جواب سوال ہفتم** ان سب چیزون کی تقسیم
ہوگی اسوجہ سے کہ یہ سب ترکہ مین داخل ہین **جواب سوال ہشتم** زمین مشترک کی
قسمت باعتبار قیمت کے ہوگی اور اشجار وغیرہ عمرو کے ہونگے اگر اُسنے اپنے مال خاص سے
نصب کئے ہین **جواب سوال نہم** ہرگاہ بعد مرنے زید کے وہ معافیات ضبط ہوگئین تھین
اور پھر عمرو کے نام پر عطا ہوئین اُنمین اور ایسی اُن معافیات مین جو ابتدائً عمرو کو عطا
ہوئی ہین تقسیم نہین جاری ہوگی عطاء سرکاری اُسی شخص کی ہوتی ہے جسکے نام پر مقرر
ہوئی ہو ردالمحتار علی الدرالمختار مین بحث مصارف بیت المال مین ہے ما یجری علی الذراری
عطاء مستقل خاص بالذراری لا عطاء المیت بطریق الارث بین جمیع الورثۃ انتہی ودر رسالۃ احکام
الاراضی ہین ہے فی النوازل العبرۃ لمن عطاء الامام یخصہ فقط انتہی اور بھی اسمین ہے رجل لہ عطاء فی الدیوان مات
عن ابنین فاصطلحا علی ان یکتب فی الدیوان باسم احدہما ویاخذ العطاء ہو والآخر لا شئی لہ من
العطاء ویبذل من کان لہ العطاء مالا معلوما فالصلح باطل ویرد بدل الصلح والعطاء للذی جعل الامام
العطاء لہ لان تحقاق العطاء باثبات الامام لا دخل فیہ لرضاء الغیر وجعلہ کذا فی البزازیہ انتہی وفتاوی
عالمگیریہ مین ہے العطاء لصاحب الاسم انتہی **جواب سوال دہم** جو زمین زید کو ایام حیات مین
کسی نے ہبہ کی تھی مگر قبضہ نہین ہوا تھا وہ ملک زید مین نہین آئی اسوجہ سے کہ ہبہ بدون قبضہ کے
مفید ملک نہین ہوتی ہے پس وہ ترکہ سے خارج رہیگی **جواب سوال یازدہم** وسیزدہم
جو چیز انمین سے زید نے بطور وقف کے قائم رکھی ہین اُسمین تقسیم نہین جاری ہوسکتی ہے

تنویر الابصار میں ہے فاذا تم ولزم لایملک ولایملک ولایرہن ولایعار انتہی **جواب سوال سیزدہم**
ایسی چیزون مین عمرو کو اور سوائے اسکے اور ورثہ زید کو کچھ تعلق نہین وہ چیزین انھین کی ہین جنکی
ملک مین بذریعہ کسی سبب کے اسباب ملک سے داخل ہوئی ہین **جواب سوال چہاردہم**
وہ اقرار ورثہ کا مبطل اُنکے حق کا نہوگا اور اُنکو دعوی حصص کا پہونچسکتا ہے مگر جب وہ حصص
لینگے تو قرضہ ذمگی زید سے موافق حصص کے دینا پڑے گا اور جو قرضہ عمرو نے ادا کیا ہے
وہ اُنپر بقدر اُنکے حصص کے عود کریگا فصول عمادیہ ہے فی واقعات الناطفی الوصی
والورثۃ اذا نقدوا ثمن کفن المیت من مال انفسہم یرجعون بہ فی الترکۃ ولایکونون متطوعین وکذا اذا
قضی الوصی او الوارث دین المیت من مالہا انتہی اور بھی اُسمین ہے الوارث اذا قال ترکت
حقی لایبطل حقہ لان الملک لایبطل بالترک انتہی اور تنقیح فتاوی حامدیہ کی کتاب الدعوی میں ہے
الارث جبری لایسقط بالاسقاط قد افتی بہ العلامۃ خیر الرملی کما ہو محرر فی فتاواہ من الاقرار نقلا عن جامع
الفصولین وغیرہ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۱۹۱ ۱۳ **استفتا** کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ عصبہ بنفسہ و عصبہ بالغیر مین کسکو ترجیح ہے
امثال ام بنت اخت ابن الاخ زوجہ ام بنت اخت ابن الاخ زوج۔ ام بنت اخت۔ ابن الاخ

ہو المصوب ان صورتون مین عصبہ بالغیر بوجہ قرب کے مقدم ہے اور عصبہ بنفسہ محجوب ہے
فتاوی عالمگیریہ مین ہے العصبۃ مع غیرہا اذا کانت اقرب الی المیت من العصبۃ بنفسہا کانت العصبۃ
مع غیرہا اولی بیانہ اذا ہلک الرجل وترک بنتا واختا لاب وام وابن اخ لاب فنصف المیراث
للبنت والنصف للاخت ولاشی لابن الاخ لان الاخت صارت عصبۃ مع البنت وہی اولی
الی المیت من ابن الاخ وکذلک اذا کان مکان ابن الاخ اخا لاب لاشی للاخ کذا فی المحیط انتہی
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

اصاب المجیب حررہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

۱۹۲ ۱۳ **استفتا** چہ می فرمایند علماے دین و مفتیان شرع متین اندرین باب کہ زید فات
یافت و یک نواسا و نواسی و یک برادرزادہ و یک نبیرہ یعنی پوتا و دو پوتی گذاشت حقیقت
این کہ پدر برادرزادہ یعنی برادر زید و مادر کلان نواسا و نواسی یعنی خواہر زید و خواہرزادئی زید پیدر قبا

یعنی پسر زید رو برو سے زید وفات یافتہ اند ترکہ بچہ صورت تقسیم خواہد شد

ہو المصوب بعد تقدیم ما تقدم علی الارث و رفع موانع ترکہ بر چار سہم منقسم شدہ دو ازان بہر پسر متوفی و یک یک حصہ بہر یک دختر پسر متوفی خواہد رسید و باقی ہیچ نہ واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا ما قولکم رحمکم ربکم اندرین کہ خنثی کہ اورا ہر دو علامت ست از مردی و انوثت پس بوجہ مردی خود با زنے نکاح کرد و برائے انوثیت خود با مردے نکاح نمود و ورا دو پسر شد یکے از زوجہ ذکر بیت و دیگرے از انوثیت او قضارا خنثی مذکورہ مرد پس آن ہر دو پسر انش دعوی میکنند یکے میگوید کہ میت پدرم بود و مال پدرم بمن میرسد و دیگرے میگوید کہ میت مادرم بود و مال مادرم بمن میرسد پس متروکہ خنثی مذکور بکدام میرسد و آیا چنین حادثہ ممکن ست بقاعدۂ شرع شریف یا نہ

ہو المصوب اینچنین حادثہ ممکن ست عبد النبی احمد نگری در حواشی فرائض شریفیہ می نویسد انی سمعت ممن یوثق بہ ان النصیر الطوسی کان لہ فرجان فرج الرجل وفرج المرأۃ وکان متلذذا بلذتین و تعشق علی رجل جسیم قوی طویل اللحیۃ کثیر الجماع فکان شغوفا ومحظوظا لیلا ونہارا ینیکہ وکانت لہ امرأۃ قد ینیکہا انتہی و سید احمد حموی در حواشی اشباہ والنظائر مے نویسد من غرائب المسائل المتعلقۃ بالخنثی المشکل ما ذکرہ فی الفصول المہمۃ فی مناقب الائمۃ وذلک ان علیا کرم اللہ وجہہ وقعت لہ واقعۃ حار علماء وقتہ فیہا وہی ان رجلا تزوج بخنثی لہا فرج کفرج النساء و فرج کفرج الرجال اسمہ قہا جاریۃ کانت لہ ودخل بالخنثی واصابہا فحملت وجاءت بولد ثم ان الخنثی وطیت الجاریۃ فحملت منہ لولد واشتہرت ورفع امرہم الی امیر المومنین علی فسأل عن الخنثی فاخبر انہا تحیض وتطاء وتوطأ وتمنی من الجانبین وقد حبلت واحبلت فصار الناس متحیر الافہام فی جوابہا وکیف الطریق الی حکم قضائہا وفصل خطابہا فاستدعی علی احد غلامیہ یرقا وقنبر وامرہما ان یذہبا الی ہذا الخنثی ویعدا اضلاعہا من الجانبین فان کانت متساویۃ فہی امرأۃ وان کان الجانب الایسر انقص من الجانب الایمن بضلع واحد فہی رجل فذہبا الی الخنثی وعدا اضلاعہا فوجدا اضلاع الجانب الایسر انقص من الجانب الایمن بضلع فجاءا واخبرا فذلک وشہدا انہ عندہ فحکم علی الخنثی بانہا رجل وفرق بینہا وبین جہلولہ الدلیل علی ذلک ان اللہ تعالی لما خلق آدم علیہ السلام وحیدا اراد الاحسان الیہ فجعل لہ زوجا من جنبہ لیسکن کل واحد

الی صاحبہ فلما نام آدم خلق اللہ من ضلعہ القصری من جانبہ الایسر حوا فانبتہ فوجدہا حالۃ الی جانبہ کاحسن ما یکون من الصورۃ فلذلک صار الرجل ناقصا من جانبہ الایسر عن المرأۃ بضلع والمرأۃ کاملۃ الاضلاع من الجانبین والاضلاع الکاملۃ اربعۃ وعشرون ضلعا ہذا فی المرأۃ واما فی الرجل فثلثۃ وعشرون اثنی عشر فی الایمن واحدی عشر فی الایسر انتہی پس درصورت سوال اگر بوجہ من الوجوہ معلوم نشدہ باشد کہ این خنثی زن ست یا مرد ترکہ اش بہر دو پسر ش علی السواء دادہ خواہد شد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (محمد عبد الحی ابو الحسنات)

کتاب البیعۃ والخلافۃ

استفتا ۱۹۴ زید نے حالت نابالغی مین بترغیب چند اطفال ہمسن کے کسی سے بیعت کی اور بعد بلوغ عند الملاقات مرشد کے بسبب معائنہ چند امورات خلاف شرع کے ونیز عدم استفادہ ہونے ہدایت وغیرہ کے اُسکو اعتقاد نہوا اب وہ دوسرے بزرگ سے بیعت کرنا چاہتا ہے پس یہ بیعت جائز ہے یا نہین

ہو المصوب اس صورت مین بیعت ثانی جائز ہے اور بیعت اولی مانع نہین ہے شاہ ولی اللہ محدث رح قول جمیل مین تحریر کرتے ہین ان تکرر البیعۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ماثور وکذلک عن الصوفیۃ اما من شخصین فان کان لظہور خلل فی من بایعہ فلا باس وکذلک بعد موتہ او غیبتہ المنقطعۃ واما بلا عذر فانہ یشبہ المتلاعب ویذہب بالبرکۃ ویصرف قلوب الشیوخ عن تعہدہ واللہ اعلم ـ حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا ۱۹۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک شخص مذہب اثنا عشری امامت کے بارے مین بحث کرتا ہے کہ قید بارہ امام کی کلام مجید اور احادیث نبوی صلعم سے ثابت ہے مذہب اہلسنت وجماعت کا خلاف قرآن مجید وحدیث کے عمل ہے سائل دریافت کرتا ہے کہ مذہب اہلسنت وجماعت مین قید بارہ امام کی ہے یا نہین اگر ہے تو کیا ہے اور کس وجہ سے امامت بارہ پر مخصوص ہوئی دیگر اولاد کس وجہ سے امام قرار نہین دی گئی اور جو قرآن مجید مین سورہ مائدہ کے دوسرے رکوع مین یہ آیت ہے ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا الی آخرہ اور فائدہ مین لکھا ہے یہ بیان فرمایا ہے بنی اسرائیل سے عہد لینا حضرت موسی عم کی

آخر عمر مین یہ قرار لیے ہین یہ سورہ حضرت کی آخر عمر مین نازل ہوئی ہے شاید ہمکو سنایا اسواسطے کہ ہمکو بھی یہی امید ہے ایک عہد اُس امت سے لیناکہ رسول جو بعد ہو اُنکی مدد کروا سکے بدل معنی یہ ہین کہ خلفا کی اطاعت کرو یہ مذکور بارہ سردارون کا بیان فرمایا ہے اسی اشارہ کو حضرت صلعم نے فرمایا ہے میری امت مین بارہ خلیفہ ہونگے قوم قریش سے اور فرمایا جو خرابی ہوئی پہلے امت مین تو ہوگی ہمین سے جیساکہ وہ خراب ہوئے پیغمبرون کی مخالفت سے یہ امت خراب ہوئی خلیفہ پر خروج کرکے پس یہ بارہ خلیفہ کون ہین اور نام اُنکے کیا ہین اور حدیث نبوی صلعم بقید بارہ امام اہل قریش سے ہے یا نہین اگر ہے تو جواب سائل کے ساتھ حدیث کو بھی تحریر فرماوین بینوا توجروا۔

ہو المصوب بعنوان شیعہ کا جو بارہ دوازدہ امام کے کہتے ہین نشان اسکا کہین قرآن و حدیث مین نہین ہان احادیث سے صراحۃً یہ امر ثابت ہے کہ اس امت مین بارہ خلیفہ ہونگے کہ انکی خلافت پر اکثر لوگ اتفاق کرینگے اور وہ خلفا قریش سے ہونگے اور اشاعت دین و ہدایت مین سرگرم ہونگے اور تخصیص اُنکے ساتھ اہلبیت نبوی کی نہین وارد ہے کہ اُس سے خواہ مخواہ دو ازدہ امام مراد لیے جاوین بلکہ بعض روایات مین یون وارد ہوا ہے کہ بارہ خلیفہ میری امت مین ہونگے اور دو اُنہین سے میرے اہلبیت سے ہونگے اور علمانے تعیین ان خلفا کی کی ہے سیوطی تاریخ الخلفاء مین لکھتے ہین قد وجد من اثنا عشر خلیفۃ الخلفاء الاربعۃ والحسن و معاویۃ و عبداللہ ابن الزبیر و عمر بن عبدالعزیز ہؤلاء ثمانیۃ ویحتمل ان یضم الیہم المہدی من العباسیین لانہ فیہم کعمر بن عبدالعزیز فی بنی امیۃ وکذلک الظاہر بامر اللہ لما اوتیہ من العدل ویبقی اثنان احدہما المہدی لانہ من اہل بیت محمد اس قول کے موافق بارہ خلفا سے دس خلفا متعین ہو گئے ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ حسنؓ۔ معاویہ۔ عبداللہ بن الزبیر۔ عمر بن عبدالعزیزؒ۔ مہدی عباسی۔ طاہرؒ۔ اور بارھوین امام مہدی آخر الزمان ہونگے اور بعضون نے انھین خلفا مین معاویہ بن یزید بن معاویہ کو بھی شمار کیا ہے پس موافق اسکے گیارہ خلفا ہو گئے اور بارھوین کا انتظار ہے واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبدالحی ابو الحسنات

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ جب شاہ محمد یوسف صاحب نے انتقال فرمایا شاہ محمد عاشق صاحب جو اُنکے بھائی اور منجملہ خلفا کے تھے

باتفاق قوم سجادہ نشین ہوئے پھر جب شاہ محمد عاشق صاحب نے انتقال فرمایا تو باتفاق جمیع خاندان شاہ محمد اسمعیل صاحب سجادہ نشین ہوئے جو شاہ محمد یوسف صاحب کے خلیفہ اور شاہ کریم الدین صاحب کے نواسے ہین جو شاہ محمد یوسف صاحب کے جد اعلی کے پوتے ہین اور شاہ محمد یوسف صاحب کی بیٹی مسماۃ خدیجہ بیبی بھی انکو بیاہی ہوئی ہین اور شاہ محمد یوسف صاحب نے خرقۂ خلافت بھی انکو دیا ہے اور جب سے آج تک کہ چھ برس سے زیادہ گذرے ہین کسی نے کسی قسم کا تعرض نہین کیا اور سلسلہ تعلیم رشد و ہدایت انسے بہت اچھی طرح سے ابتک برابر جاری ہے اور تمام عوام اور خواص خصوصا امرا و روسا انکے معتقد اور چال چلن اور وضع اور عادت سے بہت خوش ہین اب شاہ محمد حسن صاحب جو شاہ غلام چشتی صاحب کے بیٹے ہین اور یہ شاہ غلام چشتی شاہ غلام عالم جد اعلے شاہ محمد یوسف صاحب کے پوتے ہین اس بیان سے مدعی ہین کہ شاہ محمد اسمعیل صاحب شاہ غلام عالم کی اولاد دختری ہین اور مین شاہ غلام عالم کی اولاد پسری سے ہون اسلیئے شاہ محمد اسمعیل صاحب منصب سجادہ نشینی سے موقوف کیئے جاوین اور انکی جگہ مین سجادہ نشین قرار پاؤن تو آیا دعوی انکا بمقابلہ شاہ محمد اسمعیل صاحب کے جو داماد اور خلیفہ شاہ محمد یوسف صاحب کے ہین اور خرقہ بھی انسے پاچکے ہین صحیح ہے یا نہین اور شرع شریف سے انکو کسی قسم کی ترجیح بابت سجادہ نشینی حاصل ہے یا نہین بالتفصیل مع عبارات کتب جواب تحریر فرماوین

ہو المصوب مخفی نرہے کہ مسائل خلافت و سجادہ نشینی کے ارباب تصوف کے نزدیک مسائل خلافت کبری سے مستنبط ہین اور درباب خلافت کبری کے کتب علم کلام مین مذکور ہے کہ یہ امر موروث نہین ہے بلکہ منوط وجود قابلیت و استجماع شرائط خلافت پر ہے اور تحقق خلافت کا چند طرق سے ہوتا ہے ایک یہ کہ امام سابق خود اسکو خلیفہ کردے دوسرے یہ کہ وہ امام خلافت کو چند لوگون کے مشورہ پر محول کردے اور ارباب مشورہ کسی مستحق کو خلیفہ کردین تیسرے یہ کہ بعد فوت امام سابق کے اہل حل و عقد از علما و روسا ایک شخص کو خلیفہ کردین اور اگر یہ تینون صورتین نہون اور ایک شخص بشرطیکہ قابلیت خلافت رکھتا ہو بمجرد خود قہرا و استیلاء خلیفہ بن بیٹھے اور لوگ اسکے مطیع اور منقاد ہوجاوین اس صورت مین بھی خلافت منعقد ہو جاویگی اور یہ بھی کتب کلام مین لکھا ہے کہ نہین جائز ہے معزول کرنا کسی خلیفہ کا بعد تحقق اسکی خلافت کے مگر یہ کہ اس سے انصرام امور خلافت

ہو جیسے سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد مین تحریر کرتے ہین وتنعقد الامامۃ بطرق احدہا بیعۃ اہل الحل والعقد من العلماء والرؤساء والثانی استخلاف الامام وعہدہ وجعلہ الامر شوری بمنزلۃ استخلاف الا ان المستخلف غیر متعین فیتشاورون ویتفقون علی احدہم والثالث القہر والاستیلاء فاذا مات الامام وتصدی للامامۃ من یستجمع شرائطہا من غیر بیعۃ واستخلاف وقہر الناس بشوکتہ انعقد الخلافۃ لہ ولا یجوز خلع الامام بلا سبب ولو خلعوہ لم ینفذ وان عزل نفسہ فان کان لعجزہ عن القیام بالامر انعزل و الا فلا انتہی ملخصا بناء علی ہذا صورت سوال مین ہرگاہ شاہ محمد اسمعیل صاحب کو جملہ اہل خاندان نے باتفاق خلیفہ کردیا اور خرقۂ خلافت بھی انکو شاہ محمد یوسف صاحب سے ملا اور امور متعلقہ خلافت کے انصرام مین بھی انسے کسی قسم کا فتور نہین پایا گیا خلافت انکی مستقر ہوگی اور دعوی مدعی کا گو وہ اولاد پسری سے جد اعلی شاہ محمد یوسف صاحب کی ہو صحیح نہین ہے کیونکہ یہ امر خلافت وراثت نہین ہے جو انتساب پسری کو انتساب دختری پر ترجیح ٹھہرے بلکہ ثبوت اسکا چند طرق پر موقوف ہے اور ان طرق کا تحقق اس مقام مین ہے اور کوئی امر باعث عزل خلیفہ کا نہین ہے واللہ اعلم بالصواب

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

کتاب الاقرار

۱۹۶ استفتا ما قولکم رحمکم اللہ تعالی اندرین صورت کہ مسماۃ ہندہ از عمرو اقرار و نوشتہ داد کہ پس از علیحدگی حصۂ من از ترکۂ والد مرحوم کہ درمیان حصص دیگر شرکا مشترک ست بسبب رعایت حقوق ملازمی قدیمی نزد والد خود و نیز بجلدوئے سعی در علیحدگی حصہ ام ہفت روپیہ ماہوار بہ شما تا حین حیات خود خواہم داد و بعد من اولاد من بشما و اولاد شما ہمین نمط سلوک خواہند کرد و بعد پنج وشش ماہ ازین اقرار مسماۃ ہندہ مذکورہ جملہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ خود بنام دختر خود ہبہ کردہ بدون ذکر این ہفت روپیہ ماہواری ہبہ نامہ مترتب کنانیدہ داد و منجملۂ دیگر گواہان عمرو مذکور ہم بدون تعرض ازان ہفت روپیۂ موعود بران ہبہ نامہ گواہی خود ثبت گردانید بعدہ واہبۂ مسطورہ انتقال کرد و ہنوز حصۂ مشترکہ مسماۃ مذکورہ از قبضۂ دیگر ورثہ علیحدہ تمام و کمال نشدہ باشد بلکہ بقدر نصف یا کم وبیش جدا گردیدہ باشد لکن عمرو مذکور از موہوب لہا دعوی آن ہفت روپیہ ماہوار می کند

پس سوال کردہ می شود کہ باوجود عدم علٰحدگی تمام وکمال حصۂ مشترکہ مسماۃ ہندہ وعدم تقریر
ذکر آن ہفت روپیہ ماہوار دران ہبہ نامہ وتعرض نکردن مسمی عمرو عند الشہادت بر ہبہ نامہ موہوب
مسمی عمرو درست است یا نہ وعند الشرع مسموع خواہد گردید یا نہ بینوا بعبارۃ الکتاب توجروا یوم الحساب

ہو المصوب مجرد اقرار ہندہ از عمرو موجب استحقاق عمرو نمی شود زیلعی در شرح کنز الدقائق
اینرا ذکر کردہ کہ استحقاق بدون عقد یا قبض نمی شود وہمچنین بزازی در فتاوی خود نوشتہ
پس دعوی عمرو نامسموع خواہد شد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۱۹۸
استفتا ما قولکم دام فضلکم کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین
کہ زید نے عمرو سے اقرار کیا اور لکھدیا کہ اگر یہ میرا کام تیری سعی سے پورا ہو جائیگا تو مین اور میری
ورثہ تیرے ساتھ نسلاً بعد نسل وبطنا بعد بطن دس روپیہ ماہوار کا سلوک کرتے رہین گے
یا یون اقرار کیا کہ مین نقد جنس اسقدر تجھکو دونگا اور پھر وہ کام بھی پورا ہو گیا بعد اس اقرار امہ
نوشت کے مقر اپنے اقرار سے پھر گیا یا وہ تو پھرا نہین مگر قضاے الٰہی سے مر گیا اور اُسکے
ورثہ اُسکا اقرار پورا نہین کرتے ہین یا زید نے عمرو سے کسی چیز کے دینے کا بغیر لینے کسی کام کے
وعدہ کیا اور پھر اقرار سے پھر گیا یا وہ تو نہین پھرا مگر فوت ہو گیا اور اب اُسکی ممات کے بعد
اسکے ورثہ ایفا اس وعدے کا نہین کرتے ہین در صورت تعلیق وغیر تعلیق حکم شریعت باہرہ کا
کیا ہے آیا در صورت تعلیق بعد رجوع یا موت مقر کے عمرو کا حق زید یا ورثہ زید سے عند القضا
بجبر واکراہ دلایا جاوے گا یا نہین اور در صورت غیر تعلیق زید کی نفس حیات مین اُسکے نفس
خاص پر یا اُسکے موت کے بعد اُسکے ورثہ پر ایفاے وعدہ چاہیے یا نہین اور حاکم قاضی
بجبر دلا سکتا ہے یا نہین بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

ہو المصوب دونون صورتون مین زید کو ایفاے وعدہ لازم ہے اور خلف وعدہ

گناہ کبیرہ ہے حدیث صحیح میں وارد ہے ثلاث من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کان فیہ خصلۃ
منہا کان فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعہا اذا حدث کذب واذا ائتمن خان واذا عاہد غدر اور اگر زید
وفاے وعدہ نہین کرتا ہے قاضی کو جبرا دلانا نہین پہنچتا ہے کیونکہ مجرد وعدہ سے عمرو کا استحقاق

نہین ہوتا ہے بزازیہ مین ہے المراد من جواز الجعل من جانب واحد فی المسابقة الحل لا الاستحقاق فانہ لا یستحق بالشرط الشئ لعدم العقد والقبض انتہی اس سے معلوم ہوا کہ مجرد شرط کرنے سے یا وعدہ کرنے سے کسی چیز کے استحقاق ثابت نہین ہوتا ہے اور بعد وفات زید کے اگر زید نے ورثہ کو وصیت دربارہ ایفاے وعدہ کے نہین کی ہے ایفاء وعدۂ مورث اُنپر واجب نہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

استفتا زید نے نکاح ہندہ کے ساتھ کیا اور اُسکے باپ عمرو سے اقرار کیا کہ ہندہ کو عمرو کے گھر سے اور کہین نہ لیجاؤنگا پس اس شرط کا ایفا واجب ہے یا نہین اور بصورت عدول عند اللہ ماخوذ ہوگا یا نہین

ہو المصوب اس شرط کا ایفا قضاءً واجب نہین اُسکو اپنی زوجہ کو اپنے گھر لیجانے کا اختیار ہے لیکن فیما بینہ وبین اللہ ایفاے وعدہ لازم ہے اور خلف وعدہ باعث لزوم اثم ہے حدیث صحیح مین وارد ہے آیة المنافق ثلاث اذا حدث کذب واذا وعد اخلف الخ اور اشباہ مین ہے الخلف فی الوعد حرام کذا فی اضحیة الذخیرة انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ما قولکم رحمکم اللہ اندرین صورت کہ مسماة ہندہ از عمرو اقرار کرد و نوشتہ داد کہ پس از علٰحدگی حصۂ من از ترکۂ والد مرحوم کہ درمیان حصص دیگر شرکا مشترک است بسبب رعایت ملازمی قدیمی نزد والد خود و نیز بجلد وے سعی در علٰحدگی حصہ ام ہفت روپیہ ماہوار تا حیات خواہم داد و بعد من اولاد من بشما و اولاد شما ہمین نمط سلوک خواہند کرد بعد شش ماہ ازین اقرار مسماة ہندہ مذکورہ جملہ جائداد منقولہ و غیر منقولۂ خود بنام دختر خود ہبہ کردہ بدون ذکر این ہفت روپیہ ماہواری ہبہ نامہ مرتب کنانیدہ داد و منجملہ دیگر گواہان عمرو مذکور ہم بدون تعرض ازان ہفت روپیہ موعود بران ہبہ نامہ گواہی خود ثبت گردانید بعدہ واہبۂ مسطورہ انتقال کرد و ہنوز حصۂ مشترکہ مسماة مذکورہ از قبضہ دیگر ورثہ علٰحدہ تمام وکمال نشدہ باشد بلکہ بقدر نصف یا کم و بیش جدا گردیدہ باشد کہ عمرو مذکور از موہوب لہا دعوی آن ہفت روپیہ ماہوار میکند پس سوال کردہ می شود کہ با وجود عدم علٰحدگی تمام وکمال حصہ مشترکہ

مسماۃ ہندہ وعدم تقرید و ذکر آن ہفت روپیہ ماہوار دران ہبہ نامہ وتعرض نکردن مسمی عمرو عند الشہادۃ بر ہبہ نامہ دعوی مسمی عمرو درست ست یا نہ وعند الشرع مسموع خواہد گردید یا نہ

ہو المصوب بمجرد اقرار ہندہ از عمرو موجب استحقاق عمرو نمی شود زیلعی در شرح کنز تصریح این امر کردہ کہ استحقاق بدون عقد یا قبض نمی شود وہمچنین بزازی در فتاوی خود نوشتہ پس دعوی عمرو نامسموع خواہد شد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

کتاب الصلح

استفتا چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین درین باب کہ شخصے منصبدار ملازم سرکار مسمی پرورش علیخان یک دختر مسماۃ دولارا بیگم ویک متبنی مسمی سرور علی ویک داماد زوج دولارا بیگم مسمی محمد فتح علی را گذاشتہ انتقال نمود ومسماۃ دولارا بیگم برائے اجرائے اسامی منصب داری مرحوم بنام فرزند آغوشی خود مسمی محمد جہانگیر علی صغرسن کہ از بطن زوجۂ دیگر شوہر خود ست بحسب ضرورت واتفاق وقت مقرر کنانیدہ از سرور علی متبنائے مرحوم صلح کرد بدین حساب کہ بحساب فی روپیہ پنج آنہ خود وپنج آنہ بہ سرور علی ودو آنہ بجہانگیر علی وچار آنہ ادائے قرضۂ مرحوم یعنی خسر خود از تنخواہ جہانگیر علی می گرفتہ باشند واسامی مذکور بعنایت الٰہی بہ محمد جہانگیر علی از سرکار بحال شد پس صلح مذکور شرعا درست ست یا نہ وحسب صلح ہر یک از تنخواہ بگیرد یا فقط جہانگیر علی ملازم سرکار بگیرد

ہو المصوب بشرط صدق اظہار مستفتی شرعا سرور علی مذکور وفتح علی ہر دو وارث مرحوم نمی شوند فقط دختر مرحوم وارث ست اما نوکری عطائے سرکار ست نام ہر کس کہ در دفتر سرکار ست مشاہرۂ نوکری خواہد یافت دختر را نیز درین مداخلت نیست واگر متروکہ باشد فقط دختر وارث خواہد شد متبنی وداماد محروم وصلحے کہ کردہ است غیر صحیح اما جہانگیر علی بنظر حق السعی اگر چیزے بوالدۂ علاتی خود از مشاہرۂ منصب داری می دادہ باشد اختیار ست

جبر براو نمی رسد وادلہ ... از متروکہ است لا غیر ونوکری متروکہ نیست الا ولی بیہا تکلفینہ

وتجهيزه من غير تبذير وتقتير ثم يقضي ديونه من جميع ما بقي من ماله ثم الفرائض شرعية اذا كان في الديوان

عطاء مكتوب باسم رجل فنازعه فيه آخر وادعى انه له فصالحه المدعى عليه على دراهم او دنانير حالة او الى

اجل فالصلح باطل وكذا لو صالحه على شيء بعينه فهو باطل كذا في المبسوط والعطاء الذي جعل الامام عطاء

له كذا في الوجيز للكردري ؛ فتاوی عالمگیری خادم الشرع المتمسک بشرع دین محمد مفتی سید

فخر الدین احمد ۱۲۷۵ الجواب صحیح واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

کتاب الشفعۃ

استفتا ما قولکم اندرین مسئلہ کہ شخصے در شفعہ بعد طلب مواثبت طلب اشہاد نمود باین طور کہ بحضور

وشاہد عادل نزد بائع یا مشتری یا عقار طلب نمود لکن لفظ فاشہدوا علی ذلک وما یؤدی مؤداہ

ادا نساخت پس این طلب معتبر خواہد شد یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب از ظاہر اکثر کتب فقہ شرط شدن اشہاد مستفاد می شود لیکن در خانیہ خلاف

آن مصرح ست فی رد المحتار اقول ظاہر عباراتہم لزوم الاشہاد فیہ لکن رأیت فی الخانیۃ انما سمی

الثانی طلب الاشہاد لا لان الاشہاد شرط فیہ بل لیمکنہ اثبات الطلب عند جحود الخصم انتہی تامل انتہی ودر

ظہیریہ و قنیہ در طلب ثانی اشہاد مذکور نیست عبارت ظہیریہ این ست والثانی ان یقول الطلب

الشفعۃ فی الدار التی اشتراہا من فلان انتہی وعبارت قنیہ این ست طلب الاشہاد انہ اذا لقی المشتری

وطلب الشفعۃ فی التی اشتریتہا من فلان ویذکر حدودہا فسلمہا انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ زید و عمرو و بکر برادران حقیقی شفیع ہیں

زید بموجب شرع شریف کے شرائط طلب مواثبت اور اشہاد کے بجا لایا اور بکر سے عمل میں نہیں آئی

لیکن وقت طلب خصومت کے تینوں کی جانب سے بسبب خود دونوش و کاروبار یکجائی کی بالاجماع

نسبت مبیعہ کے دعوی رجوع ہوا تو یہ کل دعوی شرعا قابل مسموع ہے یا نہیں اور بسبب شامل ہونے

نام عمرو اور بکر کے دعوی زید کا تو باطل نہوگا۔ بینوا توجروا

ہو المصوب اس صورت میں دعوی زید حق شفعہ میں باطل نہوگا۔ کما لا یفہم

من عامۃ الکتب واللہ اعلم۔ حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

در حقیقت دعوی زید کا مسموع ہوگا اور دعوی کل کا اور ان قابل مسموعیت نہین واللہ علیم حررہ محمد نعیم عفی عنہ

ہو الموفق الجواب صحیح بنا بریں کہ اینکہ حاکم دعوی عمرو و بکر کا خارج کریگا اور دعوی زید کا شرعًا مسموع ہوگا واللہ اعلم۔ کتبہ محمد انور علی عفی عنہ۔ اصاب من اجاب۔ کتبہ ابو الجیش محمد مہدی عفا عنہ الہادی۔ صح الجواب نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد

صح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ۔ اصاب من اجاب کتبہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

استفتا [۲۰۴] زید و عمرو و بکر نے طلب خصومت مین شامل ہو کے دعوی حاکم کے پاس رجوع کیا اور قبل انفصال کے زید و عمرو نے اپنے حق کو ساقط کیا اور طلب خصومت سے بری ہوے اس صورت مین بکر کے حق مین تو کچھ خلل نہین

ہو المصوب اس صورت مین بکر کے حق مین خلل نہین عنایہ مین ہے اذا اجتمع الشفعاء و اسقط بعضهم حقه فان کان ذلک قبل القضاء فالشفعة للباقین فی الکل انتهی ملخصا واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ۔ صح الجواب ویؤیدہ ما فی الدر المختار فلو قبله فلمن بقی اخذ الکل لزوال المزاحمة انتهی واللہ علیم حررہ محمد نعیم عفی عنہ

ہو الموفق الجواب صحیح فی العالمگیریة اذا کان للدار شفیعان سلم احدهما الشفعة قبل الاخذ وقبل القضاء کان للآخر ان یاخذ الکل وبعد الاستیفاء وبعد القضاء یبطل حق کل واحد منهما عما قضی لصاحبه حتی اذا کان للدار شفیعان وقضی القاضی بالدار بینهما ثم سلم احدهما ما یصیبه لم یکن للآخر ان یاخذ الجمیع انتهی واللہ اعلم کتبہ انور علی عفی عنہ۔ الجواب صحیح نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد۔ اصاب من اجاب کتبہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

صح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ۔ اصاب من اجاب۔ کتبہ ابو الجیش محمد مہدی عفا عنہ الہادی

استفتا [۲۰۵] کیا فرماتے ہین علماے دین ان مسائل مین اول یہ کہ شفعہ مین طلب مواثبت اور اشہاد نیابۃً وکالۃً ہو سکتی ہے یا نہین دوسرے یہ کہ زید اپنے محال زمینداری پر نہین رہتا ہے ہمیشہ باہر رہا کرتا ہے اور اپنی طرف سے ایک وکیل مقرر کیا ہے اور اوسکو ماذون مطلق کیا ہے کہ ہر طرح کی طلب خصومت اور مواثبت اور طلب حقوق ہماری طرف سے کیا کرے اور کسی امر مین اگرچہ حق شفع بھی ہو محتاج اذن جدید کا ہمسے نہ ہے ایسا وکیل و ماذون مطلق طلب

[illegible]

[illegible]

مواثبت وطلب خصومت شفعہ اوس موکل کی طرف سے کرسکتا ہے یا نہین تیسرے یہ کہ ایک عقار مین چند شخص متفق ہوکے بذریعۂ یک درخواست کے دعویٰ شفعہ کل کا حاکم کے پاس رجوع کرسکتے یا نہین چوتھے یہ کہ توکیل کے لیئے تحریر وکالت نامہ شرط ہے یا نہین پانچوین یہ کہ عقار واحد مین اپنی طرف سے اصالتاً اور دوسرونکی طرف سے وکالتاً طلب مواثبت واشہاد یا طلب خصومت شفعہ کرسکتا ہے یا نہین اور اگر من حیث الوکالۃ طلب اوسکی باطل ہوگی تو طلب من حیث الاصالۃ کا کیا حال ہوگا چھٹے یہ کہ عقار واحد مین طلب مواثبت واشہاد کوئی شخص کیطرف سے ایک وکیل ایک صیغہ مین کرے تو یہ طلب صحیح ہے یا نہین بینوا توجروا

ہوالمصوب جواب سوال اول۔ ہوسکتی ہے فتاوی عالمگیری مین ہے ویجوز التوکیل لطلب الشفعة کذا فی البدائع انتہی اور خزانۃ المفتیین مین ہے الشفیع اذا علم بالشراء فی طریق کہ فطلب طلب المواثبۃ وعجز عن الاشہاد بنفسہ یوکل وکیلا لیطلب لہ الشفعۃ انتہی اور ہدایہ مین مرقوم ہے کل عقد جاز ان یعقدہ الانسان بنفسہ جاز ان یوکل بہ غیرہ انتہی جواب سوال دوم کرسکتا ہے اشباہ مین ہے الوکیل اذا کانت وکالۃ عامۃ مطلقۃ ملک کل شئ الا الطلاق الزوجۃ وعتق العبد ووقف البیت انتہی اور رسالۃ المسألۃ الخاصۃ فی الوکالۃ العامۃ مین لکھتے ہین الوکیل وکالۃ عامۃ یملک کل شئ الا الطلاق والعتاق والوقف والہبۃ علی المفتی بہ انتہی جواب سوال سوم۔ رجوع کرسکتے ہین جواب سوال چہارم وکالت نامہ شرط نہین کما یفہم من عامۃ الکتب جواب سوال پنجم وکیل کہ خود بھی شفیع ہو اگر موکل کی طرف سے طلب شفعہ کریگا اوسکا شفعہ باطل ہوجائیگا فتاوی عالمگیریہ مین مبسوط سے منقول ہے اذا وکل رجل الشفیع ان یاخذ الدار لہ بالشفعۃ فاظہر الشفیع ذلک فلیس لہ ان یاخذہا لان طلبہ لغیرہ تسلیم منہ للشفعۃ فانما یطلب البیع من الموکل ولو طلب البیع لنفسہ کان مسلما للشفعۃ فاذا طلبہا لغیرہ کان اولی انتہی جواب سوال ششم صحیح ہوگی اگر وہ شخص سبھون کی طرف سے وکیل ہے

واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

اصاب المجیب کتبہ ابوالحبیش محمد مہدی عفا عنہ الہادی صح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ

ہوالموفق الاجوبۃ صحیحۃ وعبارت مندرجۂ استفتا سابقہ منقول عنہا کے مطابق ہین اور تحریر وکالت نامہ امر ایک شخص کا وکیل چند شفیعون کی طرف سے ہونا صحیح ہے کما یفہم من العالمگیریۃ

والتفاسیر الاحمدیۃ واللہ اعلم۔ کتبہ انور علی عفی عنہ اصاب المجیب کتبہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

استفتا ۲۰۶ ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ مین کہ اگر شفیع نے طلب تملیک ایک ماہ تک بغیر عذر ترک کی تو شفعہ اُسکا باطل ہوا یا نہین بینوا توجروا

الجواب ہو الموفق للصواب صورت مرقومہ مین نزدیک محققین کے شفعہ شفیع کا باطل ہوا کیونکہ اگرچہ اس مسئلہ مین دو قول ہین ایک امام ابو حنیفہ رح اور دوسرا امام محمد و زفر رحمہما اللہ کا لیکن محققین نے بنظر رفع ضرر و اضرار کے قول ثانی پر فتوی دیا ہے فتاوی عالمگیری مین مرقوم ہے وعن محمد و زفر رحمہما اللہ و ہو روایۃ عن ابی یوسف رح ان اشہد و ترک المخاصمۃ شہرا من غیر عذر تبطل شفعتہ والفتوی علی قولہما کذا فی محیط السرخسی اور زیلعی فرماتے ہین الفتوی الیوم علی ہذا لتغیر احوال الناس فی الاضرار بالغیر انتہی اور رد المحتار مین مرقوم ہے قالہ شیخ الاسلام وقاضیخان فی فتاواہ و شرحہ علی الجامع ومشی علیہ فی الوقایۃ والنقایۃ والذخیرۃ والمغنی وفی الشرنبلالیۃ عن البرہان انہ اصح ما یفتی بہ قال العینی انا صح من تصحیح الہدایۃ والکافی وتمامہ فیہا وعزاہ القہستانی الی المشاہیر کالمحیط والخلاصۃ والمضمرات وغیرہا انتہی واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ محمد بشیر السہسوانی

فی الواقع اگرچہ اس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ کے نزدیک موافق ظاہر الروایۃ کے شفعہ باطل نہوگا اور ہدایہ و کافی مین اُسیکو مفتی بہ لکھا ہے لیکن جماعت کثیرۂ محققین حنفیہ کی قائل فتوی قول امام محمد کی ہے نہایہ شرح ہدایہ مین ہے ان ترک ہذا الطلب بغیر عذر لا تبطل شفعتہ وان طالت المدۃ وعلی قولہما تبطل اذا طالت المدۃ واختلفت الروایات عنہما فی طول المدۃ ففی روایۃ عن محمد ثلثۃ ایام وفی اخری شہر وہو احدی الروایات عن ابی یوسف قال شیخ الاسلام الفتوی الیوم علی ہذا وہکذا ذکر ایضا فی الجامع الصغیر لقاضی خان فکان ما اختارہ فی الکتاب ان الفتوی علی قول ابی حنیفۃ مخالفا لروایات ہذہ الکتب انتہی اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے قال فی شرح المجمع وفی الجامع الخانی الفتوی الیوم علی قول محمد لتغیر احوال الناس فی قصد الاضرار انتہی و بہ ظہر ان افتائہم بخلاف ظاہر الروایۃ لتغیر الزمان ونظائرہ کثیرۃ وقصد الاضرار فی زماننا کثیر انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی

تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

واقعی شفعہ اُسکا باطل ہوا مطابق فتوای متاخرین متبحرین کے فی کمال الدرایۃ فی شرح النقایۃ وبتاخیرہ شہرا من غیر عذر مرض اوحبس یبطل عندمحمد وہو قول زفر واختیار الکرخی وبہ یفتی وبقول محمد یفتی الیوم لقصد اہل الزمان الی الاضرار بغیرہم انتہی مختصرا وفی شرح البرجندی المختصر الوقایۃ لیکن بقول محمد رح یفتی کذا فی مبسوط الامام خواہرزادہ والمحیط والروضۃ والتتمۃ وفتاوی قاضیخان

انتہی واللہ علیم حررہ ابوالاحیاء محمد نعیم غفرلہ العلی الرب الحکیم ۱۲۹۵ھ

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس صورت مین کہ ہندہ نے منجملہ چند مکانات مشترکہ چند اشخاص کے حصہ ایک شریک کا بذریعہ بیعنامہ کے خرید کیا ہے اور دعوی شفیع کا بر بناے شرع شریف منجانب دیگر شرکا کے دائر ہوا ہے مابین فریقین بابت تعمیل مراتب مواثبت واستشہاد کے بحث ہے طرف سے شفیع کے طلب مواثبت واستشہاد اس طور پر ظاہر کی گئی ہے کہ نو بجے دن کو وقت علم بیع کے روبرو ان اشخاص کے کہ جو رشتہ دار شفیع کے ہین اور جن سے علم بیع کا ہوا شفیع نے کہا کہ حق ہمارا ہے ہم لیوینگے بعد اُسکے شفیع نے بغرض لینے روپیہ کے کچھ پر مہاجن کے اُنھین اشخاص کو روانہ کیا چنانچہ وہ روپیہ لائے اور قریب دوپہر کے پاس بائع کے ایک گاؤن مین جہان بائع مسکن پذیر تھا گئے اور مکانات مشفوعہ شہر مین واقع ہین اور مابین شہر مذکور اور گاؤن مسکن بائع کے دریا حائل ہے اور وہ شہر سے بفاصلہ ایک کوس کے ہے اور بائع قابض جائداد مشفوعہ نہین تھا اور مشتریہ متصل مسکن شفیع کے شہر مین منجملہ مکانات مشفوعہ کے ایک مکان مین قبل بیع داری سے موجود تھی جب وہ لوگ پاس بائع کے گئے تو بائع سے کہا کہ شفیع نے کہا ہے کہ حق ہمارا ہے ہمکو دو تب بائع نے کہا کہ ہم بیع کر چکے مشتریہ کے پاس روپیہ لیجاؤ بعد اُسکے وہ لوگ قریب شام کے پاس شوہر مشتریہ کے آئے اور کہا کہ شفیع اپنا حق لینے کو مستعد ہے روپیہ بھیجا ہے تب شوہر مشتریہ نے گھر مین جاکر و پھر باہر آکر کہا کہ مکان ہمنے رہنے کو لیا ہے بیچنے کو نہین لیا ہے اور شفیع بوقت علم کے ایک دفعہ مکان مین منجملہ مکانات مشفوعہ کے موجود تھا اب شفیع یہ استدلال پیش کرتا ہے کہ طلب مواثبت واستشہاد کے موافق شرع شریف کے ہو گئی ہے وہ مشتریہ

بتاریخ ۷ شوال ۱۲۹۵ھ از ... مرسلہ مولوی محمد علی صاحب

یہ اعتراض کرتی ہے کہ طلب مواثبت و استشہاد موافق شرع شریف کے عمل مین نہین آئی ہے کیونکہ وہ لوگ جن سے علم بیع کا شفیع کو حاصل ہوا تھا بقول شفیع اُسوقت موجود تھے شفیع نے اُسکو چھوڑکر طلب استشہاد بقول خود بائع غیر ذی ید سے جو ایک گانون مین شہر سے بفاصلہ ایک کوس کے رہتا تھا کی و طلب مواثبت و استشہاد مظہرہ اپنے مین شفیع نے حدود اربعہ مکانات مشفوعہ کا بیان نہین کیا ہے پس قریب کو چھوڑکر بعید سے استشہاد کرنا و بصورت موجود ہونے گواہ کے اپنی طلب پر گواہ نکرنا و حدود اربعہ مکانات مشفوعہ کا بیان نکرنا بموجب فتاوی عالمگیری و شامی و ہدایہ وغیرہ کے مبطل شفع ہے و بموجب کتب مذکورہ کے یہ بھی اعتراض کرتی ہے کہ چونکہ طلب استشہاد خود بقول شفیع بہ توقف عمل مین آئی لہذا وہ بھی مبطل شفع ہے بنا بران سوال یہ ہے کہ آیا طلب مواثبت و استشہاد موافق شرع شریف مذہب حنفیہ کے منجانب شفیع کے عمل مین آئی ہے یا نہین یا کہ اعتراضات مظہرہ مشتریہ صحیح ہین اور وارد ہوتے ہین بینوا توجروا

ہو المصوب عذر اول کہ شفیع نے دونون طلب کے وقت حاضرین کو گواہ نہین بنایا غیر معتبر ہے پس اس وجہ سے کہ گواہ بنانا طلب مواثبت مین لازم نہین ہدایہ مین ہے والاشہاد فیہ لیس بلازم وانما ہو لنفی التجاحد انتہی اور نہایہ حاشیہ ہدایہ مین ہے وذلک لان طلب المواثبۃ لیس لاثبات الحق وانما شرط ہذا الطلب لیعلم انہ غیر معرض عن الشفعۃ وغیر راض بجوار ہذا الدخیل و الاشہاد لیس بشرط فیہ انتہی اور عنایہ حاشیہ ہدایہ مین ہے ان الاشہاد فی ذلک لیس بشرط انتہی اور در مختار کے باب طلب الشفعۃ مین ہے الاشہاد فیہ لیس بلازم بل لمخافۃ التجحود انتہی اور طلب اشہاد مین جو بعد طلب مواثبت کے بائع یا مشتری یا نفس شئ مبیع کے پاس ضرور ہے اگرچہ ظاہر ہدایہ اور بہت کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گواہ بنانا ضرور ہے مگر معتبر یہ ہے کہ اس طلب مین بھی ضرور نہین ہے رد المحتار حاشیہ در المختار مین ہے **اقول** ظاہر عباراتہم لزوم الاشہاد فیہ لکن رأیت فی الخانیۃ انما سمی الثانی طلب الاشہاد لا لان الاشہاد شرط لیمکنہ اثبات الطلب عند جحود الخصم انتہی اور نتائج الافکار حاشیہ ہدایہ مین ہے لکن ان یمنع لزوم الاشہاد فی طلب التقریر یعنی طلب الاشہاد ایضا بناء علی ما ذکرہ قاضیخان فی فتاواہ حیث قال وانما یسمی الثانی طلب الاشہاد لا لان الاشہاد شرط بل لیمکنہ اثبات الطلب عند جحود الخصم انتہی فانہ یدل علی ان الاشہاد فی طلب التقریر لیس بلازم بل انما ہو لنفی التجاحد کما فی طلب المواثبۃ وبناء

علی ماذکرہ صاحب الہدایۃ حیث قال اما الاشہاد علی ہذا الطلب فلیس بشرط وانما ہو لتوثقۃ علی تقدیر الانکار کما فی طلب الاول انتہی اور عذر دوم اسوجہ سے غیر معتبر ہے کہ طلب اشہاد مین اسیقدر ضرور ہے کہ طلب بائع کے پاس ہو یا مشتری کے پاس یا شئی مبیع کے پاس عام ازینکہ بائع یا مشتری ذوالید ہو یا نہو اور ذوالید کو چھوڑ کے غیر ذوالید کے پاس طلب کرنا مبطل شفعہ نہین ہے رد المحتار مین باب ما یبطل الشفعۃ مین ہے تقدم انہ یصح الاشہاد علی المشتری وان لم یکن العقار فی یدہ وکذا علی البائع وان لم تکن الدار فی یدہ استحسانا کما ذکرہ شیخ الاسلام انتہی اور فتاوی عالمگیریہ مین ہے ان کان المبیع فی ید المشتری ذکر الکرخی فی النوادر انہ لا یصح الاشہاد علی البائع ونص محمد فی الجامع الکبیر انہ یصح الاشہاد علیہ بعد تسلیم المبیع استحسانا لا قیاسا کذا فی محیط السرخسی انتہی اور عذر عدم بیان حدود مکان کا بھی غیر معتبر ہو اس وجہ سے اگرچہ ہدایہ وغیرہ کی ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر حدود ضرور ہے لیکن معتمد یہ ہے کہ یہ شرط اولویت ہے نہ شرط لزوم جامع الرموز مین ہے لا بد ان یبین الدار مع کل واحد من مراتب الثبوت کما فی قاضیخان لکن فی الکافی وغیرہ ان تبیین ہذہ الامور لیس بلازم بل ہو احسن انتہی اور عذر توقف کا طلب اشہاد مین اس وجہ سے غیر معتبر ہے کہ طلب اشہاد کو کچھ فی الفور ہونا نہین ضرور ہے اور نہ کوئی مدت خاص اسکی مقرر ہے کہ اس سے تاخیر کرنا مبطل شفعہ ہووے بلکہ مدار تمکن پر ہے جیسا کہ جامع الرموز مین ہے انما ذکر کلمۃ ثم اشارۃ الی ان مدۃ ہذا الطلب لیست علی فور المجلس بل مقدرۃ بمدۃ التمکن من اشہاد کما فی النہایۃ وغیرہ انتہی باقی رہا یہ عذر کہ قریب کو چھوڑ کے شفیع نے بعید کے پاس طلب اشہاد کیا علی الخصوص جبکہ بعید یعنی بائع اس مصر مین نہتا اور مکان مشفوع بہ اور مشتری شہر مین تھا پس اگرچہ یہ امر مختلف فیہ ہے کہ قریب کو چھوڑ کے بعید سے طلب کرنا مبطل شفعہ ہے یا نہین لیکن اکثر کتب معتبرہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر مبطل شفعہ ہے جامع الرموز مین ہے فیہ اشارۃ الی ان لہ الاشہاد عند الابعد من ہؤلاء مع الاقرب علی ما قال بعض المشائخ وذہب آخرون الی انہ انما یشہد عند الاقرب کما فی المحیط وغیرہ انتہی اور حاشیہ درمختار مسماۃ بتعالیق الانوار مین شرنبلالیہ سے منقول ہے لو قصد الابعد من ہؤلاء الثلثۃ وترک الاقرب فان کانوا جمیعا فی المصر جاز استحسانا وان کان بعضہم فیہ والبعض فی مصر آخر او فی الرستاق فقصد الابعد وترک الذی ہو فیہ بطلت شفعتہ قیاسا واستحسانا کما فی التبیین اور رد المحتار مین خانیہ سے منقول ہے ان کان المتبایعان والشفیع والدار فی مصر والدار فی ید البائع علی ایہم ذہب الشفیع وطلب صح ولا یعتبر فیہ الاقرب والابعد لان المصر مع تباعد الاطراف

لمکان واحد الا ان یختار علی الاقرب ولم یطلب فتبطل وان کان الشفیع وحدہ فی مصر آخر فالی ایہم ذہب صح وان احد المتبایعین فی مصر الشفیع تطلب من الابعد بطلت انتہی اور اسیطرح فتاوی عالمگیری وغیرہ مین ہے مگر یہ حکم اُس صورت مین ہے جبکہ اقرب کو بالکل ترک کردے اور ابعد سے طلب شفعہ کرے اور صورت مسئول عنہا مین اقرب سے بالکلیہ ترک نہین پایا گیا اسوجہ سے کہ شفیع نے طلب اشہاد بائع ومشتری دونون سے کی غایۃ الامر یہ کہ اُسنے بائع سے بدین خیال کہ وہ قابض ہوگا اور کسی وجہ سے تقدیم کی اس سے جسقدر تاخیر طلب اشہاد کے مشتری سے لازم آئی وہ مبطل شفعہ نہین کیونکہ قرائن حالیہ اس امر پر قائم ہین کہ یہ تاخیر بغرض اعراض نہین اور ایسی تاخیر طلب اشہاد کی جو بغرض اعراض نہو مبطل نہین عینی بنایہ شرح ہدایہ مین لکھتے ہین

لما اذا کان ہناک مانع والظاہر انہ ترک الاشہاد ولا الاعراض فلا یسقط حقہ انتہی اور یہ بھی لکھتے ہین

ثم اذا تاخر بعد زمان کما اذا اعلم فی اللیل فاخر الی الصبح او اقیمت الصلوۃ ویخاف فوت الصلوۃ فاخرہ لا یسقط شفعتہ انتہی علاوہ ازین شفیع نے جسوقت طلب مواثبت دو گواہون کے سامنے کی اُسوقت وہ ایک دار مین اُنھین دارون سے جنکی طلب مقصود تھی موجود تھا پس یہ طلب اُسکے قائم مقام دونون طلب کے ہوگئی اور تاخیر اقرب وتقدیم ابعد بھی نہین لازم آئی عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین فی مبسوط شیخ الاسلام الشفیع انما یحتاج الی طلب الاشہاد بعد طلب المواثبۃ

اذا لم یمکنہ الاشہاد عند طلب المواثبۃ بان سمع الخبر حال غیبۃ البائع والمشتری والدار اما اذا سمع الشری عند حضرۃ ہولاء وطلب المواثبۃ واشہد علی ذلک فذلک یکفیہ ویقوم مقام الطلبین انتہی اور یہ بھی لکھتے ہین حتی لو سمع الشفیع عند حضرۃ احد من البائع والمشتری او عند الدار وجد عنہ طلب المواثبۃ واشہد علی ذلک یکفیہ ویقوم ذلک مقام الطلبین کذا فی الفتاوی الظہیریۃ انتہی الحاصل صورت سوال مین بحسب ضوابط شرعیہ تحقق طلب مواثبت واستشہاد کا ہوگیا اور حق شفعہ ثابت ہوگیا اور اعتراضات مشتریہ کے قابل اعتبار نہین ہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا حامدًا ومصلیا کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ طلب خصومت اگر دیر واقع ہو تو حق شفعہ باطل ہوتا ہے یا نہین جو قول مفتی بہ اور قابل اخذ ہوا سکو بدلائل وبراہین

مستند بکتب مذہب بیان فرمائیے بینوا توجروا

ہو المصوب اس مسئلہ مین امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک موافق ظاہر الروایت کے شفعہ باطل نہوگا اور ہدایہ اور کافی مین اسی کو مفتی بہ لکھا ہے لیکن جماعت کثیرۂ محققین حنفیہ نے امام محمد کے قول پہ فتوی دیا ہے عینی بنایہ شرح ہدایہ مین لکھتے ہین ان ترک ہذا الطلب لغیر عذر لا تبطل شفعتہ وان طالت المدۃ وعلی قولہما تبطل اذا طالت المدۃ واختلف الروایۃ عنہما فی طول المدۃ ففی روایۃ عن محمد ثلثۃ ایام وفی اخری الشہر وہو احدی الروایات عن ابی یوسف قال شیخ الاسلام الفتوی الیوم علی قول محمد وہکذا ذکرہ ایضا فی الجامع الصغیر لقاضیخان فکان ما اختارہ فی الکتاب ان الفتوے علی قول ابی حنیفۃ مخالف لروایات ہذہ الکتب انتہی اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے قال فی شرح المجمع فی الجامع الخانی الفتوی علی قول محمد لتغیر احوال الناس فی قصد الاضرار وبہ ظہر ان افتاءہم بخلاف ظاہر الروایۃ لتغیر الزمان ونظائرہ کثیرۃ وقصد الاضرار فی زماننا کثیر انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

فتاوی انزکاکوری مرسلۂ مولوی محمد عبد السمیع صاحب مورخۂ ۲۹ صفر روز چہارشنبہ ۱۲۹۶ ہجری

کتاب الرہن

استفتا [۲۰۹] چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین درین مسئلہ کہ نفع رہن وقتیکہ راہن مرتہن را مباح کند جائز است یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب مکروہ است در اشباہ می آرد ویکرہ للمرتہن الانتفاع بالرہن باذن الراہن انتہی ودر قنیہ می آرد عن ابی یوسف المرتہن یسکن الدار المرہونۃ باذن الراہن یکرہ واطلق فی الصرف انہ یکرہ والاحتیاط فی الاجتناب عنہ لما فیہ من شبہۃ الربا انتہی وحموی در حاشیۂ اشباہ می نویسد فی الجامع لمجد الائمۃ عن عبد اللہ بن محمد بن اسلم انہ لا ینتفع بشئ منہ وان اذن لہ الراہن لانہ اذن فی الربا لانہ یستوفی دینہ فتکون المنفعۃ ربا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا [۲۱۰] کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ خالد نے ایک قطعہ باغ خواہ قطعہ آراضی اپنی پاس ولید کے رہن رکھی اور فصل اس باغ کی یا منافع آراضی کا خالد نے ولید کو بعوض

اُنہوں نے روپیہ کے بدل ودرمباح کردیا ہے پس ایسا منافع جائز ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے۔ بینوا توجروا

ہو المصوب ایسا منافع ناجائز ہے حواشی درمختار للطحطاوی مین ہے فی شرح الملتقی انہ یحرم الانتفاع بلا اذن وبہ ای بالاذن یکرہ کما فی المضمرات وغیرہا انتہی اور بھی اُسی مین ہے والغالب من احوال الناس انہم انما یریدون عند الدفع الانتفاع ولولاہ لما اعطاہ والدرہم وہذا بمنزلۃ الشرط لان المعروف کالمشروط وہو مما یعین المنع انتہی اس سے معلوم ہوا کہ اگر راہن اجازت نہ دے تو نفع لینا مرتہن کو حرام ہے اور اگر اجازت دے تو مکروہ تحریمی ہے خصوصاً جبکہ مشروط ہو یا حکم مشروط مین ہو جیسا کہ اس زمانے مین دستور ہے کہ بعض تو ایسے معاملے کے وقت راہن سے شرط اذن کی کر لیتے ہین اور رہن نامہ مین لکھوا لیتے ہین اور بعض محتاطین اگرچہ بظاہر شرط نہین کرتے ہین لیکن مقصود اُنکو یہی ہوتا ہے یہانتک کہ اگر اُنکو یہ معلوم ہو کہ راہن اجازت منافع وفصل وغیرہ کی نہ دیگا تو کبھی رہن نہ لیوین یہ صورت حکماً مشروط کی ہے اور حدیث مین بھی ایسی صورت سے ممانعت وارد ہے تاریخ بخاری مین حضرت انس رض سے مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقرض احدکم فلا یاخذ ہدیۃ کذا فی اغاثۃ اللہفان اور بھی اُسمین ہے فی صحیح البخاری عن ابی بردۃ عن ابی موسی قال قدمت المدینۃ فلقیت عبد اللہ بن سلام فقال لی انک بارض الربا فیہ فاش فاذا کان لک علی رجل حق فاہدی الیک حمل شعیر فلا تاخذہ فانہ ربا وجاء ہذا المعنی عن ابن مسعود وابن عباس وابن عمر انتہی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین عطاء سے مروی ہے کانوا ای الصحابۃ یکرہون کل قرض جر منفعۃ اور مسند حارث بن اسامہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کل قرض جر نفعا فہو ربا انتہی ان احادیث سے اور اقوال صحابہ سے معلوم ہوا کہ قرض دینے والے کو کسی طرح کا ہدیہ قبول کرنا اُس شخص کا جسنے قرض لیا ہے یا اُس سے کسی طرح کی منفعت حاصل کرنا مکروہ تحریمی ہے اگرچہ برضا ورغبت اُس شخص کے ہو اور یہ جو بعض کتب حنفیہ مین مرقوم ہے کہ نفع لینا مرتہن کو باذن راہن جائز ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ جب اذن خالص ہو شائبہ اُس مین شرط کا نہو نہ عبارت مین اور نہ خاطر مین اور جب دلمین خیال آگیا جیسا کہ اس زمانے مین ہے تو وہ حکم ربا مین داخل ہو گیا علاوہ ازین جیسے ایک جماعت فقہا کی اذن کی صورت مین جائز رکھتی ہے ایک جم غفیر فقہا کی منع بھی کرتی ہے عبارت طحطاوی کی اسپر شاہد ہے اور تنقیح فتاوی حامدیہ مین ہے لیس للمرتہن

ولا للراہن ان یزرع الارض ولا یواجرہا لانہ لیس لہما الانتفاع بالرہن انتہی اور قنیہ مین جامع التفاریق سے منقول ہے عن ابی یوسف المرتہن یسکن الدار باذن الراہن یکرہ انتہی اور مجمع البرکات مین ہے الحاصل ان المرتہن لا ینتفع بالرہن سواء اذن لہ الراہن او لم یاذن وفی التہذیب یکرہ للمرتہن الانتفاع بالرہن ان اذن لہ الراہن کذا فی المعدن انتہی اور حواشی اشباہ مین ہے فی الجامع لمجد الائمۃ عن عبد اللہ محمد بن سلم انہ لا یحل لہ ان ینتفع بشیء منہ وان اذن لہ الرہن لانہ اذن فی الربا لانہ یستوفی دینہ فیکون المنفعۃ ربا انتہی اور اشباہ مین ہے یکرہ للمرتہن الانتفاع بالرہن باذن الراہن انتہی اور زیادہ تحقیق اس مسئلہ کی میرے رسالۃ الفلک المشحون فیما یتعلق بانتفاع المرتہن بالمرہون مین موجود ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ زید نے ایک قطعۂ نوٹ اپنا پاس عمرو کے اس غرض سے رکھدیا ہے کہ عمرو منافع اُسکا زید کو دیا کرے پس یہ منافع جائز ہے یا نہین اگر نہین ہے تو کیون کیا یہ بھی داخل سود ہے بینوا توجروا

ہو المصوب یہ منافع صریح سود اور حرام ہے اس سبب سے کہ نوٹ اگرچہ بظاہر کاغذ ہے لیکن بحسب استعمال وہ روپیہ ہے اسی وجہ سے اگر کسی کا نوٹ مثلا دس عہ روپیہ کا ہلاک ہوگیا تو مالک دس روپیہ ہلاک کرنے والے سے بھر لیتا ہے نہ قیمت اُسقدر کاغذ کی کہ شاید دو ایک پیسا ہو پس نوٹ کا رکھنا بعینہ روپیہ کا رکھنا ہے اور اُوس سے منافع لینا حرام قطعی ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ما قولکم رحمکم اللہ تعالی اندرین مسئلہ دہندہ از زید نابالغ کہ دران زمان ہشت سالہ بود یکہزار وپانصد روپیہ وام گرفت ومکان خود بمیعاد دو ماہ نزد او گرو داشت کہ زید بر او قبضۂ کامل ہم نیافت متاع واساس البیت دہندہ بدستور دران مکان بود بلکہ خود دہندہ نیز ہمدران خانہ ساکن ماند پس ازان زید مکان مذکور را بذریعۂ مرتہنی بعمرو ولیسر دہندہ بحساب یازدہ روپیہ چہار آنہ ماہوار بکرایہ داد در کرایہ گرفتن لفظ عمرو این بود کہ من مکان فلانے را از زید بچندین اجرت ماہانہ بکرایہ گرفتم وتا انفکاک رہن اجرت قرار یافتہ ماہ بماہ ادا خواہم کرد ویکیا قرارنامہ تحریر نمود کہ میان دو ماہ میعاد مندرجۂ رہن نامہ موضع مبنی عوض مکان نزد

مرتہن رہن خواہم کنانید واگرنہ کرایہ یک سال بحساب مذکور یکصد وسی وپنج روپیہ از نزد خود بمرتہن خواہم داد لیکن عمرو دران مکان یک روز ہم سکونت نورزید بمکان مملوک خود کہ در ہمان محلہ واقع است ساکن ماند نہ آن مکان مرہون فارغ بود کہ ہندہ مالکہ راہنہ خود در وسکونت میداشت وآن اقرار عمرو نیز وفا نشد کہ فک رہن مکان وتبدیلش بموضع مبنی پس از یازدہ ماہ بوقوع آمد اندرین زمانہ ونیز بعد آن تا مدت مدید عمرو یک خرمہرہ از زر کرایہ نداد ونہ زید مطالبہ کرد تا آنکہ پس از چہار ونیم سال زید نالش شد کہ مکان تا امروز بطریق اجارہ نزد عمرو ست واو مرا چیزے نداد است لہٰذا کرایہ اینقدر مدت کہ پانصد وشش روپیہ چہار آنہ است دہانیدہ یابم عمرو بجواب دعویش گفت کہ عقد رہن بوجہ صغر سنی زید صحت نداشت وچون موضع مبنی بجاے مکان گرو شدہ مکان از تبعہ رہن بیرون آمد پس کرایہ وکرایہ نامہ کہ ہم بر صحت وبقاے رہن متفرع بود خود ببطلان رفت زید باسخش میگوید کہ آرے من دران زمان نابالغ بودم مگر پدرم بکر بولایت خودش از من براے نفع من مکان بارتہان گرفت وباز ہم از جانب من بعمرو اجارہ داد وحاکم دیوانی بربناے اقرار نامہ ونیز تحریر کرایہ نامہ کہ تا فک رہن کرایہ ماہ بماہ خواہم داد چنان فیصلہ نمود کہ تا وقتیکہ مکان از رہن رستگاری یافتہ وبجایش موضع مبنی گرو نشدہ بود مکان بکرایہ عمرو بود بعد ازان رہنش منتہی گشت واجارہ کہ برو مبتنی بود ہم لغو وباطل گردید واین رستگاری وتبدیل پس از یازدہ ماہ بوقوع آمد پس کرایہ یازدہ ماہ یکصد وبست وسہ روپیہ دوازدہ آنہ بر عمرو واجب الادا است باقی دعوی زید نامسموع عمرو پیش قاضی شرع مرافعہ کرد قاضی برین بنا کہ ہمہ عقود شرعیہ میان عاقلین بالغین میباشد وزید دران ہنگام نابالغ بود وکار پردازی پدرش براہ ولایت از تحریرات وستاویزہا بہ ثبوت نمیرسد کہ دران تنہا نام زید نوشتہ است لہٰذا رہن مذکور باطل بود ونیز مرتہن قبضہ نیابت ماخوذ میدانیم کہ راہنہ خود در آنخانہ سکونت میداشت ورہن از زوال قبضہ مرتہن باطل می گردد وچون رہن باطل شد کرایہ وکرایہ نامہ ہم کہ متفرع بر بقاے صحت رہن بود لغو ومہمل گشت پس زید استحقاق یک حبہ ندارد فیصلہ حاکم دیوانی را منسوخ وعمرو را یکسر از دعوی بری فرمود زید در محکمہ صدر مرافعہ مستغیث آمد حاکم صدر از مفتی ثالث فتوی خواست خلاصۂ اینکہ آنکہ از روئداد مسل واظہار گواہان صحیح شرعی بودن رہن وقبض ودخل مرتہن واستجارہ عمرو بمشاہرہ گیارہ روپیہ چار آنہ بخوبی ثابت وصحت اجارہ مباشرۂ والدے

بلکہ شۓ مرہون کہ در قبضۂ مرتہن باشد اجارہ اش اگرچہ بے اذن راہن بود صحیح ونافذ ست ومرتہن
اجرت او را مستحق وحاکم مرافعہ کہ عقد رہن را بوجہ صغر سنی مرتہن غیر صحیح وعقود شرعیہ را در عاقدین
بالغین منحصر میداند محض غلط نہ در دستاویز ذکر ولایت پدری شرعا ضرور لیس دعا مدعی مستحق تمام زر عنہا علیہا
یعنی صد ما ہے ہست بریں افتا حاکم صدر فیصلہ بنام مدعی کرد این صورت واقعہ وخلاصہ ہست لہذا
حالا از علماے دین متین ایدہم اللہ تعالی بتوفیقہ استفسار میرود کہ در صورت مستفسرہ حکم شرعی
چیست ورہن مذکور صحیح ہست یا نہ وزر کرایہ کل یا بعض بر ذمہ عمرو واجب الادا است یا چہ وازین
سہ حکم مختلف کدامی حکم با شرع مطابقت دارد بینوا توجروا

ہو المصوب درین صورت بمعاملۂ رہن کہ فیما بین ہندہ وزید واقع گشتہ بسبب فقدان
قبض مرتہن کہ از شرائط جواز رہن ست غیر معتبر وباطل ست در عالمگیریہ می نویسد قال محمد فی کتاب الرہن
لا یجوز الرہن الا مقبوضا فقد اشار الی ان القبض شرط جواز الرہن وقال الشیخ المعروف بخواہر زادہ
الرہن قبل القبض جائز الا انہ غیر لازم وانما یصیر لازما فی حق الراہن بالقبض وکان القبض شرط اللزوم
لا شرط الجواز کما فی الہبۃ والاول اصح کذا فی المحیط انتہی وکرایہ نامہ ہم غیر معتبر ست باعث استحقاق
زید نیست بسبب این کہ بنائے آن جواز معاملہ رہن ست وہرگاہ آن معاملہ لغو گشتہ معاملہ کہ بران مبنی
بودہ ہم لغو گشتہ ونیز بسبب اینکہ نویسندہ کرایہ نامہ استیفاے معقود علیہ نساختہ پس زید را استحقاق
زر اجرت بر آن ثابت نگشتہ در عالمگیریہ می نویسد ومنہا ای شرائط انعقاد الاجارۃ تسلیم المستاجر
فی اجارۃ المنازل ونحوہا اذا کان العقد مطلقا عن شرط التعجیل حتی لو انقضت المدۃ من غیر تسلیم المستاجر
لا یستحق شیئا من الاجرۃ انتہی وہم در آن ست ثم الاجرۃ تستحق باحد معان ثلثۃ اما بشرط التعجیل او بالتعجیل
او باستیفاء المعقود علیہ انتہی بناء علی ہذا حکم حاکم مرافعہ درین بحث صحیح ست وحکم حاکم دیوانی وہمچنین حکم
مفتی ثالث قابل التفات نیست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد
عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین متین اس مسئلہ مین کہ زید نے ایک قطعہ آراضی
اپنی بعوض زر نقد تعدادی دس روپیہ کی پاس بکر کے رہن مع قبضہ کر کے محاصل آراضی بکر کو
بحل اور معاف کر دیا اور شرط یہ کی کہ جب زید دس روپیہ ادا کریگا آراضی فک رہن کر لیوے

بعد دس سال کے زید نے باداے مبلغ دس روپیہ آراضی فک رہن کرلی اور محاصل آراضی مذکور بکر تا مدت دس سال لیتا رہا پس لینا اُس محاصل کا بکر کو جائز تھا یا نہین اور اگر درست تھا اور اب بعد فک رہن کے زید اُس محاصل موصولہ بکر کو کہ جو مثلاً پانچسو روپیہ ہین بعوض مبلغ ایک روپیہ کے بیچڈالے اور وہ ایک روپیہ بکر سے قیمتاً اُس محاصل کی تحصیلوے تو بکر ناجوازی حصول محاصل مذکورہ سے بری ہو سکتا ہے یا نہین اور اگر نہین ہو سکتا ہے تو بواپسی

کل محاصل نجات بکر ممکن ہے یا نہین

ہوالمصوب وہ محاصل بکر کو واپس کرنا لازم ہے اُسکو انتفاع اُن محاصل کے ساتھ جائز نتھا اور اُن محاصل کو بعوض ایک روپیہ کے نہین بیچ سکتا ہے البتہ بواپسی کل محاصل نجات ممکن ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی

تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبدالحی ابوالحسنات]

کتاب الاجارہ

استفتا [۲۴] چہ میفرمایند علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ زید نے اپنے موضع قاسم پور کو کہ جسکی آمدنی سالانہ مبلغ تین سو روپیہ تھی پاس خالد کے ہزار روپیہ پیشگی لیکے سو روپیہ کا پٹہ لکھدیا اور مبلغ دو سو کو خالد کی رعایت سے بسبب لینے ہزار روپیہ پیشگی کے اصل آمدنی ونکاسی موضع قاسم پور سے چھوڑدی اس صورت مین مبلغ

دو سو روپیہ کا زید سے لینا جائز ہے یا نہین

ہوالموفق زید کو اپنے موضع کا اختیار ہے جسقدر پر چاہے ٹھیکہ دے ہان اگر یہ شرط کی ہے کہ بعوض ہزار روپیہ تمھارے کے دو سو روپیہ چھوڑ دئیے بیشک یہ سود ہے اور ربا کا لینا

حرام ہے واللہ اعلم۔ نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفرلہ اللہ الاحد

صح الجواب واللہ اعلم۔ حررہ محمد عبدالحی عفی عنہ

استفتا [۲۵] چہ می فرمایند علماے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ اکثر بلاد مین مثل سورت وغیرہ کے درختہاے کھجور ہوتے ہین اور اجارے پر دیتے ہین اور اجارہ دار

اُسکا ثمر کم بیچتے ہین اور رس اُسکا کہ اُسکو نیرا کہتے ہین اور اُسمین سُکر مطلق نہین ہوتا بہت پیتے ہین اور یہان کے علمانے بسبب عدم سکر فتوی آب درخت مذکور پر یعنی نیرے کی حلت پر دیا ہے اکثر بیچتے ہین اور یہی رس جب دو تین پہر رہے تو حرارت آفتابی سے اُنمین سکر آجاتا ہے پس اُس سے سرکہ بناتے ہین اور شراب بھی بناتے ہین پس اس صورت مین بونا درخت کھجور کا اور کسی طرح کا نفع لینا اور یا اجارہ دیکر نفع لینا یا ان درختون کا بیچنا خرید کرنا شرعا درست ہے یا نہین اور در صورتیکہ آب درخت کھجور اور تاڑ وغیرہ مین سکر مطلق نہو پینا اُسکا درست ہے

یا نہ بینوا فی امرہ من الکتاب توجروا یوم الحساب پنجشنبہ ۱۲۸۸ھ

ہو المصوب حدیث صحیح مین وارد ہے ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ احمد والدار قطنی وغیرہما یعنی جس چیز کا کثیر مسکر ہے قلیل بھی حرام ہے پس اگر نیرا کثیر مسکر نہین حلال ہے ورنہ اُسکا قلیل بھی حرام ہے اور اُس تقدیر پر بونا کھجور کا اور اُسکا اجارہ دینا اور خرید کرنا اگر اُس سے سوائے فروخت نیرہ کوئی منفعت نہو درست نہوگا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

از بانس بریلی مرسلہ الہ یار خان تاجر کتب

۲۱۶ **استفتا** کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ گاڑیان واسطے پونچا دینے لٹھون کے گھاٹ دریا سے ایک مقام معین کو کرایہ کین اور لٹھے دریا کے اُس پار سے بذریعہ کشتی عبور ہو کر آئے گاڑی والون نے کہا کہ ان لٹھون کو کشتیون مین سے اسی جگہ یعنی ہمارے گاڑیون کے متصل کھول دو ہم اپنے گاڑیون مین بھر لینگے اُنسے کہا گیا کہ یہ جگہ اندیشے کی ہے اس جگہ کھولنے سے لٹھے بہجاوین گے بجاے امن انکو کھولین گے وہانسے تم بھر لینا گاڑی والون نے کہا کہ ہمارا آرام اسی جگہ ہے اور تم اسجگہ لٹھونکو کھول دو اگر یہان سے تلف ہو جاوین گے تو ہم دیوین گے چنانچہ لٹھاے مذکور اُسی جگہ کھولکر گاڑی بانان کو شمار کر دیئے اور اُنھون نے اُس روز گاڑیان نہین بھرین اُسی شب مین دو لٹھے اُنمین سے بہگئے اور بعد تلاش بسیار کے ایک لٹھ ملا اور دوسرا نہین ملا اس صورت مین گم شدہ لٹھے کی قیمت کا تاوان اور اُسکی تلاش کا صرف اور ملے ہوئے لٹھے کی تلاش کا صرف گاڑی بانان مذکور سے وصول کرنا درست ہے یا نہین اور در صورت جواز وصول تاوان کے کیا قیمت لیجاویگی

الجواب صورت مسئولہ مین گاڑی بان سے تاوان لینا اگرچہ جائز نہین ہے بقول امام اعظم رحمۃ اللہ کے اسواسطے کہ گاڑی بان اجیر مشترک ہے اور اجیر مشترک پر درصورت ہلاک ہونے مافی یدکے بغیر اُسکے عمل کے ضمان نہین اگرچہ ضمان کی شرط اُسپر کیگئی ہو اسواسطے کہ جو مال اُسکے سپرد کیا وہ امانت ہے اور ضمان کی شرط امانت مین باطل ہے مثل مودع کے اسی قول پر فتوے ہے ایسا ہی عامۂ کتب معتبرہ مین اور اسی کا جزم کیا ہے اصحاب متون نے پس یہی مذہب مشہور ہے بخلاف روایت اشباہ کے کما فی الدر المختار ولا یضمن ما ہلک فی یدہ وان شرط علیہ الضمان لان شرط الضمان فی الامانۃ باطل کالمودع وبہ یفتی کما فی عامۃ المعتبرات وبہ جزم اصحاب المتون فکان هو المذهب خلافا لما فی الاشباہ انتہی وفی العالمگیریۃ وحکم الاجیر المشترک ان ما ہلک فی یدہ من غیر صنعہ فلا ضمان علیہ فی قول ابی حنیفۃ رح وهو قول زفر والحسن وانہ قیاس سواء ہلک بامر یمکن التحرز عنہ کالسرقۃ والغصب او بامر لا یمکن التحرز عنہ کالحرق الغالب والغارۃ الغالبۃ انتہی لیکن اس زمانہ مین صاحبین کے قول پر فتوی ہے یعنی ضمان لینا جائز ہے کما فی العالمگیریۃ ولکنہا یفتی الیوم لتغیر احوال الناس وبہ یحصل صیانۃ اموالہم کذا فی التبیین انتہی اس صورت مین گاڑی بان سے تاوان لٹھ گم شدہ کا بقدر اُسکی قیمت اُس جگہ کے جہان گم ہوا اور صرف تلاش لٹھ گم شدہ اور یافتہ کا وصول کرنا درست ہے لیکن بجبر وصول کرنے مین روایتین مختلف ہین ترجیح عدم جبر کو ہے کما فی العالمگیریۃ وبعضہم افتوا بالصلح عملا بالقولین والشیخ الامام ظہیر الدین المرغینانی یفتی بقول ابی حنیفۃ رح قال صاحب العدۃ فقلت لہ یوما من قال منہم یفتی بالصلح من یجبر الخصم لو امتنع قال کنت افتی بالصلح فی الابتداء فرجعت لہذا انتہی واللہ اعلم بالصواب تمّہ شجاعت علی عفی عنہ فی الواقع درباب ضمان اجیر مشترک کے اگرچہ اُسپر ضمان شرط کیا ہو امام ابو حنیفہ کے نزدیک ضمان نہین ہے اور صاحبین کے نزدیک ضمان ہے بشرطیکہ اُسکی قدرت مین رفع صورت ہلاک ہو رد المحتار مین ہے حاصل ما فی فتاوی الطوری عن المحیط ان ضمان المشترک ما تلف مقید بثلثۃ شروط ان یکون فی قدرتہ رفع ذلک فلو غرقت بموج او ریح او صدمۃ جبل لا یضمن الخ واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

کتاب الرق

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسئلون مین
اول جو کافر اپنے آپ یا اپنی اولاد صغار کو کسی مسلمان کے ہاتھ بیچتا ہے تو مسلمان کو اُسکا خریدنا
شرعًا درست ہے یا نہین اور بعد خریدنے کے وہ غلام اور عبد ہو جاتے ہین یا نہین دوسرے
کافر کی اولاد صغیر اگر مسلمان یا کافر بہکا کر یا بطور خفیہ یا بہ زبردستی پکڑ لاوے اور پھر اُسکو
بیع کرے تو انکا خریدنا اور لونڈی غلام بنانا مسلمان کو شرعًا جائز ہے یا نہین فقط تیسرے
جہاد مین جو مرد اور عورت اور بچے پکڑے جاتے ہین وہ شرعًا غلام اور لونڈی ہین یا نہین
ان تینون سوال کا جواب بسند قرآن مجید اور حدیث شریف اور روایت فقہ کے تحریر فرمانا چاہیے
کیونکہ مستفتی یہ خیال کرتا ہے کہ ان باتونکا صاف اور صریح کچھ حکم قرآن اور حدیث بلکہ فقہ مین بھی نہین ہے

ہو المصوب جواب سوال اول درست نہین ہے قنیہ مین ہے کافر جاء بولدہ الصغیر
الی دار الاسلام وباعہ فیہا لم یجز ولو رجع الی دار الحرب وترک ولدہ فیہا فولدہ حر انتہی اور
بزازیہ مین ہے مسلم دخل دار الحرب فجاء الحربی بابنہ او بنتہ او ام ولدہ او عمتہ او خالتہ قد قہرہا
یرید بیعہا من المسلم المستامن المجوز بیعہ عند اکثر المشایخ والصحیح ان البائع ان کان یری جواز بیعہ
ملکہ مطلقًا وان کان لا یری لا ان اشتراہ وذہب بہ مکرہا ملکہ بالقہر انتہی ملخصًا **جواب سوال**
دوم اگر دار الحرب سے پکڑ لاوے اور دار الاسلام مین فروخت کرے خریدکرنا اُسکا درست ہے
بزازیہ مین ہے عن الثانی فیمن دخل دار الحرب بامان فسرق منہم ... فاخرجہ الی دار ہ قال
لا یسعک ... والی یجوز بیعہ لانہ ملکہ انتہی **جواب سوال سوم** جہاد مین اگر
تقسیم غنیمت کی موافق شرع کے ہے تو وہ غلام اور لونڈی ہو جائینگے چند احادیث سے
یہ امر ثابت ہے طبرانی اور ابن ابی شیبہ اور بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے اور در مختار مین ہے
فی معروضات المفتی ابی السعود بانہ لا یحل وطی الاماء المشتراۃ من الغزاۃ الآن حیث وقع الاشتباہ
فی قسمتہم بالوجہ المشروع فاجاب لا توجد فی زماننا قسمۃ شرعیۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

کتاب التعزیر

استفتا ۲۱۸ ما قولہم رحمہم اللہ تعالی درین مسئلہ کہ سیاست نزد فقہا چہ معنی میدارد و قتل سیاست منحصرست در گلو خفہ کردن مرۃ بعد اخری یا عام ست در ہر جنایت بینوا توجروا

الجواب واللہ اعلم بالصواب در رسالۂ جامع تعزیرات از بحر الرائق منقول ست السیاسۃ فعل شیء من الحاکم لمصلحۃ یراہا وان لم یرد بذلک دلیل جزئی یعنی سیاست فعلی ست کہ ظاہر می شود از حاکم وقت بنا بر مصلحتے کہ می بیند آنرا حاکم اگرچہ دلیل جزئی بر فعل مذکور وارد نشدہ باشد و بعد ازان [illegible] سیاست نوعی از تعزیر ست کہ در عقوبات شدیدہ مثل قتل و حبس ممتد و اخراج از بلد مستعمل میشود و قتل سیاست منحصر [illegible] مرۃ بعد اخری نیست بل عام ست در ہر جنایت بحسب مصلحت سلطان و حاکم وقت [illegible] تکرار فعل شرط ست مثل خنق و سرقہ و لواطت در جامع التعزیر مذکور ست السیاسۃ لا تختص بالزنا بل تجوز فی کل جنایۃ والرای فیہ للامام علی ما فی الکافی کقتل مبتدع یتوہم منہ انتشار بدعۃ وان لم یحکم بکفرہ کما فی التمہید و صاحب در مختار در منتقی شرح ملتقی میگوید السیاسۃ لا تختص بالزنا بل تجوز فی کل جنایۃ [illegible] المصلحۃ فی النفی والقتل کقتل مبتدع یتوہم انتشار بدعتہ وان لم یحکم بکفرہ و در منح الغفار شرح تنویر الابصار مسطور ست للامام قتل السارق سیاسۃ لسعیہ فی الارض بالفساد و در در مختار می آرد للامام قتل السارق سیاسۃ لسعیہ فی الارض بالفساد و بعد ازان [illegible] لو اعتاد اللواطۃ قتلہ الامام سیاسۃ و در فتاوی سراج المنیر از کفالہ بحر الرائق منقول ست یجوز التعزیر بالقتل فی [illegible] فالحاصل من التہذیب ان التعزیر یکون بالقتل والضرب والحبس [illegible] وغیرہا والقتل یکون سیاسۃ ورخصۃ واباحۃ ووجوبا و در شرح ملتقی [illegible] مذکور ست من خنق فی المصر ای مرارا عادۃ قتل بہ ای سیاسۃ لسعیہ بالفساد وکل من کان [illegible] شرہ بالقتل و در فتاوی عالمگیری مسطور ست الخناق [illegible] یقتلان لانہما یسعیان فی الارض بالفساد [illegible] یقتل منہا ویقتلان [illegible] الزندیق المعروف والداعی [illegible] کذا فی [illegible] و در مختصر [illegible] الخلاصۃ فی کتاب [illegible] قال رحمہ اللہ والاباحی یقتل [illegible] الامام الزاہد [illegible] عین الدین [illegible] قنوی [illegible] الساحر یقتل اذا علم انہ ساحر [illegible] اقر بسحرہ او اقام البینۃ علی سحرہ فانہ یقتل و من الکنز فی الذخیرۃ الساحرۃ تقتل [illegible] اذا کانت تعتقد ذلک تصیر مرتدۃ وان کانت مرتدۃ

لا لقتل وصاحب درمختار در منتقی میگوید قد نفی عمر رضی نصر الحجاج من المدینۃ الی البصرۃ وہو غلام صبیح
الوجہ افتتن بہ النساء والحسن لا یوجب النفی الا انہ فعلہ سیاسۃ فانہ قال ماذنبی یا امیر المومنین قال
لا ذنب لک وانا الذنب لی حیث لا اطہر دار الہجرۃ عنک کما فی الکشف وغیرہ قاضی القضاۃ
در رسالۂ تعزیرات افادہ فرمودہ درصورتے کہ صدور قتل از قاتل نزد حاکم بہ ثبوت رسد
وقصاص بہ سبب عدم استجماع شرائط استیفاء آن از و مرتفع شود حاکم ہر نوع زجرے سیاستے
کہ مناسب داند اجراے آن سازد انتہی واللہ اعلم حررہ الآثم الاواہ محمد سعد اللہ عفی عنہ
در حقیقت سیاست نزد فقہا فعلے ست کہ حاکم آن را براے استصلاح خلق بعمل آوردہ انحصار
در گلو خفہ کردن مرۃ بعد اخری نمیدارد واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ ۱۲۸۵ھ

الجیب مصیب محمد عالم علی عفی عنہ (مہر: محمد عالم علی ۱۲۸۲)

ظہور الحق	نعم الجواب ریاض الدین	محمد حبیب اللہ ۱۲۶۳	محمد عبد العلی مدرس	عبد الکریم محمد اکبر خان	عبد القادر ولایتی	

ان ہذا الجواب قریب بالحق والصواب

لطف اللہ	بن مفتی سعد اللہ	عبدہ محمد سعد اللہ

الجواب صحیح وقتل سیاست منحصر نیست در گلو خفہ کردن مرۃ بعد اخری بلکہ عام ست در ہر جنایت
ومؤید این روایت درمختار ہست کہ در شبہ قتل می نویسد والثانی شبہہ وہو ان یقصد ضربہ بغیر ما ذکر
ای بما لا یفرق الاجزاء ولو بحجر وخشب کبیر عندہ خلافا لغیرہ وموجبہ الاثم والکفارۃ ودیۃ مغلظۃ علی
العاقلۃ سیجئ تفسیر ذلک لا القود لشبہۃ بالخطأ نظرا الی الآلۃ الا ان یتکرر منہ فللامام قتلہ سیاسۃ اجابہ محمد
نور النبی عفی عنہ اصاب المجیب صاحب بحر الرائق در رسالۂ رشوت می نویسد قد استفید ان السیاسۃ
ما یفعلہ الحاکم لمصلحۃ العام من غیر ورود والشرع انتہی وعلامہ ابراہیم خیر الدین در فتاوی خود می نویسد
یسمع الاخبار بکونہ شریرا بیدہ ولسانہ سواء کان حاضرا وغائبا لان الامور الموجبۃ للتعزیر ولو بالقتل
المحضۃ حقا للہ تعالی الذی لم یقصد شخص معین لا یحتاج الی الدعوی المحتاجۃ الی حضور المدعی وہذا
من حق اللہ تعالی وہذا نص علمائنا بان المخبرین لہم الاجر والصواب حیث کانوا مخلصین لقصدہم
بدفع ظلمۃ المتعدی وللحاکم طلبہ وتعزیرہ ولو بالقتل حیث تقرر فیہ انہ لا یرجع الا بالقتل انتہی ملخصا
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی حفظ عن موجبات
الغی اصاب من اجاب ہکذا فی رد المحتار وبہ یشیر کلام الفتح ایضا ان السیاسۃ لا یختص بالزنا وہو ما عزا

الشارح الی النہر وفی القہستانی السیاسۃ لاتختص بالزنا بل تجوز فی کل جنایۃ والرای فیہا الی الامام علی مافی الکافی کقتل مبتدع یتوہم منہ انتشار بدعتہ وان لم یحکم بکفرہ کما فی التمہید وہی مصدر ساس الوالی الرعیۃ امرہم ونہاہم کما فی القاموس فالسیاسۃ استصلاح الخلق بارشادہم الی الطریق المنجی فی الدنیا والآخرۃ فہی من الانبیاء علی الخاصۃ والعامۃ فی ظاہرہم وباطنہم ومن السلاطین الملوک علی کل منہم فی ظاہرہ لاغیر ومن العلماء ورثۃ الانبیاء علی الخاصۃ فی باطنہم لاغیر کما فی المضمرات وغیرہا ہکذا فی جامع الرموز واللہ اعلم بالصواب نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم

محمد ابراہیم غفرلہ اللہ الرحیم ابن المولوی علی محمد المغفور

کتاب الحدود

استفتا ۲۱۹ بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولہم رحمہم اللہ تعالی درین مسئلہ کہ سہ کس مسلمانان عقلاے بالغین کہ یکے از آنہا شمشیر و دو کس چوب دستہاے کلان در دست میداشتند باہمدیگر متفق شدہ رہزنی وغارتگری کردہ بیرون شہر رفتہ اول شب برہندوے پارچہ فروش ساکن رامپور کہ از بازار قریہ می آمد حملہ نمودہ در صحراے دار الاسلام ملک رامپور بقتل رسانیدند ویک مزدور ہمراہش را مجروح ساختہ بستہ پارچہ تجارتش را کہ شصت و سہ تہان سوسی داشت بغارت بردند آیا کسان مذکورین قطاع الطریق ہستند یا نہ وحاکم وقت را قتل کردن آنان بجرم قتل واخذ مال بطریق حد میرسد یا نہ بینوا توجروا

ہو الملہم للحق والصواب کسان مذکورین قطاع الطریق ہستند وحاکم وقت را قتل کردن شان بپاداش جرم قتل واخذ مال ذمی میرسد زیرا کہ قطاع الطریق کسانے را گویند کہ بیرون امصار وقری دار الاسلام متعرض راہ روندگان بقتل ونہب اموال واخافت مسلمانان یا ذمیان در دار الاسلام وبراے شان شوکتے وقوتے باشد کہ آن راہ روندگان را کہ این کسان متعرض شان شوند تاب مقاومت ومدافعت آنان نباشد بل اگر شخص واحد باچنین قوت تعرض راہ گیران بنہج مذکور کند نیز قاطع الطریق ست وچوب دستی وحجر درین حکم شمشیر میباشد صاحب ہدایہ در باب قطع الطریق میگوید اذا خرج جماعۃ ممتنعین او واحد یقدر

علی الامتناع فقصد واقطع الطریق آه ومراد از امتناع آنست که قاطع طریق بقوت شجاعت خود وقوت
غیر از نفس خود تواند کرد صاحب عنایہ میگوید اراد بالامتناع ان کون قاطع الطریق بحیث یمکن له
ان یدافع تعرض الغیر عن نفسه بقوته وشجاعته انتهی و در برهان شرح مواهب الرحمن مذکور است
خرج ذو منعة وقوة ولو واحدا لقطع الطریق الخ و در بحر الرائق مسطور است اما قطع الطریق حقیقة
فبالقتل او اخذ المال وان یکون بالاخافة وان یکون من قوم لهم قوة وشوکة او واحد کذلک انتهی مختصرا
و در فتاوی عالمگیری می آرد اعلم ان القطاع الطریق الذین لهم احکام مخصوصة شرائط احدها
ان یکون لهم شوکة ومنعة بحیث لم یکن للمارة المقاومة معهم وقطعوا علیهم الطریق سواء کان بالسلاح
او بالعصا الکبیر او الحجر او غیرها والثانیة ان یکون خارج المصر بعیدا عنها والثالثة ان یکون ذلک فی
دار الاسلام انتهی مختصرا و شکی نیست که بر کسان مذکورین بحکم الاثنان فما فوقهما جماعة معنی جماعت ممتنعین
خارجین لقطع الطریق بشروط مذکوره صادق ست چه ایشان بر راه روندگان که قتل ونهب اموال
آنها بزور شمشیر و چوب ساختیها کرده اند غلبه وقوة مدافعت داشتند و حکم قاطعان طریق بقتل واخذ مال
این ست که امام وقت وسلطان زمان را قتل کردن آنها جائز است در فتاوی عالمگیری مذکور است
ان قتلوا واخذوا المال ان شاء الامام قطع ایدیهم وارجلهم من خلاف ثم قتلهم وصلبهم وان شاء قتلهم
من غیر قطع وان شاء صلبهم انتهی و در کنز مینویسد ان قتل قتل حدا وان عفا الولی و در ملتقی الابحر میگوید
ولو باشر الفعل بعضهم عدوا کلهم و مراد فقها از مرور کنندگان در قول شان لا یمکن للمارة المقاومة معهم همان
مرور کنندگان اند که قطاع الطریق متعرض شان شوند نه همه راه گیران تا مستبعد باشد که راه مسدود شود
و از اینجاست صاحب فتح القدیر میگوید اذا خرج جماعة ممتنعین بقوله عمن یقصد مقاتلتهم ومعنی قطع الطریق
قطع کردن راه روندگان در طریق ست نه مسدود کردن راه چه این معنی شرط نیست ولهذا فقها در تفسیر
قطع الطریق میگویند الاضافة لادنی ملابسة والمعنی قتل المارة بالطریق واطلق الطریق علی المارة من اطلاق
اسم المحل علی الحال کذا فی الحاشیة الطحطاویة والشامیة هذا والله اعلم نمقه العبد الآثم الاواه محمد سعد الله
صح الجواب محمد ریاض الدین مفتی عدالت دیوانی هذا الجواب صحیح والرای نجیح نمقه العبد الاثیم محمد عبد الکریم
مدرس رامپور اصاب المجیب محمد احسن الصدیقی مدرس مدرسه بریلی صح الجواب والله اعلم
بالصواب محمد حبیب الله مدرس رامپور ظهور الحق مدرس اکبر علیخان ولد رحم یار خان مدرس

لطف اللہ ولد مفتی سعد اللہ مدرس مدرسہ ذلک کذلک محمد بشارت اللہ مدرس مدرسہ
سید حسن شاہ مدرس مدرسہ الجواب صواب حق صحیح والمرتکبون او الاثنان او الواحد منہم
قتلوا او صلبوا مع قطع الایدی والارجل او بلا قطعہم بندۂ خاکسار ظہور الحسن عفی عنہ صح الجواب
محمد عالم علی محدث مرادآبادی لقد اصاب المجیب محمد قطب عالم مدرس مرادآباد

لقد اصاب المجیب عینی در شرح ہدایہ می نویسد اذا خرج جماعۃ من الممتنعین او واحد یقدر
علی الامتناع فقصد واقطع الطریق الخ المراد بالامتناع ان یکون بحیث یمکن لہم ان یدفعوا عن
انفسہم بقوتہم شجاعتہم تعرض الغیر انتہی و در کتاب الخراج للامام ابی یوسف است قال
ابو یوسف من اخذ المال فالامام بالخیار ان شاء قتلہ ولم یقطعہ وان شاء قطعہ ثم صلبہ انتہی
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

اصاب من اجاب اعلم ان قطاع الطریق ان قتلوا انفسا او اخذوا مالا خیر الامام بین ستۃ
احوال ان شاء قطع ایدیہم وارجلہم من خلاف ثم قتلوا وصلبوا و فعل الثلثۃ او قتلہم وصلبہم او قتلہم
فقط او صلبہم فقط ہکذا فصلہ الزیلعی از در مختار منقول ست پس در صورت مستفسرہ قتل نفس
واخذ مال ازین رہزنان بوقوع در آمدہ پس شرعا قتل ست حدا قصاصا واللہ اعلم بالصواب
سدید فی الدین رشید بالیقین دہلوی واقعی کسان مذکورین قطاع الطریق مستند و حاکم وقت را
قتل کردن آنان بجرم قتل واخذ مال بطریق حد میرسد در جامع الرموز میگوید و معصوم بالعصمۃ
الموبدۃ وہو مسلم او ذمی حدا او عبد قطع الطریق علی معصوم ای زاحم المارۃ من مسلم او ذمی فی الصحراء
وان على مسافۃ السفر قصا عدا دون القری والامصار ولا بینہما وہذا ظاہر الروایۃ وعن ابی یوسف رح
ان من قطع الطریق من زاحم علی اقل مسیر السفر وفی المصر لیلا وعلیہ الفتوی و فعا لشر المتغلبۃ المفسدین
کما فی الاختیار وغیرہ وقال بعض المتاخرین ان ہذا فی زمانہم واما ننا فتحقق قطع الطریق فی القری
والامصار وعن ابی یوسف رح من زاحم فی المصر او بین القری فان کان بالسلاح یحد وان کان بغیرہ
فلا الا اذا کان باللیل حد انتہی مختصرا و صاحب ایضاح می آرد وعن ابی یوسف ان قصدہم فی المصر
بالسلاح یجری علیہم احکام قطاع الطریق وان قصدوا بالحجر او الخشب فان کانوا نہارا فی المصر
فکذلک ایضا وان کان لیلا یجری علیہم حکم قطاع الطریق واحسن المشائخ ہذہ الروایۃ وعلیہ

فی التبیین انتہی و شیخ فصیح الدین در شرح وقایہ می نگارد و حجر و عصا لہم کسیف فی القتل لان قطع الطریق یحصل بہا علی السواء انتہی فصیح الجواب واللہ اعلم بالصواب کتبہ الفقیر الی فضل العلی الرب الحکیم

ابو الاحیاء محمد ن المدعو بالنعیم عفی عنہ ۱۲۸۹ / ۲۵

۱۲ **استفتا** کیا فرماتے ہین علمای دین اس مسئلہ مین کہ زنا کی تحقیق بغیر قاضی کے ممکن ہے یا نہین اور زانی بغیر قضاء قاضی کے سزاوار سزا ہے یا نہین اور تحکیم اس امر مین جائز ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب زنا کی تحقیق کہ جس پر اجراے حد مرتب ہے اور اجراے حد بغیر قاضی و حاکم کے حنفیہ کے نزدیک نہین جائز ہے اور تحکیم واسطے اجراء حد کے نہین درست ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی　[محمد عبد الحی ابو الحسنات]

کتاب الحوالہ

۱۳ **استفتا** بسم اللہ الرحمن الرحیم ہندہ اور مریم وائنان ہین اور زید مدیون زید نے بکر پر حوالہ کیا و نیز عمرو باپ زید نے [illegible] زید مدیان بحضور ہندہ اور مریم وائنان نوشتن رقعہ بنام بکر یہ تحریر کیا کہ اسقدر روپیہ ہندہ اور مریم کو [illegible] ہندہ رقعہ حسابی کی زید مدیون ہندہ

اور مریم وائنان [illegible] کل [illegible] رقعہ

رقعات [illegible] رقعہ [illegible] اسکا

[illegible] حوالہ بنام بکر [illegible]

[illegible] مطالبہ [illegible] رقعہ

[illegible] حوالہ ہے [illegible]

[illegible] روایات فقہ در مسائل شرعیہ

[illegible] فرض کیجائے

[illegible] رقعہ

[illegible]

[illegible] مضمون رقعہ

نوشتہ پدر زید مدیون زر مندرجۂ رقعہ بدفعات ہندہ اور مریم کو اس طرح کہ کل دین مریم کا مریم کو اور بعض دین ہندہ کا ہندہ کو ادا کیا من حیث الشرع عقد حوالہ منعقد ہے یا نہیں اور اگر محتال لہ بھی مجلس حوالہ میں موجود نہو مگر اوسکی جانب سے کوئی شخص فضولی حوالہ کو قبول کرے تو بصورت ہذا بحسب الشرع حوالہ منعقد ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب درباب صحت حوالہ حضور محیل و محتال علیہ بمجلس حوالہ شرط نہیں، فقط حضور محتال لہ بمجلس حوالہ شرط ہے اگرچہ کوئی شخص از جانب محتال لہ حوالہ کو قبول کریگا تو اوسوقت میں بلا حضور محتال ابھی حوالہ صحیح ہے چنانچہ فتاوی حمادیہ میں رقم ہے وشرط حضور الثانی الا ان یقبل ای الحوالۃ فضولی ای لا یقبل الغائب لا حضور الباقین نیز فتاوی عالمگیری میں دربارۂ عدم حضور محتال علیہ تصریح ہے وعبارتہ ہکذا ولا شرط حضرتہ لصحتہا حتی لو احالہ علی رجل غائب ثم علم الغائب فقبل صحت الحوالۃ اور حوالہ بلا رضا اور بلا امر محیل بھی صحیح ہو جاتا ہے روایت در مختار بہذہ العبارۃ شرط لصحتہا رضی الکل بلا خلاف الا الاول وہو المحیل فلا یشترط علی المختار شرنبلالیہ عن المواہب، ور روایت فتاوی حمادیہ بہذہ العبارۃ والا رضاء المحیل وہو المدیون فلیس بشرط ذکرہ فی الزیادات ونیز بروایت فتاوی احمدی ثبت آگئی ہے ونیز بحالت عدم لزوم دین محیل بذمۂ محتال علیہ و عدم وجود شے محیل عند المحتال علیہ بھی حوالہ صحیح ہے چنانچہ کافی مین مصرح ہے کہ حوالہ دو قسم ہے مقیدہ و مطلقہ مقیدہ وہ ہے کہ محتال علیہ پر محیل کا دین ہو یا اوسکے پاس کوئی عین محیل کا بطریق غصب یا ودیعت یا اورطرح سے اور مطلقہ برخلاف اوسکے ہے اور قول بعض فقہا درباب تعریف حوالہ مطلقہ مقیدا اوسکا ہے کہ محیل حوالہ کو مقید بدین یا عین نہ کرے چنانچہ بفتاوی عالمگیری درباب تقسیم حوالہ مرقوم ہے وہی نوعان مطلقۃ ومقیدۃ فالمطلقۃ ان یرسل الحوالۃ ولا یقیدہا بشئ مما عندہ من ودیعۃ او غصب او دین او محیلۃ علی رجل لیس لہ علیہ شئی کما ذکرنا کذا فی التبیین باعتبار تعریف ثانی حوالہ مطلقہ محیل اپنا دین یا وہ شئے جو پاس محتال علیہ کے ہے محتال علیہ سے طلب کر سکتا ہے کما یفہم ہذا من روایۃ الوقایۃ و روایات اکثر الکتب الفقہیۃ اور جب ادای بعض ہندہ ونیز بشہادت شہود رضامندی بکر محتال علیہ وقبول حوالہ ثابت ہے تو انکار بکر محتال علیہ نسبت عدم قبول حوالہ غیر مقبول ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

فی الواقع حضور محتال علیہ شرط صحت حوالہ نہین جیسا کہ درر شرح غرر مین ہے الشرط قبول المحتال اوناۂبہ ورضی الباقین لاحضورہما انتہی بلکہ رضائے محیل بھی بمذہب مختار شرط نہین ردالمحتار مین ہے لایخفی ان اشتراط رضاء المحیل مبنی علی روایۃ القدوری وہی خلاف المختار انتہی بناءً علیہ صورت المسئول عنہا مین محتال علیہ پر اداے بقیۂ دین بھی واجب ہے واللہ اعلم حررہ الراجے عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

کتاب المناقب

استفتا ۲۲۲ چہ میفرمایند علماے دین و مفتیان شرع متین کہ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اُمی بودند یا نہ و امی بودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم معجزہ حضرت ست یا نہ وہر کہ گوید کہ آنحضرت صلعم قبل بعثت اطلاع بر سائر علوم میداشتند قول او خلاف قرآن واحادیث ست یا نہ و مصر بر چنین امور چہ حکم دارد بینوا توجروا

ہو المصوب اطلاق امی بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم در کلام مجید آمدہ است قال اللہ تعالی الذین یتبعون الرسول النبی الامی الآیۃ وقال فی معالم التنزیل ہو محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم قال ابن عباس ہو نبیکم کان امیا لا یکتب ولا یقرأ ولا یحسب وہو منسوب الی الام لے ہو علی ما ولدتہ امہ وقیل ہو منسوب الی امتہ عملا امتی سقطت التاء فی النسبۃ کما سقطت فی المکی والمدنی وقیل ہو منسوب الی ام القری انتہی ملخصا و در شریعت محمدیہ ثابت نگردید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بر تمامی علوم جمیع اشیای ماضیہ و مستقبلہ جزئیہ و کلیہ اطلاع داشتند الا ما شاء اللہ تعالی واللہ اعلم نمقہ ابو الحسنات محمد عبد الحی عفا اللہ عما صدر عنہ من الذنب الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

صح الجواب کتبہ محمد یوسف عفر اللہ ذنوبہ وکفر سیأتہ

محمد یوسف ۱۲۷۷

استفتا ۲۲۳ چہ می فرمایند علماے دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ شرع محمدی مین ثابت ہو دین لونڈیان دو ہی قسم کی قرار پائی ہین ایک وہ جو زر خرید ہو دوسری وہ جو جدال وقتال کر کے معرکۂ جہاد مین ہاتھ آئے سو بی بی ہاجرہ زوجۂ ثانیہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ان دونون صورتون سے بری ہین کہ ہماری تحقیقات سے یہ بات ثابت ہے خلاصۃ الانبیا مین

یون لکھا ہے کہ سنان بن علوان ایک بادشاہ تھا مقام مصر مین اوسنے جبکہ شہرۂ حسن بی بی سارہ زوجۂ اولیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سُنا تو بی بی صاحبہ موصوفہ کو پیش خود طلب کیا اور دست دراز کیا پس ہلتے اُوس ناپاک کا خشک ہو گیا تب وہ خائف ہوا اور مستدعی اُس جناب طاہرہ سے دعا کا ہوا آپنے دعا کی ہاتھ اُسکا اچھا ہو گیا تب اُسنے شکریہ مین بی بی ہاجرہ کو دیا اور کہا ھذا اجر تک یعنی یہ تیری اجرت ہے لہذا بسبب تمادی ایام کے یہ لفظ مخفف ہو کر ہاجرہ رہگئی اور تبیان کہ قدیم تفسیر ہے اور اب کتبخانۂ نواب مندراس کے یہان موجود ہے اُسمین بیٹی لکھا ہے مگر توریت مین لفظ جاریہ لکھا ہے تو اب اگر لفظ جاریہ پر خیال کیا جاوے تو لغت مین اُسکے معنی چند قرار پائے ہین ہلذا جاریہ بمعنی کشتی و آفتاب و دختر و کنیزک غیاث اللغات اور قاموس مین ہے تو اب خیال کرنا چاہیے کہ جب ایک لفظ کے چند معنی قرار پائے تو پھر جو معنی جہان چسپان ہون لینا چاہیے اور مقام مذکورۂ بالا مین بہر صورت بیٹی کے ہی معنی موزون ہو سکتے ہین کیا وجہ کہ جب اتنا بڑا معجزہ اتنے بڑے بادشاہ نے برای العین مشاہدہ کیا تو دوا اُسکے عوض مین لونڈی یا ہو کبھی عقل سلیم قبول نہ کرے گی لہذا امیدوار ہون کہ ثبوت دختر ہونے یا لونڈی ہونے کا از روے کتاب معتبر و روایات معتبرہ اہل اسلام سے تحریر کیجئے بینوا توجروا العبد نعمان خان وکیل سرکار

الجواب وہ درحقیقت کنیزک نہ تھین چنانچہ تفسیر کشاف و معالم و مدارک وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے اور کسی تفسیر سے لونڈی ہونا ثبوت نہین جو کہے وہ کاذب ہے واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل

محررہ سیف الدین جعفری پھلواری سید سیف الدین احمد

ہو المصوب عبارات مفسرین اور مورخین سے اشارۃ اور صراحۃ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہاجرہ کنیزک تھین کیونکہ جمہور مفسرین قصۂ بادشاہ مصر مین یہ عبارت لکھتے ہین فوہبہا ہاجر اور علامہ مجیر الدین حنبلی مورخ انس جلیل فی تاریخ القدس والخلیل مین لکھتے ہین لما سار ابراہیم الی مصر و معہ سارۃ زوجتہ وہبہا فرعون مصر ہاجر فلما قدم الی الشام واقام بین الرملۃ وایلیا وکانت سارۃ لاتحبل وہبت ہاجر لابراہیم فواقعہا فحملت وولدت اسمعیل انتہی پس لفظ وہبہا اشارۃ کا لصراحۃ ہے اس طرف کہ ہاجرہ کنیزک تھین اولا اوس بادشاہ کی پھر جب سارہ کے ملک مین آئین انھون نے حضرت ابراہیم کو ہبہ کر دیا کیونکہ ہر کس و ناکس پر ظاہر ہے کہ ہبہ عرف اور شرع مین عبارت ہے دینی ایک شے

مملوک کو دوسرے کو دیدینے سے پس اگر ہاجرہ بیٹی ہوتین لفظ ہبہ کا اطلاق جائز نہوتا اور مورخ حسین دیار بکری تاریخ خمیس مین لکھتے ہین قال ابن لهيعة هاجر من ارض العرب من قرية كانت امام الفرمى من ارض مصر كذا فى سيرة ابن هشام ويقال ان هاجر كانت قبل الرق بنت ملك من ملوك القبط فاخذ منها اياها وخلى سبيلها وقال هذه لك وكان لا يولد لابراهيم من سارة فوهبت سارة هاجر انتهى یہ عبارت صریح ہے اس باب مین کہ ہاجرہ کنیزک تھین بادشاہ مصر کی بیٹی نہ تھین بلکہ قبل کنیزک ہونے کے وہ ایک بادشاہ کی بادشاہان قبط سے بیٹی تھین اور زیادہ تر صریح اس سے یہ عبارت ہے کہ اوسی تاریخ خمیس مین ہے دوسرے مقام مین فی معالم التنزیل ولد لابراهيم ثمانية بنين اسمعيل وامه هاجر القبطية ام ولد انتهى اور ہر کس پر روشن ہے کہ ام ولد اُس لونڈی کو کہتے ہین کہ مولی اُس سے صحبت کرے اور اُسکے بطن سے جو لڑکا پیدا ہو اُسکو اپنی طرف منسوب کرے اور جلال الدین سیوطی حسن المحاضرة فی اخبار مصر والقاہرہ مین لکھتے ہین قال ابن عبد الحكيم حدثنا عمر بن صالح اخبرنا مروان القصاص قال صاهر الى القبط من الانبياء ثلثة ابراهيم تسرى هاجر ويوسف تزوج بنت صاحب عين شمس ونبينا صلى الله عليه وعلى آله وسلم تسرى مارية انتهى پس لفظ تسری صاف دال ہے کہ وہ کنیزک تھین اگر کسی کو شک ہووے کہ لونڈی بہ نسبت حرہ کے رذیل اور بقید ہوتی ہے پس حضرت اسمعیل نبی جلیل القدر اور نبی آخر الزمان کے اجداد مین ہین جب کہ لونڈی کے بطن سے پیدا ہوے اُنکی ذات مین نقص آگیا پس اُسکو یون دفع کرے کہ اللہ جل شانہ کے نزدیک قدر اور عزت بحسب تقوے کے ہے نہ بحسب رقیت اور حریت کے قرآن مجید مین ارشاد ہوتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور حضرت ہاجرہ اگرچہ کنیزک تھین مگر بہ نسبت حضرت سارہ کے نہایت متقی اور پرہیزگار تھین کما لا یخفی علی من طالع کتب التفسیر والحدیث پس کسی طرح کا نقصان ذات اسمعیل مین نہین آیا بلکہ کمال عاشی ہوسی واسطے تھا لکھتے ہین کہ جو شخص حضرت اسمعیل کی حقارت کی نیت سے کہے کہ وہ لونڈی کی اولاد سے ہین وہ کافر ہے لان تذلیل الانبیاء کفر اور اگر بالفرض تسلیم کیا جاوے کہ ہاجرہ والدۂ اسمعیل رذیل تھین پس اس سے ذات اسمعیل مین ہرگز نقصان نہین آتا غور کرنا چاہیے کہ اصل تمام بنی آدم کی حتی کہ جملہ انبیا کی ایک قطرۂ منی ہے کہ وہ نجس اور خراب ہے پھر اُس سے نقصان ذات آدم [illegible]

مفسرین کے باپ حضرت ابراہیم کے یعنی آذر کافر تھے لیکن اُس سے ذات ابراہیمی مین کچھ نقصان نہین آیا واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا ۲۲۳ چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ واعظی میگوید کہ از آیۂ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات اذن شفاعت کبری برای آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حاصل شدہ است ومنکر اذن شفاعت در دنیا کافر ست ونیز برای اثبات اذن در دنیا حدیث شریف کہ در مشکوۃ در باب سجدۂ شکر از سعد بن وقاص مرویست کہ آنحضرت فرمودند امت خود را شفاعت کنم حق سبحانہ ثلث امت مرا بخشید وہمین طور بعد ہر دعا و سجود دعای بخشایش تمام امت میکنم پس آیا ازین آیت وحدیث اذن شفاعت در دنیا ثابت ست یا نہ وہر کہ گوید کہ اذن در دنیا نیست بلکہ در ینجا وعدۂ صادق شدہ است ودر آخرت مطابق آن وعدۂ اذن خواہد شد آنکس مصیب ست یا مخطی وہر کہ گوید درین دار دنیا اذن شدہ آنکس مخطی ست یا مصیب بینوا توجروا

ہو المصوب از احادیث شہیرہ وروایات عدیدہ این امر ثابت می شود کہ اذن شفاعت کبری برای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروز قیامت شدنی ست ودر دنیا اذن نشدہ البتہ وعدۂ تفویض عمدۂ شفاعت ارزیدہ ہمین ست مشرب فقہای محققین ومذہب محدثین ومفسرین ابن حجر مکی در کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر می آرند روی الطبرانی بسند حسن مرفوعا یخرج من اہل ہذہ القبلۃ النار من لا یحصی عددہم الا اللہ بما عصوا اللہ واجتروا علی معصیتہ وخالفوا طاعتہ فیؤذن لی فی الشفاعۃ فاثنی علی اللہ ساجدا فیقال لی ارفع راسک سل تعطہ اشفع تشفع وحدیث مروی مشتمل بر احوال توسل اہل محشر بانبیاء است بروایت احمد وابو یعلی وبزار وابن حبان آوردہ فیقولون ... ذلک عندی ولکن انطلقوا الی سید ولد آدم فلیشفع لکم الی ربکم فینطلقون فیقول اللہ تعالی یا محمد ارفع راسک وقل واشفع ... فینطلق جبرئیل فیخر ساجدا قدر جمعۃ ثم یقول اللہ تعالی یا محمد ارفع راسک وقل تسمع واشفع تشفع سیوطی ... فی احوال الآخرۃ بروایت حاکم وبخاری ... اغفر لنا یا محمد ... آدم فی ... ولون یا محمد اشفع لنا الی ربک ... وردہ فیاتون محمدا صلی اللہ علیہ وسلم

از مقام ایراد ... کہ داوری وشرک ملک ... مراد ... شاہ صاحب

فیقوم فیؤذن لہ و بروایت طبرانی و ابن مبارک و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ وردہ فیاتون
عیسی فیقول اولکم علی العربی الامی فیاتونی فیاذن اللہ لی ان اقوم الخ و بروایت ابو یعلی ذکر کردہ فاخر
سجدۃ یرضی بہا عنی ثم امدحہ مدحۃ یرضی بہا عنی ثم یؤذن لی بالکلام و عبدالوہاب شعرانی در کتاب
الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر می نویسند قال الشیخ محی الدین وانما اخرنا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
اول شافع واول مشفع شفقۃ علینا لنستریح من التعب الحاصل بالذہاب الی نبی بعد نبی فی ذلک الیوم
العظیم وکل منہم یقول نفسی نفسی فاراد اعلامنا بمقامہ لنصبر فی مکاننا مستریحین حتی تاتی نوبتہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم وانما قال فی آخر الحدیث ولا فخر ای لا افتخر بکونی سید ولد آدم من الانبیاء فمن دونہم
وانما قصدت بذلک راحتکم من التعب یوم القیامۃ بحکم الوعد السابق لی من اللہ عزوجل ان اکون اول شافع
واول مشفع انتہی اور محی السنۃ بغوی تفسیر معالم التنزیل مین آیہ قل للہ الشفاعۃ جمیعا کی تفسیر مین لکھتے ہین قال
مجاہد لا یشفع احد الا باذنہ اور نووی شرح صحیح مسلم مین لکھتے ہین قولہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فاستاذن
علی ربی فیؤذن لی قال القاضی عیاض معناہ فیؤذن لی فی الشفاعۃ الموعودۃ بہا اور ملا جلال دوانی
شرح عقائد عضدیہ مین لکھتے ہین والشفاعۃ لدفع العذاب ورفع الدرجات حق لمن اذن لہ الرحمن من
الانبیاء والمؤمنین بعضہم لبعض اور امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین ام اتخذوا من دون اللہ
شفعاء ان فی یوم القیامۃ لا یملک احد شیئا فلا یقدر احد علی الشفاعۃ الا باذن اللہ فیکون الشفیع فی
الحقیقۃ ہو اللہ الذی یاذن فی تلک الشفاعۃ وہمچنین ہست در بسیار کتب تفسیر و عقائد وغیرہ اما آیہ واستغفر
لذنبک الخ پس درباب استغفار درین دار دنیا وارد ست نہ درباب شفاعت در آخرت چنانچہ بغوی
زیر ہمین آیہ می نویسد امر بالاستغفار مع انہ مغفور لہ لیستن امتہ انتہی وحدیث مذکور در سوال دلالت
بر اذن شفاعت در دنیا نمیکند بلکہ محتمل ہر دو امر ست ونصوص مذکورہ صاف دلالت بر اذن بعد
قیامت میکنند و مسئلہ ہذا چنان نیست کہ احد المتخاصمین کاذب فاسق شود درین باب احتیاطی باید
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۲۵
استفتا کیا فرماتے ہین علمای دین کہ ثبوت ایمان والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے
یا نہین اور جو کوئی ان دونون کی طرف تحریرا یا تقریرا نسبت کفر کرے اوسکا کیا حکم ہے
ہو المصوب اس مسئلہ مین علما کا اختلاف واقع ہے بعض ایمان بعد الاحیاء کے

قائل ہوے ہین و بعض احادیث احیاء کو موضوع کہتے ہین اور عدم ایمان کے قائل ہین اور بوجہ ہونے اونکے ارباب فطرت سے نجات کے قائل ہین علامۂ جلال الدین سیوطی نے اس باب مین سات رسالے تحریر کیے ہین اور بشد و مد نجات ثابت کرتے ہین اور ملا علی قاری اور ابراہیم حلبی اونکے بعض رسائل کی رد لکھ چکے لیکن چونکہ اس باب مین دلائل متعارض ہین اسوجہ سے سکوت اسلم ہے اور یہ کہنا کہ والدین رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم کے کافر ہین یا فی النار ہین بڑی بے ادبی اور موجب اذیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے حموی شرح اشباہ مین لکھتے ہین اعلم ان السلف اختلفوا فی ابوی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہل ماتا علی الکفر ام لا فذہب الی الاول جمع منہم صاحب التیسیر وذہب الی الثانی جماعۃ ولتفر من الجمع الاول قالوا بنجاتہما من النار وسئل القاضی ابو بکر ابن العربی احد الائمۃ المالکیۃ عن رجل قال ان ابا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النار فاجاب بانہ ملعون لان اللہ تعالی قال ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ ولا اذی اعظم من ان یقال عن ابیہ انہ فی النار وقال السہیلی فی الروض الانف فلیس لنا نحن ان نقول ذلک فی ابویہ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات واللہ یقول ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ الآیۃ وامرنا ان نمسک اللسان اذا ذکر اصحابہ رضی اللہ عنہم یرجع ذلک الی العیب فیہم فلان تمسک عن ابویہ احق واحری فجملۃ المرام فی ہذہ المسألۃ ان ہذہ المسألۃ لیست من الاعتقادات فلاحظ للقلب منہا واما اللسان فحقہ الامساک عما یتبادر منہ النقصان انتہی ملخصاً و مختصراً واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۲۶ چہ می فرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ در اکثر از تفاسیر سنیان مثل تفسیر کبیر و تفسیر واحدی و غیر آن مسطور ست کہ چون حضرت از حجۃ الوداع مراجعت فرمود و در موضع غدیر خم رسید آیۂ یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ آہ نازل شد پس حضرت با وجود آن کہ موضع صلاحیت نزول نداشت و ہوا بحدی گرم بود اہتمام بلیغ فرمودہ در موضع مذکور فرود آمد خطبۂ بلیغہ برخواند کہ آخر آن حدیث مشہور خم غدیر ست من کنت مولاہ فعلی مولاہ و ہمین کہ از خطبہ فارغ شد آیۂ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ نازل گردید درین مقام مفسرین مذکور در وجہی از وجوہ شان نزول آیۂ اولی آوردہ اند انہا نزلت فی علی و در روایات آمدہ است کہ اصحاب جناب علیہ السلام را

بشارت مولائیت دادند و حسان شاعر قصیدہ در مدح جناب امیر علیہ السلام انشاد فرمودہ بحضور فائض النور جناب سرور کائنات گذرانید کہ در یکے از ابیات آن این الفاظ ست وجعلا ما گا دیا دیا الکنو استفسار می رود کہ آیا روایت مذکورہ شان نزول آیہ اولی صحیح ست یا نہ در صورت صحت مراد از قول او تعالی شانہ ما انزل الیک کہ حکم بتبلیغ مستقل از وست بقول مفسرین انہا نزلت فی علی تعلق بجناب امیر ع وارد چیست یعنی مراد از آن امامت یا ولایت و آیہ ثانیہ در خم غدیر پس از خطبہ نازل شدہ یا بوقتی دیگر و مقامی دیگر در صورت اول مراد از اکمال دین و اتمام نعمت ہمان اظہار مولائیت جناب امیر ست یا چیزے دیگر و اگر مراد از آن مولائیت ست مولائیت عبارت از ولایت پس اکمال دین و اتمام نعمت بہ اظہار آن حسب اصول مقررہ چگونہ صحیح متصور تواند شد وجوہ آن ارقام فرمودہ شود و حسان چون در قصیدۂ مذکور اشارہ طرف عطای منصب امامت و ولایت مطلقہ است بجناب امیر ع نمود حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم او را زجر و منع نفرمودند بلکہ ثنا و صفت نمودہ در معرض قبول آوردند ازین معنی بدلالت عقلی واضح می شود کہ مراد حضرت از الفاظ حدیث ہمان بود کہ حسان در قصیدۂ خود اثبات آن نمودہ جواب این امر نیز حوالۂ قلم ہدایت رقم فرمودہ آید واضح باد کہ مستفتی سنی المذہب ست و بملاحظۂ کتب مناظرہ خدشہ در دل افتاد دفعیۂ آن میخواہم

ہو المصوب نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم در خم غدیر نبود و روایت نزول بعض در آن موضع قابل اعتبار نیست صحیح آنست کہ در حجۃ الوداع بمقام عرفات بروز عرفہ نازل شدہ مراد از آن اکمال دین ست باتمام شرائع و احکام و مناسک و غیرہ و بامامت علی رضی اللہ عنہ این آیت را علاقہ نیست سیوطی در تفسیر در منثور می نویسد اخرج الحمیدی و احمد و عبد بن حمید والبخاری و مسلم والترمذی والنسائی و ابن جریر و ابن المنذر و ابن حبان و البیہقی فی سننہ قال قالت الیہود لعمر انکم تقرؤن آیۃ فی کتابکم لو علینا معشر الیہود نزلت لاتخذنا ذلکم الیوم عیدا قال وای آیۃ قال الیوم اکملت لکم دینکم قال عمر واللہ لاعلم الیوم الذی نزلت علی رسول اللہ فیہ والساعۃ التی نزلت فیہا نزلت عشیۃ عرفۃ فی یوم الجمعۃ انتہی و ہمچنین ابن جریر از قتادہ و ابن منذر ابن جریر از شعبی و اسحق بن راہویہ و عبد بن حمید و ابن جریر از عمر رضی اللہ عنہ و طیالسی و عبد بن حمید و ترمذی و ابن جریر و طبرانی و بیہقی از ابن عباس رضی اللہ عنہما و ابن جریر و الطبرانی از معاویہ رضی اللہ عنہ

وبزار وطبرانی وابن مردویه از سمره وغیرهم روایت کرده اند که نزول این آیت بروز عرفه شده
چنانچه منجملهٔ آن روایات در درمنثور مبسوط اند وابن تیمیه در منهاج السنة در رد قول علی که دعوی
نزول این آیت بغدیرخم میکردمی نویسد هذا من الکذب الموضوع باتفاق اهل المعرفة بالموضوعات
وهذا المعرفة اهل العلم بالحديث ولهذا لا يوجد هذا فی شیء من کتب الحدیث التی یرجع الیها اهل العلم بالحدیث
انتهی ونیز می نویسد قد ثبت فی الصحاح والمسانید والتفاسیر ان هذه الآیة نزلت علی النبی صلی الله علیه
وسلم وهو واقف بعرفة وهذا مستفیض ومنقول فی کتب المسلمین وهذا الیوم کان قبل غدیر خم بتسعة ایام
فانه کان یوم الجمعة تاسع ذی الحجة فکیف یقال انها نزلت یوم الغدیر ونیز می نویسد هذه الآیة لیس
فیها دلالة علی امامته علی بوجه من الوجوه بل فیها اخبار الله باکمال الدین واتمام النعمة علی المؤمنین انتهی
اما آیۂ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک پس شان نزولش این که هرگاه آنحضرت صلی الله
علیه وسلم را کفار تکلیف دادند از تبلیغ دین دل نبوی تنگ شده ملالے بخاطر راه یافت برای دفع آن
این آیت نازل شده حکم ساخت که اے رسول تبلیغ کن احکام آلهی را بغیر خوف وملال که حق جل شانه
حافظ تست ودرین آیت تعمیم تبلیغ احکام آلهی ست از امامت علی وغیره علاقه نیست وانچه در بعض
تفاسیر نزولش در شان امامت وولایت علی مذکورست وثعلبی وغیره آنرا روایت کرده است نزد محدثین
قابل اعتبار نیست در منهاج السنة می نویسد اتفقوا علی ان الحدیث المذکور الذی رواه الثعلبی فی
تفسیره هو من الموضوع واما قصهٔ من کنت مولاه فعلی مولاه اگرچه صحیح ست لیکن در آن ذکر خلافت نیست
مولا بمعنی ناصر ومحب ومقتدی وغیر ذلک آمده است این قدر برای عاقل کافی ست اگر درین قصه
یا در آیات مذکوره اشاره خلافت علی رض بودے بعد رحلت آنحضرت صلی الله علیه وسلم بوقت منازعت
مهاجرین وانصار حضرت علی این حجج را پیش فرمودے واذ لیس فلیس درین مباحث مستفتی را باید که مطالعه
کتبے که در رد روافض تالیف شده اند مثل منهاج السنة لابن تیمیه که عمده ترین تصنیفات درین بحث
است وتحفهٔ اثنا عشریه وغیره رساند تا رفع خلجان گردد. والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا چه میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین که زید عقیده دارد که خلفائے
جناب سرور کائنات علیه الف الف تحیات فضائل بسیار دارند لیکن حضرت علی کرم الله وجهه فضیلت

بماه جمادی الثانی ۱۲۹۶ سنه هجری مرسله مولوی عبد الحکیم صاحب از کلکته مقام مٹیابرج مکان منشی امداد خان

تحکمی بود ملک دمی این طور دارند که بر فضائل دیگر خلفای ثلثۂ اولی فضیلت دارد و بہمین وجہ حضرت علیؓ را بر ثلثۂ اولی فضیلت در زعم خود میدہد و میگوید کہ اگرچہ ثلثۂ ممدوحۂ اولی را فضائل دیگر ہستند مگر کدامی فضیلت مثل این فضیلت حضرت نیست پس ازین فضیلت جزئیہ فضیلت کلیہ لازم آمد حضرت علی را بر دیگرہا بینوا توجروا

ہو المصوب اہل سنت کہ بہ فضیلت حضرت صدیق رضؓ قائل اند مراد شان فضیلت من حیث کثرۃ الثواب ہست نہ مطلقا پس اعتقاد وجود بعض فضائل در حضرت مرتضی رضؓ اختصاص شان بآن منافی عقیدۂ اہل سنت نخواہد بود و این فضیلت جزئیہ مرتضی قادح افضلیت صدیقیہ نخواہد شد جلال الدین دوانی در حواشی جدیدہ شرح تجرید می نویسد انما اختلفوا فی الافضلیۃ من حیث الثواب کما ہو الشائع فی کتب العقائد اذ لا ینکر احد من اہل السنۃ رجحان علی رضؓ فی کثیر من الفضائل علی غیرہ انتہی وہمچنین ہست در شرح عقائد عضدیہ وغیرہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا ۲۳۹ شیخ محدث دہلوی در مدارج می فرماید کہ بہ بست و ششم ماہ صفر روز دوشنبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ را بر جنگ رومیان گماشت و بست و ہشتم روز چہارشنبہ طبع مبارکش دردمند شدہ انتہی و باز می فرماید بہ یازدہم ربیع اول مرض بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غلبہ کردہ و بروز دوازدہم روز دوشنبہ بود وفات یافت انتہی وہمچنین در روضۃ الاحباب وغیرہ نیز مذکور ہست حالانکہ اگر ہر دو تاریخ صفر حساب کنند تاریخ دوازدہم بروز دوشنبہ نمی تواند شد نہ بحساب بست و نہ و نہ بحساب سی روز بینوا توجروا

ہو المصوب مخفی نماند کہ وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروز دوشنبہ بماہ ربیع اول بود بالاتفاق اما آن روز کدام تاریخ بودہ پس درین باب اختلاف ہست آنچہ کہ بین الناس مشہور و در اکثر کتب مذکور ہست این ہست کہ روز دوشنبہ دوازدہم ربیع اول بودہ لیکن این امر ممکن نیست بدین وجہ کہ غرہ ذیحجہ سنہ ۱۰ ہجری باتفاق ارباب سیر وغیرہ روز پنجشنبہ بود چہ حج نبوی کہ آنرا حجۃ الوداع نامند بروز جمعہ واقع گشتہ بالاتفاق پس روز جمعہ نہم ذیحجہ بود و این امر قطع نظر از تصریح ارباب سیر در روایات حدیث ہم ثابت ہست و کسی را درین باب خلاف نیست بنا علیہ ممکن نیست کہ دوازدہم

(مستفتی ... مرسلہ مولوی ... عبد اللہ صاحب ... ۲۹ صفر ۱۲۹۸ ہجری)

ربیع اول سنہ ۱۱ ہجری بروز دوشنبہ واقع گردد چہ اگر ہر سہ ماہ یعنی ذیحجہ و محرم و صفر سی روز قرار داده شوند پس غرۂ محرم بروز شنبہ و غرۂ صفر بروز دوشنبہ و غرۂ ربیع بروز چہارشنبہ واقع خواہد شد برین تقدیر دوشنبہ اول ربیع اول ششم و دوشنبہ دوم سیزدہم خواہد شد و اگر ہر سہ ماہ بست و نہ روز قرار یابند غرۂ محرم بروز جمعہ و غرۂ صفر بروز شنبہ و غرۂ ربیع اول بروز یکشنبہ خواہد شد و برین تقدیر دوشنبہ اول ربیع اول تاریخ دوم و دوشنبۂ دوم نہم خواہد شد و اگر ہر سہ ماہ مختلف باشند پس از دو حال خالی نیست یا غرۂ محرم بروز جمعہ باشد یا بروز شنبہ بحساب نقصان ذیحجہ یا کمال آن چہ غرہ اش اتفاقا بروز پنجشنبہ بوده پس اگر غرۂ محرم بروز جمعہ باشد از دو حال خالی نیست محرم کامل گرفتہ شود و صفر ناقص یا بالعکس بر تقدیر اول غرۂ صفر یکشنبہ و غرۂ ربیع دوشنبہ می شود و بر تقدیر دوم غرۂ صفر شنبہ و غرۂ ربیع دوشنبہ می شود بہر دو تقدیر دوشنبہ اول ربیع غره و دوشنبۂ دوم ہشتم خواہد شد و اگر غرۂ محرم بروز شنبہ گرفتہ شود پس اگر محرم کامل و صفر ناقص گرفتہ شود غرۂ صفر بروز دوشنبہ و غرۂ ربیع بروز سہ شنبہ می شود و بعکس آن غرۂ صفر بروز یکشنبہ و غرۂ ربیع سہ شنبہ می شود بہر دو تقدیر دوشنبۂ اول ربیع ہفتم و دوشنبۂ دوم چہاردہم خواہد شد سوائے این احتمالات احتمالے دیگر عالم وقوع نیست کہ بر آن بودن دوشنبۂ دوازدہم ربیع اول سنہ ۱۱ ہجری کہ سال وفات نبوی ست مستقیم گردد و علمای محققین درین باب مختلف شده اند بعض بر مجرد اشکال کفایت کرده سکوت ساختند چنانچہ امام یافعی در تاریخ خود مرآة الجنان می نویسند قلت فیما قیل انہ توفی الثانی عشر منہ اشکال من اجل انہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت وقفتہ بالجمعة فی السنة العاشرة اجماعا فاذا کان کذلک لایتصور وقوع یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول من السنة التی بعدہا وذلک مطرد فی کل سنة یکون الوقفة قبلہ بالجمعة علی کل تقدیر من تمام الشہور ونقصانہا وتمام بعضہا ونقصان بعض انتہی وبعض تقدیر کمال ہر سہ ماہ اختیار کرده تاریخ وفات سیزدہم را مرجح ساختہ چنانچہ ابن رجب دمشقی در لطائف معارف می نویسند اختلفوا فی تعیین ذلک الیوم من الشہر فقیل کان اولہ وقیل کان ثانیہ وقیل ثانی عشرة وقیل ثالث عشرة وقیل خامس عشرة والمشہور بین الناس انہ کان ثانی عشر ربیع الاول وقد رد ذلک السہیلی وغیرہ بان وقفة حجة الوداع فی السنة العاشرة وکانت الجمعة وکان اول ذی الحجة الخمیس ومتی کان کذلک لم یصح ان یکون یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول سواء حسبت الشہور الثلثة اعنی ذا الحجة ومحرما وصفرا کلہا کاملة او ناقصة او بعضہا کاملة وبعضہا ناقصة وانما اجیب عن ہذا

بجواب حسن وهو ان ابن اسحٰق ذکر انه صلعم توفی لاثنتی عشرة لیلة من ربیع الاول وهذا لایمکن فان العرب
تورخ باللیالی دون الایام ولکن لاتورخ اللیلة الابعد مضی یومها فیکون الیوم تبعا للیلة وکل لیلة لم یمض
یومها لم یعتد بها ورخ فیوم الاثنین الذی توفی فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم کان ثالث عشر الشهر لکن
لما لم یکن یومه قد مضی لم یورخ بلیلته انتهی وبعضے تاریخ دوم وبعضے غره وبعضے چهاردهم را اختیار کردند
ابو عبد الله محمد الزرندی المدنی در کتاب الاعلام بسیرة النبی علیه السلام می نویسد اتفق العلماء واهل السیر
علی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم توفی یوم الاثنین فی ربیع الاول غیر ان اکثرهم قالوا فی الثانی عشر
منه ولا یصح ان یکون یوم الاثنین ثانی عشر لاجماع المسلمین علی ان وقفة عرفة کانت فی حجة الوداع یوم
الجمعة وهو تاسع ذی الحجة وکان اول ذی الحجة یوم الخمیس وکان اول المحرم اما الجمعة واما السبت فان کان
الجمعة فقد کان صفر اما السبت واما الاحد فان کان السبت فقد کان الربیع اما الاحد او الاثنین
وکیف ما دارت الحال علی هذا الحساب فلا یکون یوم الاثنین الثانی عشر من الربیع بوجه وذکر الطبری
عن ابن الکلبی انه توفی فی الثانی من الربیع قال السهیلی هذا وان کان خلاف الجمهور فانه لایبعد ان کانت
الثلثة الاشهر التی قبله من تسعة وعشرین ونقل الخوارزمی انه توفی فی اول یوم من الربیع وهذا اقرب فی
القیاس مما ذکره الطبری ونقل الاستاذ ابو سعید عبد الملک الواعظ فی کتابه شرف المصطفی انه توفی
یوم الاثنین للنصف من ربیع الاول وهذا اقرب انتهی ودرینجا احتمالے دیگرست که در سنه در مدینه طیبه
بسبب اختلاف مطالع یا امور آخر غرۂ ذی حجه بروز جمعه شده باشد وبه تکمیل هر ماه غرۂ ربیع در سنه
بروز پنجشنبه شده باشد برین تقدیر البته دوازدهم بروز دوشنبه واقع خواهد شد لیکن برین تقدیر
لازم خواهد شد که چار ماه متوالی بمدینه کامل حساب کرده شده باشند و در فتح الباری وارشاد الساری
وغیره شروح صحیح بخاری مصرح ست که غرۂ ذیقعده سنه در مدینه بروز چهارشنبه بوده وآنحضرت صلی الله علیه
وسلم مع صحابه برای حج بروز شنبه تاریخ بست وپنجم ذیقعده از مدینه روانه شدند ودر اثنائے راه هلال ذی حجه
بتاریخ ۲۹ ذیقعده بروز چهارشنبه دیده شد پس اگر بحساب کمال ذیقعده هلال ذی حجه بروز پنجشنبه
در مدینه شده باشد غره بروز جمعه قرار داده خواهد شد وبه تکمیل ذی حجه غرۂ محرم بروز یکشنبه وبه تکمیل
محرم غرۂ صفر بروز سه شنبه وبه تکمیل صفر غرۂ ربیع بروز پنجشنبه خواهد شد وهذا فان کان نادر الوقوع
لکنه لیس بخارج عن حیز الامکان لیکن برین تقدیر بروز چارشنبه سلخ ماه صفر خواهد بود نه بست وهشتم صفر

بالجملہ بودن بست وہشتم صفر روز چارشنبہ و بودن دواز دہم ربیع روز دوشنبہ بوجہ من الوجوہ صحیح نمی تواند شد و در تاریخ سعید محمد گازرونی می نویسد ابتداء مرضہ فی اواخر صفر للیلتین بقیتا من صفر یوم الاربعاء وقیل للیلۃ وقیل فی مفتح الربیع الاول انتہی و در تاریخ خمیس میگوید فی ہذہ السنۃ کانت سریۃ اسامۃ الی اہل ابنی کانت یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر فلما کان یوم الاربعاء بدأ مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وروی انہ ابتدأ بہ صداع فی اواخر صفر للیلتین بقیتا من صفر یوم الاربعاء وقیل للیلۃ وقیل بل فی مفتح الربیع الاول وفی الوفاء مرض بعشر بقین منہ وذکر الخطابی ان ابتداءہ یوم الاثنین وقبل السبت وقیل الاربعاء قال الحاکم انتہی ازینجا اختلافات برخذ ما صفا ودع ما کدر عمل کردن لازم است واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابوالحسنات

۲۲۹ استفتا بطور مکتوب

بخدمت ذوالفضل والمکرمت مصدر الفضائل منبع الفواضل جناب مولانا مولوی محمد عبد الحی صاحب لازالت شموس فیوضکم بازغۃ کمترین نیاز مندان خلیل احمد بعد تبلیغ تسلیمات وتحیات مسنونہ کے ملتمس ہے کہ کتاب عبقات الانوار مؤلفۂ حامد حسین لکھنوی سرسری نظر سے گذری اس مین ایک روایت جس کو درباب خلافت بلافصل حضرت علی رضہ وبطلان خلافت شیخین رضوان اللہ علیہم اجمعین نص صریح سمجھا ہے اور بزعم خود علمای اہل سنت سے نقل کیا دیکھی اس مین حوالہ ایسے کتب مصنفین کے دیے ہین جنکے حالات سے سنیان بھی آشنا نہین باعتماد وسعت علم ونظر و وفور فیض وکرم جناب سامی کو استفتاء چند امور سے تکلیف دیتا ہون براہ عنایت جواب عنایت ہو اور بہت جلد عنایت ہو اول روایت خیال فرمائے بدر الدین محمد عبد اللہ شبلی حنفی در کتاب آکام المرجان فی احکام الجان میگوید وقد ورد ما یدل علی ان ابن مسعود حضر لیلۃ الجن بمکۃ غیر لیلۃ الحجول فقال ابو نعیم نا سلیمان بن احمد نا محمد بن عبد اللہ الحضرمی نا علی بن الحسین بن ابی بردۃ البجلی نا یحیی بن یعلی الاسلمی عن حرب بن صبیح نا معبد بن مسلم عن ابی مرۃ الصنعانی عن ابی عبد اللہ الجدلی عن عبد اللہ بن مسعود قال استتبعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الجن فانطلقت معہ حتی بلغنا اعلی مکۃ فخط علی خطا وقال لا تبرح ثم انصاع فی الجبال فرأیت الرجال ینحدرون علیہ من رؤس الجبال حتی حالوا بینی وبینہ فاخترطت

السیف وقلت لاضربن حتی استنقذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ذکرت قولہ لاتبرح حتی آتیک
فلم ازل کذلک حتی اضاء الفجر فجاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا قائم فقال مازلت علی حالک قلت
لومکثت شہرا ما برحت حتی تاتینی ثم اخبرتہ بما اردت ان اصنع فقال لوخرجت ما التقیت انا وانت
الی یوم القیمۃ ثم شبک اصابعہ فی اصابعی وقال انی وعدت ان تؤمن بی الجن والانس فاما الانس
فقد آمنت بی واما الجن فقد رأیت وما اظن اجلی الا قد اقترب قلت یارسول اللہ الا تستخلف ابا بکرؓ
فاعرض عنی فرأیت انہ لم یوافقہ قلت یارسول اللہ الا تستخلف عمرؓ فاعرض عنی فرأیت انہ لم یوافقہ
قلت یارسول اللہ الا تستخلف علیا قال فلک والذی لا الہ غیرہ لو بایعتموہ واطعتموہ ادخلکم
الجنۃ این حدیث ابونعیم تاج المحدثین سفیان روایت کردہ وبتغییر یسیر امام احمد حنبل نیز
روایت کردہ قد روی الامام احمد عن عبد الرزاق عن ابیہ عن میناء عن عبد اللہ بن مسعود قال
کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الجن فتنفس فقلت ما بالک یارسول اللہ نعیت الی نفسی
یا ابن مسعود قلت استخلف قال ومن قلت ابوبکر قال فسکت ثم مضی ساعۃ ثم تنفس قلت ما شانک
بابی وامی یارسول اللہ نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت استخلف قال من قلت عمر فسکت
ثم مضی ساعۃ ثم تنفس قلت ما شانک نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت فاستخلف قال من قلت
علی قال والذی نفسی بیدہ لئن اطاعوہ لیدخلون الجنۃ النعیم وصاحب آکام المرجان از فقہاء
وعلمای اعیان وفضلاء ونبہای محدثین عالی شان ست ذہبی در معجم مختص گفتہ محمد بن عبد اللہ الفقیہ
العالم المحدث بدر الدین ابو البقاء الشبلی السابقی الدمشقی الحنفی ومصطفی بن عبد اللہ القسطنطینی
الحلبی در کشف الظنون گفتہ آکام المرجان للقاضی بدر الدین آلخ وسیوطی ہم در رسالۂ تحفۃ الجلساء
برؤیۃ اللہ النساء ازو نقل آوردہ موفق بن احمد المعروف باخطب خوارزم در کتاب مناقب علیؓ
این روایت آوردہ وملا عمر در وسیلۃ النجاۃ المتعبدی نقل کردہ وشہاب الدین احمد در کتاب
توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل گفتہ رواہ الحافظ ابونعیم فی کتابہ دلائل النبوۃ وعبد القادر بن محمد
الطبری کہ او از اکابر علمای مکۂ معظمہ است در کتاب حسن السریرۃ فی حسن السیرۃ از دلائل النبوۃ بسوط
ازین نقل کردہ انتہی عبارۃ العبقات مختصرا بس امور مستفسرہ یہ ہیں کہ بدر الدین صاحب آکام
معتبر علماء سے ہے یا نہیں اور کتاب آکام پایۂ اعتبار کو پہونچی ہے یا نہیں اور مصطفی بن عبد اللہ

وذہبی وغیرہ سے جو تعدیل نقل کی ہے یہ تعدیل اور معدل بھی قابل اعتماد ہین یا نہین سیوطی تو معتبر مشہور ہین جیسے اخطب خوارزم میحانی کذاب غیر معتبر با اینہمہ یہ روایت ابو نعیم اور امام احمد نے نقل کی ہے یا نہین درصورتیکہ نقل کی ہے تو اسکی کیا توجیہ ہوگی اور دوسری روایت کے ساتھ جسمین لیلۃ الجن عدم ہمراہیت مذکور ہے ولیکن فقدناہ مذکور ہے کیونکر توافق ہوگا آیا واقعہ متعدد پر محمول ہوگا یا دوسری توجیہ کیجائیگی فقط فوائد بہیہ مین جو بعنایت جناب مولانا خادم حسین صاحب میرے پاس پہونچی بدرالدین کو دیکھا گیا مگر نہین ملا اس سوال کے جواب کا امیدوار ہون مفصل با اسناد و شواہد تحریر ہو فقط ملتمس خلیل احمد از مدرسۂ عربی اسلامی

ریاست بہاولپور یکم رجب یوم پنجشنبہ ۱۲۹۷ہجری

از محمد عبد الحی عفا عنہ بخدمت مولوی صاحب مجمع علوم منبع فہوم جناب مولوی خلیل احمد صاحب دامت مکارمہ بعد اہدای ہدیۂ سلام مسنون مع ضمیمۂ شوق مشحون ابراز مضمون یہ ہی عنایت نامہ مورخہ یکم رجب پہونچا مضمون مندرج معلوم ہوا بسبب قلت فرصت کے تحریر جواب مین تاخیر ہوئی معاف فرمائیے گا حقیقت امور مستفسرہ کی یہ ہے کہ مؤلف آکام مرجان معتبر ہے جو توثیق حامد حسین نے اوسکی ذہبی وغیرہ سے نقل کی وہ ٹھیک ہے مین نے بھی اونکا حال فوائد بہیہ کی تعلیقات مین لکھدیا ہے صفحۂ ۲۱ مین ملاحظہ فرمائیگا اور دونون روایتین جو حامد حسین نے نقل کین ایک تخریج ابو نعیم دوسری تخریج امام احمد وہ دونون بجنسہ آکام المرجان مین باب نوزدہم مین مذکور ہین مگر روایت امام احمد مین میناء مولی عبد الرحمن بن عوف ابن مسعود سے راوی ہے اور میناء کے باب مین لسان المیزان للحافظ ابن حجر مین اور میزان الاعتدال للذہبی مین ساقط مرقوم ہے اور ابن عراق نے تنزیہ الشریعہ عن الاخبار الموضوعۃ کے مقدمہ مین لکھا ہے

میناء بن بنی میناء مولی عبد الرحمن بن عوف روی عن مولاہ وعن عثمان وابن مسعود قال ابو حاتم کذاب لیکن چونکہ روایت ابو نعیم وغیرہ مین ابو عبد اللہ جدلی کی متابعت مروی ہے اسوجہ سے یہ حدیث ساقط نہین غایۃ الامر یہ کہ ضعیف ہوگی بضعف مغتفر اور بلحاظ تعدد طرق اس حدیث کو مرزا محمد معتمد خان بدخشی نے رسالۂ تحفۃ المحبین فی مناقب الخلفاء الراشدین مین منجملہ احادیث حسان کے مذکور کیا ہے اور اس حدیث مین جو شرکت ابن مسعودؓ کی لیلۃ الجن مین

مذکور ہے وہ منافی روایت فقدناہ لیلۃ الجن کے نہین ہے بوجہ اسکے کہ یہ دو واقعہ این آکام المرجان مین مفصلا ذکر کیا ہے کہ لیلۃ الجن چند مرتبہ واقع ہوئی بعض لیالی مین ابن مسعود شریک تھے اور بعض مین نہین باقی رہا استدلال حامد حسین کا ساتھ اس روایت کے اوپر خلافت مرتضوی کے وہ صحیح نہین حقیقۃ الامر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو استخلاف صریح کسی کے باب مین منظور تھا بدین خیال کہ اگر صراحۃً کسی کا استخلاف کیا جاوے اور بعض لوگ اوسکی اتباع نکرین تو وہ مستحق عذاب ہوجاوین گے جیسا کہ سیوطی تاریخ الخلفاء مین لکھتے ہین وسر ذلک

ای عدم استخلافہ قال البزار فی مسندہ حدثنا عبداللہ بن وضاح اللکوفی حدثنا یحیی بن الیمان حدثنا اسرائیل عن ابی الیقظان عن ابی وائل عن حذیفۃ قال قالوا یا رسول اللہ الا تستخلف علینا قال ان استخلفت علیکم فتعصون خلیفتی ینزل علیکم العذاب واخرجہ الحاکم فی المستدرک انتہی اسیوجہ سے ابن مسعود نے جب ابوبکر رضہ وعمر رضہ کی استخلاف کیواسطے عرض کیا آپنے اعراض وسکوت فرمایا اس سے یہ نہین ثابت ہوتا ہے کہ یہ اعراض یا سکوت بسبب عدم استحقاق خلافت اور علی مرتضی رضہ کے باب مین آپنے نعم وغیرہ کلمات دالہ استخلاف مرتضوی پر ارشاد نہین کیے تا مطلب رفاض ثابت ہو بلکہ آپکو چونکہ معلوم تھا کہ مرتضی سے لوگ مخالفت کرینگے اور زمانۂ خلافت مین انکے فتن عدیدہ ہونگے اسوجہ سے آپنے اونکی اطاعت واتباع کی ترغیب فرمائی وبالجملہ فلیست الروایۃ صریحۃ فی استخلافہ ولا فی استحقاقہ بالنسبۃ الی غیرہ ومن ادعی فعلیہ البیان واللہ اعلم بما فی ضمیر نبیہ صلعم امید کہ ہمیشہ از امور متعلقہ فقیر اطلاع دادہ باشند والسلام

کتاب النوادر

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہین علمای دین ایسے موی مبارک کی زیارت کی نسبت اور نیز اوس محفل زیارت مین شرکت کی بابت جو بغیر اسناد صحیح کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے حالانکہ اوس مجلس زیارت مین بعض منہیات شرعیہ اور بدعات سیئہ کا ارتکاب بھی کیا جاتا ہے یعنی شب زیارت کو کثرت سے چراغان روشن کیے جاتے ہین نوبت وشہنائی ہنوبت بجائی جاتی ہے آتشبازی بھی چھوٹتی ہے راگ بھی مع مزامیر وغیرہ

ہوتا ہے غرضکہ جملہ رسومات شادی اوس محفل زیارت مین ادا ہوتے ہین اور سباب عیش و طرب مہیا کیے جاتے ہین صبح روز زیارت کو مالیدہ پر آنحضرت کی روح پُر فتوح پر فاتحہ مرسومہ کرنا بھی واجبات سے خیال کیا جاتا ہے آور نیز ارشاد ہو کہ شیفتگان موی مبارک اکثر نقد و جنس بطور نذر و نیاز کے موی مبارک پر چڑھاتے ہین اوسکا لینا کیسا ہے اور کسکو لینا چاہیے اور کسیقدر اراضی وغیرہ بطور اعانت عرس موی مبارک کے سلاطین اہل اسلام کے عہد سے معاف چلے آتی ہے اوسپر خادمان موے مبارک کا متصرف ہونا اوسمین سے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا نفقہ چلانا شرعًا کیسا ہے بینوا توجروا

الجواب جاننا چاہیے ہر مسلمان کو کہ جن چیزون کو ذات بابرکات حضرت رسول الثقلین سیّدنا و مولانا محمد رسول اللہ علیہ وسلم سے کسی قسم کا علاقہ ہے خواہ وہ موی مبارک ہو خواہ جُبّۂ مبارک ہو خواہ نعلین پاک ہون خواہ اور کوئی چیز ہو کہ جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مس فرمایا ہو یا اور کسی طرح آنحضرت سے اوسکو علاقہ پیدا ہوا ہو ایسی تمام چیزونکی تعظیم کرنا اور اون سے برکت حاصل کرنا نشان کمال ایمانی اور دلیل غایت محبت نبوی ہے اور جملہ آثار محمدی پر جان نثار کرنا ایک عمدہ علامت علامتہاے اسلام سے ہے ان باتون مین کسی عاشق جناب نبوی کو کلام اور کسی اہل ایمان کو اس سے انکار کی مجال نہین ہے اور اسمین شبہہ نہین ہو سکتا کہ ایسے آثار و مشاہد کی تعظیم و تکریم اور اونسے برکت حاصل کرنا درصل تعظیم و تکریم جناب احمدی کی ہے جو راس الایمان ہے اور ثبوت اسکا اکثر احادیث صحیحہ اور آثار صحابۂ کرام سے ہوتا ہے چنانچہ موی مبارک کی تعظیم اور برکت حاصل کرنے کی نسبت عثمان ابن عبداللہ بن موہب سے روایت ہے ارسلنی اہلی الی ام سلمۃ بقدح من ماء و کان اذا اصاب الانسان عین او شئی بعث الیہا مخضبۃ فاخرجت من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت تمسکہ فی جلجل من فضۃ فخضخضتہ لہ فشرب منہ قال فاطلعت فی الجلجل فرأیت شعرات حمراء رواہ البخاری ترجمہ عثمان بن عبداللہ بن موہب فرماتے ہین کہ بھیجا مجکو میرے گھر والون نے حضرت ام سلمہ کے پاس ایک پیالہ پانی کا لیکر اور عادت سبکی یہ تھی کہ جب کسی آدمی کو نظر لگتی یا اور کچھ بیماری ہوتی تو وہ حضرت ام سلمہ کے پاس پانی کا پیالہ بھیجدیا کرتا پس ام سلمہ رسول اللہ صلی

موی مبارک نکالتین اور وہ اوسکو ایک چاندی کی ڈبیا مین رکھا کرتی تھین پس اوسی موے
مبارک کو اوسی پانی مین ڈال کر ہلا دیا کرتی تھین اور وہ اوسکو پی لیا کرتا تھا پس مین نے جھانککر
ڈبیا مین دیکھا تو اوسمین چند بال تھے سرخ رنگ کے روایت کیا اسکو بخاری نے اور جُبّۂ
مبارک کی تعظیم اور اوس سے برکت حاصل کرنے کی نسبت حضرت اسماء بنت ابی بکر ہمشیرۂ
خاص حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے روایت ہے انہا اخرجت جبۃ طیالسۃ کسروانیۃ لہا لبنۃ
دیباج وفرجیہا مکفوفین بالدیباج وقالت ہذہ جبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت عند
عائشۃ فلما قبضت قبضتہا وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبسہا فنحن نغسلہا للمرضی یستشفی بہا
رواہ مسلم ترجمہ حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ اونھون نے نکالا ایک جُبّہ طیلسان کا
کسروانی کہ اوسمین گریبان پر ریشمی سنجاف تھی اور دونون چاکون پر اوسکے ریشمی سنجاف تھی۔
اور کہا کہ یہ جُبّہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ رضہ کے پاس رکھا تھا پس جب
عائشہ رضہ نے انتقال کیا تو یہ جُبّہ مین نے لے لیا اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے
اور اب ہم اوسکو دھوکر مریضون کو پلاتے ہین کہ اوسکی برکت سے شفا حاصل کرین روایت کی
مسلم نے اور اس سے بڑھکر یہ ثابت ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک
سے اپنے آثار مبارک کو تبرکًا اورون کو عطا فرمایا ہے اور بطریق تبرک اوسکا استعمال کرایا ہے چنانچہ
باب حجۃ الوداع مین حضرت انس سے مروی ہے قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی منی فاتی الجمرۃ
فاتاہا ثم اتی منزلہ بمنی ونحر نسکہ ثم دعا بالحلاق وناول الحالق شقہ الایمن فحلقہ ثم دعا اباطلحۃ الانصاری
فاعطاہ ایاہ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقہ فاعطاہ اباطلحۃ فقال اقسمہ بین الناس رواہ
الشیخان ترجمہ حضرت انس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے منی مین پس جمرہ کی جگہ
آکر رمی کی پھر آپنے اپنے قیام گاہ پر مراجعت فرماکر قربانی کی پھر حجام کو بلاکر جانب یمین سر مبارک
اوسکی طرف کی اوسنے حلق کیا پھر ابو طلحہ انصاری کو بلاکر وہ موی مبارک دیدیے پھر حلاق کو دوسری
شق یسار کی دی اور فرمایا کہ حلق کر چنانچہ اوسنے حلق کیا تو فرمایا ابو طلحہ کو دیکر کہ یہ سبکو بانٹ دے
اور ایسے ہی مروی ہے حضرت ام عطیہ سے حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل اور تکفین کے
قصہ مین انہا قالت فالقی حقوہ فقال اشعرنہا ایاہ ترجمہ حضرت ام عطیہ فرماتی ہین کہ حضرت نے

اپنا تہبند ہماری طرف پھینکا اور فرمایا کہ اس کپڑے کو سب کپڑون سے پہلے پہنا کر کفن دو یعنی اوسکو بدن سے متصل رکھو اور یہ حدیث دلیل ہے برکت حاصل کرنے مین صلحار کے آثار سے چنانچہ صاحب لمعات نے اسکے تحت مین افادہ فرمایا ہے وہذا الحدیث اصل فی التبرک بآثار الصالحین ولباسهم الخ ترجمہ صاحب لمعات نے افادہ فرمایا ہے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ حاصل کرنے برکت کے ساتھ آثار صلحا اور لباس اونکے کے اور اسیطرح جن چیزونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مس فرمایا اونکی برکت ثابت ہے چنانچہ حضرت کبشہ روایت فرماتی ہین قالت دخل علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشرب من ماء فی قربة معلقة قائما فقمت الی فیها فقطعته ترجمہ حضرت کبشہ روایت فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر آئے اور ایک مشکیزہ لٹکتا تھا اوسکے منہ سے منہ لگا کر آپنے پانی پیا پس مین نے اوس مشکیزے کے دہانے کو تراش رکھا اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا مین افادہ فرمایا ہے ومن اعظامه واکبارہ اعظام جمیع اسبابه واکرام مشاهده وامکنته من مكة والمدينة ومعاهده وما لمسه عليه الصلوة والسلام وايضا قال کانت فی قلنسوة خالد بن الولید شعرات من شعره صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت قلنسوة فی بعض حروبه فشد علیها شدة انکر علیه اصحابه لکثرة من قتل فیها فقال لم افعلها بسبب القلنسوة بل لما تضمنت من شعره صلی اللہ علیہ وسلم لئلا اسلب برکتها وتقع فی ایدی المشرکین الخ ترجمہ اور قاضی عیاض نے کہا منجملہ تعظیم آنحضرت صلعم کے تعظیم ہے آپکے تمام اسباب کی اور بزرگی آپکے تشریف لانیکی مقامات اور مکانون کی مکہ مین ہون یا مدینہ مین اور آپکے عبادت کرنے کے مقامات اور جن چیزون کو آپنے ہاتھ لگایا رحمت ہو حبیب اللہ کی آپ پر اور سلام نیز کہا عیاض نے کہ حضرت خالد کی ٹوپی مین چند موی مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے پس گر گئی ٹوپی اونکی ایک لڑائی مین پس دوڑے اوس ٹوپی کے واسطے کہ اوس موقع پر اونکے ساتھیون نے ناپسند کیا اوس جگہ کو قتل وقتال کے اندیشے سے تو حضرت خالد نے فرمایا کہ مین نے اوس ٹوپی کے لیے نہین گھبرایا تھا بلکہ اسلیے کہ اوسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موی مبارک تھے مجکو اندیشہ ہوا کہ مبادا وہ مشرکین کے ہاتھ لگے اور مین اوسکی برکت سے محروم ہو جاؤن وایضا قال القاضی وحکی عن عبد الرحمن السلمی عن احمد بن فضلویة الزاهد وکان من الغزاة الرماة انه قال ما مسست القوس بیدی الا علی طهارة

منہ بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ القوس بیدہ الخ ترجمہ اور نیز کہا قاضی نے کہ مروی ہے عبدالرحمن سلمی سے وہ روایت کرتے ہین احمد بن فضلویہ زاہد سے اور وہ منجملہ غازیون تیر اندازکے تھے اونھون نے کہا کہ جب سے مین نے یہ سُنا کہ میری کمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے چھوا اوس وقت سے مین نے اوسکو کبھی بے وضو نہین چھوا وایضا قال رأی

ابن عمر رضہ واضعا یدہ علی مقعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعہا علی جبہتہ الخ ترجمہ اور کہا قاضی نے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کو لوگون نے دیکھا کہ جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پہ بیٹھتے تھے اوس جگہ ہاتھ لگاکر پیشانی پر مس فرماتے تھے پس ان تمام احادیث وروایات سے اہل ایمان کی نظر مین بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ جملہ آثار ومشاہد نبوی سے برکت حاصل کرنا اور اونکی تعظیم کرنا عمدہ نعمای الٰہی سے ہے اور اس قسم کی برکت اور تعظیم کا ثبوت خود آنحضرتؐ وصحابۂ کرام کے افعال مبارک سے ظاہر ہوتا ہے لیکن مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس بات پر نظر کرے کہ جسطرح ان احادیث سے آثار نبوی کی برکت وتعظیم کا ثبوت ہوتا ہے اسی طرح تعظیم وبرکت حاصل کرنے کا طریقہ بھی اُنہین احادیث سے ثابت ہوتا ہے پس جسطرح وہ شخص جو منکر برکت آثار نبویہ ہو بد دین اور گنہگار ہے اسی طرح وہ شخص جو خلاف طرق مرویۂ حدیث کے کوئی خاص طریقہ تعظیم کا اپنی طرف سے اختراع کرے وہ مبتدع اور مخالف سنت سمجھا جاویگا اسلیے کہ مخالفت سنت مین دونون برابر ہین اور یہ اوس صورت مین ہے جبکہ اوس طریقۂ مخترعہ مین کوئی امر خاص صریح منہیات شرعیہ اور محرمات یقینیہ سے شامل نہو اور اگر اوس طریقۂ مخترعہ مین کوئی امر محرمات شرعیہ سے بھی شامل کیا جاے تو ایسی حالت مین دو نقصان ہونگے ایک تو طریق خاص کا احداث اور دوسرے محرمات شرعیہ کا ارتکاب آور ان دونون باتون کا حکم یہ ہے کہ انکا مرتکب غیر مستحل فاسق اور مستحل کافر ہے دوسرے اس بات پر نظر رکھنی چاہیے کہ جو تعظیم اور برکت آنحضرتؐ کے آثار کے واسطے ثابت ہے وہ آنحضرتؐ ہی کے آثار کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسرے کے آثار کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو آنحضرتؐ کے آثار کے ساتھ مخصوص ہے حرام ہے پس ضرور ہوا کہ جب کسی خاص جُبّہ اور خاص لباس اور خاص مو کی نسبت یہ دعوی کیا جاوے کہ یہ آنحضرتؐ کے آثار ہین تو اول اس بات کا یقین حاصل کیا جاوے کہ یہ آثار فی الواقع آنحضرتؐ کے آثار ہین یا دوسرے شخص کے ہین جنکو

آنحضرت صلعم کی طرف کسی طمع سے منسوب کر دیا ہے تاکہ اس یقین سے غیر کے آثار کے ساتھ آنحضرت کے آثار کا سا برتاؤ لازم نہ آوے اور اس قسم کے یقین کا حصول ایسے امور کی نسبت بغیر اوس طریقہ کے متعذر ہے جسکو ہمارے محدثین رحمہم اللہ نے روایت حدیث مین اختیار کیا ہے کیونکہ اثبات آثار نبوی بھی حدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور حدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہی طریقہ مسلوک ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب ان آثار کا ثبوت ایسے طرق روایت پر موقوف ہو تو اوسکی صحت و عدم صحت بھی صحت اسناد اور عدم صحت اسناد پر موقوف ہوگی اور جس صورت مین اوسکے واسطے سند ضعیف بھی میسر نہو تو صرف چند جاہلو نکے محضرنامے کب اوسکو ثابت کر سکتے ہین پس خلاصہ کلام یہ ہوا کہ بلاشبہہ تعظیم آثار نبوی علامات ایمانی مین سے ہے جسکا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہوتا ہے لیکن وہ تعظیم اور تبرک منحصر ہے انھین طرق مین جو احادیث سے ثابت ہین اور یہ تعظیم فرع ہے اس بات کی کہ ان آثار و تبرکات کا انتساب آنحضرت کی ذات پاک کی طرف صحیح ہوا ور صحت انتساب موقوف ہے صحت روایت پر پس جو آثار بصحت روایت ثابت ہین بلاشبہہ اونکی تعظیم صحابۂ کرام کے طریقہ کے بموجب کرنی چاہیے اور اونسے برکت حاصل کرنے مین کوئی شبہہ نہین اور جو بصحت روایت ثابت نہین ہین اونکے ساتھ بلاتحقیق وہ معاملہ کرنا جو آنحضرت کے آثار ثابتہ کے ساتھ کرنا چاہیے ایسا ہے جیسا کہ بلاسند کے کلام کو حدیث کہنا اور اوسپر عمل کرنا جسکی نسبت سخت وعید وارد ہے قال ابن عباس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم فمن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار رواہ الترمذی ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری طرف کسی بات کے منسوب کرنیسے خوف خدا کرو اور بغیر تحقیق کے مجھسے کوئی روایت مت کرو کیونکہ جو مجھپر جھوٹ باندھے جان بوجھ کر وہ اپنا ٹھکانا جہنم مین کرلے پس واجب ہے ہر مسلمان پر یہ بات کہ جب تک اوسکو اس بات کا علم نہو کہ جس امر کی نسبت آنحضرت کی طرف کیجاتی ہے وہ نسبت صحیح ہے یا نہین اوس وقت تک اوسکی روایت نکرے اور جب روایت جائز نہین تو عمل بطریق اولی جائز نہوگا البتہ ایسی صورت مین احتیاط کا مقتضا یہ ہے کہ جب کوئی شئے آنحضرت کیطرف دعوی کے ساتھ منسوب کیجاوے تو قبل تحقیق کے

جیسے انکا اقرار جائز نہین ہے انکار پربھی اصرار نکرے بلکہ سکوت کرے چنانچہ ایسی صورت مین
حدیث نبوی سے بھی توقف ثابت ہوتا ہے صاحب مرقاۃ نے اس حدیث کے تحت مین قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصدقوا اہل الکتاب ولا تکذبوہم وقولوا آمنا باللہ وما انزل
الینا الخ رواہ البخاری ترجمہ مت تصدیق کرو تم اہل کتاب کی اور نہ تکذیب کرو اونکی اور کہو تم کہ ایمان
لائے ہم اللہ پر اور اوس چیز پر جو اوسنے ہمپر اوتاری روایت کیا اسکو بخاری نے لکھا ہی لا تصدقوا
اہل الکتاب ای فیما لم یتبین لکم صدقہ لاحتمال ان یکون کذبا وہو الظاہر من احوالہم قولہ لا تکذبوہم
ای فیما حدثوا من التوراۃ والانجیل ولم یتبین لکم کذبہ لاحتمال ان یکون صدقا وان کان نادرا لان
الکذوب قد یصدق وفیہ اشارۃ الی التوقف فیما اشتشکل من الامور والعلوم الخ غرضکہ اسی طرح
ایسے مواقع پر بھی توقف کا طریقہ اسلم ہے ترجمہ نہ تصدیق کرو اہل کتاب کی یعنی اوس بات مین
جسکی تمکو خوبی تصدیق نہین ہوئی واسطے احتمال اس بات کے کہ شاید وہ جھوٹ ہو اسلیے کہ انکا
ظاہر حال جھوٹ ہی کو مقتضی ہے اور نہ تکذیب کرو انکی اون باتون مین جو توراۃ اور انجیل
سے روایت کرتے ہین جبتک انکی تکذیب ظاہر نہو جاوے اسلیے کہ شاید سچے ہون گو سچ اونسے
نادر ہے اسواسطے کہ کبھی جھوٹا بھی سچ بول دیتا ہے اور اسمین اشارہ ہے اس بات کا کہ جو امور
مشتبہ ہون اعتقادی اور عملی معاملات مین سے تو انمین توقف چاہیے الخ پس جب تمام امور
مرکوز خاطر ہو چکے تو اب سائل کو دیکھنا چاہیے کہ جو لوگ موی مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
طریقہ مذکورہ سوال کے بموجب کراتے ہین بدعات اور مخترعات کے پابند ہین دیکھو روایت مذکورہ
بالا کے بموجب جب موئے مبارک کا پانی مریض کیواسطے حضرت ام سلمہ سے طلب کیا تو اونھون نے
ڈھول تاشے نہین بجوائے پنج آیت اور قرآن خوانی نہین کرائی ترتیب مجلس اور تعیین وقت اور تاریخ
نہین کیا غرضکہ کسی قسم کے تعینات خاصہ سے اوسکو مقید نہین فرمایا بلکہ اوسکی برکت کو ہر حالت مین
قابل استفادہ تصور فرمایا بخلاف اس صورت کے جسکو سائل نے بیان کیا ہے جسمین تعیین ماہ
ویوم وتاریخ کو امر ضروری اور موثر فی ازدیاد الثواب خیال کیا ہے جسکی سنت نبویہ مین کچھ بھی
اصل نہین ہے اور تداعی اور انعقاد محافل خاصہ کو لابد خیال کیا ہے اور اوسمین نوبت ونقارہ
وجملہ مزامیر مہیا کیے جاتے ہین جو سراسر افعال شیاطین سے ہین بالیدہ موی مبارک بھی العیاذ باللہ نذر الغلیظ

کیا جاتا ہے اور بطور تبرک کے تقسیم حالانکہ اوس سے انتفاع حرام قطعی ہے غزلین گاتے ہین حالانکہ
ایسے راگ بالاتفاق حرام ہین پس برکت حاصل کرنا جو غایۃ الامر مستحب ثابت ہوگی باعث ہوتی ہے
ایسے محرمات شرعیہ کے ارتکاب کی جن سے اجتناب واجب ہے اور ظاہر ہے کہ جس امر مستحب کے
ارتکاب سے ترک واجب لازم آوے اوس مستحب کا ترک واجب ہے پس اس صورت مین ہرگز
شریعت غرای محمدیہ اس بات کی اجازت نہین دیتی کہ ایسے بدعات کے ساتھ اس امر مستحب کا
ارتکاب صحیح ہو اور نفس استحباب اسکا بھی اوس صورت مین مسلم ہے جبکہ یہ بخوبی ثابت ہو جاوے
کہ فی الواقع یہ موی مبارک آنحضرت صلعم ہی کا ہے اور اگر یہ امر پایۂ ثبوت کو نہ پہونچے تو ایسے جلسہ مین
بقصد تبرک حاضر ہونا بھی جائز نہین ہے اور جو لوگ نذر مانتے ہین موی مبارک کی اور اوسپر
چڑھاوا چڑھاتے ہین وہ حرام ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت لغیر اللہ حرام ہے اور
ظاہر ہے کہ یہ نذر لغیر اللہ ہے پس یہ حرام ہے چنانچہ لکھا ہے صاحب بحر رائق نے والنذر
للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون لمخلوق یعنی نذر مخلوق کی ناجائز ہے اسلیے کہ وہ عبادت
ہے اور عبادت کسی مخلوق کے لیے نہین ہوتی الخ اور جسطرح یہ فعل حرام ہے اسی طرح اوس قسم کے
چڑھاوے کا لینا اور اوسکا کھانا اور اپنے صرف مین لانا بھی حرام ہے اور ایسی نذر منعقد نہین ہوتی
اور ذمہ پر اوسکا ادا واجب نہین ہوتا چنانچہ اسی بحر الرائق مین ہے فالاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد
ولا تشتغل الذمۃ بہ وانہ حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذہ ولا اکلہ ولا التصرف فیہ بوجہ من الوجوہ
الخ ترجمہ یعنی اس بات پر اتفاق ہے کہ نذر مخلوق کی حرام ہے اور وہ نذر منعقد بھی نہین ہوتی اور
ذمہ پر اوسکا وجوب نہین ہوتا اور مجاور درگاہ کو اوسکا لینا اور کھانا اور کسی قسم کا تصرف کرنا جائز
نہین ہے اور جو اوقاف موی مبارک کے خدمت کے لیے مقرر ہین اگر وہ اوقاف اس غرض سے
مقرر کیے گئے ہین کہ وہ تمام بدعات جنکا ذکر سوال مین مذکور ہین اس وقف کے ذریعہ سے
رائج کیے جاوین اور ایسے بدعات مین اوس اوقاف سے صرف کیا جاوے تو فی نفسہ یہ وقف ہی
باطل ہے اور انکا واقف گنہگار ہے کیونکہ منجملہ شرائط صحت وقف کے ایک یہ شرط ہے کہ وہ کام
جسکے لیے وقف کیا ہے فی نفسہ قربت اور عبادت مقصود فی الجملہ ہو اور ظاہر ہے کہ یہ امور
نعوذ باللہ منہا عبادت نہین ہین چنانچہ در مختار مین ہے وشرطہ شرط سائر التبرعات ... وشرط صحتہ ان یکون قربۃ

فی ذاتہ وعند التصرف الخ ترجمہ اور منجملہ شرائط کے ایک یہ شرط ہے کہ وہ امر فی نفسہ قربت ہو اور وقت التصرف کے الخ اور اگر اسنے صرف یہ نیت کی ہے کہ جو فقرا و مساکین یہان حاضر ہون اونپر صرف کیا جاوے اور جو شخص اوسکے متولی ہون وہ بھی بقدر حاجت اوسمین سے لیا کرین تو وقف صحیح ہے اور بقدر حاجت خود لینا اور باقی فقرا پر صرف کرنا حلال ہے واللہ اعلم۔ کتبہ

العبد الذلیل محمد اسمعیل [مہر: محمد اسمعیل] اجاد من اجاب [مہر: محمد لطف اللہ]

فی الواقع برکت لینا ایسی چیزونسے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بانتساب صحیح بطریق صحیح منسوب ہین جائز و مستحسن ہے لیکن ایسی مجلس مین جانا جسکو سائل نے ذکر کیا بوجہ اشتمال انکے بدعات مستقبحہ اور افعال محرمہ پر شریک ہونا نہین جائز ہے اور نہ ایسے آثار سے جن کا انتساب بطریق صحیح ثابت نہین ہے برکت لینا جائز ہے اور جو اشیای عوام کالانعام موی مبارک پر چڑھاتے ہین اونکا لینا بوجہ منذور لغیر اللہ ہونے کے نہین جائز ہے وللہ درالمجیب حیث انی بتفصیل رائق وہو فیہ مصیب واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا انقلاب نحاس وغیرہ بطرف ذہب وفضہ کہ نتیجہ علم کیمیاست ممکن است یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب علمای حکمت درین باب اختلاف دارند بعضی مثل شیخ رئیس وغیرہ قائل بامتناع گشتہ اند لیکن دلیلے قوی کہ مفید استحالہ باشد نزد شان نیست وجمعی از ایشان قائل بامکان اند وادلہ امتناع را از بیخ برکندہ اند در کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون می نویسد حاصل ما ذکرہ الصفدی فی شرح لامیۃ العجم ان الناس فیہ علی فریقین فقال کثیر منہم ببطلانہ منہم الشیخ الرئیس ابن سینا ابطلہ بمقدمات من کتاب الشفاء والشیخ تقی الدین ابن تیمیۃ صنف رسالۃ فی الکیمیا فی انکارہ وصنف یعقوب الکندی ایضا رسالۃ فی ابطالہ لکنہم لم یوردوا شیئا یفید الظن بامتناعہ فضلا عن یقینہ وذہب الاخرون الی امکانہ منہم الامام الرازی فانہ فی المباحث المشرقیۃ عقد فصلا ... الشیخ ... ابن تیمیۃ ... الثالث فی رسالتہ ... ذکرہ ... یعقوب الکندی ومستدل الامام فی الملخص علی امکانہ فقال ... الاجسام ... متشرکۃ ... الجسمیۃ ... واحد

از رسالہ زبور ... مولوی محمد عبد الحی عرف محمد حیات صاحب بتاریخ ۱۹ صفر روز چار شنبہ ...

ما یصح فی الآخر وحکی ابن ماجۃ الاندلسی فی بعض تالیفہ عن الشیخ ابی نصر الفارابی انہ قال ما بین ارسطو فی کتابہ من المعادن ان صناعۃ الکیمیاء داخلۃ تحت الامکان الا انہا من الممکن الذی یعسر وجودہ بالفعل انتہی ملخصاً واکثر ارباب شرع ہم قائل باں کان ہستند ابن حجر مکی ہیتمی در تحفۃ المحتاج شرح منہاج در باب الانجاس می نویسد اختلف فی انقلاب الشیء عن حقیقتہ کالنحاس الی الذہب ہل ہو ثابت فقیل نعم لانقلاب العصا ثعبانا حقیقۃ والا لبطل الاعجاز وقیل لا لان قلب الحقائق محال والحق الاول انتہی ملخصاً و نیز می نویسد کثیرا ما یسأل عن تعلم علم الکیمیا وحلہ ولم نر احدا کلاما فی ذلک والذی یظہر انہ ینبنی علی ہذا الخلاف فعلی الاول من علم العلم الموصل لذلک القلب علما یقینیا جاز لہ علمہ وتعلیمہ اذ لا محذور فیہ بوجہ وان قلنا بالثانی او لم یعلم الانسان ذلک بالعلم الیقینی فکان ذلک وسیلۃ الی الغش فالوجہ الحرمۃ انتہی ملخصاً و در رد المحتار حاشیہ در مختار بعد نقل ہمیں عبارت می نویسد حاصلہ انا اذا قلنا باثبات قلب الحقائق وہو الحق جاز العمل بہ وتعلمہ لانہ لیس بغش لان النحاس ینقلب ذہبا ونفسہ حقیقۃ وان قلنا انہ غیر ثابت لا یجوز لانہ غش کما لا یجوز من الطلاء حقیقۃ لما فیہ من اتلاف مال المسلمین او غش المسلمین والظاہر ان مذہبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدلیل ما ذکروہ فی انقلاب العین فی النجاسۃ کانقلاب الخمر خلا والدم مسکا ونحو ذلک انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتاء ما قولکم ایہا العلماء الکرام فی ہذہ المسائل سادات صحیح النسب کا یوم القیامت منتفع بالنسب ہونا بادلۂ شرعیہ ثابت ہے یا نہیں اور بتقدیر اول انتفاع سے کیا مراد ہے آیا وہ لوگ باوصف بے علم و بے عمل ہونے اور بحالت فسق و فجور بلا توبہ مر جانے کے بھی بوجہ انتساب الی النبی کے دخول نار سے مطلقاً محفوظ رہیں گے اور مواخذات اخرویہ سے مامون ہوں گے یا بعد دخول فی النار وسزا پانے سب عصیان کے بشفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مثل مومنین غیر سادات کے داخل بہشت ہوں گے بر تقدیر صورت ثانیہ درمیان سادات اور دوسرے مومنین امت محمدیہ کے کیا فرق ہوگا کیونکہ عموماً شفاعت نبی کے ذریعہ سے گنہگار مومنین جنت کے داخل ہیں کوئی شخص سادات سے نہیں ... ہو سکتا ہے یا نہیں یہاں تک مرتبہ سادات کا بدلائل شرعیہ وبقصوص احادیث منتصب ہے اور اگر جائز ہے تو دیگر دلیل کیا ہوگی سادات کے

ماہنامہ الفرقان / مولوی محمد قاسم نمبر شعبان ۱۳۵۵ھ

اور اقوام جو شرفا کہے جاتے ہین اور منتسب طرف صالح کے نسبا و نسبۃ ہین جیسے شیخ صدیقی وفاروقی وعثمانی وعلوی غیر فاطمی وہ لوگ با وصف محروم رہنے کے دولت علم وعمل سے اور مبتلا بفسق وفجور رہنے اور بلا توبہ مرجانے کے صرف بہ برکت صلاح منتسب الیہم کے دخول نار وجملہ مواخذات اخرویہ سے محفوظ رہین گے یا بوجہ فاسق وفاجر ہونے کے سزاے اعمال پائین گے اور نسبت الی الصالحین عاقبت مین ان لوگون کے کام نہ آئیگی۔ سوای اقوام مذکورہ کے دوسرے اقوام جو بظاہر منتسب طرف کسی صالح کے نہین ہین جیسے افاغنہ ومغل ودیگر اقوام جو عرفا ارذال کہے جاتے ہین اونکے سلسلۂ آبا مین اگر کوئی صالح وولی گذرا ہو تو بقیاس الی الشیوخ صدیقی وغیرہم وہ لوگ بھی با وصف بے ایمان مرجانے یا بحالت فسق وفجور بلا توبہ دنیا سے رحلت کرنے کے بہ برکت اب صالح کے مواخذات اخرویہ سے مامون رہین گے یا نہین چونکہ یہ مسائل متنازع فیہا ہین اور متنازعین اہل علم ہین جواب ہر شق سوالات کا مفصل ومبسوط بہ تقریر واضح حاوی ادلہ ہر امر مندرج جواب ونقل عبارات معتبرات ارقام فرمایا جاوے

ہو المصوب سادات کا بحالت فسق وفجور مرنے کے بلا توبہ دخول نار اور عذاب سے مطلقا محفوظ رہنا بوجہ انتساب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین ہے بلکہ آثار اور اخبار سے اوسکے خلاف ثابت ہے نور الدین علی سمہودی جواہر العقدین فی فضل الشرفین ذکر ماینبغی لاہل البیت مین لکھتے ہین الثالث اجتناب کل قبیح شرعا فان القبیح من اہل ہذا البیت اقبح منہ من غیرہم ولہذا قال العباس لابنہ عبد اللہ کما فی تاریخ دمشق یا بنی ان الکذب لیس باحد من ہذہ الامۃ اقبح منہ بی وبک وباہل بیتک یا بنی لایکون شیئ مما خلق احب الیک من طاعۃ ولا اکرہ الیک من معصیۃ فان اللہ ینفعک بذلک فی الدنیا والاخرۃ قلت اجماع ذلک کلہ ماجاء انہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصی باہل بیتہ بتقوی اللہ ولزوم طاعۃ کما سبق فی الذکر الرابع وسبق فی اواخر التنبیہ الاول من الذکر السادس قول الحسن بن الحسن المثنی انی اخاف ان یضاعف للعاصی منا العذاب ضعفین واللہ انی لارجو ان یوتی المحسن منا اجرہ مرتین انتہی و روایت قرآنیہ یٰنِسَاۤءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا وَ مَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِیْمًا شاہد عدل اس امر پر ہے

کہ انتساب الی الصالح باعث تضاعف اجر اعمال صالحہ کا اور تضاعف عذاب اعمال خبیثہ کا ہوتا ہے نہ یہ کہ مطلقاً اعمال خبیثہ مضر نہون اور اصحاب اعمال سیئہ صرف بوجہ انتساب الی الصالح کے ناجی ہو جاوین اسیوجہ سے حق جلشانہ نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر تضاعف عذاب کی بر تقدیر ارتکاب انکے فواحش کی دی اگر مطلق انتساب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم باعث نجات ہوتا یہ مضمون نازل نہوتا اور نسب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا نسب صدیقی وعلوی یا نسب کسی اور صالح کا نفع دینا بروز قیامت باین معنی کہ اگر وہ شخص اعمال صالحہ کرے تو بہ نسبت اپنے امثال کے درجہ زائد پاوے صحیح ہے یا یہ کہ وہ شخص جس کی طرف انتساب ہے بہ نسبت اور شخصون کے اسکی طرف زائد التفات کرے اور شفاعت کرے اور باین معنی کہ شخص منتسب باوجود اعمال قبیحہ کے صرف بوجہ شرافت نسبیہ حق جلشانہ کے نزدیک مغفور ہو جاوے گا اور باوجود اعمال سیئہ صرف انتساب الی الصالح کے ذریعہ سے نزدیک حق تعالی کے مکرم ہوگا اور مطلقاً عذاب سے نجات پاکے مرحوم ہوگا محض غلط ہے نص قرآنی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اسکے غلط ہونے پر شاہد عدل ہے امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر مین تفسیر اس آیت مین مرقوم ہے

فان قیل ہذا ینبی علی عدم اعتبار النسب ولیس کذلک فان للنسب اعتبارا عرفا وشرعا حتی لا یجوز تزویج الشریفۃ بالنبطی قلنا اذا جاء الامر العظیم لا یبقی الامر الحقیر معتبرا وذلک فی الحس والشرع والعرف اما الحس فلان الکواکب لا تری عند طلوع الشمس وجناح الذباب یدوی ولا یسمع عندما یکون رعد قوی واما فی العرف فلان من جاء مع الملک لا یبقی لہ اعتبار ولا التفات الیہ اذا عرفت ہذا ففی الشرع کذلک اذا جاء الشرف الدینی الالہی لا یبقی لما ہناک اعتبار لا لنسب ولا لنسب الا تری ان الکافر وان کان من اعلی الناس نسبا والمؤمن وان کان اذون منہم نسبا لا یقاس احدہما بالاخر ولہذا یصلح للمناصب الدینیۃ کالقضاء والشہادۃ کل شریف ووضیع اذا کان دینا صالحا عالما ولا یصلح لشیء منہا فاسق وان کان قرشی النسب وفاروقی النسب ولکن اذا اجتمع فی اثنین الدین المتین واحدہما نسیب ترجح بالنسب عند الناس لا عند اللہ لان اللہ تعالی یقول وان لیس للانسان الا ما سعی وشرف النسب لیس مکتسبا ولا یحصل بسعی انتہی اور امام محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب اللدنیہ مین لکھتے ہین انما ینظر للاصل والعنصر عند التحلی بالفضائل والتخلی عن الرذائل انتہی اور مسند احمد مین ابو بصرہ سے

مروی ہے حدثنی من شہد خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمنی وہو علی بعیر یقول یا ایہا الناس ان ربکم واحد
وان اباکم واحد لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاسود علی الاحمر الا بالتقوی خیرکم عند اللہ اتقاکم اور صحیح مسلم
وغیرہ میں ابوہریرہ رضہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بطأ بہ عملہ لم یسرع بہ
نسبہ اور ابن جریر وغیرہ نے روایت کی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یسألکم
عن احسابکم ولا عن انسابکم یوم القیمۃ الا عن اعمالکم اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور کتاب الادب المفرد
میں بخاری نے ابوہریرہ رضہ سے روایت کی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولیائی یوم القیامۃ
المتقون وان کان نسب اقرب من نسب اور معجم طبرانی میں حدیث معاذ میں مروی ہے لما بعثہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن خرج معہ یوصیہ ثم التفت الی المدینۃ فقال ان اہل بیتی
یرون انہم اولی الناس بی ولیس کذلک ان اولیائی المتقون من کانوا وحیث کانوا اور صحیح بخاری
میں عمرو بن العاص سے مروی ہے سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول جہارا غیر سر ان
آل ابی فلان لیسوا لی باولیاء انما ولی اللہ وصالح المومنین ہذا اللفظ مسلم اور بخاری نے استدرا کا اتنا زائد
کیا ہے لکن لہم رحم ساَبلہا ببلالہا یعنی اصلہا بالشفاعۃ اور اربعین طائی میں فضیل بن مرزوق سے
مروی ہے سمعت الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب یقول لرجل یغلوا فیہم ویحکم احبونا للہ فان
اطعنا اللہ فاحبونا وان عصینا اللہ فابغضونا فقال الرجل انکم لذو قرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واہل بیتہ فقال ویحکم لو کان اللہ نافعا بقرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر عمل بطاعۃ لنفع بذلک
من ہو اقرب الیہ منا اباہ وامہ انی اخاف ان یضاعف للعاصی منا العذاب ضعفین اور وعلیہ
الاخبار والآثار السمہودی فی مواضع متفرقۃ من الجواہر ان سب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجرد انتساب
الی الرسول باعث مغفرت وکرامت کا نہیں ہو سکتا ہے جبتک کہ اوسکے ساتھ تقوی منضم نہو
ہرگاہ نسب نبوی کا یہ حال معلوم ہوا نسب صدیقی وغیرہ کا درجہ ادنی یہی حال ہوگا ہاں نسب
نبوی اسقدر مفید ہوگا کہ اولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اولاد کی شفاعت فرمادینگے اور
پھر عامہ مومنین کے ابتداء توجہ انکی طرف فرماوینگے جیسا کہ حدیث ابن عمر رضہ سے قول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من اشفع من امتی اہل بیتی ثم الاقرب فالاقرب من قریش ثم الانصار
ثم من آمن بی واتبعنی من اہل الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم ومن اشفع لہ اولا افضل طبرانی سے

روایت کی ہے علی ما اوردہ السیوطی فی البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ ثابت ہے وہذا ہو الفرق بین السادات وعامۃ المؤمنین فی باب الشفاعۃ لا ان السادات ناجون مطلقا ولو کانوا فجارا ملا علی قاری مکی رسالہ تحقیق الاحتساب فی تدقیق الانتساب میں تفسیر آیۂ فلا انساب بینہم یومئذ میں لکھتے ہیں لم یرد ان الانساب تنقطع بل المراد ان احدا بمجرد النسب لا ینتفع لان مدار الدین یوم الجزاء علی التقوی انتہی اور بھی لکھتے ہیں ثم اعلم ان مجرد النسب بدون کسب الحسب وتعلم العلم والادب غیر معتبر فی المذہب انتہی اور بھی لکھتے ہیں فالمدار علی العلم والتقوی لا علی مجرد النسب المعتبر فی الدنیا دون العقبی انتہی اور یہی معنی ہیں بقای نسب نبوی کے بروز قیامت جو مفاد حدیث کل نسب وسبب منقطع یوم القیامۃ الا سببی ونسبی اخرجہ البزار والطبرانی والبیہقی وابو نعیم والحاکم وغیرہم اور حدیث ان الانساب تنقطع یوم القیامۃ غیر نسبی وسببی وصہری اخرجہ احمد والطبرانی والحاکم وغیرہم ہے چنانچہ تفسیر اسکی دوسری حدیث میں مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع ان کل سبب ونسب منقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی وان رحمی موصولۃ فی الدنیا والآخرۃ اخرجہ البزار وغیرہ اور ایسی دوسری روایت مفسر ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بال رجال یزعمون ان رحم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینفع قومہ یوم القیمۃ بلی وان رحمی موصولۃ فی الدنیا والآخرۃ وانی ایہا الناس فرط لکم علی الحوض اخرجہ احمد والحاکم والبیہقی وغیرہم الحاصل قرابت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقا غیر نافع کہنا اور سادات وعامہ مومنین کو من کل الوجوہ مساوی سمجھنا تفریط ہے اور اسکو ایسا نافع سمجھنا کہ باوجود ارتکاب فواحش صرف انتساب الی النبی کو باعث استحقاق نجات جاننا افراط ہے وخیر الامور اوسطہا اس تفصیل سے جواب سوال سوم وچہارم کا بھی معلوم ہوگیا حاجت تفصیل کی نہیں ہے نسب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جسکی نفع وبقا کی خبر احادیث میں وارد ہے وہ بھی جب بانفرادہ باعث نجات واکرمیت عند اللہ بدون انضمام تقوی نہ ہوا البتہ باعث استحقاق زیادتی شفاعت ضرور ہونا ثابت ہے تو نسب صدیقی یا علوی یا کسی اور ولی وصالح کا کیونکر بانفرادہ منشأ نجات ہو سکتا ہے اور جواب سوال دوم کا یہ ہے کہ کسی سید کا [illegible] اسکا امتناع عقلا وشرعا نہیں ثابت ہے اور ہر سید کا مطلقا عذاب جہنم سے نجات پا جانا اور ابتداء جنت میں داخل ہو جانا نصوص

معتبرہ سے نہین ثابت ہے بلکہ عمومات قران اور احادیث اسکے خلاف پر دال ہین باقی وہ حدیثین کہ اسعاف الراغبین وجواہر العقدین وغیرہ مین مذکور ہین کہ جنکا مفاد وملخص یہ ہے کہ اہل بیت وسادات کے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعای نجات فرمائی اور پروردگار نے وعدہ اس امر کا فرمایا کہ اولاد فاطمہ پر جہنم حرام ہے اور اہل بیت پر عذاب نہو گا وہ سب عام مخصوص البعض ہین اور محمول ہین اوپر صلحاء ومتقین کے یا صرف اولاد صلبی فاطمہؓ پر ابن عراق تنزیہ الشریعۃ عن الاخبار الموضوعۃ مین بعد ذکر حدیث ان فاطمۃ احصنت فرجہا فحرمہا اللہ وذریتہا علی النار کے لکھتے ہین مما یدل علی ان الحدیث لیس موضوعا جزما عند ابن الجوزی انہ قال ان ثبت الحدیث فہو محمول علی ذریتہا الذین ہم اولادہا خاصۃ فان الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ وعلی ذلک حملہ محمد بن علی بن موسی الرضا فقال ہو خاص بالحسن والحسین واللہ اعلم وروی العقیلی عن ابی کریب انہ قال ہذا للحسن والحسین ولمن اطاع اللہ منہم انتہی اور اس قسم کی حدیثین جو فضائل اہل بیت مین وارد ہین نظیر انکی بہت سی احادیث صحاح ستہ وغیرہ مین مروی ہین کہ جن مین خاص خاص عمل صالح کے کرنے والے پر حکم وجبت لہ الجنۃ یا حرمت علیہ النار یا فقد دخل الجنۃ یا فقد نجا من العذاب ونحو ذلک کا دیا گیا ہے چنانچہ ناظر کتب احادیث پر مخفی نہین ہے پس لازم آتا ہے کہ اصحاب ان اعمال صالحہ کے بھی اگرچہ سیکڑون کبائر کرین کبھی جہنم مین داخل نہون یا وہ لوگ سوء خاتمہ سے آمن ہو جاوین اور برکت اوس عمل صالح کے جو اون سے صادر ہوا یہ سمجھ لین کہ ہمکو خوف نہین خاتمہ خواہ ہمارا بخیر ہو گا ورنہ باقتضاء اوس حدیث کے ضرور ہمکو مغفرت ونجات حاصل ہو گی حاشا وکلا ہذا لم یقل بہ احد من الفقہاء والمحدثین والعلماء المعتبرین کما لا یخفی علی من طالع کتب الکرام والفقہ والحدیث ہذا الجواب الجواب واللہ اعلم بالصواب

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا اکثر علمای دین تحریر فرماتے ہین کہ روح میت یک چلہ کم و زیادہ اپنے گھر مین بعدہ ایک سال تک قبر پر رہکر مقام علیین وغیرہ کو جاتی ہے پس صحیح تر نزدیک اہل سنت کے کیا ہے فقط

ہو المصوب ظاہر احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد قبض کے روح علیین کو جاتی ہے

روایت بزار مین ہے فاذا خرجت روحہ وضعت فیہا ذلک المسک الریحان وذہب بہا الی علیین

اور یہ امر کہ ایک چلہ گھر میں اور ایک سال قبر پر کے علیین کو جاتی ہو نہیں ثابت ہی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۳۴ آپنے فرمایا کہ بہشت میں ملاقات ہوگی مگر یہ نہ ظاہر ہوا کہ جو روخصم ولڑکے وغیرہ مانند یہان کے یکجا رہیں گے یا نہیں فقط

ہو المصوب جب سب جنت مین جاوین گے تو مانند یہان کے سب یکجا رہین گے اور اگر مراتب درجات مختلف ہونگے تو ایک کے درجے مین دوسرے جاکے یا پاس پہونچ کے ملاقات کرسکین گے تفصیل اسکی بدور سافرہ فی احوال الآخرہ وغیرہ مین موجود ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۱۳۵ کیا فرماتے ہین علمای کرام اس مسئلہ مین کہ ابلیس لعین قراءت قرآن پر قادر ہی یا نہین

ہو المصوب کتاب لقط المرجان فی اخبار الجان مین جلال الدین سیوطی لکھتے ہین سئل ابن الصلاح عن رجل یقول ان الشیطان یقدر ان یقرأ القرآن و قیل ہو وجنودہ فاجاب ظاہر المنقول ینفی قرائتہم القرآن وقوعا ویلزم منہ انتفاء الصلوۃ منہم اذ منہا قراءۃ القرآن وقد ورد ان الملائکۃ لم یعطوا فضیلۃ قراءۃ القرآن وہی حریصۃ لذلک علی استماعہ من الانس فان قراءۃ القرآن کرامۃ اکرمہا اللہ بہا الانس غیر ان المؤمنین من الجن بلغنا انہم یقرؤنہ انتہی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

استفتا ۱۳۶ کیا فرماتے ہین علمای محققین اس مسئلہ مین کہ طریقہ اعطای منصب نبوت کا کسی شخص کے ساتھ اس طور پر بھی ہوا ہی کہ ایک نبی کسی شخص کو خرقہ اپنا عطا کرے اور محض اعطاے خرقہ سے وہ شخص نبی ہوجاے یا کوئی نبی کسی شخص سے کہے کہ مین نے منصب نبوت تمکو عطا کیا اور محض اس کہنے سے وہ شخص نبی ہوجاوے یا کوئی نبی کسی شخص سے کہے کہ میرے بعد حال میری نبوت کے تم ہو اور محض اس کہنے سے وہ شخص بعد اس نبی کے نبی ہوجاوے یا ایک شخص خواب مین دیکھے کہ کوئی کہتا ہے کہ آج سے تمکو منصب نبوت کا عطا کیا گیا اور محض اس خواب سے وہ شخص نبی ہوجاوے یا کسی شخص کو القا عطای منصب نبوت کا ہو اور محض اس القا سے وہ شخص نبی ہوجاوے۔ اگر یہ طرق اعطای منصب نبوت کے رہے ہون فبہا ورنہ شرائط

عطائے منصب نبوت بالاستیعاب مرقوم فرمائے جائیں

ہو المصوب حصول مرتبہ نبوت کے یہ طریقے نہین ہین اور نہ ان طریقون سے کسی نبی کو نبوت ملی ہے بدون اسکے کہ حضرت پروردگار کی طرف سے کوئی فرشتہ حامل وحی آوے اور وہ خبر رسالت و نبوت کی پہنچاوے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

صح الجواب واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ ۱۳۰۲ ہجری

استفتا ۲۳۷ کیا فرماتے ہین علمای محققین اس مسئلہ مین کہ اگر کوئی شخص کسی رسول کی رسالت کا ایمان رکھتا ہو یعنی تصدیق قلبی و اقرار لسانی دونون ہون لیکن باینہمہ بوجہ کسی معاملہ دنیوی کے خاص اسی حیثیت سے اُس رسول کا عدو ہو جاوے اور کوئی موقع پاکر ایذا رسانی کرے یا بوجہ شدت عداوت اور کثرت غصہ کے اُس رسول کو قتل کرے تو اس صورت مین وہ شخص مومن رہیگا یا کافر ہو جاویگا جواب اسکا بحجت کتاب و سنت مرقوم ہو

ہو المصوب عداوت رسول کی اور قتل اسکا اور ایذا رسانی اور اہانت اسکی جس حیثیت سے ہو موجب کفر ہے قال اللہ تعالیٰ ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا وقال تعالیٰ فی تقبیح شان بنی اسرائیل و ذکر طغیانہم ویقتلون الانبیاء بغیر حق لیس بغیر حق شرعی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

کتاب التقلید

استفتا ۲۳۸ کسیکہ تتبع رخص شرعیہ را مذہب خود گرداند حکم آن چیست مبتدع است یا نہ

ہو المصوب تتبع رخص شرعیہ اگر بقصد تلہی باشد حرام است بالاجماع مثل آنکہ حنفی برای تلہی اختیار مذہب امام شافعی در شطرنج سازد و اگر بقصد تلہی نباشد مضائقہ ندارد و متتبع مبتدع نخواہد شد مگر ازین چنین امور عوام منع کردہ شوند عالم متقی را مضائقہ نیست کذا قال بحر العلوم فی شرح مسلم الثبوت وشاہ ولی اللہ محدث دہلوی در ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء می آرد فی المصابیح قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الا غلبہ فسددوا وقاربوا وابشروا

وذکر البغوی عن عمیر قال ادرکت من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من سبعین فما رأیت قوما اهون سیرة ولا اقل تشدیدا منهم وعن ابراهیم انه قال اذا بلغک فی الاسلام امران فخذ الیسرهما وقال الشعبی اذا اختلف علیک فی الدین فخذ ایسرهما فان الیسرهما اقربهما الی الحق ان اللہ تعالی یقول یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر وازین آثار صاف مفهوم می شود که تلفظ رخص مذاهب اربعه بعد ازانکه مخالف نص قرآن وحدیث مشهور واجماع سلف وقیاس جلی نباشد حسن ست خلافا للفقهاء المتاخرین بل نسبه بعضهم الی الفسق انتهی کلامه وفی المسلم وشرحه لمولانا ولی اللہ اللکنوی رح ویتخرج ای یستنبط منه ای من جواز اتباع غیر المقلد الاول کما هو مختار ابن الهمام من ان تقلید مذهب معین لیس بواجب شرعا جواز اتباع رخص المذاهب ای اخذ ما هو اهون علیه من المذاهب فلا یمنع منه مانع شرعی اذ للانسان ان یسلک المسلک الاخف علیه اذا کان له ای للانسان الیه ای الی الاخف سبیل ثم بین السبیل بقوله بان لم یکن عمل فیه ای فی ذلک المحل المختلف فیه بآخر ای بقول آخر مخالف لهذا الاخف وکان علیه الصلوة والسلام یحب ما خفف علیهم وما نقل عن ابن عبد البر انه لا یجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا فاجیب عنه فی التیسیر شرح التحریر بالمنع ای بمنع صحة النقل عنه ولو سلم فلا نسلم صحة دعوی الاجماع اذ فی تفسیق متتبع الرخص عن الامام احمد روایتان فکیف یتحقق الاجماع وحمل بعضهم روایة التفسیق بما اذا قصد التلهی انتهی کلامهما وتم مرامهما

وهمچنین در شرح تحریر الاصول مرقوم ست واللہ اعلم حرره محمد عبد الحی عفا عنه

استفتا ۲۳۹/۲ کسے که انکار مذهب نماید ومذهب گرفتن را بد داند واتباع کتب حدیث را دعوی کند حکمش چیست مبتدع است یا چه

هو المصوب اصحاب مذاهب چه ابو حنیفه وچه شافعی وچه مالک وچه احمد وچه غیر ایشانان تدوین مذاهب واستخراج مسائل خلاف شرع نه ساختند ادله ایشان مستند هر یک مستند سبب اختلاف فیما بین شان وقوع اختلاف در فهم معنی آیات واحادیث نه آنکه احدے را تعصبے راه داده باشد یا آنکه قیاس را بر شرع مقدم کرده باشد حاشا وکلا جمله ائمه هداة از تقدیم قیاس مبرا هستند ونسبت کننده این امر بطرف یکی از ایشانان کاذب ومفتری ست وآنچه که بعضے متعصبین حنفیه را اصحاب الرای می نویسند قول ایشانان از پایه اعتبار ساقط ست ودرینجا لطیفه بخیال می گذرد وآن اینکه الفاظ

که دخل برای است چندے ست ومراد از آن رائے دقیق ست پس فی الحقیقت حنفیہ اصحاب الرای ہستند
یعنی اصحاب الرأی الدقیق حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی در مجمع موسس فی المعجم المفہرس اقرار این امر
می سازند کہ ہمچنان کہ در مذہب حنفی قواعد منضبط ہستند در مذہب ما نیستند پس حق جل شانہ
از زبان متعصبین وصف حسن حنفیہ خارج کنانید لیکن او شان مطلبش نہ فہمیدند الحاصل مذاہب
بودن مخالف آیات واحادیث واجماع وقیاس نیستند اصل ہر مسئلہ یکی ازین چار ست شاہ
ولی اللہ دہلوی در انصاف فی بیان سبب الاختلاف می نویسند لما مہدوا الفقہ لم تکن مسالۃ من المسائل
التی تکلم فیہا من قبلہم والتی وقعت فی زمانہم الا وجدوا فیہا حدیثا مرفوعا متصلا او مرسلا او موقوفا
صحیحا او ضعیفا او حسنا او اثرا من آثار الشیخین او سائر الخلفاء فیسر اللہ لہم العمل بالسنۃ علی ہذا الوجہ
انتہی ہرگاہ این امر ممہد شد پس میگوئیم کہ منکر مذاہب اربعہ وبد دانندۂ آنہا اگر بدین سبب
بد میداند کہ مذاہب اربعہ موافق شرع ہستند آن شخص کافر خواہد شد لانہ اہان الدین
واگر در اعتقاد خود می پندارد کہ مذاہب اربعہ خلاف شرع ونصوص ہستند پس آنکس مخطی ست
لما مہدنا لا آنفا بنظر تامل باید فہمید کہ اگر ائمۂ مجتہدین تحقیق مسائل وتدوین آنہا چنانکہ ہست نمیکردند
تمام عالم مظلم وگمراہ بودے وکسے را اطلاع بر حکم شرع حاصل نشدے چہ بسیارے از احکام این چنین
ہستند کہ از ظاہر نصوص مستنبط نمی شوند پس بد دانستن این مذاہب احسان فراموشی است
واما دعوی اتباع کتب حدیث پس اگر مدعی امتیاز صحیح از حسن وحسن از ضعیف وناسخ از منسوخ
می سازد وبر طبق محدثین سالفین بر شرح معانی آثار واحادیث وآیات قدرت دارد وسوای
آن بر جملہ فنون ضروریہ متعلقۂ کتب حدیث وغیرہ مہارتے دارد آنکس قابل مدح ست ظاہر ست
کہ وجود ہمچنین کس فی زماننا ہذا مثل وجود عنقا ست البتہ در مائۃ ثامنہ بسیار کسان موصوف
بصفات مذکورہ یافتہ شدند وبعد آن در مائۃ تاسعہ علامۂ جلال الدین سیوطی خاتمۃ الحفاظ شدند
وبعد از ان در مائۃ عاشرہ ہم بعضے علما مثل ملا علی قاری وشیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ قدم بقدم
محدثین شدند مگر بمرتبۂ او شان نرسیدند وبعد از ان تا الی الآن کسی یافتہ نشد کہ تمیز حدیث صحیح
از ضعیف کما حقہ نماید فضلا عن المہارۃ فیہ الا ما شاء اللہ تعالی فی زماننا محدث آن کس را می شمارند
کہ صحاح ستہ را درس دہد وتوضیح مطالب حدیث عام فہم کردہ دہد فانا للہ وانا الیہ راجعون

صاحب کشف الظنون از علامۂ تاج الدین سبکی نقل مے نمایند واعلم ان قصاری نظر ابناء زماننا فی
علم الحدیث النظر فی مشارق الانوار فان ترفعت الی مصابیح البغوی ظننت انہا تصل الی درجۃ
المحدثین وما ذلک الا لجہلہم بالحدیث بل لو حفظہما احد عن ظہر قلب وضم الیہما من المتون مثلیہما لم یکن محدثا
حتی یلج الجمل فی سم الخیاط وانما الذی یعدہ اہل الزمان بالغا الی النہایۃ وینادونہ محدث المحدثین
وبخاری العصر من اشتغل بجامع الاصول لابن الاثیر مع حفظ علوم الحدیث لابن الصلاح او التقریب
للنووی مع انہ لیس فی شئی من رتبۃ المحدثین وانما المحدث من عرف المسانید والعلل واسماء الرجال
والعالی والنازل وحفظ مع ذلک جملۃ مستکثرۃ من المتون وسمع الکتب الستۃ ومسند احمد
وسنن البیہقی ومعجم الطبرانی وضم الی ہذا القدر الف جزء من اجزاء الحدیث فہذا اقل درجاتہ انتہی
مقام غور ست کہ ہرگاہ این حال زمانۂ وجود سبکی کہ قبل مائۃ عاشرہ است شدہ حال این زمانہ
چہ تحریر شود محدثین زمانۂ ہذا کہ خود را مجدد المذہب میدانند ومذاہب حقہ را باطل مے شمارند مراد
کنندہ مستند زیرا کہ مثلا اگر سند کدامی مسئلہ حنفیہ یا شافعیہ در صحاح ستہ نیافتند می گویند کہ
امام ابوحنیفہ یا شافعی درین باب خلاف حدیث کردند ونمی دانند کہ فن حدیث بر صحاح ستہ
منحصر نیست کتب احادیث لا تعد ولا تحصی تصنیف شدہ اند فعدم السند فی الصحاح الستۃ
لا یستلزم عدمہ فی جمیع الکتب واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

استفتاء ۲۴۰ مردے جاہل تقلید ہیچ کسے از ائمہ بر خود لازم نمیگیرد بلکہ ہر یکے را از ائمہ
در اعتقاد خود مقتدا و پیشواے خود داند در زمان خود ہر عالم را کہ دیندار و متقی یابد بگفتہ
او عمل سازد و بدون تقلید مذہب حکم او چیست

ہو المصوب علماء قدیما وحدیثا در باب لزوم تقلید مذہب معین اختلاف دارند
بعضے قائل بوجوب تقلید معین شدہ اند علامہ محلی شافعی در شرح جمع الجوامع می نویسند یجب
علی العامی وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبۃ الاجتہاد التزام مذہب معین من مذاہب المجتہدین یعتقدہ
ارجح من غیرہ او مساویا لہ وان کان فی نفس الامر مرجوحا علی المختار انتہی وامام ہمام کمال الدین
ابن الہمام در تحریر الاصول می طرازند نقل الامام الاجماع علی منع تقلید العوام لاعیان الصحابۃ
ومن بعدہم الذین وضعوا ودونوا علی ہذا ما ذکرہ بعض المتاخرین من منع تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ

لانضباط مذاہبہم وتنقیح مسائلہم ولم یدون مثلہم غیرہم الی الآن انتہی ومختار بعض علماء آنست که تقلید مذہب
معین ضرور نیست ہر کس را اختیار است که بہر مذہبی که خواہد عمل نماید بشرطیکہ خالی از استخفاف مذہبی وتعصب
باشد واگر مسلک تعصب یا استخفاف یکے از مذاہب اربعہ اختیار کردہ باشد واجب التعزیر است
ذوالمناصب الشیخ ابن الحاجب در مختصر اصول می آرند ولا یرجع عن قول المجتہد بعد تقلیدہ اتفاقا
وفی حکم آخر المختار جوازہ لنا القطع بوقوعہ ولم ینکر فلو التزم مذہبا معینا کمذہب مالک والشافعی فثالثہا
کالاول انتہی ورئیس ائمہ دین قاضی عضد الملۃ والدین در شرح آن می نویسند اذا عمل العامی بقول مجتہد
فی حکم مسألۃ فلیس لہ الرجوع عنہ الی غیرہ اتفاقا اما فی حکم مسألۃ اخری فقیل یجوز ان یقلد غیرہ والمختار
جوازہ للقطع بوقوعہ فی زمان الصحابۃ وغیرہ فان الناس فی کل عصر کانوا یستفتون المفتیین کیف
ما اتفق ولا یلتزمون سوال مفت معین وقد شاع ہذا وتکرر فلو التزم مذہبا معینا وان کان لا یلزمہ
ففیہ ثلثۃ اقوال اولہا یلزمہ وثانیہا لا یلزمہ وثالثہا انہ کالاول وہو من لم یلتزم فان وقعت
واقعۃ تقلدہ فیہا فلیس لہ الرجوع عنہ واما فی غیرہا فیتبع فیہا ما شاء انتہی وفی مسلم الثبوت وشرحہ
لمولانا ولی اللہ اللکنوی یجوز تقلید المفضول مع وجود الافضل فی العلم عند الاکثر وقیل ہم اکثر الحنابلۃ
واختارہ ابن الحاجب وتبعہم المصنف وحکی عن احمد انہ یجب النظر فی الارجح وہو المختار عند الامامیۃ
وہل یقلد المقلد غیر من یقلد بہ اولا فی غیر ما عمل بہ اولا المختار نعم لما علم بالاستقراء من استفتائہم
ای المستفتین فی کل عصر من زمن الصحابۃ مرۃ واحدۃ من المجتہدین ومرۃ واحدۃ من غیرہم ولو التزم
مذہبا معینا فہل یلزم الاستمرار علیہ فقیل نعم حتی شدد بعض المتکلفین وقالوا الحنفی اذا ترک مذہب
امامہ یعزر والحق انہ تعصب لا دلیل علیہ اصلا وانما ہو تشریع من عند نفسہ وقیل لا قال فی التیسیر شرح
التحریر ہو الاصح اذ لا واجب الا ما اوجبہ اللہ وبالجملۃ لا یجب تقلید مذہب معین بل جاز الانتقال لکن
لا بد ان لا یکون ذلک علی قصد التلہی وتوہین کبار المجتہدین انتہی ملخصا وہمچنین بحر العلوم مولانا عبد العلی
در شرح مسلم الثبوت ودر شرح تحریر می طرازند وعدم وجوب تقلید مذہب معین شرعا تحقیق مینمایند
وتحقیق درین باب آنست که عوام از چنین مسائل باز داشتہ شوند خصوصا عوام زمانۂ ہذا
ایشان را بجز تقلید مذہبی چارۂ دیگر نیست واگر ایشان مجاز در اختیار مذہب وغیرہ می شوند
ہر آئینہ فتنہا درین واقع مینمایند وزبان طعن وتشنیع بر ائمہ کبار خصوصا اعظم الائمہ امام ابوحنیفہ وغیرہ

کشاده میگویند که ما را ازین مذاهب کافی نیست کتاب الله و سنت رسول الله صلی الله علیه و علی آله وسلم
کافی ست و نمی فهمند که تقلید این مذاهب عین تقلید نصوص ست کلام حضرت جل و علا فاسئلوا
اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون شاهد عادل آن نسبت و پر ظاهر که عالمی که آن جاهل آن را مقتدا و مستند خود
مقرر سازد اگرچه اتفاق بمشتملیه سابقین بدرجها از و افضل خواهند بود پس ترجیح تقلید آن عالم
بر تقلید ائمه ترجیح مرجوح ست و علامه فخر الدین زیلعی در شرح کنز و شیخ الاسلام بدر الدین عینی وغیره
تصریح میسازند که الاحکام تتبدل بتبدل الازمنة و شاهد آن نسبت روایت ابو داؤد از حضرت
عائشه رض لو ادرک رسول الله صلی الله علیه وسلم ما احدث النساء لمنعهن من المساجد کما
منعه نساء بنی اسرائیل و همین سبب صاحب هدایه و شمس الائمه سرخسی بلکه جمله فقهای حنفیه و شافعیه
در مواضع متعدده بعد تنقیح مسئله می نویسند لکن هذا مما لا یفتی به الناس، بر ناظر کتب فقه
این امر مخفی نخواهد ماند پس اگرچه مختار و اصح نزد محققین عدم وجوب اختیار مذهب معین ست
لیکن مختار برای فتوی عوام فی زماننا همین ست که تقلید مذهب معین واجب یا مستحسن گفته شود
کما هو عند البعض و هرگز هرگز ایشایان برین امر مطلع نکرده شوند البته عالم ماهر متقی متدین که خالی
از تعصب باشد اگر اختیار مختار خود کند اولی و احسن ست عارف ربانی عبد الوهاب شعرانی
در میزان می نویسند کان سیدی علی الخواص اذا سأله انسان عن التقلید بمذهب معین الآن هل هو
واجب ام لا یقول له یجب علیک التقلید بمذهب ما دمت لم تصل الی شهود عین الشریعة فهناک
لا یجب علیک التقلید بمذهب لانک تری اتصال جمیع المذاهب لما انتهی و شاه ولی الله محدث دهلوی
در حجة الله البالغه می نویسند هذه المذاهب الاربعة المدونة المحررة قد اجمعت الامة علی جواز تقلیدها
الی یومنا هذا وفی ذلک من المصالح ما لا یخفی لا سیما فی هذه الایام التی قصرت الهمم جدا واشربت النفوس
الهوی واعجب کل ذی رای برایه وما ذهب ابن حزم من ان التقلید حرام فغلط انتهی و در
عقد الجید فی احکام التقلید می طرازند اعلم ان الاخذ بهذه المذاهب الاربعة فیه مصلحة عظیمة وفی
الاعراض عنها مفسدة عظیمة ونحن نبین ذلک بوجوه احدها ان الامة اجمعت علی ان یعتمدوا علی
السلف فی معرفة الشریعة فالتابعون اعتمدوا علی الصحابة وتبع التابعین اعتمدوا علی التابعین
وهکذا اعتمد العلماء فی کل طبقة من قبلهم والقبول یدل علی حسن ذلک اذ التعیین نا عتماد علی اقاویل

السلف فلا بد ان تکون اقاویلہم التی یعتمد علیہا مرویۃ باسناد صحیح او مدونۃ فی کتب مشہورۃ ولیس مذہب
من المذاہب بہذہ الصفۃ الا ہذہ المذاہب الاربعۃ اللہم الا مذہب الامامیۃ والزیدیۃ وہم اہل البدعۃ لا یجوز
الاعتماد علی اقاویلہم وثانیہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم انتہی ولما اندرست
المذاہب الحقۃ الا ہذہ الاربعۃ کان اتباعہا اتباعا للسواد الاعظم انتہی ودر انصاف فی بیان سبب
الاختلاف می آرند اعلم ان الناس کانوا فی المائۃ الاولی والثانیۃ غیر مجتمعین علی التقلید لمذہب
معین وبعد المائتین ظہر فیہم التمذہب وقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ وکان ہذا ہو الواجب
فی ذلک الزمان فان قیل کیف یکون شیٔ واحد واجبا فی زمان وغیر واجب فی زمان مع ان الشرع
واحد قلت الواجب الاصلی ہو تقلید من یعرف الاحکام الفرعیۃ عن ادلتہا التفصیلیۃ اجمع علی
ذلک اہل الحق فاذا کان للواجب طرق متعددۃ وجب تحصیل طریق من الطرق من غیر تعیین واذا کان
طریق واحد تعین ذلک الطریق بخصوصہ کما کان السلف لا یکتبون الحدیث ثم صار فی یومنا ہذا
کتابۃ الحدیث واجبۃ لان روایۃ الحدیث لا سبیل لہا الا معرفۃ ہذہ الکتب وکان السلف لا یشتغلون
بالنحو والصرف واللغۃ لان لسانہم کانت عربیۃ ثم صار فی یومنا ہذا معرفتہا واجبۃ فاذا کان انسان
جاہل فی بلاد الہند وما وراء النہر ولیس ہناک شافعی ولا مالکی ولا حنبلی ولا کتب ہذہ المذاہب
وجب علیہ ان یقلد بمذہب ابی حنیفۃ ویحرم علیہ ان یخرج من مذہبہ بخلاف ما اذا کان فی الحرمین
لانہ متیسر ہناک معرفۃ جمیع المذاہب انتہی ملخصا خلاصۂ مرام اینکہ مردے جاہل کہ تقلید مذہبی لازم
نمیگیرد بر قول عالم متدین عمل میسازد اگر آنکس خالی از تعصب واستخفاف دین وطعن بر ائمہ
مجتہدین وغیرہ باشد وعالمے کہ مستند اوست نیز مہارتے کامل درباب تحقیق مسائل داشتہ باشد
واثر تعصب دران نباشد وطعن کسے از مجتہدین از زبان او صادر نشود پس درین صورت
مجاز است درباب عدم التزام معین لیکن فی زماننا نہ چنین عالم متدین بنظر می آید ونہ چنین
جاہل متدین الا ما شاء اللہ تعالی واللہ اعلم بالصواب وہو اعلم بالکتاب — حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا [۲۴۱] بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد کیا فرماتے ہیں علمای
فحول ومفتیان ذوی العقول اس مسئلہ مین کہ ایک شخص حنفی المذہب تقلید شخصی کو واجب

نہین جانتا بلکہ جائز کہتا ہے اور نماز مین شرائط اور ارکان و سنن موافق حنفیون کے بجالاتا ہے اور آمین بالجہر کہنے والے کو بھی فعل مسنون کا فاعل کہتا ہے نماز پیچھے ایسے شخص کے بلاکراہت جائز ہے یا نہین اور جو شخص مذکور کے اقتدا کو ناجائز کہے اوسکا کیا حکم ہے **ش** اور نماز مین آمین پکار کے کہنے والے کو مسجد سے نکلوا دینا کیسا ہے ابسطوا الجواب ولکم الثواب

الجواب نحمدہ ونستعینہ ونصلی علیہ عقیدہ جواز تقلید شخصی موافق ہے محققین حنفیون کے جیساکہ فرمایا علامۂ عبد العلی بحر العلوم حنفی نے شرح مسلم الثبوت مین لایجب الاستمرار ویصح الانتقال وہذا ہو الحق الذی ینبغی ان یؤمن ویعتقد بہ اور کہا علامۂ ابن الہمام حنفی نے تحریر مین لو التزم مذہبا معینا کابی حنیفۃ رح والشافعی رح فقیل یلزمہ وقیل لا وہو الاصح اور کہا علامہ شرنبلالی حنفی نے عقد الفرید مین لیس علی الالتزام مذہب معین اور یہی مختار ہے علامۂ محمد عبد العظیم حنفی مفتی مکہ و شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبد العزیز صاحب و امیر حاج و سید بادشاہ و قاضی ابو عاصم اور بہت سے مشائخ کبار کا حنفیون کے جبکہ عقیدہ اوسکا موافق ہوا محققین احناف سلف و خلف کے اور مذہب حنفی رکھتا ہے اور نماز مین رعایت کرتا ہے شرائط و ارکان و سنن حنفیون کے پس نماز پیچھے ایسے شخص کے بلا خلاف احدے جائز ہے رسالۃ الاہتداء فی الاقتداء لملا علی قاری مین ہے ذہب عامۃ مشائخنا الی الجواز اذا کان یحتاط فی موضع الخلاف والا فلا والمعنی انہ یجوز فی المراعی بلاکراہۃ وفی غیرہ معہا ثم المواضع المتہمۃ للمراعاۃ ان یتوضأ من الفصد والحجامۃ والقی والرعاف ونحو ذلک لا فیما ہو سنۃ عندہ مکروہ عندنا کرفع الیدین فی الانتقالات وجہر البسملۃ واخفائہا فہذا وامثالہ لا یمکن الخروج عن عہدۃ الخلاف فکلہم یتبع مذہبہ ولا یمنع مشربہ انتہی وفی حاشیۃ الاشباہ للخیر الرملی الذی یمیل الیہ خاطری القول بعدم الکراہۃ اذا لم یتحقق منہ مفسد کذا فی الشامی صفحہ ۳۸۲ باب الامامۃ مطبوعہ مصر اور قول سدید مین ہے یجوز صلوۃ المصلین بعضہم خلف بعض لما کان الصحابۃ رض والتابعون ومن بعدہم من الائمۃ الاربعۃ رح یصلی بعضہم خلف بعض مع تنازعہم فی ہذہ المسائل المذکورۃ وغیرہا ولم یقل احد من السلف انہ لا یصلی بعضہم خلف بعض ومن انکر ذلک فہو مبتدع ضال مخالف للکتاب والسنۃ واجماع سلف الامۃ وائمتہا وقد کان فی الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من یقرأ البسملۃ ومنہم من لا یقرأہا ومنہم من یجہر بہا ومنہم من لا یجہر بہا

پھر کئی سطرون کے بعد کہا و مع ہذا فکان بعضهم یصلی خلف بعض مثل ما کان ابو حنیفۃ و اصحابه و الشافعی وغیرہم یصلون خلف ائمۃ المدینۃ من المالکیۃ وغیرہم وان کان لا یقرؤن البسملۃ لا سرا ولا جہرا و ہکذا فی حجۃ اللہ البالغۃ اور قول عدم جواز اقتداء محض ضلالت و گمراہی ہے فقہ اکبر لابی حنیفہ رح مین ہے الصلوۃ خلف کل بر و فاجر من المؤمنین جائزۃ اسکے تحت مین ملا علی قاری فرماتے ہین فمن ترک الجمعۃ والجماعۃ خلف الامام الفاجر فہو مبتدع عند اکثر العلماء والصحیح انہ یصلیہا ولا یعیدہا اور پھر منتقی سے نقل کیا سئل ابو حنیفۃ رح عن مذہب اہل السنۃ والجماعۃ فقال کذا و کذا و ان نصلی خلف کل بر و فاجر و شرح عقائد مین ہے یجوز الصلوۃ خلف کل بر و فاجر لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا الخ ولان علماء الامۃ کانوا یصلون خلف الفسقۃ واہل الاہواء والبدع من غیر نکیر اور کہا حاشیہ مین اسکے خلافا للشیعۃ فانہم قد اشترطوا العصمۃ فی الامامۃ الصغری کما فی الکبری والخوارج ایضا فان الکافر عندہم فاجر پس ثابت ہوا کہ امام اعظم رح اور تمامی اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ نماز پیچھے ہر مؤمن کے جائز ہے اور جو شخص جمعہ و جماعت ترک کرے بسبب فاجر ہونے امام کے وہ مبتدع اور ضال ہے اور عقیدہ شیعہ اور خارجی کا رکھتا ہے اور یہ اختلاف شیعہ اور خارجی کا امام کے بد ہونے کی تقدیر پر ہے اور جبکہ نیک ہو جیسا کہ سوال سے ظاہر ہوتا ہے تو اسمین کسی اہل قبلہ کا اختلاف نہین پس قائل عدم جواز صلوۃ کا پیچھے شخص مسئول عنہ کے محض ضال و مضل ہے نعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ **جواب سوال دوم** مؤمن کو مسجد سے روکنا خصوصا فعل مشروع کے سبب سے بڑا گناہ ہے فرمایا اللہ تعالی نے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِہَا اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَہُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْہَآ اِلَّا خَآئِفِیْنَ لَہُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ المجیب الراجی الی رحمۃ ربہ الرحیم ابو یحیی الدین محمد ابراہیم غفر لہ و لوالدیہ واقعی نماز پیچھے ایسے شخص کے بلا کراہت جائز ہے اور جو شخص مذکور کی اقتدا کو ناجائز کہے وہ مخطی ہے اور آمین پکار کر کہنے والے کو صرف بوجہ اس عمل کے مسجد سے نکلوا دینا درست نہین ہے

واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم ۱۲۹۳ ۲۰۵

یہ جواب صحیح ہے فی الواقع جو حنفی تقلید شخصی کو واجب نہ جانتا ہو اور ارکان وغیرہ موافق حنفیہ کے کرتا ہو اور آمین بالجہر کو بھی مسنون سمجھتا ہو اُسکے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے اور جو حکم کرتا

عدم جواز امامت اس شخص کا ضلالت ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی (مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات)

استفتا زید کو عمرو فریبا اپنے مکان کے اندر لے گیا اور چند آدمیون کو بلا کے زید سے اوسکی بی بی کو جبراً تین طلاق دلوائین بلکہ عمرو کے مددگار اور عمرو لاٹھی لیکر آمادہ ہوئے کہ اگر ذرا طلاق دینے مین انکار کیا تو فوراً مار ڈالین گے بعد طلاق دینے کے رہا کیا چونکہ زید و اسکی بی بی سے نہایت الفت ہی جدائی از حد محال ہی بضرورت بتقلید مذہب شافعی نکاح جائز ہی یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب عند الضرورۃ الشدیدۃ تقلید مذہب شافعی درست ہے حررہ الراجی

عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا سوالات وجوابات متعلقۂ مقدمۂ آرہ کہ بذریعۂ وکیل عدالت بند سوالات بتاریخ ۱۲ جنوری ۱۸۸۶ع آمدہ بود وحضرت مولانا واوستاذنا الحافظ الحاج ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب قبلہ جوابش ارقام فرمودہ بودند **سوال اول** مسلمان ہونے کے لیئے ایک مذہب حنفی شافعی وغیرہ ہونا خدا ورسول نے شرط کیا ہے یا نہین اور پیغمبر صاحب اور اصحاب اور امامون کے وقت مین لوگ حنفی یا شافعی وغیرہ کہلاتے تھے یا نہین اور امامون نے اپنی اپنی تقلید کرنے کو کہا ہے یا نہین اور پیغمبر صاحب کے بعد کئی سو برس تک مسلمان لوگ تقلید ایک امام خاص کی نہین کرتے تھے اور وہ مسلمان غیر مقلد اصحاب ودر تابعین اچھے سچے مسلمان تھے یا اونکے بعد کے مقلدین حنفی شافعی کہلانے والے حدیث اور قرآن کے عامل سے ناراض ہونے والے اچھے ہین اور پیغمبر صاحب نے صحابہ اور تابعین غیر مقلد لوگ کے زمانے کو اچھا کہا ہے یا نہین اور اوسکے بعد کے زمانہ مین جھوٹ اور گناہ پھیلنے کی خبر دی ہے

یا نہین قوی دلیل سے بیان کیجئے فقط

جواب نمبر ۱ نام میرا مولوی عبد الحی بن مولوی عبد الحلیم صاحب ساکن فرنگی محل عمر تخمیناً بتیس سال بقول صالح بیان کرتا ہون حنفی وغیرہ ہونا مسلمانی مین شرط نہین کیا گیا ہے اور پیغمبر صاحب اور اصحاب اور امام کے وقت مین حنفی شافعی وغیرہ سے مسلمان موسوم نہ تھے امامون نے اپنے قول کی تقلید کی اجازت دی ہے اوس حالت مین جب خلاف قرآن وحدیث

ہو مسلمان زمانہ اصحاب اور تابعین کے اچھے تھے اُن لوگون سے جو عامل تدین قرآن وحدیث سے
ناراض ہین اور پیغمبر صاحب نے زمانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو اچھا کہا ہے اور پچھلے
زمانہ مین جھوٹ اور گناہ پھیلنے کی خبر دی ہے فقط العبد محمد عبدالحی عفا عنہ

سوال نمبر ۲- اگر کسی ایک امام کا مقلد بادشاہ ہویا اور کوئی مسجد بناوے تو مسجد بنانے
والے کی ملکیت مین باقی رہتی ہے یا نہین اور ہر مسجد مین ہر مسلمان اپنے طور مشروع پر مستحق نماز
پڑھنے کا بہ یک وقت و بیک جماعت ہے یا نہین

جواب نمبر ۲- مسجد بنانے والے کی ملکیت مین مسجد نہین رہتی اور اُسمین سب مسلمان بطور شرع نماز ادا کر سکتے ہین
اور ایک وقت اور ایک جماعت سے بھی پڑھ سکتے ہین الا ایک ساعت مین ایک ہی مسجد مین دو جماعت نہین پڑھ سکتے فقط

سوال نمبر ۳- جو شخص بموجب قرآن وحدیث کے نماز ادا کرے اور ہر مسئلون مین
مقلد ایک امام خاص کا نہو اور سب امامون کو برابر برحق جانکر جسکا جو مسئلہ موافق
حدیث کے سمجھے عمل کرے تو وہ مسلمان سنت وجماعت ہے یا نہین فقط

جواب نمبر ۳- ایسا شخص مندرجہ سوال سوم مسلمان سنت وجماعت ہے بشرطیکہ
قابلیت قرآن اور حدیث سمجھنے کی رکھتا ہو اور تخریب دین اُسکو منظور نہو فقط

سوال نمبر ۴- آمین بالجہر کہنا نماز مین پیغمبر صاحب کا قول اور فعل ہے یا نہین اور یہ اسلام کی بات ہے
یا کفر کی اور حنفی کی کسی کتابون سے اور صحیح صحیح حدیث سے ثابت ہے یا نہین اور مسلمانون کا فعل قدیم ہے یا نہین فقط

جواب نمبر ۴- آمین بالجہر کہنا پیغمبر صاحب کا فعل ہے اور یہ اسلام کی بات ہے اور صحیح حدیث سے
ثابت ہے اور حنفی بھی اس مضمون کو لکھتے ہین مگر اختلاف ہے اور بہت سے مسلمانون قدیم کا یہ فعل ہے فقط

سوال نمبر ۵- حنفیون کی کسی کتاب مین آمین بالجہر کہنے والے کے یا اُسکے ساتھ کے نمازوالون کی
نماز کا ٹوٹنا یا اور کسی قسم کا حرج اور نقصان ہونا اُسکے امام نے لکھا ہے یا نہین

جواب نمبر ۵- آمین بالجہر کہنے سے کہنے والے یا اُسکے ساتھیون کی نماز کا ٹوٹنا
یا نقصان ہونا اور پہنچنا کسی کتاب معتبر حنفی مین نہین لکھا ہے

سوال نمبر ۶- آمین بالجہر سے ناراض ہونا مسلمانون کا فعل ہے یا یہودیون کا حدیث سے کیا ثابت ہے
اور کسی امام یا عالم کے قول سے قرآن اور حدیث پر عمل کرنے والا اور جو شخص پیغمبر صاحب نے علم کو

معیوب سمجھکر خود عمل نکرے اور عمل کرنے والے کو برا جانے وہ از روے قرآن و حدیث کے کون ہے

جواب نمبر ۶۔ باوصف علم اس امر کے کہ آمین بالجہر کہنا فعل نبوی ہے اُس سے ناراض ہونا کام مسلمان کا نہین ہے اور حدیث کا حال اوپر بیان ہوچکا ہے اور جو قول امام کا یا کسی عالم کا یقیناً خلاف قرآن اور حدیث کے ہو اُوسپر عمل کرنا اور قرآن و حدیث کو چھوڑ دینا مسلمان کا فعل نہین ہے اور جو شخص پیغمبر صاحب کے حکم کو باوجود جاننے اس بات کے کہ یہ حکم نبوی ہے معیوب سمجھے تو وہ شخص مسلمان نہین ہے اور عالمون کو بُرا جاننا درست نہین ہے فقط

سوال نمبر ۷ اُمور مذہبی مین شدآمد قدیم ورسم ورواج کو دخل ہے یا نہین اور اگر ہے تو زور سے آمین کہنے والا مسلمان آہستہ آمین کہنے والے حنفیون کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہی یا نہین فقط

جواب نمبر ۷۔ اُمور واحکام مذہبی مین رسم ورواج کو دخل نہین اور زور سے آمین کہنے والا اگر منظور اُسکو اتباع شریعت ہو اور فساد منظور نہو تو حنفیون کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے فقط

سوال نمبر ۸۔ اگر کسی کو کوئی شخص مسجد مین نماز پڑھنے سے یا اور کسی طرح یاد الٰہی سے روکے تو روکنے والے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مین بڑا ظالم اور اُسکے واسطے دنیا مین رسوائی اور آخرت مین عذاب سخت کا حکم کیا ہی یا نہین

جواب نمبر ۸۔ جو شخص کسی کو مسجد مین نماز پڑھنے سے یا یاد الٰہی سے بغیر وجہ شرعی کے روکے اوسکو اللہ تعالیٰ نے ظالم کہا ہے اور عذاب سخت کا موعود کیا ہے فقط

سوال نمبر ۹۔ کسی حاکم کا یہ حکم کہ مسلمان لوگ مسجد مین اندر نماز کے آمین بالجہر نہ کہین دست اندازی امور مذہبی مین ہے یا نہین اور آمین بالجہر کہنے والون کو اس حکم امتناعی سے نقصان دینی ہی یا نہین اور مسجد مین اذن عام واسطے ہر مسلمان کے اپنے طور پر ہے یا نہین فقط

جواب نمبر ۹۔ آمین بالجہر کو منع کرنا امور مذہبی مین دست اندازی ہے اور آمین بالجہر کہنے والون کا نقصان دینی ہے اور مسجد مین ہر مسلمان کے واسطے بطور شرعی نماز پڑھنے کی اجازت ہے فقط محمد عبدالحی عفا عنہ

سوالات صحیح وجواب آن مرقومۂ جناب مولانا الحافظ الحاج ابو الحسنات محمد عبدالحی صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ

سوال نمبر (۱) آپ مقلد ہین یا غیر مقلد تقلید کرنا جائز سمجھتے ہین یا نہین

جواب نمبر (۱) ہم مقلد ہین اور تقیہ کرنا جائز نہین سمجھتے ہین۔
سوال نمبر (۲) اگر کوئی شخص بظاہر اپنے کو مسلمان کہتا ہو اور اسکے فعل و حرکت سب خلاف طریقہ مسلمانون کے و تفرقہ انداز جماعت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتے ہون اور عام مسلمانون کو گمراہ کرنے والا پایا جاتا ہو اور اسکے فتنہ و فریب سے بچنے کے لیے اسکو اپنی جماعت سے باہر کر دینا چاہیئے یا نہین

جواب نمبر (۲) جس شخص کا فعل تمام مسلمانون کے خلاف ہو اسکو جماعت سے باہر کرنا درست ہے اور جسکا فعل بعض مسلمانون کے موافق ہو اور بعض کے خلاف ہو اور وہ فعل موافق شریعت ہو اسکو جماعت سے باہر کرنا نہین درست ہے اور جو شخص گمراہ کرنے والا معلوم ہوتا ہو اسکو بطور شرعی تفہیم کیجاوے کہ وہ گمراہ کرنے سے باز رہے اور جماعت مین تفرقہ ڈالنا نہین جائز ہے فقط۔
سوال نمبر (۳) عام مسلمانونکو ضرور ہے یا نہین کہ حفاظت اس بات کی کرین کہ مسجد مین فساد و فتنہ نہووے کوئی ایک مفسد کا جسکا مقصود یہ ہووے کہ عام نمازیون کو متحیر و منغص کر دین کوئی فعل خلاف طریقہ عام نمازیون کے کرنے نہ دین فقط

جواب نمبر (۳) عام مسلمانون کو ضرور ہے کہ فتنہ و فساد سے مسجد کو محفوظ رکھین اور جس شخص کا فعل موافق شرع کے ہووے اگرچہ طریقہ عام نمازیون کے مخالف ہووے اس سے منغص یعنی آزردہ نہون اور کسی شخص سے ابتداءً فساد کی نکرین اور جو مفسد کہ بدنیتی سے فساد پر آمادہ ہو اسکے فساد کو بذریعۂ حاکم وقت کے دفع کرین۔
سوال نمبر (۴) مجتہدین نے مسائل کو قرآن و حدیث سے نکالا ہے یا اپنی دلسے لکھا ہے
جواب نمبر (۴) مجتہدین نے مسائل قرآن و احادیث سے نکالے ہین صرف اپنی رای سے حکم نہین دیا
سوال نمبر (۵) آمین بالجہر کہنا حنفیون کے طریقہ کے خلاف ہے یا نہین
جواب نمبر (۵) حنفیہ چپکے سے آمین کہنے کو نماز مین سنت کہتے ہین اور آمین بالجہر کو بھی جائز کہتے ہین
سوال نمبر (۶) اگر آمین بالجہر نہ کہے اور آہستہ کہے تو گنہگار ہوگا یا نہین اور آمین بالجہر کہنے کا ثواب زیادہ ہے کہ فتنہ و فساد و خونریزی کے مسلمانون سے بچنے کا ثواب زیادہ ہے
جواب نمبر (۶) آمین آہستہ کہنے سے گنہگار نہوگا اور فتنہ و فساد و خونریزی سے بچنے کا

ثواب زیادہ ہے آمین بالجہر کہنے سے اس وجہ سے کہ آمین بالجہر کا سنت ہونا یا آہستہ کہنے کا سنت ہونا صحابہ و مجتہدین میں مختلف فیہ ہے اور فتنہ و فساد کی حرمت اتفاقی ہے فقط

سوال نمبر(۷) باعتبار دینداری مسلمانوں کے مکۂ معظمہ و مدینۂ منورہ اسلام کا دیس ہے یا نہیں اور مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ میں تقلید کرنا جاری ہے یا نہیں

جواب نمبر(۷) مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ اسلام کے دیس ہیں اور تقلید وہاں جاری ہے فقط تحریر ۲۷ جنوری ۱۸۷۴ع

استفتا ۲۲۴ ما فتوٰکم یا ایہا العلماء العظام والفضلاء الکرام کہ ایک شخص کا عمل اور برتاؤ ہر امر میں بالکل موافق مذہب حنفی کے ہے اور تحقیق مسائل میں وہ اگر اسطرح کی عبارت لکھے کہ زمانۂ سلف میں درمیان صحابہ کے اور تابعین کے اور تبع تابعین کے آپسمیں مسائل جزئیہ کے درمیان میں اختلاف ہوتا گیا ہے اور باوجود اسکے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے کسی کو انکار نہ تھا اور کوئی شخص التزام کر لے اس امر کا کہ ایک ہی شخص کے قول و فعل کو مانے اگرچہ حق خلاف اُسکے کیوں نہو تو یہ بات اب تک ثابت نہوئی اور کسی اہل علم کا قول نہیں پس ایسا شخص حنفیت سے بسبب ایسی عبارت لکھنے کے خارج ہو گیا یا نہیں بینوا توجروا

ہوالمصوب ایسا شخص حنفیت سے بسبب اس عبارت کے خارج نہو گا حنفیت عبارت کتمان حق سے نہیں ہے تا قائل اس امر صحیح کا حنفی نہ رہے بہت حنفیہ معتبرین اپنے کتب میں اسی مضمون کو لکھ گئے مفتی عظیم مفتی الحنفیہ بمکۂ معظمہ المتوفی ۱۳۰۰ھ ہجری کہ حنفیہ معتبرین ہیں اپنے رسالۂ القول السدید فی مسائل التقلید میں لکھتے ہیں قد کان الصحابۃ یقتدی بعضہم ببعض وکذا التابعون وفیہم المجتہدون ولم ینقل عن احد من السلف انہ کان لا یری الاقتداء بمن یخالف قولہ فی بعض المسائل ولو فی خصوص الطہارۃ بل کان یقتدی بعضہم ببعض انتہی اور بھی لکھتے ہیں لا علینا ان لا ناخذ بما ظہر لنا صواب خلافہ اذا انعم اللہ علینا بحصول ضرب من النظر یمکن الوقوف بہ علی الصواب ہذا ونحن مع ذلک بحمد اللہ لا تخرج عن ربقۃ التقلید لامامنا الاعظم ابی حنیفۃ المقدم انتہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۲۵ ہوالحاکم کیا ارشاد فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مجتہد کسی مسئلہ میں خلاف کرے اور کہے کہ اسپر اجماع نہیں ہوا کیونکہ اجماع تو نام ہے ایک زمانے کے

جمیع مجتہدین کا کسی مسئلہ مین اتفاق کرنا اور مین بھی ایک مجتہد ہون اگر نزد میرے یہ مسئلہ میری راے کے خلاف ہو پس یہ مسئلہ کہ جس پر اکثر مجتہدین موافق ہوی ہین اس مجتہد کے حق مین اجماعی ہوگا یا نہین بحوالہ کتاب مرقوم فرمائیے

ہوالمصوب اُس مجتہد کے حق مین جو اپنے اجتہاد کی وجہ سے مخالفت کرتا ہے وہ مسئلہ اجماعیہ نہوگا

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

[مہر: محمد عبدالحی ابوالحسنات]

۹ **استفتا** ہوالحاکم کیا ارشاد فرماتے ہین علمای محققین و مفتیان مدققین اس مسئلہ مین کہ زید اس امر کا قائل ہے کہ جتنے فرقے متمسک بالقرآن ہین اُنھین سے کوئی فرقہ بہ نسبت کسی امر مختلف فیہ غیر قطعی کے اگر یہ دعوی کرے کہ ہمارے مذہب کا حق ہونا یقینی ہے اور علم باری تعالے مین ہمارا ہی مذہب حق ہے تو دعوی اس امر کا غیر صحیح ہے بلکہ یقینی ہونا تو کجا اگر اپنے مذہب کے ظنی ہونے کا دعوی کرے تو بھی نہین صحیح ہے اور عنداللہ کسی فرقے کا دربارۂ امور مختلف فیہا کے حق ہونا اُسکا علم ہمکو کیونکر ہو سکتا ہے واللہ اعلم دربارۂ امور غیر قطعیہ کون فرقہ حق پر ہے کیونکہ حق تو ایک امر دائر ہے پس اس قول مین زید صادق ہے یا کاذب ہے اور امور قطعیہ کون کون ہین اجرکم علی اللہ سبحانہ

ہوالمصوب زید صادق ہے لیکن ظنیت امور مختلف فیہا غیر قطعیہ مبنی ظنیت دلائل پر ہے اگر دلائل ظنیہ ہین مدلول بھی ظنی ہوگا ورنہ نہ اور امور قطعیہ وہ ہین جو ادلۂ قطعیہ سے ثابت ہون جیسے آیات قرآنیہ غیر مأولہ بتاویل صحیح و احادیث متواترۃ اللفظ او المعنی و اجماع امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

[مہر: محمد عبدالحی ابوالحسنات]

اصاب المجیب نمقہ محمد امان الحق عفی عنہ ـ فی الواقع زید صادق ہے اور تفصیل جو مجیب نے کی وہ نہایت صحیح ہے ـ حررہ الراجی الی رحمۃ رب الفلق محمد لمعان الحق عفا اللہ عنہ

۱۰ **استفتا** از علمای کرام کسے کہ علم آن داشتہ باشد رقم فرماید ـ کہ جناب حضرت غوث الثقلین مذہب حنفی داشتند یا حنبلی و آنحضرت پیشتر کدام مذہب داشتند بعد ترک آن حنبلی مذہب اختیار فرمودہ و از ترک یکے و اختیار دیگرے لازم می آید کہ اول را و نیز ثانی را دانستہ باشند یا نہ امید کہ بلا تعصب جواب صحیح رقم فرمایند

ہوالمصوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی کان یفتی علی مذہب الشافعی و احمد میفرماید و انتقال غوث پاک بر مذہب حنبلی ست و ترک مذہبے و اختیار مذہب دیگر ہمچنین کس را جائز است

واز اختیار مذہبے بر داشتن مذہب دیگر لازم نمی آید واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | محمد عبد الحی ابو الحسنات | صح الجواب حررہ ضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ

کتاب الذکر

استفتاء ۲۵۹ ما قولکم سادۃ المسلمین وائمۃ المحققین ادام اللہ فیوضاتھم الی یوم الدین فی جواب من یذکرون اللہ عز وجل قیاما وقعودا بالجھر المفرط وبانغام الموسیقات وبالطمطمۃ فیما مابین ہمزۃ ولام والف ومدالھاء من اللہ ویقولون ہو وہا وہی ویذکرون بالحلق وہو الحاء بان یقولوا احی ویرقصون فی بعض الاحیان بالتواجد والوثبات ویغیبون عن ادراکھم ویصفقون ویوقعون علی الارض وینشدون الشعر والکلام المطرب المھیج للانفس للنشاط وغیر ذلک مما یتعلق باحوال المریدین من اہل الطریق عموما وبطریق الشاذلیۃ خصوصا ہل ہو حرام ام لا ترکہ مباح اولا او سنۃ وہل یجوز الانکار علی مثل ہؤلاء ام لا ام لہذا اصل فی الکتاب والسنۃ وہل یجوز سب مشائخ الطریق ام لا وفضیلۃ قطب الاقطاب غوث الثقلین سید عبد القادر محی الدین الجیلانی قدس سرہ علی قطب الوقت شیخ ابی الحسن الشاذلی قدس سرہ ثابتۃ ام عکسہ بینوا توجروا ہو المصوب ینبغی الانکار علی ہؤلاء فی ارتکاب امور احدہا الذکر بالجھر المفرط فانہ منھی عنہ لما روی البخاری ومسلم والترمذی وابوداؤد واحمد بن شیبۃ وغیرہم عن ابی موسی الاشعری قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فی غزاۃ فجعلنا لانھبط وادیا لا نصعد شرفا الا رفعنا اصواتنا بالتکبیر فدنا منا وقال ایھا الناس اربعوا علی انفسکم فانکم لا تدعون اصما ولا غائبا انما تدعون سمیعا بصیرا ان الذی تدعونہ اقرب الیکم من عنق راحلۃ احدکم فان قالوا قد ورد فی الحدیث اذکر اللہ حتی یقولوا انہ مجنون فھذا یدل علی جواز الجھر قلنا لکم لا کلام فی نفس جواز الجھر انما الکلام فی الجھر المفرط ومعنی الحدیث اذکروا اکثروا فی ذکر اللہ حتی یقولوا انہ لمجنون فلا دلالۃ علی الجھر وقد دلت الآیات علی استحبابہ بالسر والتوسط بین السر والجھر قال اللہ تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین وقال اللہ تعالی واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین وقال الامام الرازی فی تفسیرہ معنی قولہ اذکر ربک فی نفسک اذکر خفیۃ

وسراً وعنی قوله ودون الجهر دون الجهر المفرط والمراد منه ان يقع الذكر بحيث يكون بين المخافتة والجهر انتهى وقال الله تعالى ولا تجهر بصلوتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا وروى البيهقي في كتاب شعب الايمان عن سعد بن مالك مرفوعا خير الذكر الخفي وخير الرزق ما يكفي وفي التهليل شرح الدر المستحب عندنا في اذكار الخفية الا في ما تعلق باعلانه مقصود كالاذان والتلبية انتهى وصرح كثير من الحنفية منهم صاحب الهداية ان الجهر بالذكر بدعة والاصل فيه الاخفاء والحاصل ان الجهر وان كان جائزا لكن المفرط منه منهي عنه والسر افضل من الجهر الغير المفرط ايضا كيف والجهر المفرط يستلزم مفاسد منها ايقاظ النيام ومنها شغل قلوب المصلين وهو يفضي الى سهوهم ومنها ترك الخشوع عما ينبغي الى غير ذلك من المفاسد التي لا تحصى وان شئت زيادة التفصيل في هذا فارجع الى رسالتي سباحة الفكر في الجهر بالذكر والامر الثاني التصفيق عند الذكر فان هذا كان من عادات الجاهلية فنهي عنه في الاسلام قال ابن القيم في اغاثة اللهفان في مصائد الشيطان قال ابن عباس كان قريش يطوفون بالبيت عراة ويصفرون ويصفقون وقال مجاهد كانوا يعارضون النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم في الطواف ويصفقون فالمصفقون والصفارون فيهم مشبه من هولاء فلهم قسط من اللوم بحسب شبههم قلنا لم يشرع الله التصفيق للرجال عند الحاجة في الصلوة بل امروا بالعدول الى التسبيح فكيف اذا فعلوه لا لحاجة وتركوا به انواعا اذا عاش المعاصي انتهى وقد صرح كثير من شراح الفقه الاكبر وغيرهم بان التصفيق عند الذكر حرام يفضي الى السوء وذلك لان التصفيق امر من قبيل اللهو واللعب ولذلك يرتكبه الصبيان والنسوان اكثر والذكر ليس بمحل اللهو فلا معنى اجتماعه معه والامر الثالث الرقص عند الذكر فانه ايضا حرام والرابع الغناء والخامس التواجد والوقوع على الارض فان كل ذلك وان كان باضطرار فهو خارج عن الكلام والا فهو ممنوع انتهى فقد روى الخطيب البغدادي والطبراني عن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الغناء والاستماع الى الغناء وقد روى ابن الدنيا وابن مردويه عن ابي امامة قال قال رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم ما رفع واحد صوته بغناء الا بعث الله اليه شيطانين يجلسان على منكبيه ويضربان باعقابهما على صدره حتى يمسك روى ابن ابي الدنيا عن يزيد بن الوليد قال اياكم والغناء فانه ينقص الحياء ويزيد في الشهوة وفي كتاب الردع على اخوان المناهي والبدع تمسك البطالون من المبتدعة المتشيخين بحاحت

[illegible]

الجاریتان فی بیت عائشة مع انها صرحت انهما لم تكونا مغنیتین کما روی البخاری عن عائشة قالت
دخل ابو بکر وعندی جاریتان تغنیان بما تقاولت به الانصار یوم بعاث ولیستا بمغنیتین فقال امزامیر
الشیطان فی بیت رسول الله وذلک یوم عید فقال رسول الله دعهما یا ابا بکر ان لکل قوم عیدا او
صرح بذلک شارح السنة حیث قال استدل جماعة من الصوفیة بحدیث الباب علی اباحة الغناء
وکفی فی رد ذلک تصریح عائشة بقولها ولیستا بمغنیتین فنفت عنهما من طریق المعنی ما اثبت لهما باللفظ
لان الغناء یطلق علی رفع الصوت والمسمی فاعله مغنیا فاذا تقرر هذا بطل احتجاجهم انتهی فان قالوا لاثبات
تواجدهم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم تواجد ورقص صحابه کما ذکره المشائخ فی کتبهم قلنا لهم القصة
فی ذلک موضوعة مخترعة لا اصل لها صرح به المحدثون قال علی القاری فی تذکرة الموضوعات قال
ابن تیمیة بما اشتهر ان ابا محذورة انشد لسعت حیة الهوی کبدی بین یدی رسول الله صلعم وانه تواجد حتی
وقعت البردة عن کتفیه فتقاسمها اصحاب الصفة کذب باتفاق اهل العلم وقال السیوطی اخرجه الدیلمی
عن انس وقال تفرد به ابو بکر عمار بن اسحق وقال رواه ابو طاهر المقدسی من حدیث صاحب العوارف
انه علیه السلام انشد بحضرته البیتان فتواجد وتواجد اصحابه وقد سقط رداءه من منکبه فلما فرغوا آوی
کل احد الی مکانه فقال علیه الصلوة والسلام لیس بکریم من لم یهتز عند السماع ثم قسم الرداء علی من حضر
او العمامة قطعة هذا حدیث موضوع واضعه عمار بن اسحق فان باقی الاسناد ثقة هکذا قال الذهبی وغیره وهذا
الحدیث مما یقطع بکذبه انتهی وفی الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث للحافظ برهان الدین الحلبی
عمار بن اسحق کانه وضع هذه الخرافة التی فیها لسعت حیة الهوی انتهی وذکر کثیر من اصحاب الفتاوی الحنفیة
والشافعیة منهم صاحب الدرة المنیفة ورد المحتار والبزازیة وغیرها ان الرقص والغناء الذی یفعله
متصوفة زماننا عند الذکر حرام یجب الزجر عنه وفی نصاب الاحتساب لا یجوز الرقص والسماع ذکره
فی الذخیرة انه کبیرة ومن اباحه من المشائخ فذلک للذین صارت حرکاتهم حرکات الارتعاش وانه لیس الغناء
فی الشرع رخصة وذکر فی العوارف انه لا یلیق بمنصب المشائخ الذین یقتدی بهم لانه یشبه اللهو ولو قیل
هل یجوز السماع لهم فالجواب انه ان کان السماع سماع قرآن وموعظة یجوز وان کان سماع غناء لا یجوز انتهی
والکلام فی هذا المبحث طویل من اراد الاطلاع فلیرجع الی اغاثة اللهفان لابن القیم فانه قاطع لمواد المفسدین
وقامع لبدعات المبتدعین واما سب مشائخ الطریق فهو حرام وقد جعل رسول الله صلی الله علیه وسلم

من علامات الساعة ان يلعن آخر هذه الامة اولها كما اخرجه الترمذي وورد عنه انه قال اذكروا محاسن موتاكم وكفوا عن مساويهم اخرجه اصحاب السنن ونص الامام الغزالي في الاحياء وابن حجر المكي في الزواجر وغيرهما بانه لا يجوز تحقير احد من الاموات وسبهم وان كان من الفساق في حياته واذا كان هذا في حق العوام فما بالك في حق مشائخ الطريق قدس الله اسرارهم فاما المفاضلة بين القطب الجيلاني وبين الشيخ ابي الحسن الشاذلي فلكل واحد منهما فضيلة الا انه صرح اليافعي وغيره ان كرامات القطب بلغت حد القوة والتواتر ما لم يبلغه كرامات غيره فمن هذا الوجه يكون افضل والله اعلم بالصواب وعنده علم الكتاب حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي وحفظ عن موجبات النقم

العبارات المذكورة صحيحة نمقه خادم اولياء الله الكريم محمد ابراهيم غفر له الله الرحيم

في جامع الرموز وكره وحرم الغناء فهو من انواع اللعب وكبيرة في جامع الاديان حتى يمنع المشركون عن ذلك كذا في الاختيار وغيره وفي المضمرات من اباح الغناء يكون فاسقا وفي السير الكبير للسرخسي انه صلى الله عليه وعلى آله وسلم كان يكره رفع الصوات عند قراءة القرآن والوعظ وما فعله الذين يدعون الوجد والمحبة مكروه لا اصل له في الدين ويمنع الصوفية مما يعتادونه من رفع الصوت فان ذلك مكروه في الدين عند قراءة القرآن والوعظ فما ظنك عند سماع الغناء وفي الجواهر ان السماع والرقص الذي يفعله المتصوفة في زماننا حرام لا يجوز الجلوس والقصد اليه وهو والغناء سواء ومشائخ من قبلهم فعلوا غير ما فعلوا وفي العوارف سماع الغناء من الكبائر والذنوب اما اباحة الا نفر قليل من الفقهاء ومن اباحه لم يامر باعلانه في المجالس والجوامع الشريفة وقال صلى الله عليه وعلى آله وسلم كان ابليس اول من تغنى وما نقل عنه انه سمع الشعر لا يدل على اباحة الغناء وكان النصر آبادي كثير الولوع بالسماع فعوتب في ذلك فقال هو خير من ان نقعد ونغتاب الناس فقال ابو عمرو وغيره من اخوته هيهات يا ابا القاسم زلة السماع شر من كذا وقال الرازي شرط التواجد في رغبته ان يبلغ الى حد لو ضرب وجهه بالسيف لا يشعر به بوجع ما روي عنه صلى الله عليه وعلى آله وسلم من حديث التواجد فقد تكلم اصحاب الحديث في صحته وتخاريجه سري انه غير صحيح وفي الحقائق ان مجرد الغناء والاستماع اليه معصية انتهى مختصرا وفي مشكوة المصابيح عن عبد الله بن مسعود مرفوعا سباب المسلم فسوق متفق عليه انتهى ملخصا وفي البحر الرائق ان العدالة تسقط بسب مسلم وان لم يكن من السلف كما في النهاية وغيرها انتهى وفي كتاب نشر المحاسن الغالية في فضل مشائخ الصوفية اصحاب المقالات العالية

له وما فعله الذين يدعون الوجد والمحبة لا اصل له ويمنع الصوفية من رفع الصوت وتخريق الثياب كذا في السراجية ۱۲ منه

ع الياس ان لا تحضر في ايام السماع في زماننا الا ان ... يا بس من السماع وفي ... ۱۲ منه

روی فی کتاب مناقب الشیخ عبد القادر رحمہ من طرق کثیرۃ بروایات شہیرۃ عن جماعۃ من المشائخ الاکابر والعلماء الافاضل انہ قال فی مجلسہ وہو علی الکرسی یتکلم الناس قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ وکان فی مجلسہ حاضرۃ مشائخ العراق وروی انہم کانوا نحو خمسین وروی نیفا وخمسین ولم یبق احد من الاولیاء فی ذلک الوقت من جمیع آفاق الارض الاحنی رقبتہ الا رجل باصبہان فانہ لم یفعل فسلب حالہ انتہی ملتقطا واللہ علیم کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم

کتاب الصید

استفتا اگر کوئی شخص بندوق وتیر ونیزہ وشمشیر وغیرہ بہ نیت شکار بسم اللہ کہکر جانور پر لگا دے اور وہ جانور اتنی جلد اوسکی ضرب سے مرجا دے کہ نوبت ذبح کرنے کی نہ پہونچے تو کھانا ایسے جانور کا درست ہے یا نہین

ہو المصوب تیر اور نیزہ وغیرہ کو اگر بہ نیت شکار کے لگا دے اور اوس جانور مین زخم ہو جاوے اگرچہ وہ فی الفور مرجا دے تو جائز ہے ہدایہ مین ہے اذا سمی الرجل عند الرمی اکل ما اصاب اذا جرح السہم فمات لانہ ذابح بالرمی لکون السہم آلۃ لہ فیشترط التسمیۃ عندہ ولا بد من الجرح لیتحقق معنی الذکاۃ انتہی اور ملتقی الابحر مین ہے ان وقع السہم بہ فتحامل او غاب ولم یقعد عن طلبہ ثم وجدہ میتا حل ان لم یکن بہ جراحۃ غیر جراحۃ السہم انتہی اور بندوق سے شکار بمقتضای قواعد فقہیہ بغیر ذبح حلال نہین فان الاصل ان الموت اذا حصل بالجرح بیقین حل وان بالثقل لا یحل کذا فی التبیین اور رد المحتار مین ہے لا یخفی ان الجرح بالرصاص انما ہو بالاحراق والثقل بواسطۃ اندفاعہ العنیف اذ لیس لہ حد فلا یحل وبہ افتی ابن نجیم انتہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

کتاب الاضحیۃ

استفتا چہ میفرمایند علمای دین اندرین صورت حکم مصرف چرم اضحیہ مثل حکم زکوۃ ست در قبل یلا دو اعطای سادات وغیرہ یا نہ

ہو المصوب بر ظاہر کہ تصدق بچرم اضحیہ از قبیل تطوعات ست وصدقۂ تطوع محکوم علیہ

بحرمت صرف آن بر بنی ہاشم وغیرہ نیست ہمچنین احکام از خصائص زکوۃ ہستند ملا خسرو در غرر الاحکام
می نویسند لاالی بنی ہاشم وان جازت التطوعات والاوقاف لہم ولا ذمی وان جاز غیرہا و صدر جواہر نفیسہ
شرح در المنیفہ می آرد جازت التطوعات والاوقاف الیہم ای الی بنی ہاشم وموالیہم لانتفاء العلۃ المذکورۃ
فی الزکوۃ وہی کونہا من اوساخ الناس ودر فتح القدیر می آرد قالوا لایجوز صرف کفارۃ الیمین و
الظہار وجزاء الصید وغلۃ الوقف الی بنی ہاشم واما النافلۃ فقال فی النہایۃ یجوز صرفہ الیہم
بالاجماع وصرح فی الکافی بدفع الوقف الیہم انتہی پس ازین تصریحات معلوم شد کہ صدقۂ تطوع
بر بنی ہاشم صرف کردن جائز است وہمین ست مذہب جمہور وتصدق بچرم اضحیہ نیز تطوع است
لاجرم بر ایشان صرف آن جائز خواہد شد وہمچنین فقہا کراہت نقل از بلدہ بسوی بلدۂ دیگر در زکوۃ وصدقہ
فطر کہ از واجبات ست می نویسند ودر تعلیل آن می آرند کہ چون حق اہل آن بلدہ کہ دران مال
نصاب یا من تجب علیہ صدقۃ الفطر ست دران متعلق شد بدین سبب منقول کردن مکروہ شد
ولہذا در نہر فائق وغیرہ می آرد کہ اگر قبل از حولان حول زکوۃ را نقل سازد مکروہ نخواہد شد لفوت العلۃ
المذکورۃ وچون تصدق بچرم اضحیہ از قبیل تطوعات ست لاجرم نقل آن مکروہ نخواہد شد واللہ اعلم

حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ الروایات المرقومۃ صحیحۃ نمقہ خادم العلماء افقر الصمد علی محمد غفر اللہ الاحد

۲۴۳ **استفتا** بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہین علمای دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین
کہ بکری چھ مہینے کی اگر توانا اور فربہ ہو قربانی اوسکی درست ہے یا نہین جیسا کہ دنبا اور بھیڑ درست ہے
اور اس مسئلہ مین کہ ایک شخص بیان کرتا ہے کہ جس لڑکے کی طرف سے عقیقہ نہوا ہو اگر وہ لڑکا
مرجاوے تو اوسکے ماں باپ مستحق شفاعت کے نہونگے یعنی وہ لڑکا اپنے ماں باپ کی شفاعت
نکریگا اور سند مین اسکے حدیث نقل کرتے ہین الغلام مرتہن بعقیقتہ الخ پس حدیث شریف کا
خلاصہ مطلب کیا ہے بینوا توجروا

ہو المصوب بکری چھ مہینے کی نہین درست ہے اور دنبہ چھ مہینے کا اگر فربہ وتوانا ہو
درست ہے یہی مذہب حنفیہ کا بلکہ جمہور علما کا ہے اور احادیث سے بھی یہی ثابت ہے ہدایہ

وبنایہ شرح ہدایہ میں ہے ویجزی من ذلک کلہ الثنی فصاعدا الا الضان فان الجذع منہ یجزی والتقیید بالضان لان الجذع من الابل والبقر والغنم لایجزی بل لایجزی منہا الا الثنی انتہی اور در منح الغفار شرح تنویر الابصار میں ہے وصح الجذع من الضان وصح الثنی فصاعدا من الثلاثۃ ای من الثلاثۃ اعم من ان یکون ضانا او معزا ومن البقر ومن الابل والجذع شاۃ لہا ستۃ اشہر والثنی مایکون لہ سنۃ انتہی اس سے صاف واضح ہے کہ بکری اور بھیڑ اور ایسی ہی گائے اور اونٹ چھ مہینے کا نہیں درست ہے فقط دنبہ چھ مہینے کا درست ہے اور ایسے ہی اور کتب فقہ میں بھی موجود ہے اور شرح مسند امام اعظم میں ہے فی صحیح مسلم عن جابر لا تذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضان وبہ قال الجمہور یجوز الجذع من الضان لا من غیرہ انتہی اور حدیث الغلام مرتہن بعقیقتہ کے معنی محدثین کے نزدیک یہی ہیں کہ وہ لڑکا جسکا عقیقہ نہوا ہو وہ والدین کی شفاعت کرنے سے محروم رہیگا شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی اپنی کتاب ارتیاح الاکباد فی فقد الاولاد میں لکھتے ہیں ذکر البیہقی عن سلیمان بن شرحبیل حدثنا یحیی بن حمزۃ قال قلت لعطاء الخراسانی ما معنی مرتہن بعقیقتہ قال یحرم شفاعۃ والدہ وکذا قال الامام احمد انہ مرتہن عن الشفاعۃ لوالدہ واستحسنہ الخطابی حیث قال تکلم الناس فی ہذا واجود ما قیل فیہ ما ذہب الیہ احمد ان ہذا فی الشفاعۃ یرید انہ اذا لم یعق عنہ فمات طفلا لم یشفع والدیہ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی

عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

واقعی بکری چھ مہینے کی اگر فربہ ہو قربانی اوسکی درست نہیں فی جامع الرموز وکذا قال من الضان لانہ لایجوز من المعز وغیرہ بلا خلاف کما فی المبسوط ونحوہ انتہی اور حدیث شریف کا خلاصہ نزدیک جناب امام ہمام شیخ الکل مولانا احمد بن حنبل کے یہی ہے کہ وہ لڑکا شفاعت نکریگا فی مفاتیح الجنان ومصابیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام عن سمرۃ رضی اللہ عنہ [illegible] الغلام مرتہن بعقیقتہ قیل معناہ انہ محبوس سلامتہ عن الآفات بعقیقتہ وانہ کالشیء المرہون لا یتم الانتفاع بہ دون ان یقابل بالعقیقۃ وقیل معناہ ان شفاعتہ لابویہ معلق بعقیقتہ لا یشفع لہما الطفل ان لم یعق عنہ انتہی وفی کاشف حقائق السنن المحمدیۃ شرح مشکوۃ المصابیح وقال صاحب النہایۃ معنی قولہ رہینۃ بعقیقتہ ان العقیقۃ لازمۃ لہ لا بد منہا فشبہہ فی لزومہا وعدم انفکاکہ منہا بالرہن فی ید المرتہن

قد تکلم الناس فیه وما وجدنا مقالة احمد بن حنبل معناه انه اذا مات طفلا ولم یعق عنه لم یشفع فی
والدیه وروی عن قتادة انه یحرم شفاعتهم اقول ولا ریب ان الامام احمد بن حنبل ما ذهب الی هذا

القول الا بعد ما تلقی من الصحابی والتابعین علی انه امام من الائمة الکبار یجب ان یتلقی کلامه بالقبول وتحسین الظن به انتهی مختصرا والله علیم بالصواب وعنده ام الکتاب حرره العبد الفقیر

الی العلی الرب الحکیم ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنه ۱۲۹۵

۲۱۴

استفتا ۲۶۳ چه می فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئله اهل تشیع چه باشندگان لکهنو وچه ساکنان جوار لکهنو آنانکه فی زماننا موجود هستند طعام طعامهای شان وذبیحه دست آنها جائز است یا نه بینوا توجروا. دیگر زید بحالت غفلت وجاهلیت زنا کرد زان بعد بهوش آمده وخوف خدا در دلش پیدا شد توبه کرده درین حالت بباعث توبه نمودن زید از جرم زنا بری شد یا نه بینوا توجروا

هو المصوب شیعه که منکر ضروریات دین اند مثل آنانکه علی رض را خدا میگویند وهمچنین آنانکه قذف حضرت عایشه رض میسازند کافر اند ذبیحه شان ناجائز وآنکه چنان نیستند اگرچه سب شیخین میسازند کافر نیستند بلکه فاسق ذبیحه شان درست ست وجرم زنا از توبه نصوح معاف میشود والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

استفتا ۲۶۴ چه می فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین سوالات ضروری بحدیث وقرآن واجتهاد رای خود **اول** اینکه از هیچ کتابی عظمت ماده گاؤ بنسبت دیگر بهائم ثابت ست یا نه **دوم** آنکه پرستش ماده گاؤ تا بکے اجرا بود واز کدام وقت مسدود شد **سوم** آنکه حکم ذبح ماده گاؤ از روی کدام حدیث وبچه شرط وتصریح صدور یافته وآن حکم برای ماده گاؤ است یا برای بقر نیز وبرای مداومت استعمال گوشش ومفهوم آن حکم بحالت ماده مختص الوقت می برآید یا چه **چهارم** رسول الله صلی الله علیه وسلم گوشت بقر خود استعمال فرموده یا نه **پنجم** در عرب باوجودیکه بقر موجود ست چرا قربانی نمیکنند **ششم** اگر قربانی بقر نکنند آیا فتور بدین اسلام راه می یابد یا نه وقربانی گاؤ یا استعمال گوشش از ارکان دین ست وفرض وواجب یا چه **هفتم** در عهد بنی اسرائیل پرستش گاؤ می شد یا نه وحکم ذبح گاؤ از قرآن صراحةً معلوم میشود

در مطبع مولوی محمد عبد الحی صاحب ... [illegible] ۱۲۹۵

یا تاویل یا ہشتم بجالت اوراد و وظائف و تعازیے کہ برای حصول دعا میکنند بخصوص وجہ ترک
گوشت بقر چیست بینوا توجروا

جواب سوال اول عظمت گاؤ بہ نسبت دیگر بہائم شرعاً ثابت نیست بلکہ در حدیثے اشارت بذلتش بہ نسبت بعض بہائم آمدہ است در سنن ابوداؤد مروی ست قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تبایعتم بالعینة واخذتم اذناب البقر ورضیتم بالزرع وترکتم الجہاد سلط اللہ علیکم ذلا لا ینزعہ عنکم حتی ترجعوا الی دینکم انتہی و در حیوة الحیوان می نویسد فی نہایة الغریب فی الحدیث ما دخلت السکة دار قوم الا ذلوا والسکة ہی التی یحرث بہا الزرع ای ان المسلمین اذا اقبلوا علی الزراعة شغلوا عن الغزو فیاخذہم السلطان بالمطالبات والجبایات وقریب من ہذا الحدیث قولہ صلی اللہ علیہ وسلم العز فی نواصی الخیل والذل فی اذناب البقر انتہی ازین حدیث معلوم می شود کہ کثرت استعمال بزراعت واستعمال گاؤ برای آن باعث ذلت انسانیہ می شود

جواب سوال دوم و ہفتم پرستش تمثال گاؤ در زمانہ بنی اسرائیل بعض کفار می کردند و ہمین امر باعث گوسالہ پرستی بعض بنی اسرائیل گردیدہ کہ بسبب آن مستحق نکال و وبال گشتند حق جل شانہ در قرآن پاک می فرماید وجاوزنا ببنی اسرائیل البحر فاتوا علی قوم یعکفون علی اصنام لہم قالوا یا موسی اجعل لنا الہا کما لہم الہة قال انکم قوم تجہلون ونیز می فرماید ان الذین اتخذوا العجل سینالہم غضب من ربہم وذلة فی الحیوة الدنیا وکذلک نجزی المفترین و در تفسیر در منثور مے آرد اخرج ابن جریر وابن المنذر عن ابن جریج فی قولہ تعالی فاتوا علی قوم یعکفون علی اصنام لہم قال تماثیل بقر من نحاس فلما کان عجل السامری شبہ لہم انہ من تلک البقر فذلک کان اول شان العجل انتہی

جواب سوال سوم و ہفتم جواز ذبح بقر خواہ نر باشد یا مادہ وجواز استعمال گوشت آن صراحة از قرآن وحدیث ثابت ست وبرآن اجماع ست حق جل شانہ بضمن بیانات احسانات خود می فرماید ومن الانعام حمولة وفرشا کلوا مما رزقکم اللہ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین ثمانیة ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین قل آلذکرین حرم ام الانثیین اما اشتملت علیہ ارحام الانثیین نبئونی بعلم ان کنتم صادقین ومن الابل اثنین ومن البقر اثنین و در حیوة الحیوان می آرد یحل اکلہا وشرب البانہا بالاجماع انتہی و در صحیح بخاری وغیرہ مروی ست

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحی عن نسائہ البقرۃ یوم النحر انتہی و در جامع ترمذی و سنن نسائی وغیرہ مرویست

عن ابن عباس قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی سفر فحضر الاضحی فاشترکنا فی البقرۃ سبعۃ انتہی **جواب سوال چہارم** از کتب حدیث ثابت ست کہ صحابہ و ازواج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گوشت گاؤ خوردہ اند و بخدمت نبوی ہم پیش کردہ شدہ ست و در صحیح مسلم مرویست عن عائشۃ قال

اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلحم بقر تصدق بہ علی بریرۃ فقال ہو لہا صدقۃ ولنا ہدیۃ انتہی **جواب سوال پنجم** قربانی نکردن ایشان بروز عید الضحی صرف امریست عادی شان نہ شرعی در بعض بلاد دیگر ہم رواج قربانی بقر نیست مثل بعض بلاد دکن پس عدم ذبح شان دلیل بر کراہت یا عدم حلت ذبح بقر با وجود ثبوت جوازش از قرآن و اخبار نبویہ و آثار صحابہ و اجماع فقہاء امت محمدیہ نتواند شد **جواب سوال ششم** نہ قربانی کردن گاؤ باعث فتورے نیست لیکن بخیال عظمتش و عدم جوازش و حلتش اگر ترک قربانی آن خواہد کرد البتہ در اسلام ہیچ کس فتورے خواہد گشت **جواب سوال ہفتم** این ترک مبنی بر عظمت و عدم جوازش نیست بلکہ مبنی ست بہ تجارب مشایخ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۶۵ قربانی اونٹ کی بہتر ہے یا گاؤ کی بینوا توجروا —

ہو المصوب اونٹ کی بہتر ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی / ابو الحسنات]

الجواب صحیح واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ [مہر: محمد عبد الوہاب]

استفتا ۲۶۶ **سوال** حضرات علما سے کہ جنکی مواہیر اس پرچہ مین ثبت ہین استفسار ہے کہ اس جواب مین آپکی مراد اس جملہ سے کہ بقصد اثارت فتنہ گاؤکشی نہین چاہیے بلکہ ایسے مقام پر کہ جہان فتنہ کا ظن غالب ہو باوجود سلامت اعتقاد کے احتراز اولی ہے کیا مراد ہے آیا یہ مراد ہے کہ ابتدای فتنہ اہل اسلام کی طرف سے نہو یعنی جہان عملداری ہنود کی ہو اور گاے ذبح نہ ہوتی ہو وہان مسلمان بقصد فتنہ انگیزی گاؤکشی نکرین یا یہ کہ بلاد ہندوستان وغیرہ مین کہ جہان ہمیشہ سے اہل اسلام گاے ذبح کرتے چلے آئے اور اس ذبح کرنے مین کبھی انکو مقصود فتنہ انگیزی نہین ہوئی بلکہ اجراے حکم شریعت اب اگر کوئی مسلمان ان بلاد مین

گائے ذبح کرے اور ہنود بنظر تعصب مذہبی کے اوسکو منع کرین تو وہ مسلمان اوس سے باز رہے بتفصیل ارشاد ہو کہ ایسی صورت مین اہل اسلام کو ترک گاؤکشی اولی ہے یا کیا بینوا توجروا

ہو المصوب گائے ذبح کرنا شرعاً اگرچہ فعل مباح ہے واجب نہین مگر ایسا مباح نہین کہ کسی زمانۂ خاص یا کسی بلدۂ خاص مین اسکا رواج ہو اور دوسرے زمانہ یا دوسرے بلدہ مین نہو بلکہ ایک طریقۂ قدیمہ ہے زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و تابعین و جملہ سلف صالحین سے تمام بلاد و امصار مین اور اُسکی اباحت پر اجماع و اتفاق ہے تمام اہل اسلام کا ایسے امر شرعی ماثور قدیم سے اگر ہنود روکین اور بنظر تعصب مذہبی منع کرین تو مسلمانون کو اُس سے باز رہنا نہین درست ہے بلکہ ہرگاہ ہنود ایک امر شرعی قدیم کی ابطال مین کوشش کرین اہل اسلام پر واجب ہے کہ اُسکے ابقا و اجرا مین سعی کرین اور اگر ہنود کے کہنے سے اس فعل کو چھوڑین گے تو گنہگار ہونگے اور مقصود اُس جملہ مین جو جواب سابق مین مرقوم ہے یہ ہے کہ بقصد برانگیختہ کرنے فتنہ و فساد کے گاؤکشی نہ چاہیے مثلاً جہان عملداری ہنود کی ہووے اور گائے وہان ذبح نہوتی ہو وہان مسلمان بقصد ابتداء مردم آزاری خواہ مخواہ گائے ذبح کرین یا عید الضحی مین کسی ہندو کے مکان کے قریب جاکے باین خیال ذبح کرین کہ فتنہ قائم ہووے ایسی صورتون کا ارتکاب بیجا ہے بلکہ ایسی حالت مین ترک اولی ہے اور بلاد ہندوستان وغیرہ جہان ہمیشہ سے گائے ذبح ہوتی ہے اور مقصود اہل اسلام اس سے فتنہ انگیزی نہین ہے بلکہ ابقائے شریعت قدیمہ ہے ایسی حالت مین اگر ہنود منع کرین تو ترک اُسکا اولی نہین بلکہ اُسکے ابقا مین سعی واجب و لازم ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

ہو المصوب فی الواقع جن بلاد مین رواج گاؤکشی بے بقصد فتنہ و فساد کے جاری رہا اور اب کوئی قوم ہنود سے مانع ہے اُن بلاد مین مسلمانون کو رسم گاؤکشی کی باقی رکھنے مین کوشش لازم ہے اور مراد اُس فقرۂ مسئول عنہا سے یہ ہے کہ جہان عملداری اور ریاست خاص ہنود کی ہے اور گاؤکشی وہان زینہار نہین ہوتی اور اُس جگہ پر علانیہ گاؤکشی کرنا بنظر قیام فتنہ اولی نہین ہے نہ یہ بات مطلقاً اولویت گاؤکشی کی ہر جگہ سے جاتی رہے بلکہ جن بلاد مین ہنود کو تشدد در بارۂ گاؤکشی نہ تھا اور اب کیا جاتا ہے وہان گاؤکشی کا ترک اولی نہین ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ

ہوالعلی الرب الحکیم الحلیم الجواب صحیح فی الواقع مقصود جملۂ جواب سابق سے یہ ہے کہ بارادۂ برانگیختہ کرنے فتنہ وفساد کے عملداری وریاست خاص ہنود مین یا جہان کہین زمانہ قدیم سے گائے نہ ذبح ہوتی ہو بمصالح وقت رعایۃً گاؤکشی باعلان نہین چاہیے کہ رفع فساد بہتر ہے یا مثلاً بقرعید مین کسی ہندو کے ہمسایہ مین علانیہ ذبح کرنا گاؤ کا باین ارادہ کہ فساد قائم ہو نہ چاہیے ہان جن بلاد وامصار وقصبات وقریات ودیہات ومواضعات ہندوستان مین رواج گاؤکشی کا بطریقۂ قدیمہ سے بلاقصد فتنہ وفساد قدیم الایام سے چلا آیا ہے اور اب کوئی ہندو بپاس تعصب مذہبی مانع ومزاحم ہے ایسے مواقع مین مسلمانون کو بپاس حمیت اسلامی ابقاء رسم گاؤکشی مین کوشش بلیغ لازم ہے زینہار ترک نہ کرین اور فقرۂ مسئول عنہا سے یہ مراد نہین ہے کہ تقلید واتباع ہنود مین قطعاً گاؤکشی کہ ماثور قدیم ہے اور جسکی اباحت پر اجماع واتفاق جمیع اہل اسلام کا از سلف تا خلف رہا ہے اور بوجہ ممانعت ومزاحمت ہنود کے ترک ہو جاوے معاذ اللہ من ذلک وہرگاہ فی زماننا ہنود کو اہل اسلام سے تعصب مذہبی وعداوت بہت ہے کہ شعائر اسلامیہ سے روکتے ہین پس درینصورت مسلمانون کو بپاس حمیت اسلامی روکنے سے ہنود کے واسطے قربانی وذبح گاؤ وکھانے گوشت گاؤ کے کہ طریقۂ ماثورہ قدیم ہے رکنا نہ چاہیے اور انکی ممانعت کو تسلیم نکرنا چاہیے بہرحال گاؤکشی کو کہ شعار مسلمانی ہے ترک نکرین احیاناً اگر کسی منازعت مین احتمال فساد فیمابین ہو تو بذریعۂ حکام وقت دفع کرنا اسکا بابقاء رواج قدیم واجب ہے اور بخوف فساد ہنود قربانی وذبح گاؤ سے مسلمان لوگ باز نہ رہین اس مین کوشش بلیغ کو کام فرماوین ورنہ گنہگار ہونگے ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم واللہ غالب علی امرہ ہدانا اللہ الی سواء السبیل واللہ اعلم وعلمہ احکم فقط حررہ عبدہ الآسی القسی الاثیم خادم العلماء والفقراء ابوالحیاء محمد عبدالحلیم عفا عنہ اللہ الکریم منہتام دار العلم فرنگی محل منمحلات البلدۃ لکھنؤ

خادم العلماء والفقراء ابوالحیاء محمد عبدالحلیم عفا عنہ اللہ الکریم

ہوالموفق ذبح گاؤ فعل مباح قدیم الرواج شعائر اسلام سے ہے اہمال اسکا بلاوجہ وجیہ جائز نہین ہان شق اول یعنی ابتداءً اثارۂ فتنہ وفساد نہ چاہیے اور یہی معنی ہین فقرۂ جواب سابق کے پس جن بلاد مین ذبح گاؤ مروج ہے اور شیوۂ اسلاف صالحین چلا آیا ذبح کرنا اثارۂ فتنہ وفساد پر قربانی کا کیونکر محمول ہو سکتا ہے بلکہ احیاء سنت قدیمہ پر محمول ہوگا پس شق ثانی بھی باطل ہوگئی

اب اس صورت رواج مین منع کرنا ہنود کا اُنکی جانب سے اثارۂ فتنہ و فساد ہوگا اُسکو دفع کرنا مسلمانون کو ضرور ہوا ایسی صورت مین اس آئین دیرین کو کہ شعائر اسلام سی ہی ترک کرنا نچاہیے بلکہ اس طریقہ کے ابقا مین سعی کرنا چاہیے واللہ اعلم حررہ ابو الغناء محمد عبد المجید غفرلہ اللہ الوحید

ابو الغناء محمد عبد المجید

استفتا کیا فرماتے ہین علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین ۱؎ اگر کوئی مسلمان عید الضحی مین گائے کی قربانی کرنا چاہے یا دوسرے ایام مین واسطے کھانے گوشت کے گائے ذبح کرنا چاہے اور ہنود بوجہ تعصب مذہبی یا فخر اپنے کے یا بنظر توہین اسلام کے اُس قربانی یا ذبح کو روکنا چاہین تو اُس حالت مین اُس مسلمان کو از روی شریف کے گائے کی قربانی سے یا گائے کے ذبح سے باز آنا چاہیے یا کیا کرنا چاہیے ۲؎ اگر اُس روک ٹوک مین از جانب ہنود فساد ہونے کا احتمال ہو مگر اُس فساد کا دفعیہ بذریعہ حکام ملک ممکن ہو تو صرف بلحاظ فتنۂ مذکورہ کے قربانی اور ذبح سے گائے کے باز آنا چاہیے یا کیا کرنا چاہیے ۳؎ یہ امر ظاہر ہے کہ اونٹ ان ملکون مین بہت کم دستیاب ہوتے ہین اگر کسی کو دستیاب بھی ہووے تو بہت قیمت دینے سے ہوتے ہین اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ آجکل کے زمانہ مین سات عدد بھیڑی یا خصی کی قیمت بلحاظ تعداد ایک گائے کے زیادہ ہوتی ہے تو اس حالت مین اگر کوئی مسلمان بلحاظ کفایت بعوض سات قربانی کے ایک گائے قربانی کرنا چاہے اور ہنود بنظر تعصب مذہبی کے یہ کہین کہ تم گائے قربانی مت کرو جس طرح سے ممکن ہووے تم اونٹ خواہ بھیڑی یا خصی قربانی کرو تو ہنود کی اس مزاحمت کو مان لینا مسلمان پر واجب ہے یا نہین بینوا توجروا جواب

اس فتوے کا بزبان اردو عام فہم لکھنا چاہیے۔

ہو المصوب از آنجا کہ گائے کے ذبح کرنے کا جواز قرآن و حدیث سے ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے زمانۂ آنحضرت مین اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکو ذبح کیا ہے اور اسکے گوشت کے حلال ہونے پر اور ذبح کے جائز ہونے پر خواہ بروز عید ہو یا کسی اور روز ہو اتفاق ہے تمام مسلمانون کا کوئی مسلمان اسکے جواز اور حلت مین شبہہ نہین کرتا ہی بناء علیہ جب کوئی مسلمان عید الضحی کے روز خواہ کسی اور روز گائے ذبح کرے اور کوئی ہندو بنظر اپنے مذہب کے اُسکو روکے تو مسلمان کو باز آنا نہین درست ہے اور ہندو کی ممانعت کو

از ... جناب حافظ عبد الرحیم ... مولوی محمد ... شوال ۱۳۰۹ ہجری

جو مبنی ہے اُنکے اعتقاد باطل پر تسلیم کر لینا نہین جائز ہے ہماری شریعت مین گائے کی بہ نسبت اور جانورون کے کچھ بھی عظمت نہین ثابت ہے بلکہ یہ مثل اور جانورون کے جوانوبح مین ہے جو شخص اسکی عظمت کا خیال کرے اُسکے اسلام مین فتور ہے پس ہندو کی ممانعت تسلیم کرنا موجب اُنکے اعتقاد باطل کی تقویت اور ترویج کا ہوگا اور یہ کسی طرح شرعًا جائز نہین ہے اور اونٹ کا ذبح کرنا اگرچہ گائے سے اولی ہے مگر کوئی شخص اسپر مجبور کیا جا نہین سکتا علی الخصوص جب ہنود بغرض تعصب مذہبی اہل اسلام کو گاؤکشی سے روکین اور کہین کہ خواہمخواہ اونٹ یا بکری ذبح کرو ایسے وقت مین ہنود کے قول کو مسلمان پر مان لینا واجب نہین بلکہ مسلمانون کو ضرور ہے کہ اس قول ہنود کو تسلیم نہ کرین اور گاؤکشی کے طریقہ کو کہ اہل اسلام کا طریقہ قدیمہ ہے ترک نہ کرین اور اس منازعت مین اگر احتمال فساد کا ہنود کی طرف سے ہو تو اُسکو بذریعۂ حاکم وقت دفع کرانا واجب ہے اور بخوف فساد ہنود کے گائے کے ذبح کرنے سے رُکنا نہین چاہیے واللہ اعلم

محمد عبدالحی ابوالحسنات

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

ہو العلی الرب الحکیم الحلیم

الجواب صحیح والمجیب نجیح فی الواقع فی زماننا ہنود کو اہل اسلام سے تعصب بہت ہے دریں صورت مسلمانون کو بپاس حمیت اسلامی روکنے سے ہنود کے واسطے قربانی و ذبح گائے و کھانے گوشت گائے سے رُکنا نہین چاہیے اور ہنود کی ممانعت کو تسلیم نکرنا چاہیے بہرحال گاؤکشی کے طریقے کو ترک نکرین اگر اس منازعت مین احتمال فساد فیمابین کا ہو بذریعۂ حکام وقت کے دفع کرنا اُسکا واجب ہے اور بخوف فساد ہنود قربانی و ذبح گائے سے مسلمانون کو رُکنا نچاہیے اللہ معکم اینما کنتم واللہ اعلم وعلمہ اتم فقط

حررہ عبدہ الآسی القسی الاثیم خادم العلماء والفقراء ابوالحیاء محمد عبدالحلیم عفا عنہ اللہ الکریم منمقام دار العلم فرنگی محل منمحلات البلدۃ لکھنؤ مورخہ ۹ شوال المکرم سنہ ۱۲۸۲ ہجری قدسی نبوی صلعم

خادم العلماء والفقراء ابوالحیاء محمد عبدالحلیم عفا عنہ اللہ الکریم

فی الحقیقہ قربانی گائی کی ملت اسلامیہ مین شعار اسلام سے واقع ہوئی ہے اس کا موقوف کرنا بسبب ممانعت ہنود کے موجب معصیت ہے بلکہ قائم رکھنے قربانی گائے مین مسلمانون کو سعی و کوشش لازم ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد عبدالوہاب عفا اللہ عنہ

محمد عبدالوہاب

واقعی ذبح گائے مروج قائم شعائر دین متین سے ہے ترک اسکا بجہت فتنہ انگیزی ہنود

بر خلاف آئین دیرین نچاہیے بذریعۂ حکام وقت اس فساد حادث کو دفع کرنا چاہیے اور موافق عقائد اہل شرع فساد ہنود کے گائے کو حیوان ذی عز و شان سمجھکر یا بنا بر اس اعتقاد کے اُنکے منع کرنے سے بر خلاف دستور اسلاف ترک ذبح کرنا نچاہیے واللہ اعلم حررہ ابو الغنا محمد عبد المجید غفر اللہ الرحیم [محمد عبد المجید ابو الغناء]

والتفصی مسئلۂ اولی مین مسلمانون کو گائے کی قربانی و گائے کی ذبح سے بشرط امکان باز آنا نہین چاہیے اور مسئلۂ ثانیہ مین صرف بلحاظ فتنۂ مذکورہ کے قربانی اور ذبح سے گائے کی باز آنا نہین چاہیے اور مسئلۂ ثالثہ مین ہنود کی اس مزاحمت کو مان لینا بشرط امکان مسلمانون پر واجب نہین واللہ علیم

حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم ۹ شوال

درحقیقت گائے کی ذبح سے مجرد بلحاظ فتنۂ مذکورہ کے باز آنا اور ہنود کی مزاحمت تعصبی کو مان لینا مسلمان کو بشرط امکان نہین چاہیے واللہ اعلم حررہ ابو الکرم محمد اکرم تجاوز اللہ تعالی عما جرم [ابو الکرم محمد اکرم]

استفتا ۲۶۸ کیا فرماتے ہین علمای دین اس صورت مین کہ زید نے ایک بکرا بنام شیخ سدو پرورش کیا بعد چندے بسم اللہ اللہ اکبر کہکے ذبح کیا وہ حرام ہے یا حلال صورت دیگر یون ہے کہ اُس بکرے کو بنام اللہ پرورش کیا بوقت ذبح شیخ سدو کہکے چھری پھیری پس یہ ذبیحہ کیسا ہے بینوا توجروا

ہو المصوب یہ دونون صورتین ما اہل لغیر اللہ مین داخل ہین جس صورت مین تقرب الی غیر اللہ مقصود ہو وہ ذبیحہ حرام ہوگا اگرچہ بوقت ذبح بسم اللہ کہی جاوے درمختار مین ہے ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم ولو ذکر اسم اللہ علیہ انتہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۶۹ ما قولکم ایہا العلماء فی انہ ہل یجزی اضحیۃ الجذع من الضان وما المراد من الجذع والضان وہل الضان مختص بما لہ الیۃ ام یعمہ ولغیرہ بینوا توجروا

ہو المصوب قد وردت الروایات الحدیثیۃ علی ما فی المؤطا وسنن ابی داؤد وابن ماجۃ وغیرہا بجواز الجذع من الضان وانہ لا یجزی من غیرہ الا الثنی فما فوقہ والجذع ہو ما تمت لہ ستۃ اشہر والمراد بالضان ما لہ الیۃ قال فی منح الغفار شرح تنویر الابصار صح الجذع من الضان الجذع شاۃ لہا ستۃ اشہر والضان ما یکون لہ الیۃ قلت ہذا مذہب الفقہاء واما عند اہل اللغۃ فالجذع من الشاۃ ما تمت لہ سنۃ کذا فی النہایۃ والفقہاء انما جوزوہا فی ستۃ اشہر اذا کانت بحیث لو خلطت بالثنایا لتشبہ علی الناظرین

من بعیدہ وانما جاز الجذع من الضان لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لاتذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا
جذعۃ من الضان رواہ البخاری ومسلم واحمد وجماعۃ انتہی وفی شرعۃ الاسلام وشرحہ مفاتیح الجنان
ومن سنن الاسلام التضحیۃ بالانعام بالجذع من الضان وہو ما تم لہ ستۃ اشہر وقیل سبعۃ اشہر
وبالثنی فصاعدا من الشاۃ اعم من ان یکون ضانا او معزا ومن الابل والبقر مطلقا وہو ای الثنی
ابن خمس من الابل وحولین من البقر وحول من الشاۃ والمعز والجذع قیدناہ بالضان لانہ ما الیہ لان
الجذع من المعز لا یجوز بہ التضحیۃ انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی — ابو الحسنات]

استفتا [۲۷۰] ماں باپ دادا دادی پھوپھی بہن خالہ نانی نانا وغیرہ کو گوشت عقیقہ کا کھانا درست ہے یا نہیں

ہو المصوب ان سب کو کھانا درست ہے بقول معتبر کما فی نہایۃ البیان واللہ اعلم
حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی — ابو الحسنات]

استفتا [۲۷۱] بدیہ بکری پر قربانی جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

ہو المصوب جائز ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کما فی کتب الصحاح واللہ اعلم
حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی — ابو الحسنات]

استفتا [۲۷۲] کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین لڑکے کے عقیقہ مین
دو بکری کا حکم ہے اگر ایک بکرا کوئی قربانی کرے باوجود استطاعت دو بکری کے تو جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

ہو المصوب بحالت عدم قدرت وضرورت ایک پر بھی اکتفا درست ہے نہایۃ البیان فی
ما یحل ویحرم من الحیوان مین ہے در کنز العباد است چون فرزند تولد شود عقیقہ دہند دختر را یک گوسفند
ولپسر را دو گوسفند واگر یکے دہند ہم رخصت است کذا فی کیمیاء السعادۃ واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی — ابو الحسنات]

استفتا [۲۷۳] ما قولہم رحمہم اللہ تعالی اس مسئلہ مین کہ گونگے کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام یا مکروہ
کدام مکروہ بینوا افتوا بسند الکتاب توجروا عند اللہ بحسن المآب

ہو المصوب گونگے کا ذبیحہ حلال ہے بلا کراہت مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مین ہے وحل ذبیحۃ مسلم
ولکتابی ذمی او حربی ولو امرأۃ او صبیا او مجنونا یعقلان او کان الذابح اخرس لان الاخرس عاجز عن الذکر فیکون

معذوراً وتقوم الملۃ مقام التسمیۃ کالناسی بل اولی انتہی اور اسی طرح در مختار وغیرہ مین ہے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

المجیب مصیب نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم ابن مولانا مولوی علی محمد مرحوم [محمد ابراہیم]

الحق ما ہو المحرر کتبہ العبد المسکین محمد ادریس عفا اللہ عنہ [محمد ادریس]

استفتا کیا ارشاد ہے علماے دین کا اس مسئلہ مین کہ موافق کتاب کبریٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیحہ کفار اہل کتاب کا درست ہے چنانچہ یہود و نصاریٰ کا ذبیحہ اسی قاعدہ کے موافق علماے کبار نے درست فرمایا ہے پس اہل تشیع کا فرقہ بھی داخل اہل کتاب ہے یا نہین اور ذبیحۂ روافض درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب صورت مسئولہ مین جو روافض ایسے ہین کہ اُنکے عقائد منجر بارتداد و کفر ہین مثلاً غلاۃ و فرقۂ اسماعیلیہ وغیرہما اُنکے ہاتھ کا ذبیحہ حرام ہے اسلیئے کہ ذبیحہ مرتد کا حرام ہے کتب فتاوی اس امر سے مشحون ہین اور ارتداد ایسے روافض کا عامۂ فتاوی مین مذکور ہے چنانچہ شرح نقایہ للبرجندی مین ہے فہولاء خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامہم احکام المرتدین انتہی بلکہ شاہ عبد العزیز کے تحفۂ اثنا عشری سے معلوم ہوتا ہے کہ جو روافض تکفیر ابی بکر یا عمر یا عثمان رضوان اللہ علیہم کرتے ہون یا انکار اُنکے دخول جنت قابلیت لیاقت خلافت باعتبار اوصاف دینی مثل علم و عدالت و تقوی و ورع کے کرتے ہون کافر ہین چنانچہ فرماتے ہین بالجملہ اجماع اہل سنت است بر آن کہ تکفیر کنندۂ حضرت امیر یا منکر بہشتی بودن ایشان یا منکر لیاقت خلافت ایشان باعتبار اوصاف دینی مثل علم و عدالت و تقوی و ورع کافر ست انتہی اقول و مثلہ الاصحاب الکبار خصوصاً الثلثۃ البتہ جو ایسے عقائد نہ رکھتے ہون مثل تفضیلیہ انکا ذبیحہ درست ہے واللہ اعلم

کتبہ العبد القسیس محمد ن المدعو بادریس النجرامی عفا اللہ عنہ ۲۴ محرم ۱۲۹۹ [محمد ادریس]

صح الجواب واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [محمد عبد الحی ابو الحسنات]

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد امان الحق عفی عنہ

استفتا چہ می فرمایند علماے دین اندرین مسئلہ کہ زید یک بز را بر بز دیگر غلطانید و ہر دو را یکبارگی بیک تسمیہ ذبح ساخت پس این ذبح و خوردن گوشت آنہا جائز ہست یا نہ

ہو المصوب جائز است واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

استفتا کیا قول العلماء زید نے ایک بکرا واسطے قربانی کے منگوایا اور قصد یہ تھا کہ صبح کو کہ گیارھویں تاریخ ذیحجہ کی ہوگی قربانی کرونگا مگر ملازم زید نے بلا اطلاع زید اُس بکرے کو ذبح کرڈالا بانیت قربانی آیا زید سے قربانی ادا ہوئی یا نہیں بینوا توجروا

ہو المصوب زید سے قربانی نہیں ادا ہوئی اور بکریہ قیمت اُسکی واجب الادا ہوئی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی ابو الحسنات

کتاب الجہاد

استفتا چہ می فرمایند علماے دین اندرین مسئلہ کہ ہرگاہ اہل اسلام در سلطنت کفار مامون باشند و کفار در امور دین اہل اسلام خللے نہ اندازند و اہل اسلام را قدرت بر جہاد و مقاومت نماند چنانکہ در ہندوستان فی زماننا ست آیا جہاد واجب می شود یا نہ

ہو المصوب جہاد مقرر شدہ ہست براے اعلاے کلمۃ اللہ و اعزاز اسلام و محو کردن رسوم و قواعد کفر نہ براے حقارت دین و ذلت اسلام و مومنین بناء علیہ فقہا در وجوب جہاد چند شروط نوشتہ اند اول این کہ مسلمان اینقدر باشند کہ ازو شان شوکت پیدا گردد دوم این کہ صرف ایشان نیز مہیا باشد سوم این کہ جارے براے امن و حفاظت باشد تا از شر کفار نجات حاصل شود و عند الحاجت بکار آید و اگر اہل اسلام را یقین ہست کہ غلبہ کفار را خواہد شد درین صورت جہاد فرض نیست در جامع الرموز می آرد الجہاد فرض عین بشرط القدرۃ علی القتال والسلاح والزاد والراحلۃ وغیرہا انتہی و فی العالمگیریۃ والثانی ان یرجو الشوکۃ والقوۃ لاہل الاسلام ان کان لا یرجو الشوکۃ للمسلمین فی القتال فانہ لا یحل لہ القتال لما فیہ من القاء نفسہ فی التہلکۃ انتہی و فی الدر المختار شرط لوجوبہ القدرۃ علی السلاح لا امن الطریق انتہی و فی رد المحتار قولہ شرط لوجوبہ الخ اے وعلی القتال وملک الزاد والراحلۃ کما فی قاضیخان وغیرہ شامی انتہی و فی فتح القدیر من توابع الجہاد الرباط وہو الاقامۃ فی مکان یتوقع ہجوم العدو فیہ لقصد دفعہ واختلف المشائخ فی الذی یتحقق بہ الرباط فانہ

لا یتحقق فی کل مکان نفی النوازل ان یکون فی مواضع لا یکون وراءہ اسلام لان ما دونہ لو کان رباطا فکل المسلمین فی بلادہم مرابطون قال بعضہم اذا اغار العدو علی عدوہم مرۃ یکون ذلک الموضع رباطا الی اربعین سنۃ واذا اغار مرتین یکون رباطا الی مأۃ وعشرین سنۃ واذا اغار ثلث مرات یکون رباطا الی یوم القیامۃ قال فی فتاوی الکبری والمختار ہو الاول انتہی واللہ اعلم بالصواب

نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفرلہ اللہ الاحد

بلاریب وقتیکہ اہل اسلام را قدرت بر قتال و زاد و راحلہ وغیرہ نباشد جہاد بر ایشان فرض نیست واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

کتاب احداث العمارات

استفتا چہ می فرمایند علماے دین اندرین صورت کہ در کوچہ غیر نافذہ فقط مرور محمود حامد است زید کہ شخص ثالث ست دروازہ جدید در کوچہ جاری ساختہ در مرور شریک شدن میخواہد و محمود حامد مانع است پس شرعا باوجود ممانعت محمد و حامد بناے دروازہ را درست ست یا نہ

ہو المصوب نہ واللہ اعلم کتبہ ابو الحبیش محمد مہدی عفی عنہ الہادی صح الجواب محمد رحمت اللہ عفی عنہ

درحقیقت باوجود ممانعت محمد و حامد بناے دروازہ زید را نمیرسد صاحب درمختار می نویسد زائغۃ مستطیلۃ تتشعب عنہا سکۃ مثلہا لمنع اہل الاولی عن فتح باب للمرور فی القصوی الغیر النافذۃ علی الصحیح اذ لا حق لہم فی المرور انتہی مختصرا واللہ اعلم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ

اصاب من اجاب نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفرلہ اللہ الاحد

ہو المصوب در سکہ غیر نافذہ بغیر اجازت ارباب سکہ تصرفے جائز نیست حتے کہ اگر یکے از شرکاے آن سکہ ہم احداث دروازہ جدید خواہد بغیر اجازت دیگران جائز نیست بزازیہ می آرد سکۃ غیر نافذۃ بین عشرۃ لکل ... غیران لاحد ہم دار فی سکۃ اخری لا طریق لہا فی ہذہ السکۃ ... غیران حالکما فی ہذہ السکۃ قال ... ولہ ذلک وبہ افتی ابو جعفر وبہ ناخذ انتہی ملخصا ... شخصے شریکے ... جائز نخواہد شد و باوجود ممانعت ارباب سکہ بناے دروازہ جدید نخواہد ... در منیح الغفار می نویسد ... لیس لاحد التصرف فی ... ہم او الاتخاذ ... الطریق ...

لیست بنافذة مملوکة لاہما والتصرف فی الملک المشترک من الوجہ الذی لم یوضع لہ لا یملک
الا باذن الکل واللہ اعلم حررہ محمد الحی عفا اللہ عنہ

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ مثلا زید کے مکان مین دروازہ پر کھڑکیان نصب ہین اور مکان زید سے مکان خالد محض علحدہ ہے بلکہ درمیان مین شارع عام حائل ہے اور بھی ایک تیلی کا مکان درمیان مین واقع ہے چونکہ ایک دیوار مکان خالد کی بقدر ایک گز کے طول مین اور نصف گز کی بلندی عرض مین کم ہے اس وجہ سے کسیقدر اُسکا مکان کھڑکیون سے معلوم ہوتا ہے زید اُسقدر پردہ بنوانے پر بھی راضی ہے لیکن خالد اُن کھڑکیون سے مزاحمت کرتا ہے پس از روے شرع خالد کو تعرض پہنچتا ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو الموفق درین مسئلہ اختلاف ست بعضے متاخرین فتوے برین دادہ اند کہ اگر شخصے در ملک خود تصرف کند و ہمسایہ اش بآن بضرر بین متضرر شود منع کردہ شود آنچنان شخص از چنین تصرف قال فی الدر المختار وعلیہ الفتوے واختارہ فی العمادیۃ وافتی بہ قارئ الہدایۃ حتی یمنع الجار من فتح الطاقۃ وہذا جواب المشائخ استحسانا انتہی ومثلہ نصاب الاحتساب لو فتح کوۃ حتی وقع نظرہ منہا الی نساء جارہ علی روایۃ کتاب القسمۃ لا یمنع والفتوی علی انہ یمنع انتہی وفی فتاوے قاضیخان ومثلہ فی خزانۃ الملتقین لو اراد الجار ان یمنعہ من الصعود حتی یتخذ سترۃ قالوا ان کان فی صعودہ یقع بصرہ فی دار جارہ کان لہ ان یمنعہ من الصعود حتی یتخذ سترۃ وان کان لا یقع بصرہ علیہم اذا کانوا علی السطح لا یمنعہ من الصعود انتہی واکثرے موافق ظاہر روایت بر آن فتوی دادہ کہ ہمسایہ را ازان ممانعت نمیرسد اگرچہ بآن متضرر شود فی فتاوی قاضیخان کل ما ذکرنا فی جنس ہذہ المسائل قول مشائخ بلخ وانہ یخالف قول ابی حنیفۃ من تصرف فی ملکہ لا یمنع منہ وان تضرر جارہ وفی الدر المختار جواب ظاہر الروایۃ عدم المنع مطلقا وبہ افتی طائفۃ کالامام ظہیر الدین وابن الشحنۃ ووالدہ ورجحہ فی الفتح وفی قسمۃ المجتبی وبہ یفتی وعممہ المصنف ثمہ فقال قد اختلف الفقہاء وینبغی ان یعول علی ظاہر الروایۃ انتہی وفی حاشیتہ لو فتح صاحب البناء فی علو بنائہ کوۃ الی صاحب الساحۃ منعہ بل لہ ان یبنی ما یستر جہتہ الی ان قال والامام ظہیر الدین کان یفتی بقول الامام والحاصل ان الذی علیہ غالب المشائخ من المتاخرین ہو الاستحسان فی جنس ہذہ المسائل وافتی طائفۃ بجواب القیاس المروی واختار فی العمادیۃ المنع اذا کان الضرر بینا و

وظاہر الروایۃ خلافہ وذکر العلامۃ ابن شحنۃ ان فی حفظہ ان المنقول عن ائمتنا الخمسۃ ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد وزفر والحسن انہ لا یمنع من التصرف فی ملکہ وان اضر بجارہ وہو الذی امیل الیہ واعتمدہ وافتی بہ تبعا لوالدی شیخ الاسلام انتہی ورجح فی فتح القدیر ایضا ظاہر الروایۃ واللہ اعلم کتبہ ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

ہو المصوب فقہا اختلاف دارند درین کہ آیا صاحب خانہ را در مکان خود تصرف بہر نوعے کہ باشد جائز ہست یا نہ ظاہر الروایۃ این ست کہ مالک را بہر نوعے کہ خواہد تصرف کند اگرچہ بدیگرے ازآن ضرر پیدا شود وہمین ست مختار یک جماعت متاخرین واکثر مشائخ برآنند کہ تصرفے کہ ازآن ضرر بین متصور شود جائز نیست وہمسایہ یا غیر ہمسایہ را کہ بآن ضرر رسیدہ منع میرسد علامۂ غزی در منح الغفار می آرد فی المجتبی لو وقع فی نصیب احدہما وفی الآخر ساحۃ فاراد صاحب الساحۃ ان یبنی فیہا ولیسد الریح والشمس علی الآخر فلیس لہ المنع فی ظاہر الروایۃ وبہ یفتی وقال نصیر الصفار لہ المنع وعلی ہذا لو اراد حماما او تنورا وفی فتاوی قاری الہدایۃ الفتوی علی انہ ممنوع من التصرف علی وجہ یتضرر بہ الجار وان کان فی ملکہ واجاب قاری الہدایۃ بان الجار یمنع ان یفتح کوۃ یشرف منہا علی جارہ فقد اختلف التصحیح وینبغی ان یعول علی ظاہر الروایۃ انتہی ملخصا وصاحب خزانۃ المفتین می نویسد اذا اراد الرجل ان یبنی فی دارہ او دکانہ تنورا او حماما او مدقاق القصارین لم یجز قال الصدر الشہید کان والدی یفتی بانہ اذا کان الضرر بینا قال وبہ یفتی وہذا جواب المشائخ وجواب ظاہر الروایۃ لا یمنع انتہی وعلامۂ خیر الدین الرملی در فتاوی خود می آرد مسئلۃ فتح الکوۃ فیہا قیاس واستحسان والاستحسان المنع وعلیہ الفتوی کما نقل فی التاتارخانیۃ وشرح القدوری المسمی بالمضمرات عن التہذیب وقال فی التاتارخانیۃ قبیل مسئلۃ الکوۃ ثم الحاصل فی جنس ہذہ المسائل ان القیاس ان کل من تصرف فی خالص ملکہ لا یمنع وان کان یودی الی الضرر بالغیر لکن ترک القیاس فی موضع یتعدی ضرر تصرفہ الی غیرہ تصرفا بینا وقیل بالمنع مطلقا وبہ اخذ کثیر من مشایخنا وعلیہ الفتوی ومثلہ فی الفصول العمادیۃ من الکتب انتہی ومفتی شام ملا حامد در فتاوی خود میگوید فتاوی علی ان الکوۃ حیث کانت للنظر والموضع موضع النساء تسد بلا فاصل بین الطریق القاتل وغیرہ کما فی المضمرات وغیرہ انتہی ودر موضع دیگر ازآن فتاوی کہ معروف بہ معین المفتی عن سوال المستفتی ست می آرد لا فرق بین القدیم والحادث حیث کان الضرر بینا انتہی وعلامۂ ابن عابدین در تنقیح فتاوی حامدیہ می آرد فی حاشیۃ البحر للرملی قضاء

للشیخ خیر الدین لا فرق بین القدیم والحادث حیث کانت العلۃ الضرر البین انتہے پس در صورت مسئولہ از کشادن زید طاقات مکان خود بہ خالد ضرر بین میرسد نظر بر عورات وی فقط خالد را حسب الاختیار مشائخ منع میرسد و زید را باید کہ دیوار پردہ بنا سازد واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الحی عفی عنہ

استفتا ۲۸۱ کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین اس سوال کے جواب مین کہ زید کی ایک آراضی مملوکہ مقبوضہ ہے اور اسی آراضی مین مرور مکان مسکونہ زید کا ہے اب اس آراضی کے دروازہ پر کہ قبل اس سے چند عرصہ سے بلا چوکھٹ و کواڑ کے تھا زید نے چوکھٹ و کواڑ واسطے بعض مصالح اپنے کے لگاے ہین ایک شخص غیر کہ قدیم سے اسکا مکان مرور اس آراضی مین نہ تھا اب چند عرصہ سے اسی آراضی مین اسکا مرور ہے اس نصب چوکھٹ و کواڑ سے مانع ہے حالانکہ زید مالک اراضی بعد نصب چوکھٹ و کواڑ کسی طرح اس شخص غیر کو مانع مرور سے نہین اور نہ کوئی حق اس شخص غیر کا سواے مرور کے اس آراضی مین ثابت ہے آیا زید مالک قابض کو اس زمین مین چوکھٹ اور کواڑ قائم کرنا پہنچتا ہے یا کیا اور شخص غیر کا منع صحیح ہے یا نہین اور اگر وہ شخص غیر ملکیت زید سے بہ نسبت اس آراضی کے جسمین دروازہ لگایا ہے انکار کرے تو حاکم کو تحقیقات اسکی ملکیت کی بہ نسبت اس آراضی کے چاہیئے یا نہین بینوا توجروا

الجواب ولی اللہ سبحانہ المآب زید قابض مالک کو در صورت نہونے کسی قسم ضرر بین اس شخص غیر کے چوکھٹ اور کواڑ لگانا پہنچتا ہے اور شرعا ممتنع نہین اور جب زید اس شخص غیر کو مانع مرور سے نہین تو اس دروازہ سے کچھ حرج اس شخص غیر کا ثابت نہین اور منع شخص غیر کا صحیح اور درست نہین اور مراد ضرر بین سے یہ ہے کہ ہمسایہ کے حوائج اصلیہ بند ہو جاوین جیسے مثلا کسی شخص کے مکان مین سے ہمسایہ کے مکان مین روشنی آتی تھی اب اس شخص نے اپنا مکان ایسا بنایا کہ روشنی بالکل مکان ہمسایہ کی بند ہوگئی اور اگر ایسا نہو یعنی ہمسایہ اپنے حوائج اصلیہ سے بند نہو تو ضرر بین نہوگا اور جب مالک دقابض مانع مرور ہمسایہ نہین ہے اور دروازہ اور چوکھٹ لگانے سے مرور مسدود نہین ہوتا تو ہمسایہ کو ممانعت نصب چوکھٹ و کواڑ سے شرعا اصلا نہین پہنچتا قال فی الدر المختار ولا یمنع الشخص من تصرفہ فی ملکہ الا اذا کان الضرر بینا یضر ضررا بینا فیمنع من ذلک علیہ الفتوی وقال فی رد المحتار والحاصل ان القیاس فی جنس ہذہ المسائل ان

(مرسلہ مولوی محمد اکرام صاحب ... مولوی محمد ارشاد حسین صاحب رام پوری)

یفسق المالک ابداً لانہ علیقالانہ متصرف فی خالص ملکہ لکن ترک القیاس فی موضع یتعدی ضررہ الی غیرہ ضرراً فاحشاً وہو المراد بالبین وہو ما یکون سبباً للہدم ویخرج عن الانتفاع بالکلیۃ وہو ما یمنع الحوائج الاصلیۃ کسد الضوء بالکلیۃ واختاروا الفتوی علیہ فاما التوسع الی منع کل ضرر فیسد باب انتفاع الانسان بملکہ کما ذکرنا قریبا انتہی اور حاکم کو تحقیق ملکیت زید کی بہ نسبت آراضی مذکورہ کے چاہیئے کہ بناد جواز نصب دروازہ اوپر ملکیت زید کے ہے اور عدم جواز بر تقدیر عدم ملکیت کے وہو ظاہر فقط

محمد حسین سلیم پوری عفی عنہ

الجواب صحیح

محمد عبد القادر خان ابن حیدر علیخان عفا اللہ عنہما

الجواب صحیح بدریائے عرفان چو گوہر سہی

ذلک کذلک
فدا ئے احمد

الجواب ہو الصواب
العبد
محمد عنایت اللہ ولد
حبیب اللہ خان

اصاب من اجاب۔ حامد حسین۔ الجواب ہو الجواب العبد محمد ریاست علی خان عفا اللہ عنہ

قد صح الجواب والیہ المآب ابو القاسم محمد مزمل فی الواقع درصورت نہونے ضرر بین جار کے ممانعت تصرف فی ملکہ سے نہیں پہنچتی اور یہی مفتی بہ او مختار ہے اور دوسری روایت بھی در مختار کی اسکے موئد ہے قال وجواب ظاہر الروایۃ عدم المنع مطلقا وبہ افتی طائفۃ کالامام ظہیر الدین وابن شحنۃ ووالدہ ورجحہ فی الفتح وفی قسمۃ المجتبی وبہ یفتی انتہی بقدر الحاجۃ فقط

العبد محمد عبد اللہ عفی عنہ ہذا الجواب صحیح محمد اکبر علیخان خلف رحیم یار خان	الجواب ہو الجواب محمد عبد اللہ	ذلک کذلک العبد محمد نظیر علی	الاجوبۃ المذکورۃ صحیحۃ بتقدیر صحۃ ما قالہ المستفتی کتبہ الحافظ محمد شعیب صانہ اللہ عن العیب

ہو المصوب بعد تحقیق اس امر کے کہ وہ زمین ملک زید ہے زید چوکھٹ وغیرہ لگانے سے منع نکیا جاویگا مگر یہ کہ ہمسایہ کو اُس سے ضرر ظاہر پہنچے تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں ہے فی حواشی الاشباہ للبیری زادہ ما نصہ لہ التصرف فی ملکہ وان تضرر جارہ فی ظاہر الروایۃ والذی استقر علیہ رای المتاخرین ان الانسان یتصرف فی ملکہ وان اضر بغیرہ ما لم یکن ضرراً بیناً والفتوی علیہ انتہے اور منح الغفار میں ہے فی فتاوی قاری الہدایۃ الفتوی علی انہ ممنوع من التصرف علی وجہ یتضرر بہ الجار وان کان فی ملکہ انتہی اور تاتارخانیہ میں ہے الاصل فی جنس ہذہ المسائل ان القیاس ...

ان کل من صرف فی خالص ملکہ لا یمنع وان کان یودی الی الضرر بالغیر لکن ترک القیاس فی موضع یتادی ضرر تصرفہ الی غیرہ ضررا بینا انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

کتاب المتفرقات

استفتا ۲۸۱ ما قولکم حضرات علماے حنفیہ سے صورت مسئلہ کی پوچھی جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص مرد ہندی ناخواندہ قوم افغان دعویٰ نبوت کا اس پردے مین کرے کہ مین وکیل پیغمبر آخر الزمان کا ہون اور واسطے تردید کتب نصاریٰ کے پیغمبر خدا کا بھیجا ہوا آیا ہون کہ ایک مطبع محمدی قائم کرکے کتب تردید دین نصاریٰ تصنیف کرکے چھپوا دون تا دین نصاریٰ باطل و رد ہو جاوے پس اس قول کو زبان مرد ہندی ناخواندہ سے باور کرنا اور اسپر اعتقاد لانا کہ بیشبہہ یہ وکیل مختار فرستادہ نبی آخر الزمان کا ہے یا اسکی مدد خرچ کرنا بنام مطبع دینا روا ہے یا نہین

ہو المصوب اگر وہ شخص اپنی وکالت پر اس امر کو سند گردانتا ہے کہ مین نے آنحضرتؐ کو خواب مین دیکھا ہے پس بعد تحقیق و تفتیش اسکے خواب کی تصدیق اسکی ہو سکتی ہے ورنہ قول اسکا پایۂ اعتبار سے ساقط ہے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا عنہ

در ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۸ ہجری

استفتا ۲۸۲ کسی کا نام عبد الرسول یا عبد الحسین وغیرہ رکھنا درست ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب ایسا نام جسمین اضافت عبد کی طرف غیر خدا کے ہو شرعا درست نہین ہے اور اگرچہ صرف اس قسم کے نام رکھنے سے حکم شرک کا نہو بسبب احتمال اسکے کہ عبد سے مراد خادم و مطیع ہے مگر بوے شرک سے ایسا نام رکھنا خالی نہین ہے قرآن و حدیث اس قسم کے نام رکھنے کی ممانعت پر دال ہے اور علماے امت محمدیہ نے بھی جابجا اسکی تصریح کی ہے تفسیر جلالین مین ہے ہو الذی خلقکم من نفس واحدۃ آدم وجعل خلق منہا زوجہا حواء لیسکن الیہا فلما تغشاہا حملت حملا خفیفا ہو النطفۃ فمرت بہ ذہبت وجاءت لخفتہ فلما اثقلت بکبر الولد فی بطنہا واشفقا ان یکون بہیمۃ دعوا اللہ ربہما لئن اتیتنا صالحا سویا لنکونن من الشاکرین فلما اتاہما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما اتاہما بتسمیتہ بعبد الحارث ولا ینبغی ان یکون عبدا الا اللہ ولیس باشراک

از ... ۲۱ ربیع الاول سنہ ۱۲۹۵ ہجری

فی التسمیۃ ... ثم وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لما ولدت حوا طاف بہا ابلیس وکان
لا یعیش لہا ولد فقال سمیہ عبد الحارث فانہ یعیش فسمتہ فعاش فکان ذلک من وحی الشیطان ...
رواہ الحاکم وقال صحیح والترمذی وقال حسن غریب انتہی ملخصا اور جمل کے حواشی جلالین میں ہے
وعیر بجعل الشرکاء ... ان اللہ بل ہو شرک فی التسمیۃ وہذا لا یقتضی الکفر انتہی اور شرعۃ الاسلام میں ہے
ولا یسمیہ ... ولا ابا عیسی ولا عبد فلان انتہی اور ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں ہے اما
ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاہرہ کفر الا ان اراد بالعبد المملوک انتہی اور ملا علی قاری کی شرح مشکوۃ
میں ہے ... عبد الحارث ... عبد النبی ولا غیرہ بما شاع بین الناس انتہی اور ابن حجر کی
شرح منہاج میں ہے ویحرم ملک الملاک لان ذلک لیس لغیر اللہ وکذا عبد النبی وعبد الکعبۃ ...
لایہام التشریک انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
... سیف ... در تشریحات فریقین بسم اللہ الرحمن الرحیم مسئلہ فضیلت ... میں
شریفین کے باب میں ہمنے مولوی محمد عبد الحی صاحب کو مصنف قرار دیا ہے ... محمد عزیز
جواب میں نے مولوی محمد عبد الحی صاحب کی تصنیف مسئلہ فضیلت مکان جمیع ... محمد حسین ...
سوال - آپ فضیلت کلی ساکنان حرمین کے مدعی ہیں یا ... صفت میں ... فضیلت
بتاتے ہیں یا کسی وصف خاص میں - محمد حسین آپنے مراد کلی فضیلت کیا ... آپ
وصف خاص ... کہتے ہیں آپ تمسک اس ... آپ ... دلیل ... جواب
میں وصف کلیت شرح کرچکا ہوں کہ ہر وصف میں ... علم ... وتقوی ... وفضل ...
وصف خاص ہے میری ... ایک صفت ان صفتوں سے ہے اور ... تمسک ... آپ کو
کہاں معلوم ہوا ... مسائل میں تمسک کا مدعی کا ہے ... آپ ... سے آپ
... کریں گے ... اسکا جواب دونگا (محمد حسین) جواب جب تک آپ کوئی ...
ادلہ شرعیہ میں سے منظور نہ کروگے پس جواب متعذر ہے کیونکہ جس دلیل کو خصم تسلیم نہ کرے ...
اسکا بیان بے فائدہ ہے اسلیے آپکو لازم ہے کہ اپنا متمسک بیان کریں تاکہ جواب دیا جاوے
اور آپنے جو کل قرآن کی آیت مذہب اہل مدینہ اور عرب کے بیان میں فرمائی تھی ...
... میں ... جانتے ہو یا اس سے انکار ہے -

جواب میرے سامنے دلیل پیش کرنیکی اُسوقت حاجت ہوگی جب مین آپکے دعوی فضیلت کا منکر ہونگا اور چونکہ ابھی تک محل نزاع مقرر نہین ہوا اور سرا پا تسلیم پایا نہین گیا تو ابھی دلیل پیش کرنے کی کچھ حاجت نہین شاید مین آپکے دعوی فضیلت کو مان جاؤن جس وقت مین آپکے دعوے کا منکر ہونگا دلیل طلب کرونگا اُسوقت آپ دریافت کرنا کہ تو دلیل کونسی مانگیگا اور جو آیت مین نے کل دلیل پکڑی تھی وہ مذہب مین اُن لوگون کی پکڑی تھی جب آنحضرت کے وقت مین منافق تھے چنانچہ مین نے تقسیم کی تھی کہ مکے و مدینے کے لوگ کئی قسم کے ہین ایک وہ جو پہلے حضرت کے کافر تھے اور دوسرے وہ جو حضرت کے وقت مین کافر تھے اور کہا تھا کہ آنحضرت کے وقت مین بھی مدینہ مین منافق موجود تھے جسپر وہ آیت پیش کی تھی سو مین اتبک بھی تمسک پر قائم ہون اور اُن منافقون کی مذمت مین وہ آیت پڑھتا ہون (محمد حسین) آپنے جو کل آیت کو مقابل ہمارے مناظرہ مین بیان کیا اگر مراد آپکی وہی تھی جو آپ فرمارہے ہو پس ظاہر ہے کہ آپ خطاے فاحش اور غلطی عظیم مین گرفتار ہوے کیونکہ جو حدیثین ہمنے مقابل مین بیان کی تھین اُنکا یہ مضمون نہ تھا کہ قبل تقرر اور نصرت اسلام کے ثبوت فضیلت کا ہو اگر مضمون اُس حدیث کا آپنے یہی خیال کیا ہے پس یہ امر اہل علم اور فراست سے دور اور بعید ہے اور اگر مراد آپکی بعد تقرر اسلام کے بھی ہو پس اس سے تکذیب احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لازم آتی ہے اعاذنا اللہ سبحانہ من ذلک کلہا اور آپ دو تین روز سے جو انکار فضیلت کر رہے تھے اسلیئے آپ سے دریافت متمسک کی ضرورت ہے آپنے دعوی کیا یعنی لکھا تھا کہ آپ کس زمانہ کے لوگون کی فضیلت کے مدعی ہو اسلیئے مین نے جواب مین تفصیل و تقسیم کیا تھا اور یہ مین نہین کہتا کہ جو مضمون احادیث سے فضیلت ثابت ہے وہ مسلم نہین۔ اور تقرر کی حد بیان کرنا آپ پر لازم ہے کہ کس وقت سے وہ تقرر پایا گیا جسوقت سے مدینہ مین منافق نہ رہے جس وقت حد بیان کرینگے اُسوقت میرا اقرار انکار آپکو ثابت ہوگا پہلے ہی سے آپ کیون فرماتے ہین کہ تم بعد تقرر اسلام منافقون کا وجود مدینہ میں ثابت کرتے ہو اور احادیث کا خلاف کرتے ہو۔ جواب دو اتنی بات کا مین دو تین دن سے مثل فضیلت کا منکر نہیں جسکا منکر ہون اب بھی ہوتا ہے آپ تفضیلت معین کرین کہ آپ کس زمانہ کے مدعی ہین شاید مین اُسکا منکر نکلون جب منکر ہوا ہون

اُسوقت آپ مجھسے دلیل لائق تمسک کا سوال کرین ۔جواب امر عجب العجائب ہے کہ آپکے سامنے
جب حدیثین فضائل کی بیان ہوئین اور مضمون احادیث کا صریح دلالت کرتا ہے کہ مراد زمانہ
نفاق اور کفر کا نہین پھر بھی ایسی آیت کو مقابل مین ان احادیث کے بیان کرنا صریح غلطی ہے
اور امر ظاہر ہے کہ دعویٰ فضیلت کل سکان حرمین کا بعد استیلا و تقرر اسلام کے ہے نہ زمانہ
کفر اور نفاق مین خیر اب جو کلہ آپ ادعاے مذکورہ سے کوئی وجہ نکال کر انکار کیا چاہتے ہین
اس انکار کو آپکے ہمنے بجاے توبہ قرار دیا کیونکہ الانکار من الخطاء توبۃ اور فضائل سکان حرمین
شریفین کی بالفعل بھی جو احادیث سے ثابت نہین کئی قسم کے ہین لیکن مابین اس مناظرے کے
مدعا اور مقصود یہ ہے کہ جب علماء اطراف اور دیار مین کسی مسئلہ کا اختلاف ہو پس اُس صورت مین
یہ امر افضل اور بہتر ہے کہ حرمین شریفین کے علما کو منصف قرار دیا جاوے چنانچہ مجموعۂ احادیث
مشتحاہستنتا جو پیش کیا جاتا ہے اس امر پر دال ہے جواب آپنے دعویٰ عام کیا تھا اور دلیل
خاص فضیلت زمانۂ تقرر اسلام کے لائے تھے اسلیے مین نے آپ کے عام دعوے کے مقابلہ مین
تقسیم کے اور عام کے انھین افراد کو توڑا اور وہ آیت میری متمسک بمقابلہ آپکے عموم دعوے کے ہے
نہ بمقابلہ خصوص احادیث کے پس آپ کا سمجھنا کہ ہماری احادیث کے سامنے آیت پڑھی آپکی غلطی
فہم ہے اور وہ پیدا ہوئی اس غلطی سے کہ آپنے دعوے مین ابہام اور تعمیم کی تھی خیر اب تو آپ
اس تمام دعوے کو چھوڑتے ہین تو مین آپکے اس امر کو بجاے توبہ قرار دیتا ہون اس لیے کہ
انکار خطا سے توبہ ہے اور جو آپنے دعویٰ کیا ہے کہ ہم اس وصف خاص مین فضیلت کے مدعی ہین
کہ منصفی مقدمات دین مین وہ افضل ہین اور اس دعوے پر آپنے احادیث متضمنہ فتویٰ پیش کی ہین
سو مین کہتا ہون کہ آپکے اس دعوے مین اولاً یہ بات تعین طلب ہے کہ کس زمانہ کے لوگ اس
فضیلت کے محل ہین آیا ہر زمانہ کے یا خاص قرون ثلثہ کے یا آج کل کے اسے تعین فرماوین تو
آپکا فتویٰ دیکھا جاوے گا کہ وہ آپکے دعوے کا مثبت ہے یا نہین ۔جواب ہمارا دعویٰ اول یہ ہے
کہ علماے حرمین شریفین کو اس زمانہ مین منصف قرار دینا بروقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے
ہمارے کے چاہیئے واسطے اس امر کے شرط تیسری ہماری شرائط مشمولہ مثل جو قبل انعقاد مشاعرہ
سرکار کے داخل کی گئی تھی شاہد عدل ہے کیونکہ بسبب نماننے اُس شرط کے یہ بحث شروع ہوئی

اور اُس شرط کو بعینہ نقل کیا جاتا ہے کہ حضار مجلس اور ناظرین کو اغلاط پر ظاہر ہو کہ تو بہ کسکی طرف عائد ہوتی ہے شرط سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار باقی رہے تو واسطے انفصال کے علماے مکۂ معظمہ اور مدینہ منورہ کو منصف مقرر کیا جاوے آپکو لازم ہے کہ آپ یا تو منصفی علماے حرمین کی منظور فرماوین یا ایک فتوی واسطے ثبوت مذمت سکان حرمین یعنی جو علماء اور اتقیاء اور مومنین وہان کے موجود ہین تحریر فرماوین کیونکہ آپکا اول روز سے یہی دعوی سبکے روبرو ظاہر اور عیان ہے تاکہ فتوے طرفین کے منصف کے پاس ارسال کیئے جاوین - جواب بیشک جناب نے اپنی شرط مین علما کی منصفی کا ذکر کیا تھا ولیکن جب آپ نے دعوے کیا تو عام ساکنان مکہ کی فضیلت کے مدعی ہوے اور بہت ظاہر ہے کہ شرط اور شے ہے اور دعوی مشہود ہے یعنی جسکے لئے شرط مقرر کی گئی ہے اور ہے یہ لازم نہین کہ شرط مین تصریح فضیلت علماء کی ہو ۔ ہے مشروط مین بھی وہی تصریح سمجھی جاوے خصوصًا جبکہ الفاظ دعوی مین تعمیم ہو - اُس سے سب کو ثابت ہوا کہ آپ ایسے دعوی عام سے رجوع کرتے ہین خیر مین اس بات انصاف ناظرین رشحات طرفین پر چھوڑتا ہون اور مطلب کی بات کا جواب دیتا ہون آپ نے میری بات کا جواب نہین دیا کہ آپ ان لوگون کو اُس فضیلت کا جو احادیث فتوی سے ثابت ہے محل قرار دیتے ہین - ہر زمانہ کے لوگون کو یا قرون ثلثہ کے یا آجکل کے آپنے اس بات کا جواب تو دیا نہین اور مجھسے درخواست کی کہ تم منصفی علماے حرمین منظور کرو ورنہ انکی مذمت مین فتوی لکھو کہ یہ محض اجنبی بات ہے مین ابھی نہ منصفی مذکور کی تسلیم یا انکار کو زبان پر لاتا ہون نہ اُسکے خلاف مین کچھ لکھتا ہون جب آپ تعین اُن لوگون کی کرین گے جو آپ کی احادیث متضمنہ فتوی کے مصداق ہین تو اُسوقت مین نظر کرونگا اگر وہ لوگ واقعی آپ کی احادیث فتوی کی مصداق ہوے تو مین مان جاؤنگا ورنہ اس مین عذر کرونگا آپ ابھی مجھ سائل سے تسلیم اپنے مجمل دعوے کی یا انکار کیون چاہتے ہین آئندہ جواب بحرف واحد دین کہ وہ کون لوگ ہین جن کے باب منصفی مین آپ مدعی ہین اور احادیث سے اُنکی فضیلت باب منصفی مین ثابت فرمائیے - جانبین کی عبارات کو منصف تحقیقات کرے گا اور یہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے کلام لاطائل ہے جس امر کے آپ مدعی تھے دلیل اُسکی پیش نکر سکے آپ کو اختیار ہے - جواب مین بھی التماس کرتا ہون لاطائل

ہونا کلام ہر شخص کا سپردِ ناظرین ہونا چاہیئے اور جو مجھے آپ مدعی بنا کر مجھسے دلیل طلب کرتے ہین
محل تعجب ہے وہ کونسا لفظ میری اس تحریر مین ہے جس سے میرا مدعی ہونا کسی امر مین ثابت
ہوتا ہے مہربانی فرماکر نشان دین ہین تو ابتک سائل ہون اور مدعی آپ ہین پس آپ پر دلیل
پیش کرنا لازم ہے چنانچہ آپ نے ایک فتویٰ بھی دکھایا تھا اب اُسکو کیون چھپاتے ہو آئندہ
دعویٰ مین تعین کرو اور اُسپر کوئی ایک حدیث اسی فتوے کی شاہد ٹھہرا کر پیش کرو پھر مجھسے دریافت کرو
کہ تو اسکو مانتا ہے یا اُس مین منع پیش لاتا ہے یا معارضہ کرتا ہے جو آپ لاطائل ہونا کلام کا سپرد
ناظرین کے کرنا نہایت انصاف ہے لہذا وجوہ لاطائل ہونے آپ کے کلام کے بیان کیئے جاتے ہین
تا ناظرین کو اغلاط اور ماہرین علوم پر خوب واضح اور لائح ہو جاوے وجہ اول یہ قول آپ کا
(ولیکن جب آپ نے دعویٰ کیا تھا تو عام ساکنان مکہ معظمہ کی فضیلت کے مدعی ہوے)
محض بے سند ہے بلکہ وقت اول ملاقات کے جو سردار صاحب کے حضور مین ہوئی تھی اور شرائط
جانبین علیحدہ علیحدہ سردار صاحب کو حوالہ کی گئی تھین آور ہماری تیسری شرط منجملہ شرائط
ستہ کے یہ تھی (شرط سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار باقی رہی تو واسطے انفصال کے
علماے مکہ اور مدینہ کو منصف مقرر کیا جاوے) اس شرط کو آپنے نامنظور فرمایا بلکہ سکان حرمین
شریفین کو فاسق وغیرہ الفاظ ہتک آمیز سے یاد فرمایا اور مین نے جواب مین کئی حدیثین ثبت
فضیلت پیش کین کہ ہم بموجب ان احادیث کے علماے حرمین کو منصف قرار دیتے ہین
آپ سے اُسکے جواب مین بجز واقعات کے کوئی حدیث پیش نہین ہو سکی تھی دوسرے روز
روبروے تھانہ دار اور سردار صاحب کے مجمع عام مین پھر اُسی شرط کا شروع ہوا اُس روز بھی
آپ سکان حرمین کی مذمت کے مدعی ہوے مین نے کھڑے ہو کر مجمع عام مین احادیث فضائل
کے بیان کین آپنے اُسکے جواب مین آیۃ الاعراب اشد کفرا و نفاقا الآیہ و من اہل المدینۃ
مردوا علی النفاق الآیۃ اور چند واقعات واسطے استدلال مذمت اہل حرمین کے پڑھین اور
مین نے روبروے تھانہ دار اور سردار صاحب کے ہرچند آپ سے التجا کی کہ آپ ان آیات کو
ثبت مذمت جانکر تحریر کر دیجے آپ نے بالکل نہ مانا وجہ دوم اور قول آپ کا ذکر شرط اور شروط
اور مشروط یعنی دعویٰ اور برحق ہے لیکن شرط مذکور واسطے بحث مسائل مختلفہ کے کی گئی تھی

جب جانبین نے اُس شرط کو مبحث قرار دیا بعینہ وہی شرط دعوی ہو گئی پس اس دعوی غیر شرط ہونا محالات سے ہے لان سلب الشئ عن نفسہ محال وجہ سوم اور قول آپکا دکہ دعوے کے الفاظ مین تعمیم ہوئی) محض افترا ہے ورنہ اُن الفاظ پر کو اغذات مثل مین نشان دو وجہ چہارم اور قول آپکا (اپنے میری بات کا جواب نہین دیا کہ آپ کن لوگون کو آہ) بڑے تعجب کی بات ہے کہ عبارت ہماری سراسر دال ہے اوپر تعین مدعا کے اُسکے جواب مین آپ نے یہ فرمایا اب آپ ارشاد فرماوین کہ تعین مدعا اگر کسی جسم کا نام ہے تو اُس جسم کو حاضر کر دین وجہ پنجم مذمت سکان حرمین کا جو آپ کئی روز سے ورد کر رہے تھے اب جب آپ سے دلیل اُسکی طلب کی گئی تو اُسکو اجنبی بات فرمانے لگے اسکی مثل یہ ہے ایک شخص اپنے لڑکے سے بر وقت آپڑنے کسی واردات کے منکر اُسکی ولدیت کا ہو جاوے اور اب جو آپ لکھتے ہین کہ آپ پر دلیل پیش کرنا لازم ہے برحق سو ہم دو روز سے دلیل اپنی پیش کر رہے ہین لیکن آپ کو مدعی مذمت زبانی ہونا اور دلیل پیش نکرنا بعید مناظرہ سے ہے کیونکہ مناظرہ مین یہ شرط نہین کہ جس چیز کا دعوی زبانی ہوا اُسکے واسطے دلیل بیان نکری اور آپ کئی جگہ اپنے آپ کو سائل سے تعبیر کرتے ہین اور حالانکہ مراد سائل سے علم مناظرہ مین وہ شخص ہے کہ جو مقابلہ مدعی کا بعد قائم ہونے دلیل کے کرے تسلیم کرنا دعوے کا بعد اقامت دلیل کے شان سائل سے نہین قال فی الرشیدیۃ السائل من نصب نفسہ لنفی الحکم پس آپ کا سائل ہونا خبر نہین کہ کس علم سے مستنبط ہے اُس سے آگاہ کرے اب آپکو لازم ہے کہ مذمت کی دلیل پیش کرو آیۂ تفضیلت اہل حرمین کی دلیل جو آپ کے روبرو کئی دفعہ بیان ہو چکی تحریری میری لے لینا تا دونون کو منصف کے پاس روانہ کیا جاوے اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ صدق کو ہاتھ سے نہ دے خصوصًا مناظرۂ شرعیہ مین قال اللہ تعالیٰ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل یکب الناس فی النار علی وجوہہم الا حصائد السنتہم واللہ اعلم وعلمہ اتم

جواب اگر آپ نے انصاف لاطائل کلام ہونے کا سپرد ناظرین کیا تھا تو بیان وجوہ ایک لاطائل امر تھا اس لیئے اُنکا جواب ضروری تو نتھا لیکن بنظر اُسکے کہ عوام الناس دھوکا نہ کھاوین لکھا جاتا ہے دجواب وجہ اول) باوجود اُسکے کہ آپنے احادیث فضائل مدینہ پڑھے ہین اور شرط ثالث مین منصفی علما کی چاہتے تھے ولیکن دعوی آپ کا یہ تھا کہ مکہ ایسی جگہ ہے جہان کوئی حیثیت

رہنے نہین پاتا وہان کے سبھی لوگ اچھے ہوتے ہین جسکے مقابلہ مین مین نے تقسیم کی اور کہا کہ
مکہ اور مدینہ پر کئی زمانے آئے ایک زمانہ قبل نبوت یا ہجرت ہونے کی کہ اُس مین کفر ظاہر تھا پھر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ کہ اُسوقت بھی بعض منافق موجود تھے جسپر وہ آیۃ پڑھی تھی
پھر وہ زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا اُس مین بھی بعض اطراف کے لوگ مرتد ہو گئے تھے
جنکو حضرت صدیق اکبر نے مارا اور بعض نے اکابر صحابہ کو جیسے حضرت عثمان رضا اور حضرت عمر رضکو
شہید کیا پھر خلفاء کے مابعد کا زمانہ ہوا جس مین یزید پلید کے لشکر سے حرکتین بیجا زنا و قتل مدینہ مین
سرزد ہوئین اور مکہ مین عبدالملک نے چڑہائی کی ان دلائل سے مین نے آپ کے اس عام دعوے کو
توڑا جو آپ فرماتے ہین کہ مکہ مین جو رہتے ہین اچھے ہوتے ہین میرا صریح کلام یہ ہے کہ ہمارے
دین و ایمان کا رکن ہے ولیکن وہان کے سبھی لوگ ہمیشہ یکسان نہین رہے اب فرمائیے آپ کی
درخواست منصفی سے یہ کہان لازم آتا یا سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے بر وقت بیان فضائل ساکنان
مکہ کے اُن ساکنان مین قید علماء و فضلاء کی لگادی ہو اور میرا نہ لکھنا اُن آیات کو جو مین نے
منافقون کی مذمت مین بیان کی تھین اس لیئے تھا کہ بدون تقرر شروط اور تقرر مبحث مقصود
لکھنا لکھنا محال ہے اب جو آپ پہلے اپنے دعوے کا ثبوت لکھ چکین گے اور مجھے آپ کے خلاف
مین کچھ تحریر ہوگا تو مجھے بہتری آیتین لکھدونگا (جواب وجہ دوم) وہ شرط اگرچہ پیچھے کر ایکدعوی
ہوگئی ہے ولیکن بوقت اول دعوے کے وہ مغائر تھی (جواب وجہ سوم) آپ کا افترا لکھنا منجملہ
افترا ہے اور جو آپ کا عذرات مثل مین اسقا نشان چاہتے ہین محل تعجب ہے وہ تو گفتگو زبانی
تھی مثل کہان ہے جس سے نشان دون مثل تو وہی ہوئی جس مین آپ مدعی فضیلت ساکنان
حرمین کے باب منصفی مین ہو ہے (جواب وجہ چہارم) آپ کی کسی لفظ سے تمام تحریر مین بھی
اس بات کی بو نہین آتی ہے کہ آپ حرمین کے ساکنان ہر زمانہ کے بہتری کے باب منصفی مین مدعی
ہین یا خاص قرون ثلثہ کے یا آجکل کے لوگون کی جس سے کہ میرا سوال ہے جس جگہ وہ عبارت
ہے جس سے یہ بات سمجھی جاوے وہان سے ایک سطر تحریر فرماوین (جواب وجہ پنجم) مین مذمت
تمام ساکنان حرمین کا مدعی نہین ہون کیونکہ سبھی وہان کے بُرے ہین تمام لوگ مسلمان و ہنود حاضرین
مجلس جانتے ہین کہ مین کہتا ہون کہ وہان بھلے لوگ بھی ہین اور بُرے بھی ہین اور کہتا ہون کہ

اُس جگہ کے اچھے ہونے سے وہان کے سبھی لوگون کا اچھا ہونا لازم نہین آتا ہے اور یہ بھی میرا کہنا بطور
دعوے کے نہین تھا بلکہ بطور نقض کے آپکے دعوے مین تھا اور وہ بھی پہلے زبانی گفتگو مین ہو چکا اور
جب سے گفتگو تحریری شروع ہوئی ہے مین کسی امر کا مدعی نہین رہا آپ سے تعین دعوی اور اُسکی
دلیل کا سوال کرتا ہون اور اس بات پر مستعد ہون کہ جب آپ اپنے دعوی پر دلیل قائم کرین تو پھر مین
نظر کرون کہ آپ کے کلام مین تقریب تام ہے یا نہین اگر دلیل سے آپ کا دعوی ثابت پاؤن تو مان جاؤن
ورنہ سائل بنجاؤن اور اُسکے نفی کی درپے ہو جاؤن اور اس کا رد لکھون اس اعتبار سے مین
سائل مصطلح ہو سکتا ہون۔ جناب من جب مین آپکے دعوے کی اوکھاڑنے کے درپے ہو گیا
تو سائل ہون گا یا نہین علاوہ یہ کہ وہ تعریف سائل مصطلح فن مناظرہ کی ہے اور لغتا ہر بات پوچھنے والے کو
سائل کہتے ہین جیسا کہ میرا سوال اول اسی اطلاق سے سوال ہو سکتا ہے اور ایسے ہی سائل بھی
مجیب کو دلیل طلب کرنا نہین آتا اور جو آپ نے کہا ہے کہ تسلیم کرنا دعوے کا بعد قائم ہونے دلیل کے
شان سائل سے نہین ہے معلوم نہین میرے کس بات کی جواب مین ہے میرا سائل رہنا بعد
قائم ہونے دلیل اور تسلیم دعوے کی میرے کس کلام سے مفہوم ہوتا ہے یہ تو جواب ہے
آپکا اعتراض کا اگر آپکے کلام کے ضمیمہ کو دیکھتا ہون تو اُس مین بھی مجھے کئی وجہ سے کلام ہو لیکن
مین اس جگہ اس بحث نوعی کو فضول جانتا ہون اسی واسطے جب آپ نے جملہ السائل من انصب نفسہ مین
سین سے پڑھا تھا اور ترجمہ بھی اُس کا یہ کیا تھا کہ نسبت کرے تو درگذر کر کے زبانی آپ کو اس
غلطی پر متنبہ کر دیا اور آپ ہی کے قلم سے سین کو صاد بنوا دیا اگر مجھے لفظی بحث منظور ہوتی تو خاموش
رہتا اور آپکی تحریر کے جواب مین تفصیل و تطویل کرتا یہ جوابات آپ کے وجوہات کے ہین
آپ مطلب کی بات کا جواب دیتا ہون آپ نے پھر وہی بات کی اور اپنے دعوے کی دلیل پیش نہ کی
اور مجھ سائل سے دلیل مانگی اور جو آپ فرماتے ہین کہ ہم دو تین دن سے دلیل پیش کر رہے ہین
یہ بڑی دلاوری کی بات ہے کہ آپ برملا خلاف واقعہ اظہار کرتے ہین اسکی کیا مثال دون شرم
آتی ہے مین دلیل مانگتا ہون آپ اپنے فتوے کو اپنے ہاتھ مین رکھکر دور سے دیتے ہین ہر چند
آپ سے سبھی لوگ یہانتک کہ سرکاروالا صاحب بھی کہہ رہے ہین کہ آپ فتوی دین اور اپنے دعوے کا ثبوت
پیش کرین آپ فتوی میرے ہاتھ دیتے نہین پھر کس طرح فرماتے ہین کہ مین دو تین روز سے دلیل

پیش کر رہا ہون اور مجھسے دلیل مذمت چاہتے ہین یہ محال ہے۔ مین اس گفتگو مین جس مین تحریر ہوتی ہے مذمت کا مدعی نہین۔ جو پیچھے زبانی کہا تھا سو دوسری بات ہے جسکی تشریح جواب دفعہ اول مین گذری اس گفتگوء تحریری کو اس سے کوئی علاقہ نہین اور باوجود اسکے مین اسی جواب مین اس اپنی دلیل کو لکھ بھی چکا ہون اب تو ضد چھوڑ دیجیے اور اپنے دعوے کا ثبوت تحریری دیجیے جس کا آپ نے وعدہ آخر تحریر مین کیا ہے مین اسکو دیکھکر تسلیم کر دن یا رد کرون پھر اسکو منصف کی طرف بھیجا دین اگر اس امر کے سوا کوئی اور بات پیش کرینگے یعنی پھر وہی باتین لاطائل کرینگے اور اپنا ثبوت پیش نہ کرینگے تو میری طرف سے اس بات مین خطاب سے اعراض ہی مین ایسی باتون کو لائق جواب نہین جانتا اس بات کا انصاف ناظرین پر رہے اور جو آپ نے اپنی تحریر مین آیت اور حدیث لکھی ہین اسی پر خود بھی عمل کرتے تو اتنی فضول باتین بعید از مطلب اور مخالف واقع زبان قلم سے نہ نکالتے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم بھی قرآن ہی کی آیت ہے آپ اگر اس مسئلہ مین سوا ایسے قیل و قال کے آپ کو کوئی بات نہین آتی تو آپ دوسرے مسئلہ مین بحث کریں جیسے رفع یدین و آمین بالجہر اور مثل اسکے اور اگر وہ بھی منظور نہین تو میری طرف سے سلام ہے (جواب) اگرچہ جواب دینے کی حاجت نہین لیکن بنظر فائدہ عامہ کے جواب بطور اختصار لکھا جاتا ہے لکھنا وجوہ کا واسطے اصل لاطائلیت کے نہین ہوا بلکہ واسطے وضاحت لاطائلیت کلام خصم کے لکھی گئین ہمنے کہین تحریراً یا تقریراً یہ دعوی نہین کیا کہ ساکنان حرمین شریفین قبل اسلام بھی بہتر تھے ورنہ کوئی تحریر سند مین پیش کر دیا حضار مجلس سے گواہی دلوا دو جیسا کہ ہمنے گواہ تحریری شرط ثالث کی پیش کیے اور جو واقعات قتل ابن زبیر اور یزید کے پیش کیے ان کا مقابل مین احادیث نبویہ کے مثل ان الدین لیارز الی الحجاز کما تارز الحیۃ الی جحرہا وغیرہ کے جو صحاح ستہ اور مشکوۃ مین موجود ہین پیش کرنا شان محدیہ سے بعید ہے آپ تو فرماتے ہین کہ ہمارے نزدیک بجز قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ کے کوئی دلیل نہین ہے اب واقعات کو کیون بیان کرتے ہو علاوہ برین آنکہ واقعات مذکورہ سے بجز مظلومیت انکی کے اور کچھ ثبوت نہین ہوتا یعنی عبد الملک وغیرہ نے مکہ اور مدینہ پر چڑھائی کرکے سکنات حرمین [illegible] ساتھ ہی انکے ان شدائد سے نسبت ... سکنائے حرمین کی [illegible] ہوئی لقولہ

علیہ السلام اشد البلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ ہم اُنکی عصمت کے
مدعی نہین ہوے تا ہمپر کوئی اعتراض لازم آوے اور جو آپ نے حدیث زنا کرنے ماعز کے
بطور اہانت سکنائے حرمین کے بیان کی تھی جو حقیقت مین طعن صحابہ پر ہے اُسکے جواب مین
مین نے بھی کہا تھا کہ ہم اُنکی معصومیت کا دعوی نہین کرتے اور اب آپ جو فرماتے ہین کہ
بعضے لوگ وہان کے اچھے ہین اگر مراد اس سے علما ہین تو اُنکی منصفی سے منحرف کیون
ہوتے ہو اگر ذمی علم مراد نہین تو اُسکی سند قرآن وحدیث سے پیش کرو اور اگر دعوی سے
آپ نے اپنی عبارت مین دعوی عام فضیلت کا مراد لیا ہے تو اُسکا مشروط ہونا ساتھ شرط الثلث
ہمارے کے محالات سے ہے للزومہ شرطیۃ الشئ لنفسہ ولغیرہ وان اختلج فی صدرک بعد ذلک شئے
فاقرأ قولہ تعالی ان اللہ علی کل شئی قدیر فلیتامل فانہ دقیق وبالتامل حقیق آپ جو فرماتے ہین کہ
دعوی سے مین نے دعوی تقریر عام آپ کا مراد رکھا ہے باوجودیکہ یہ افترا محض ہے لیکن واسطے
ہمارے سند کامل ملگئی یعنی اب آپ دعوی تقریر کے سند ہونے کے مقر ہوے پس اب آپ پر
دلیل دعوی مذمت تقریری اپنے کی تحریراً واسطے ملاحظہ منصف کے ضروریات سے ہوئی نظر
المریوغذ باقرارہ ہے اور آپ جو فرماتے ہین کہ ایک سطر واسطے تعین دعوی اپنے کے نشان دو
سو چھٹی تحریر ہمارے مین یہ درج ہے دیکھ لو ہمارا دعوی اول سے یہی ہے کہ علما ی مکہ معظمہ اور
مدینہ منورہ کا اس زمانہ مین منصف ماننا وقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہمارے کے واجب
ہے اطلاق کرنا لفظ سائل کا مقابل لفظ مدعی کے لغویت کو لغو کرتا ہے اور کہنا آپ کا کہ شاید مین تسلیم
کرلون آپ کے سائل ہونے کو باعتبار مایؤل الیہ کے باطل کرتا ہے واللہ ہر محارب کو قتیل یا قاتل جو گا
مقتول ہونا درست ہوتا ہوگا تری اور آپ جو لکھتے ہین کہ مین نے سین کو صاد بنوایا آپ حلفاً
بیان کیجئے کہ جب آپ نے ہماری تحریر سے نقل کی تھی تو اُس مین صاد تھا یا سین اُس مین تو صاد
صاد ہی تھا ہے اور آپ جو فرماتے ہین کہ فتوی ہمارے ہاتھ نہین دیتے کس علم مناظرے کی
کتاب مین درج ہے کہ جو شخص دلائل اپنے زبانی بیان کر چکا ہو اُس کو تحریر کرکے بھی دینا اخیر کو ضروریات
سے ہے جب آپ نے بمقابلہ احادیث فضیلت کے جو مین نے منجملہ اُن پڑھی تھین بعارض ہو
دلائل مذمت کے موافق زعم اپنے کے بیان کیے پس تحریر دلائل کے واسطے ملاحظہ منصف کے

ضرور درکار ہے سو ہم کئی دن سے کہہ رہے ہین کہ مذمت کا فتوی مدلل کرکے تم بھی پیش کرو تا دونون شامل مسل ہوکر منصف کے پاس روانہ کیے جاوین آپ جو بار بار زبان پر لاتے ہین کہ گفتگو فضیلت حرمین کی فضول ہے یہ بات آپ کی بالکل بے سند ہے کیونکہ اکثر فساد عوام کالانعام مین اس واسطے زیادہ برپا ہوتے ہین کیونکہ متبعین مذاہب سند عمل در آمد علماے اور اتقیاے سکناے حرمین شریفین کی پکڑتے ہین اور آپکے فرقے کے لوگ سکناے مکہ کی مذمت کرکے لوگون کی طبیعت کو اشتعال دلاتے ہین اگر آپکو دینا فتوی مذمت کا واسطے ملاحظۂ منصف کے منظور نہین تو ہم فتوی اپنا شامل مسل کرکے منصف کی پاس روانہ کر دیتے ہین اور ختم گفتگو کرکے حضار مجلس کو پیام سلام کا دیتے ہین۔ مدعی فضیلت ساکنان حرمین شریفین۔ مولوی عبد العزیز صاحب۔ سائل مقابل۔ مولوی محمد حسین صاحب لاہوری

خلاصہ تنازع یہ ہے کہ مدعی نے فضیلت ساکنان حرمین کا دعوی کیا سائل نے اسکے جواب مین کہا کہ حرمین کے لوگ منافق وکافر بھی تھے چنانچہ آیۂ ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق وآیۂ الاعراب اشد کفرا ونفاقا اسپر دال ہے بروز مباحثہ سائل نے استفسار کیا کہ آپ فضیلت کلی کے مدعی ہین یا کسی وصف خاص مین اسکے جواب مین مدعی نے کہا کہ مراد فضیلت کلی سے اور وصف سے کیا ہے اور آپ تمسک اس مسئلہ مین کس دلیل سے پکڑوگے سائل نے شرح کی کہ فضیلت کلی عبارت ہے فضیلت سے ہر وصف مین جیسے علم وفہم وتقوی وفضل وسکونت وغیرہ اور وصف خاص ایک صفت ان صفتون سے اور یہ کہا کہ میرا تمسک کرنا آپ کو ابھی کہان معلوم ہوا ہے تو سائل ہون آپ مدعی ہین آپ جس دلیل سے تمسک کرینگے مین جواب دونگا مدعی نے کہا کہ جبتک آپ کوئی دلیل ادلۂ شرعیہ مین سے منظور نہ کرینگے جواب متعذر ہے اس لئے آپ کو لازم ہے کہ آپ اپنا تمسک بیان کرین تا جواب دیا جاوے اور آپ نے جو کل آیت مذمت اہل مدینہ مین اور مذمت عرب مین پڑھی تھی اس کو بھی مذمت مین سند جانتے ہین یا اس سے رجوع ہے سائل نے کہا کہ میرے سامنے دلیل پیش کرنے کی اس وقت حاجت ہوگی جب مین آپ کے دعوی فضیلت کا منکر ہونگا اور چونکہ ابھی تک محل نزاع مقرر نہین ہوا اور میرا انکار یا تسلیم مانا نہ گیا تو ابھی دلیل پیش کرنے کی حاجت نہین شاید مین آپکے دعوے کو مان لون جس وقت مین آپکے دعوی کا منکر ہونگا اس وقت آپ دریافت کیجئے تاکہ تم ہوتی دلیل مانگنے ہوا اور آیت سے جو مین نے کل دلیل پکڑی تھی وہ مذمت مین ان لوگون کی تھی جو آنحضرت صلعم کے

وقت مین منافق تھے چنانچہ مین نے تقسیم کی تھی کہ مکہ و مدینہ کے لوگ کئی قسم پر ہین ایک وہ جو پہلے آنحضرتؐ کے کافر تھے دوسرے وہ جو حضرتؐ کے زمانہ مین کافر تھے اور یہ کہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بھی مدینہ مین منافق موجود تھے جس پر وہ آیت پیش کی تھی مدعی نے کہا کہ آپنے جو آیت مقابل ہمارے مناظرہ مین بیان کی تھی اگر مراد آپ کی وہی تھی جو آپ فرما رہے ہین پس آپ سے خطا ہوئی کیونکہ جو حدیثین ہمنے فضائل مین بیان کی تھین اُنکا یہ مضمون نہ تھا کہ قبل زور اور نصرت اسلام کے ثبوت فضیلت کا ہو پس یہ اہل علم سے بعید ہے اور اگر مراد آپکی بعد تقرر اسلام کے بھی ہو پس اس سے تکذیب احادیث کی لازم آتی ہے اور آپ دو تین روز سے جو انکار فضیلت کا کر رہے ہین اس لئے آپ سے دریافت تمسک ضرور ہے سائل نے کہا کہ چونکہ آپنے دعوی معین نہ کیا تھا کہ کس زمانہ کے لوگون کی فضیلت کے مدعی ہین اس لئے مین نے تفصیل و تقسیم کی تھی اور یہ مین نہین کہتا کہ جو مضمون احادیث سے ثابت ہے مسلم نہین اور تقرر اسلام کی حد بیان کرنا آپ پر لازم ہے کہ کس وقت سے وہ زمانہ پایا گیا جب آپ حد بیان کرین گے اُس وقت میرا اقرار یا انکار آپ کو ثابت ہوگا پہلے سے آپ کیون فرماتے ہین کہ تم بعد تقرر اسلام کے منافقون کا وجود مدینہ مین تجویز کرتے ہو مین دو تین روز سے مطلق فضیلت کا منکر نہین آپ وصف معین بیان کرین کہ کس فضیلت کے مدعی ہین شاید اُس کا مین منکر نہ ہون جب آپ منکر پا دین اُس وقت مجھ سے دلیل لائق تمسک کا سوال کرین مدعی نے کہا کیا یہ عجب العجاب ہے کہ آپکے سامنے جب حدیثین فضائل کی بیان ہوئین اور مضمون احادیث کا صریحا دلالت کرتا ہے کہ مراد زمانہ نفاق و کفر کا نہین پھر ایسی آیت مقابل احادیث کے بیان کرنا صریح غلطی ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ دعوی فضیلت کل سکان حرمین کا بعد استیلاء و تقرر اسلام کے ہے نہ زمانہ کفر و نفاق مین خیراب چونکہ ادعاء مذکور سے انکار کیا چاہتے ہین انکار کو بجائے توبہ کے قرار دیا اور فضائل حرمین شریفین کے بالفعل بھی جو احادیث سے ثابت ہین کئی قسم کے ہین لیکن مقصود یہ ہے کہ جب علماء اطراف و دیار مین کسی مسئلہ کا اختلاف ہو پس اُس صورت مین یہ امر افضل و بہتر ہے کہ حرمین کے علماء کو منصف قرار دیا جاوے چنانچہ مجموعۂ احادیث مشتملۂ استفتا جو پیش کیا جاتا ہے اس امر پر دال ہین سائل نے کہا چونکہ آپنے

دعوی عام کیا تھا اور دلیل خاص فضیلت زمانہ تقرر اسلام کے لائے تھے اس لیئے آپکے دعوی کے مقابلہ مین مین نے تقسیم کی تھی اور وہ آیت بمقابلہ آپ کے عموم دعوے کے تھی نہ خصوص دعوے کی خیر آپ اس دعوی عام کو چھوڑتے ہین تو مین آپ کے اس امر کو بجائے تو یہ قرار دیتا ہون اور جو آپنے اب دعوی کیا ہے کہ ہم اس وصف مین مدعی ہین کہ منصفی مقدمات مین مین وہ افضل ہین اور اس دعوے پر آپنے احادیث منضمہ فتوی پیش کی ہین سو مین کہتا ہون کہ اس دعوے مین یہ بات تعین طلب ہے کہ کس زمانہ کے لوگ افضلیت کے محل ہین ہر زمانہ کے یا خاص قرون ثلثہ کے یا آجکل کے آپ تعین فرماوین تو آپ کا فتوی دیکھا جاوے گا مدعی نے کہا ہمارا دعوی اول سے یہی ہے کہ علماء حرمین کا اس زمانہ مین منصف قرار دینا بروقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہمارے کے چاہیے واسطے اس امر کے شرط تیسری ہمارے منجملہ شرائط مشمولہ اصل جو قبل انعقاد شرائط سرکار کے داخل کی گئین بحقین شاہد عدل ہے کیونکہ بسبب ماننے اس شرط کے یہ بحث شروع ہوئی تھی اور وہ یہ تھی (شرط سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار باقی رہی تو واسطے انفصال کے علمائے مکہ اور مدینہ کو منصف قرار دیا جاوے) اب آپ کو لازم ہے کہ یا تو منصفی علمائے حرمین کی منظور کرین یا ایک فتوی ثبوت مذمت سکان حرمین مین یعنی جو علما اور اتقیا اور مومنین وہان کے موجود ہین تحریر فرماوین سائل نے کہا بیشک آپنے شرط مین منصفی کا ذکر کیا تھا لیکن جب آپنے عام دعوی کیا تو عام ساکنان مکہ کی فضیلت کے مدعی ہوے اور بہت ظاہر ہے کہ شرط اور امر ہے اور مشروط یعنی دعوی جسکے لیے شرط مقرر کی گئی تھی اور امر یہ لازم نہین کہ شرط مین تصریح فضیلت علماء کی ہونے سے مشروط مین بھی وہی تصریح سمجھی جاوے اس سے سب کو ثابت ہوگا کہ آپ اس دعوی عام سے رجوع کرتے ہین خیر مین اس بات کو انصاف ناظرین پر چھوڑ کے مطلب کی بات کا جواب دیتا ہون کہ آپنے میری بات کا جواب نہین دیا کہ آپ کن لوگون کو اس فضیلت کا جو احادیث فتوی سے ثابت ہے محل قرار دیتے ہین ہر زمانہ کے لوگون کو یا قرون ثلثہ کے یا آج کل کے جب آپ تعین کیجئے گا مین نظر کرون گا اگر وہ لوگ واقعی آپکی احادیث فتوی کے مصداق ہین تو مین مان جاؤن گا ورنہ اُس مین عذر کرون گا آپ ابھی مجھ سائل سے تسلیم اپنی بار دگر کیون چاہتے ہین مدعی نے کہا کہ جانبین کی عبارت کو منصف خود تحقیقات کر لیگا

آپنے لکھا ہے کلام لاطائل ہے جس امر کے آپ مدعی تھے اُسکی دلیل پیش کیجیئے ورنہ آپ کو اختیار ہے
سائل نے کہا مین ابھی التماس کر چکا ہون کہ لاطائل ہونا کلام ہر شخص کا سپرد ناظرین ہونا چاہیئے
اور جو مجھے آپ مدعی بناتے ہین اور مجھسے دلیل طلب کرتے ہین محل تعجب ہے وہ کون لفظ میری
اس تحریر مین ہے جس سے میرا مدعی ہونا کسی امر مین ثابت ہوتا ہے ہین تو اب تک سائل اور آپ مدعی
ہین پس آپ پر دلیل پیش کرنا لازم ہے چنانچہ آپنے ایک فتوی بھی دکھایا تھا اب اُس کو کیون
چھپاتے ہو آیندہ دعوی مین تعین کرو اور اُس پر ایک حدیث فتوی کی شاہد ٹھہراؤ پھر مجھ سے
دریافت کرو کہ تو اُس کو مانتا ہے یا نہین بعد ازان مدعی نے وجوہ لاطائلیت کلام سائل کا بیان کرنا
شروع کیا چند وجوہ سے ایک یہ کہ قول سائل کا دولیکن جب آپنے دعوی کیا تھا تو عام کیا تھا
محض بے سند ہے کیونکہ جب اول ملاقات سردار صاحب کے حضور مین ہوئی تھی اور شرائط باہمی علحدہ
علحدہ سردار صاحب کو حوالہ کی گئین تھین اور ہماری تیسری شرط منجملہ شرائط ستہ کے یہ تھی کہ شرط
سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار باقی رہی تو واسطے انفصال کے علماء مکہ اور مدینہ منصف مقرر کیے جاوین
اس شرط کو آپنے نامنظور فرمایا بلکہ سکان حرمین کو فاسق وغیرہ الفاظ سے یاد فرمایا مین نے جواباً
کئی حدیثین فضیلت کی پیش کین کہ ہم بموجب ان احادیث کے علماے حرمین کو منصف قرار دیتے ہین
آپنے اُسکے جواب مین بجز واقعات کے کوئی حدیث پیش نہین کی دوسرے روز روبرو سردار صاحب
کے مجمع عام مین پھر اُسی شرط کا تکرار شروع کیا اُس روز بھی آپ سکان حرمین کی مذمت مین
مدعی ہوے مین نے کھڑے ہو کر مجمع عام مین احادیث فضائل کے بیان کیے آپ نے اُسکے
جواب مین آیۂ الاعراب اشد کفرا ونفاقا وآیہ ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق اور چند واقعات
بیان کیے دوسرے یہ کہ قول آپ کا (شرط اور شئے ہے اور مشروط اور ہے) حق ہے لیکن شرط مذکور
واسطے بحث مسائل مختلفہ کے کی گئی تھی جب جانبین نے اُس شرط کو مبحث قرار دیا بعینہ وہی
شرط دعوی ہو گئی تیسری وجہ یہ کہ قول آپ کا کہ دعوے کے الفاظ مین تعمیم تھے محض افترا ہے ورنہ
اُن الفاظ کو مسل مین نشان دیجیے چوتھی وجہ یہ کہ قول آپ کا کہ آپنے میری بات کا جواب نہین دیا
بڑے تعجب کی بات ہے کہ جو عبارت ہماری سراسر دال ہے اوپر تعین مدعی کے اُسکے
جواب مین آپنے یہ فرمایا پانچوین وجہ یہ کہ مذمت سکان حرمین کا جو آپ کئی روز سے ذکر کر رہے تھے

اب جب دلیل آپ سے طلب کی گئی تو اسکو اجنبی بات فرمانے لگے اور اب کئی جگہ آپ اپنے کو
سائل سے تعبیر کرتے ہین حالانکہ مراد سائل سے علم مناظرہ مین وہ شخص ہے جو تابلہ مدعی کا بعد
قائم ہونے دلیل کے کرے تسلیم کرنا دعوی کا بعد اقامت دلیل کے شان سائل نہین قال فی
الرشیدیۃ السائل من نصب نفسہ لنفی الحکم اب آپ کو لازم ہے کہ مذمت کی دلیل پیش کیجیے فضیلت
کی دلیل جو بیان ہو چکی تحریری میری لے لینا تا دونون منصف کے پاس روانہ کی جاوین بعد اسکے
سائل نے جواب مین کہا کہ آپکی وجہ اول کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ شرط ثالث مین منصفین علما کی
چاہتے تھے لیکن دعوی آپ کا یہی تھا کہ مکہ ایسی جگہ ہے جو ان کوئی خبیث رہنے نہین پاتا وہانکے
سبھی لوگ اچھے ہوتے ہین جس کے مقابلہ مین مین نے تقسیم کی تھی اور کہا تھا کہ مکہ اور مدینہ پر کئی زمانے
آئے ایک زمانہ قبل نبوت کہ اُس مین کفر ظاہر تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ کہ اسوقت
مین بعض منافق موجود تھے جس پر آیت پڑھی تھی پھر وہ زمانہ جو حضرت کے بعد ہوا اُس مین بھی بعض
اطراف کے لوگ مرتد ہو گئے تھے پھر خلفاء کے مابعد کا زمانہ ہوا جس مین یزید پلید کے لشکر سے
حرمتین بیجا سرزد ہوئین اور مکہ پر عبد الملک نے چڑھائی کی ان دلائل سے مین نے آپکے
دعوی عام کو توڑا اور جواب وجہ دوم کا یہ کہ اگرچہ شرط پیچھے کو ایک دعوی ہو گئی تھی ولیکن اول
دعوے کے وہ مغائر تھی اور جواب وجہ سوم یہ ہے کہ آپ کا افترا کہنا محض افترا ہے وہ گفتگو
زبانی تھی کہ جس مین دعوی عام تھا مسل کہان تھی جس مین نشان دیا جاوے مسل تو پیچھے ہوئی
جس مین آپ مدعی فضیلت سکان حرمین کے باب منصفی مین ہوئی اور وجہ چہارم کا جواب یہ ہے
کہ آپ کی کسی لفظ سے تمام تحریر مین بو بھی اس بات کی نہین آتی کہ آپ حرمین کے ساکنان ہر زمانہ
کے بہتری کے باب منصفی مین مدعی ہین یا خاص قرون ثلثہ کے یا آج کل کے لوگون کی اور
جواب وجہ پنجم کا یہ ہے کہ مین مذمت عام ساکنان حرمین کا مدعی نہین ہوا تمام لوگ حاضرین
مجلس جانتے ہین کہ مین کہتا ہون کہ وہان بھلے لوگ بھی ہین اور بُرے بھی ہین اور کہتا ہون
کہ اُس جگہ کے اچھے ہونے سے وہان کے سبھی لوگون کا اچھا ہونا لازم نہین آتا اور یہ بھی میرا کہنا
کچھ بطور دعوے کے نہ تھا بلکہ بطور نقض کے آپکے دعوی کے تھا اور جب سے گفتگو تحریری شروع
ہوئی مین کسی امر کا مدعی نہین ہوا آپ سے تعیین دعوی اور دلیل کا سوال کرتا ہوں اور سائل تھا

ہر بات پوچھنے والے کو کہتے ہین اس نظر سے اطلاق سائل کا مجیب ہو سکتا ہے اور جو آپ فرماتے ہین کہ مین دو تین روز سے دلیل پیش کر رہا ہون بڑی دلاوری کی بات ہے کہ آپ برخلاف واقع اظہار کرتے ہین مین جب دلیل مانگتا ہون آپ اپنے فتوے کو اپنے ہاتھ مین رکھکر دور سے دکھا دیتے ہین مین کہتا ہون کہ فتوے مجھے دیجیے مین اُسکو قبول کرون یا رد کرون آپ نہین دیتے ہین بعد اُسکے مدعی نے کہا کہ ہمنے کہین تقریرًا یا تحریرًا یہ دعویٰ نہین کیا کہ ساکنان حرمین قبل تقرر اسلام بھی بہتر تھے اور واقعات قتل ابن زبیر اور یزید کے مقابل احادیث نبویہ پیش کرنا شان محمدیہ سے بعید ہے آپ تو فرماتے ہین کہ ہمارے نزدیک بجز قرآن وحدیث واجماع صحابہ کے کوئی دلیل نہین پھر واقعات کو کیون بیان کرتے ہین علاوہ اسکے ان واقعات سے بجز مظلومیت اہل حرمین کے اور کچھ ثابت نہین ہوتا اور یہ امر ظاہر ہے کہ ہم اُنکی عصمت کے مدعی نہین ہوے تا ہمپر کوئی اعتراض لازم آوے اور اب جو آپ فرماتے ہین کہ بعض لوگ وہان کے اچھے ہین اگر مراد اس سے علما ہین تو اُنکی منصفی سے منحرف کیون ہوئے اور ہمارا دعویٰ اول سے یہی ہے کہ علماے مکہ اور مدینہ کا اس زمانہ مین منصف ماننا وقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہمارے کے چاہیے اور آپ جو فرماتے ہین کہ فتوی ہمارے ہاتھ نہین دیتے یہ کس کتاب مین مناظرہ کے درج ہے کہ جو شخص اپنے دلائل زبانی بیان کرے اُسکو تحریر کر کے بھی خصم کو دینا ضرور ہے فقط

تقریر فیصلہ چونکہ متخاصمین اس فقیر سراپا تقصیر کے انصاف ومحاکمہ پر راضی ہوے یقین ہے کہ جو امر مین انصافا بلالحاظ احد الجانبین تحریر کرون گا اُسکو دونون پسند فرماوین گے اور بعد نظر غائر وفکر وافر کے میری تحریر کو محض انصاف واظہار حق تصور فرماوین گے بنائً علیہ امتثالاً للامر مین متوجہ انصاف ہوتا ہون اور امر مکنون کو ظاہر کرتا ہون مخفی نہ ہے کہ متخاصمین کے تقریرات امور زائدہ پر کہ بمراحل داب مناظرہ سے دور ہین مشتمل ہین ان سب سے قطع نظر کر کے بعد بمعائنۂ تقریرات طرفین کے جو امور واضح ہوئے اُسکو درج صحیفۂ ہذا کرتا ہون اول مدعی کو لازم تھا کہ اولاً دعویٰ کی تنقیح کما حقہ فرماتے اور دعویٰ فضیلت سکان حرمین کا علی سبیل التعین عموماً یا خصوصاً فرماتے اور سکان کے تقیید ساتھ علماء کے اور فضیلت کا تعین کہ غرض باب انصاف مین ہے اور تعین زمانۂ فضیلت کرتے تا سائل کو موقع تطویل بحث کا نہ ملتا اور بوجہ

صرف ہو جانے زمانۂ تقریر کے امور غیر مقصود میں امر مقصود فوت نہو تا دوسرے دوم اگرچہ مدعی سے
بوقت تقریر دعویٰ عامہ بلا تعین کیا ہو مگر قرائن حالیہ و مقالیہ تقریرات سابقہ و شرائط
سالفہ کے لحاظ سے یہ امر بدیہی ہے کہ غرض اُنکی اثبات فضیلت علماء اسلام حرمین تھی اسلام
مسلم و دلیل ساطع اس امر پر ہے کہ وہ کفار اور منافقین اہل حرمین کو افضل نہیں کہہ سکتا اور
عقل عاقل مقتضی اس امر کی ہے کہ یہ دعویٰ سوائے مجنون یا زندیق و ملحد کے کسی سے نہیں ہو سکتا
پس گو دعویٰ مدعی عام ہو کہ شامل جملہ ساکنان حرمین ہو مگر قرائن واضحہ عقلیہ دال اس امر پر
کہ وہ خاص ساتھ ساکنان حرمین بعد تقرر اسلام کے بلکہ ساکنین مسلمین کے بلکہ علمائے مسلمین
حرمین کے ہے علی الخصوص مابین متخاصمین کے قبل اس تقریر کے مذاکرہ مشروط ہو چکا تھا
اور شرط ثالث میں یہ مضمون مندرج تھا کہ بعد گفتگو کے اگر تکرار جانبین باقی رہے تو واسطے
انفصال کے علماء مکہ و مدینہ کو منصف قرار دیا جائے اور اگرچہ وہ شرط محل بحث واقع ہو گئی اور
وقت مباحثہ کے مدعی نے دعویٰ مطلقا کیا لیکن قرینۂ سابقہ سے ظاہر ہے کہ غرض اُس کی
اس دعوے سے اجرا اُسی شرط کا تھا پس بالضرورۃ دعویٰ اُس کا خاص ہوا اگرچہ اُسنے بوقت
دعویٰ برخلاف داب مناظرہ اجمال کیا پس ایسی حالت میں سائل کو ہرگز نہیں لازم تھا کہ بعرض
نقض دعویٰ عامہ کے آیۃ الاعراب اشد و من اہل المدینۃ وغیرہ کی تلاوت کریں یا قصص فتنہ
بیان کریں اس واسطے کہ سائل کو مدعی سے تعین دعویٰ و تعریفات مفردات دعویٰ وغیرہ
اُس وقت کرانا چاہیئے جب علم اُس کا نہو اور اگر باوجود علم کے طلب کرے گا تو یہ مکابرہ یا عناد ہوگا
جیسا کہ ابحاث باقیہ وغیرہ میں مصرح ہے اور مانحن فیہ میں علم اس امر کا کہ دعویٰ خاص ساتھ علمائے
حرمین کے ہے بدلالت حال و مقال ہر کس و ناکس کو حاصل ہے پس مقابلہ سائل کا ایسی
صورت میں خارج از مناظرہ ہے سوم ہرگز سائل کو بمقتضائے مناظرہ نہیں لائق تھا کہ آیات
مذمت کفار و منافقین حرمین کے تلاوت کرتے مگر بعد اسکے کہ اُنسے یہ امر خلاف داب مناظرہ ہوا
مدعی کو دلیل مذمت سکان حرمین سائل سے طلب کرنا اور سائل کو مدعی مذمت ٹھیرانا خلاف
داب مناظرہ ہے اس وجہ سے کہ ہر ذی عقل اس امر کو جانتا ہے کہ غرض سائل کی اس تلاوت
وغیرہ سے صرف نقض عموم و اطلاق دعویٰ مدعی تھا نہ دعائے مذمت سکان حرمین

یا منقصت علماے حرمین چہارم یہ کہ سائل نے جو بمقابلۂ اطلاق دعوی کے وقائع یزید وعبد الملک
بن مروان بیان کیے وہ خارج از بحث ہین اس وجہ سے کہ اُن وقائع مین کوئی امر شرارت و
خباثت کا اہل حرمین سے نہین ہوا تھا بلکہ اُنپر غلبہ مفسدین کا ہوا تھا پنجم تعیین دعوی جو مدعی نے
بعد چند تقریرات کے کیا یعنی یہ کہ دعوی فضیلت علماے حرمین کا باب انصاف مین ہے اگرچہ یہ
اُنکی شرط سابق سے معلوم ہوتا تھا مگر وقت بحث کے ابتدا سے اُسکی توضیح ضرور تھی کہ سائل کو
موقع سوال کا نہوتا اور وقت دعوے کے اسکا اجمال اس غرض سے کہ جب خصم انکار اس
دعوے کا کرے گا حضار مجلس سے کہدیا جاوے گا کہ دیکھیے یہ مکہ اور مدینہ کے لوگون کی فضیلت سے
جو نصوص صریحہ سے ثابت ہے انکار کرتے ہین اور خلاف احادیث اعتقاد رکھتے ہین شان
ارباب مناظرہ سے نہین ہے ششم باوجود استفسار سائل کے مرۃً بعد اخری مدعی نے صاف
بیان نہ کیا کہ دعوی فضیلت علماے حرمین کا من حیث الانصاف آج کل کے علما کے باب مین ہے
یا قرون ثلثہ کے علما کے باب مین یا بہ نسبت ہر زمانہ کے ہے یہ امر خلاف داب مناظرہ ہے
جب سائل استفسار امر ضروری کا کرے مدعی پر اُس کا جواب صاف دینا لازم ہے اور اُس مین
لیت ولعل کرنا خالی مجادلہ ومکابرہ سے نہین ہے مدعی نے اُسکا حوالہ اپنی تقریرات سابقہ پر کیا
حالانکہ کسی تقریر مدعی سے اسکا حال نہین معلوم ہوتا ہے البتہ شرط ثالث کے عنوان سے
اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس زمانہ کے علماے حرمین کے افضلیت انصافیہ کے قائل ہین مگر یہ
نہین معلوم ہوتا ہے کہ آیا یہ امر خاص اسی زمانہ کے ساتھ ہے یا ہر زمانہ مین از ابتداے ظہور اسلام
پایا گیا یا قرون ثلثہ مین یہ وصف ہو کے معدوم ہو گیا پھر اس زمانہ مین اعادۂ معدوم ہوا جبتک
کہ مدعی تعیین دعوی صاف صاف نہ کرے دعوی کیونکر متقرر ہو گا اور سائل کس طرح دلیل مین
نظر کر سکے گا ہفتم بحث کرنا اس امر مین کہ سائل سائل نہین خارج از مناظرہ ہے اگر اصطلاحاً سائل
ولغۃً سائل ہوتے ہین شبہہ نہین ہشتم سائل کا یہ قول کہ مکہ و مدینہ مین اچھے لوگ بھی ہوتے ہین اور بُرے بھی
ہوتے ہین صحیح ہے لیکن منصفی مین افضل ہونا اس کا اثبات ذمہ مدعی کے ہے سائل کے اس کہنے سے نہین
لازم ہے کہ افضلیت من حیث الانصاف کا بھی قائل ہووے نہم فضیلت عرب بحیثیت عرب
ہونے کے اور فضیلت اہل حرمین شریفین کی عموماً اور علماے حرمین کی خصوصاً بسبب تضاعف

ثواب عبادات وکثرت قبولیت حسنات ومغفرت سیئات وبحسب فضیلت موطن ومسکن متفق علیہ ہے
اور اسکا ثبوت بہت سے احادیث صحیحہ واخبار صریحہ سے ہوتا ہے کسی مسلم کی شان سے نہین ہے
کہ ان فضائل کا انکار کرے اور کثرت ثواب طاعات ومغفرت خطیئات وقبولیت عبادات وفیضان
رحم آلہی قرب جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وافضلیت مسکن وموطن مین کسی کو اہل حرمین پر
فضیلت دے باقی امر انصاف وتحقیق مسائل خلافیہ مین اور تنقید وتدقیق دلائل متخالفہ مین پس یہ موقوف ہے
اوپر جودت طبیعت وفرط ذکاوت ووسعت نظر وحسن فکر ووسعت علم وکمال فہم وترک تعصب مذہبی
وقطع تعلق ہوائے قلبی کے پس جب تک یہ ثابت نہو کہ علمائے حرمین ہر زمانہ کے یا کسی زمانۂ خاص
کے ان سب صفات کے ساتھ متصف رہے ثبوت افضلیت بحسب الانصاف مشکل ہے اور
ماہران کتب تواریخ حرمین شریفین مثل العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین وتاریخ المدینہ وغیرہ
وناظران تراجم علمائے متقدمین ومتاخرین پر مخفی نہ رہے گا کہ اجتماع ان سب صفات کا ہمیشہ علم
علمائے حرمین مین نہین پایا گیا بلکہ بعد قرون صحابہ رضی اللہ عنہم کے جس قدر شیوع علم وقوت فہم بلاد
شام ومصر وغیرہ مین پایا گیا حرمین مین اُس قدر نہین پایا گیا دہشتم مدعی نے جو احادیث اثبات
دعوی کے واسطے ذکر کین ہین ثبوت دعوی اُن سے محل تامل ہے حدیث اول صلوۃ فی مسجدی ہذا خیر
من الف صلوۃ فی ما سواہ الا المسجد الحرام ثبت فضیلت مسجد نبوی ومسجد حرام ہے اور اُس سے
فضیلت ساکنان حرمین بحسب تضاعف ثواب عبادات وبحسب شرافت سکونت ثابت ہے اور
اس مین کسی مسلم کو نزاع نہین اور اس فضیلت سے فضیلت من حیث الانصاف لازم نہین ہے بلکہ
من حیث العلم بھی ضروری نہین ہے اور حدیث دوم سے یعنی ان اللہ حبس عن مکۃ الفیل الحدیث شرافت
ذاتیہ بلدۂ مکۂ معظمہ کی ثابت ہے نہ فضیلت علمیۂ سکان اور حدیث سوم یعنی واللہ انک لخیر ارض اللہ
الی اللہ الحدیث سے بھی فضیلت ذاتیہ زمین حرم مکہ کی اور فضیلت اہل حرمین بجہت شرافت مسکن
ثابت ہے نہ فضیلت علمیہ اور حدیث چہارم یعنی ان الدین لیارز الی الحجاز بحسب تصریح شراح حدیث
اُس زمانے سے خبر ہے کہ جس مین استیلاء کفرہ تمام اقالیم مین ہو جائے گا اور قوت دین تمام بلاد مین سے
منتفی ہو جائے گی اُسوقت دین حجاز کی طرف مائل ہو گا اور وہان سے زائل نہ ہو گا اور بعض محدثین
کہتے ہین کہ یہ اشارہ اس طرف ہے کہ دین حرمین قوی رہے گا اور جسطرح سے مداہنت امور دینیہ دوسرے

بدعت شرعیہ اور بلاد مین ہوگا اُس قدر حرمین مین نہ ہوگا علی کل تقدیر اس حدیث سے فضیلت علما من حیث الانصاف نہین ثابت ہوگی کیونکہ بقاے دین اور قلت مداہنت دین شئے دیگر ہے

اور فضیلت انصاف امر دیگر ہے اور حدیث پنجم مین یعنی لا یرید اہل المدینۃ بسوء الا اذابہ اللہ فی النار وعید ہے اُس پر جو اہل مدینہ کو ایذا پہونچاوے جیسے عسکر یزید و عبد الملک بن مروان سے سرزد ہوا فضیلت علما سے کچھ بحث نہین اور مجرد افضل نہ سمجھنا اہل حرمین کو من حیث العلم والانصاف کسی طرح سے داخل ایذا نہین ہان جو شخص اہل مدینہ سے عداوت کرے اور اُنکو ایذا دے اور تحقیر اہل حرمین کی کیا کرے اور اُنکے مذمت کے بیان مین سرگرم رہے وہ البتہ اس وعید مین داخل ہے اور حدیث ششم یعنی لا یدعہا احد رغبۃ عنہا الخ مین مدینہ سے نکل جانے کا اور مدینہ مین رہنے پر شفاعت ہونے کا ذکر ہے مبحث سے کچھ علاقہ نہین اور حدیث ہفتم مین یعنی ان ابراہیم الخ ذکر برکت مکہ و مدینے کا تول و ناپ وغیرہ مین ہے فضیلت علمیہ سے اُسکو کیا علاقہ ہے اور حدیث ہشتم سے یعنی من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیفعل فضیلت موت کی مدینے مین ثابت ہے اور یہ فضیلت علمیہ پر موقوف نہین اور حدیث نہم سے یعنی انما المدینۃ کالکیر شرافت مدینے کی اسطور کی ثابت ہوئی کہ وہ ایسی جگہ ہے کہ وہان منافق او خبیث الباطن بعد تقرر اسلام کے نہین رہ سکتا اور یہ نہین ثابت ہے کہ وہان کا ہر عالم علماے بلاد سے من حیث العلم افضل ہوتا ہے اور بعض شراح حدیث نے اس حدیث کو بھی زمانہ ظہور علامات قیامت کبریٰ پر محمول کیا ہے کہ اُس وقت مین مدینے مین سواے مسلم کامل کے کوئی نہ رہ سکے گا پس عموماً فضیلت نہ ثابت ہوئی اور حدیث دہم یعنی ان اللہ سمی المدینۃ طابۃ کو کچھ دخل مقصود مین نہین نام مدینے کا طابہ ہونا اور چیز ہے اور وہان کے سکان کا افضل ہونا اور چیز ہے اور حدیث یازدہم یعنی آخر قریۃ من قری الاسلام خرابا المدینۃ بھی مقصود سے بیگانہ ہے کیونکہ خبر اس امر کی ہے کہ بوقت خراب عالم و قرب قیامت مدینہ سب بلاد کے بعد خراب ہوگا اُسکو فضیلت سے کیا علاقہ ہے اور حدیث تبغض العرب فتبغضنی اور حدیث من غش العرب لم یدخل شفاعتی اور حدیث لا یجتمع دینان فی جزیرۃ العرب اور اخرجوا العرب [illegible] ثلاث الیسی ایجاب حب عرب و حرمت ایذاء و طہارت [illegible] شرک سے ثابت ہے اصل مقصود سے اسکو کچھ ربط نہین اور احادیث جو فتوی [illegible] اور شام کے مذکور مین وہ بھی بالکل مطلب سے بیگانہ ہین کہان فضیلت علماے

حرمین من حیث الانصاف کہاں فضیلت یمن و شام

الحاصل جو احادیث کہ مدعی نے پیش کین کوئی اُن مین سے مثبت دعوی نہین ہے البتہ فضیلت ذاتیہ بلاد حجاز و قوت دین و بقاے اسلام در مدینہ تا زمانۂ آخر و فضیلت اہل حرمین بجہت تضاعف ثواب والزام بجہت اہل حرمین و وعید موذی انشا یان ثابت ہوتی ہے اور اس مین کسی مسلم کو انکار نہین ہو سکتا ہے یا زدہم ناظرین کتب فقہ و حدیث پر ظاہر ہو کہ زمانۂ صحابہ سے تا این زمان مجتہدین و فقہا و محدثین مسائل فرعیہ و دلائل حدیثیہ مین مختلف رہا کیے اور فیما بین اصحاب مذاہب کے مناظرات ہوا کیے مگر کہین یہ نہین ثابت ہے کہ مختلفین نے رفع خلاف کے واسطے اہل حرمین کو منصف مقرر کیا ہوا اور اُنکی تحقیق کو لازم التسلیم سمجھا ہو دوازدہم کتب اصول مین مصرح ہے کہ امام مالک کے نزدیک اجماع اہل مدینہ حجت ہے اور عمل صحابہ و تابعین مدینہ اُنکے نزدیک سند مستند ہے اور سواے انکے اور ائمہ مثل امام ابو حنیفہ وغیرہ کے اس مین مخالفت کرتے ہین اور مجتہدین اہل مدینہ کو مساوی باقی مجتہدین کے سمجھتے ہین پس اگر فضیلت اہل حرمین من حیث الانصاف والتحقیق احادیث سے ثابت ہوتی تو اس مسئلہ مین مخالفت نہوتی **الغرض** دعوی اس امر کا کہ علماے حرمین تمام علماے بلاد سے من حیث العلم والانصاف افضل ہین قرون ثلثہ مین یا ہر زمانہ مین اب تک حیز ثبوت تک نہین پہونچا ہان وہان کے علما کی بلکہ کل سکان کی فضیلت من حیث الثواب والشرافۃ وغیر ذلک کا کوئی انکار نہین کر سکتا اور اسی قدر ثابت ہے کہ دو طائفہ علماء کے فرض کیے جاوین کہ مساوی وسعت علم و تحقیق و انصاف و تدقیق مین ہون اور ایک طائفہ اُنمین سے حرمین کا ہو تو وہ افضل دوسرے طائفہ سے ہو گا یہ امر خارج از مقصد ہے۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قولکم رحمکم اللہ اندرین صورت کہ کچھ لوگ مذہب سے انکار کرتے ہین اور تقلید سے منکر ہین اور اپنے مکانون مین اور جابجا اظہار لا مذہبی کا کرتے ہین مگر ہم لوگون کی مسجدون مین بخوف اہل مذہب کے رفع الیدین نہین کرتے اور آمین بجہر نہین کہتے مگر سینے پر ہاتھ باندھتے ہین ایسے لوگون کو ہم لوگ اپنی مسجدون مین آنے دین یا نہین اور اُنکے پیچھے اقتدا درست ہے یا نہین کیونکہ وہ لوگ اکثر امام بھی ہو جاتے ہین۔ بینوا توجروا

عبارت عربی اور اردو دونوں ارقام فرمائی جاوے بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب وہ لوگ جو مقلد کسی امام مجتہد صاحب مذہب کے نہین اور خود درتبۂ اجتہاد نہین رکھتے ہین اور متبع اپنے اہواء غیر شرعیہ کے بنام منہاد عمل اہل حدیث ہین لیکن بخوف مقلدین یا بوجہ آخر مساجد اہل سنت مین رفع یدین وغیرہ نہین کرتے ہین انکو ممانعت دخول مساجد اور حضور صلوۃ سے نہ کرنا چاہیے اس واسطے کہ اس فعل اور اعتقاد سے وہ لوگ کافر نہین ہین البتہ تارک واجب ہین اور جب وہ اپنے اس فعل کو مخفی کرتے ہین تو مسجد مین آنے سے اشاعت بھی اس امر قبیح کی نہین ہے پس ممانعت کی کوئی وجہ وجیہ ظاہر نہین ہے اور ہاتھ باندھنا سینہ پر ایسا امر قبیح نہین ہے کہ جسکی وجہ سے ممانعت تجویز کی جاوے مگر نماز ایسے صاحبون کے پیچھے موافق مذہب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے مکروہ ہے لہذا انکو امام نہ کرنا چاہیے قال فی الدر المختار وکذا تکرہ خلف امرد وسفیہ ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحران تیقین المراعات لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک کرہ انتہی مختصرا واللہ سبحانہ اعلم

العبد محمد ارشاد حسین عفی عنہ — احمدے محمد ارشاد حسین

الجواب صواب — عنایت اللہ ولد حبیب اللہ خان

جواب صحیح ہے بیشک جب تک یہ لوگ کوئی مفسدہ لامذہبی کا اور اضلال مضلین وتفریق جماعت وغیرہ مساجد مین نہ کرین تو ممانعت مساجد سے نکی جاویگی

هو المصوب فی الواقع ایسے لوگون کو مسجد سے ممانعت کرنا نہین درست ہے اور انکے پیچھے اقتداء درست ہے بعض حنفیہ کے نزدیک مطلقا اور بعض کے نزدیک باین شرط کہ امام مراعات مذہب مقتدی کی کرے اور کسی مفسد ومبطل صلوۃ کا استعمال نہ کرے واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی — محمد عبد الحی ابو الحسنات

۲۸۵ **استفتا** بخدمت شریف جناب مولانا بحر العلوم مولوی محمد عبد الحی صاحب دام فیضہ السلام علیکم **سوال اول** زید قدرے زمین کا زمیندار ہے اور خراج اُس کا حاکم وقت کو دیتا ہے اور زید کو اس قدر اختیار ہے کہ اُس زمین کو خود کاشت کرے یا کسی دوسرے کو دیوے یا اُس مین درخت نصب کرے یا اور کسی مصرف مین لاوے یا بیع اور رہن کرے مگر جب کسی کو کاشت کرنے کو دیا اور قبضہ اُسکا مدت دراز یعنی بارہ برس تک اُس زمین پر رہا تو اُس کو زمیندار کسی طرح بیدخل نہین کر سکتا ہے اور اگر قبضہ اُس کا بارہ سال سے کم ہے تو اُسکو بھی از خود

بے دخل نہین کر سکتا بلکہ جب اُس پر اطلاع نامہ بے دخلی کا جاری کرے گا اور بعد تحقیقات عدالت جب قبضہ اُس کا بارہ سال سے کم پایا جاوے گا تب زمیندار کو از جانب حاکم دخل دلایا جاوے گا اور حاکم وقت انتظام اُس کا ردوبدل نہین کر سکتا تو اُس صورت مین زمیندار اُس زمین کا مالک ہی نہین

سوال دوم اگر زمیندار ایسی زمین کو کہ جس پر اختیارات مذکورہ حاصل ہون خود کاشت کرے تو اُس کو پیداوار غلہ پر زکوۃ واجب ہے یا نہین اور اگر ہے تو کس قدر یعنی دسوان حصہ یا بیسوان حصہ یا چالیسوان حصہ **سوال سوم** وقت وجوب زکوۃ غلہ کون ہے وقت درود فصل یا جب تمام سال کے خرچ سے فاضل بچے **سوال چہارم** جو اسامی کہ زمین کو زمیندار کے جانب سے کاشت کرتے ہین اور محصول اسکا زمیندار کو دیتے ہین اُس مین دو صورت ہے اولاً یہ کہ قبضہ اُس کا زیادہ بارہ سال سے ہے اور زمیندار اُس کو بے دخل کر نہین سکتا ہے ثانیاً وہ کہ قبضہ اُس کا کم از بارہ سال ہے اور زمیندار اُس کو بذریعۂ اجراے اطلاع نامۂ بے دخلی بے دخل کر سکتا ہے تو اُس زمین کی پیداوار غلہ پر ذمۂ اسامی زکوۃ ہے یا نہین اور اگر ہے تو کس قدر **سوال پنجم** مالک ایسی زمین کا اسامی ہے یا زمیندار یا حاکم وقت اور تعریف ملک کی کیا ہے اور بموجب آیۂ کریمہ ان الارض للّٰہ یورثہا من یشاء من عبادہ مالک زمین بجز خداوند کریم کوئی نہین ہے البتہ وارث اُسکے حاکم وقت ہین زمیندار وارث نہین ہو سکتا اس واسطے کہ زمیندار باجازت حاکم وقت اُس زمین پر قابض ہے

ہوالمصوب مالک زمین مذکور کا زمیندار ہے نہ اسامی و کاشتکار بدلیل اسکے کہ اُس زمین مین تصرف مالکانہ جیسے بیع ہبہ رہن وغیرہ زمیندار کر سکتا ہے نہ کاشتکار اور نہ کوئی اور ردالمحتار مین ہے قد قالوا ان وضع الید والتصرف من اقوی ما یستدل بہ علی الملک لذا تصح الشہادۃ بانہ ملکہ انتہی اور حاکم وقت اگر باعتبار سلطنت و غلبہ کے مالک اُس کا کہا جاوے تو ممکن ہے لیکن ہرگاہ حاکم نے وہ زمین زمیندار کے قبضہ مین دیدی اور تصرفات مالکانہ کا مجاز کر دیا وہ زمین مملوک حاکم نہ ٹھہرے گی بلکہ مملوک زمیندار اور ردالمحتار مین فتاوی ابن حجر مکی سے منقول ہے من فی یدہ شیئی فہو ملکہ لا یحل لاحد الاعتراض علیہ ولا یکلف اثباتہ بینۃ انتہی اور جو شخص اپنی زمین مین زراعت کرے اُسپر ادا کرنا اور مصارف زکوۃ مین صرف کرنا دسوان حصہ غلہ کا واجب ہے

اگر زراعت بذریعہ پانی برسات یا نہروں وغیرہ کے ہو اور اگر کنوئیں سے پانی نکلوا کے اور خرچ کر کے زراعت کی ہو تو بیسواں حصہ واجب ہے لیکن جس صورت میں کہ خراج اس زمین کا حاکم وقت کو دیا جاتا ہو اس وقت ادائے عشر وغیرہ ساقط ہے جیسا کہ رد المحتار وغیرہ میں ہے لا یجمع العشر مع الخراج انتہی اور کاشتکار اس زمین کا مستاجر ہوتا ہے اس میں خلاف ہے کہ در صورت اجارہ عشر مستاجر پر واجب ہے یا مالک زمین پر بعضوں نے فتویٰ مستاجر پر واجب ہونے کا دیا ہے اور بعضوں نے مالک زمین پر اور یہی مختار ہے اکثر متاخرین کا در مختار میں ہے والعشر علی المؤجر وقالا علی المستاجر وفی الحاوی القدسی بقولہما ناخذ انتہی اور رد المحتار میں ہے قلت لکن افتی بقول الامام جماعۃ من المتاخرین کالخیر الرملی فی فتاواہ وکذا تلمیذ الشارح الشیخ اسمٰعیل وکذا حامد افندی العمادی وقال فی فتاواہ قلت عبارۃ الحاوی القدسی لا تعارض عبارۃ غیرہ فان قاضیخان من اہل الترجیح ومن عادتہ تقدیم الاظہر والاشہر وقد قدم قول الامام وکان ہو المعتمد وافتی بہ غیر واحد واقتصر علیہ فی الاسعاف والخصاف انتہی الحاصل بقول مختار کاشتکار پر عشر واجب نہیں اور نہ زمیندار پر بسبب ادائے خراج کے حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

استفتا ۲۲۶ زنے کہ چند نکاح ساختہ بشرط جنتی بودن آن عورت شوہر آن ایام شوہر وا دہ خواہد شد بیواتجروا ہو المصوب از بعض روایات چنان ثابت است کہ آن زن را اختیار دادہ خواہد شد کہ منجملہ شوہران شوہرے کہ در دنیا از و موافقت زائد بود اختیار سازد و در معجم طبرانی از ام سلمہ مروی است قلت یا رسول اللہ صلعم المرأۃ تزوج الزوجین والثلثۃ والاربعۃ فی الدنیا ثم تموت فتدخل الجنۃ ویدخلون معہا من یکون زوجہا منہم قال انہا تخیر فتختار احسنہم خلقا فتقول یا رب ان ہذا کان احسنہم خلقا فی دار الدنیا فزوجنیہ یا ام سلمۃ ذہب حسن الخلق بخیر الدنیا والاخرۃ انتہی ونیز در معجم طبرانی ومسند بزار ومکارم اخلاق خرائطی از انس مرویست ان ام حبیبۃ قالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرأۃ یکون لہا زوجان فی الدنیا ثم تموت ویموتان منہا یجتمعون فی الجنۃ لایہما تکون فقال لاحسنہم خلقا کان عندہا فی الدنیا انتہی واز بعض روایات معلوم می شود کہ آن زن با آخر شوہران خود بسر خواہد شد طبقات ابن سعد از ابو الدرداء مرویست سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یقول ان المرأة لآخراز واجها فی الآخرة انتہی وبظاہر این صورت در آن وقت خواہد بود کہ جملہ شوہران در حسن صحبت مساوی الدرجہ باشند واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی

ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۸۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ مولانا مولوی محمد عبد العزیز صاحب خلف الصدق شاہ محمد عیسیٰ صاحب مرحوم برادرزادہ حقیقی شاہ محمد یعقوب وشاہ محمد فصاحت نے صرف یکجائی سے علوم دینی سے فراغ حاصل کیا اور بعد فراغ علوم کے چندے جابجا نوکر رہے اور نوکری سے جو کچھ حاصل ہوا مکان پر بھیجا اور بشمول مال یکجائی کے سب کے صرف مین در آیا یعنی خرید میندار ی کے نام اُنکی بی بی اور زوجہ شاہ محمد یعقوب وشاہ محمد فصاحت کی ہوئی کسی قسم کی علیحدگی باخود ہا نرہی اور حالت یکجائی مین مولانا موصوف نے وفات پائی اب عرصہ پانچ چھ مہینے سے باخود ہا محمد یعقوب ومحمد فصاحت عمیان ونظاہر الحق برادر بے مات مولانا ممدوح کے علیحدگی ہو گئی تو اب مال متروکہ مین مولوی صاحب کی چیزین جو مثل کتاب وغیرہ کے ہین اُس مین استحقاق شاہ محمد یعقوب وشاہ محمد فصاحت چچاؤن کا بھی ہے یا نہین اور اگر ہے تو کس قدر ہے

اور کتنا کتنا ہر ایک شخص کو پانا چاہیئے بینوا توجروا

ہو المصوب ایسی حالت مین وہ مال درمیان مولوی عبد العزیز ومحمد یعقوب ومحمد فصاحت کے مشترک سمجھا جاویگا اور اثلاثا تقسیم ہوگی ایک حصہ محمد یعقوب کو اور ایک محمد فصاحت کو اور ایک محمد عبد العزیز کا تنقیح فتاویٰ حامدیہ مین ہے ماحصلہ الاخوۃ الخمسۃ بسعیہم وسہم یکون بینہم اخماسا انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

استفتا ۲۸۸ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد مسجدی ہذا والمسجد الحرام والمسجد الاقصی ہذا اخرجہ البخاری ومسلم بصیغۃ الخبر ومعنی الخبر فی ہذا معنی النہی بین ذلک ما رواہ مسلم فی صحیحہ من حدیث ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تشدوا الرحال الا الی ثلثۃ مسجدی ہذا والمسجد الحرام والمسجد الاقصی ہذا رواہ مسلم بصیغۃ النہی ورواہ الامام اسحق بن راہویہ فی مسندہ بصیغۃ الحصر انما تشد الرحال الی ثلثۃ مساجد

مسجد ابراہیم و مسجد محمد و مسجد بیت المقدس ومن رواۃ ہذا الحدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ بصیغۃ النہی ایضا انتہی لکن این فرق بر بسیارے از اہل علم مخفی ماندہ و بسبب اختلاف یک دیگر گشتہ و موجب دو قدح باہم آمدہ ویدل لہ ما قالہ فی الصارم ومن قال من العلماء انہ یستحب زیارۃ قبرہ فمرادہ بذلک السفر الی مسجدہ وفی مسجدہ یسلم علیہ ویصلی علیہ انتہی و درینجا دلیل بین ست بر آن کہ مراد اہل علم در مناسک بزیارت قبر نبوی استحباب سفر بسوے مسجد نبوی ست زیرا کہ قبر مبارک در مسجد ست و ہرگز نمی تواند شد کہ مراد سفر بسوے نفس زیارت قبر بلا قصد مسجد نبوی باشد بنا بر آن کہ درین باب حدیثے صحیح نزد اہل معرفت مروی نگشتہ و نہ ارباب صحیح و سنن چیزے از آن اخراج نمودہ و نہ اہل مسانید بروایتے پرداختہ و نہ احدے از ائمہ اربعہ بحدیثے درین باب احتجاج نمودہ پس چہ قسم میتوان گفت کہ مراد ایشان سفر از برائے نفس زیارت ست نہ از برائے مسجد و این مغلطہ عظیم ست کہ راہ بسیارے از قاصرین زدہ وجہانے را گمراہ ساختہ * دلیل الطالب علی ارجح المطالب از صفحہ ۸۳۴ و ۸۳۵ مطبوعہ مطبع شاہجہانی واقع بھوپال از تالیفات سید ابو الطیب صدیق بن حسن بن علی الحسینی القنوجی ما قولکم دام فضلکم فی ہذہ المسئلۃ فہل یختار السفر لزیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم او لزیارۃ مسجدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بینوا توجروا

ہو المصوب لا کلام فی استحباب السفر بقصد المسجد النبوی واما بقصد زیارۃ القبر النبوی فہو الذی وقع فیہ الاختلاف الفاحش والصحیح انہ جائز غیر منہی عنہ لاطلاق حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی وحدیث من جاءنی زائرا لا تحملہ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا وشہیدا یوم القیامۃ وسندہ حسن والقول بان الاحادیث الواردۃ فی الزیارۃ کلہا ضعیفۃ او موضوعۃ باطل وکذا القول بان المراد بزیارۃ القبر النبوی السفر الی المسجد النبوی وقد اشبعت الکلام فی ہذہ المسئلۃ فی رسالتی السعی المشکور فی رد المذہب المأثور واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۸۹ استفتا بسم اللہ الرحمن الرحیم چہ می فرمایند علماے دین کہ در امرے از امور استخارہ نمودہ شود بچہ طور نمودہ آید بینوا توجروا

ہو المصوب در صحیح بخاری مروی ست عن جابر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کلہا کما یعلمنا السورۃ من القرآن یقول اذا ہم احدکم بامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضۃ ثم لیقل اللہم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک

تقدر ولا اقدر و تعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللہم ان کنت تعلم ان ہذا الامر الذی ارید خیرا لی
علیہ خیر لی فی دینی و دنیائی ومعاشی وعاقبۃ امری وعاجلہ وآجلہ فقدرہ لی ویسرہ ثم بارک لی فیہ
وان کنت تعلم ان ہذا الامر شر لی فی دینی و دنیائی وعاقبۃ امری ومعاشی وعاجلہ وآجلہ فاصرفہ عنی
واقدر لی الخیر حیث کان ثم رضنی بہ یا رب العالمین انتہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

ہ ورواہ ابن ماجہ وغیرہ ولو مرۃ ۱۲

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۶

استفتا حامدا ومصلیا کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ کلام اللہ جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالی سے سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہونچاتے تھے یا لوح محفوظ سے دیکھکر اگر اللہ تعالی سے سنکر پہونچاتے تھے تو سمع حادث نے احاطہ کلام قدیم کیونکر کیا اور اگر لوح محفوظ سے دیکھکر پہونچاتے تھے تو امر پہونچانے کا کیونکر سنا اور اس صورت مین مکتوب لوح محفوظ پہونچا یا نہ کلام باری تعالی اور پہونچانا کلام اللہ بعینہ ممکن نہین اس واسطے کہ حلول کلام ایک کا دوسرے مین ایسا کہ وہ دوسرا پہونچاوے محال ہے پس حقیقت اس قرآن مجید کی کیا ہے اور قول اللہ تعالی انہ لقول رسول کریم کے کیا معنے ہین

ہو المصوب وحی نازل ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ حق جل جلالہ کے کلام کو جبرئیل امین سنتے ہین اور وہان سے احکام پہونچاتے ہین اور کلام الہی کو سننا کچھ محال نہین حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام نے اور ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین کلام الہی سنا اور ملائک مقربین پروردگار کی آواز سنتے ہین سنن ابی داؤد اور بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات مین عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اذا تکلم اللہ بالوحی سمع اہل السماء الدنیا صلصلۃ کجر السلسلۃ علی الصفا فیصعقون ولا یزالون
کذلک حتی یاتیہم جبرئیل فاذا اتاہم جبرئیل فزع عن قلوبہم قالوا یا جبرئیل ماذا قال ربنا فیقول الحق
فینادون الحق الحق اور ابن مردویہ نے روایت کی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لما نزل
جبرئیل بالوحی علی رسول اللہ فزع اہل السموات لانحطاطہ وسمعوا صوت الوحی کاشد ما یکون من
صوت الحدید علی الصفا فکلما مر باہل سماء فزع عن قلوبہم یقولون یا جبرئیل بما امرت فیقول کلام اللہ
بلسان عربی الحاصل یہ کلام اللہ جس قدر نازل کرنا منظور ہوتا تھا پروردگار عالم جبرئیل امین کو

سنتا تھا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کرتے تھے اور اسی لحاظ سے انہ لقول رسول کریم وارد ہوا حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۹۱ **استفتا** بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوٰۃ علی رسولہ وآلہ والتسلیم **سوال** کیا فرماتے ہین علماے دین متین ومفتیان شرع مبین اس مقدمہ مین کہ کوئی مرد مسلم معمولی ہوش وحواس والا علانیہ کہتا ہو کہ قرآن میرے لوٹے مین ہے اور حدیث شریف میرے لوٹے مین ہے اور مسجد کو خالی ٹکرین مارنے کے لیئے جاتے ہین مسجد مین کیا میرا لوٹا ہے اور جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین اللہ تعالیٰ کو ایک وقت دیکھا مین اس چشم سر سے پل پل اللہ تعالیٰ کو ظاہر دیکھتا ہون جو شخص اس سر کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کو عیاناً نہ دیکھے وہ مؤمن نہین اور اُسکی نماز بھی درست نہین علاوہ اسکے خدائی کا دعویٰ بھی کرتا ہو ایسا کہ مین اللہ ہون مین اللہ ہون مین اللہ ہون پس شخص مذکور داخل اسلام ہے یا خارج اسلام دوسٹرے مسلمان برادران کو اُسکے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیئے بیان فرماکر ماجور ہو وین دیر نفرماوین

ہو المصوب یہ الفاظ صریح کفر ہین ایسے کلمات سے مسلم مرتد ہو جاتا ہے ایسے شخص کے ساتھ جو ایسے ہفوات بکتا ہو مثل اہل اسلام کے برتاؤ کرنا نہین درست ہے فتاویٰ بزازیہ مین ہے اذا وصف اللہ بما لا یلیق بہ او سخر باسم من اسمائہ او بامر من اوامرہ او انکر وعدا او وعیدا کفر ولو قال من خدایم یکفر انتہی اور بھی اُسی مین ہے انکر آیۃ من القرآن او سخر بآیۃ منہ کفر انتہی اور بھی اُسی مین ہے من عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شئ یکفر انتہی اور ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام مین لکھتے ہین من زعم ان الالٰہ سبحانہ یحل فی شئ من آحاد الناس فہو کافر انتہی اور بھی اعلام مین ہے لو قال المصحف آلۃ الفساد او اللہو او قال القرآن حکایات جبرئیل کفر انتہی اور بھی اُسی مین ہے ویکفر من کذب بشئ مما صرح بہ القرآن من حکم او خبر او جملۃ التوراۃ والانجیل وکتب اللہ المنزلۃ او کفر بہا او لعنہا او سبہا او استخف بہا انتہی اور فتاواے انوار مین ہے من استخف بالمصحف او التوراۃ او الانجیل او الزبور کفر او قال انہ یری اللہ عیانا فی الدنیا او یکلمہ شفاہا او ان اللہ یحل فی الصور الحسان او قال انا اللہ او ہو انا انتہی اور فصول عمادیہ مین ہے اذا انکر آیۃ من القرآن او سخر بآیۃ منہ کفر رجل یقرأ القرآن فقال آخر این چہ بانگ وطوفان ست کفر رجل قیل بیا یک درم بدہ تا

ملک دکن از مقام پامرٹی ضلع اننت پور تعلق کنی بوساطت عبد العزیز عرف بابا میان صاحب مرسلہ سید ولی الدین بادشاہ قادری عرف ولی پیران

بجمارت مسجد صرف کنم یا بمسجد حاضر شو فقال مرا با مسجد چہ کار یعزر انتہی اور بھی بہت سے کتب فقہ و کلام وغیرہ مین ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

از سہارنپور جامع مسجد کلان مرسلہ مولوی ابو المظفر میر محمد حسن مدراسی باہ شوال ۱۳۰۳ ہجری

استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین رحم کرے اللہ جل شانہ انپر کہ عیسائی مذہب کے پادریون نے سہارنپور مین آکر نوجوان لڑکیون اور لڑکون کو تو اپنے مدرسون مین داخل کر کے بہکانا اور بے دین کرنا اور مرتد بنانا شروع کیا ہی تھا اب ایک اور فریب اور جال کی راہ نکالی وہ یہ کہ مسلمانون کی چھوچھ آٹھ آٹھ دس دس بیس بیس وغیرہ عمر کی لڑکیون اور عورتون کو اپنے مذہب کی کتابین پڑھانا شروع کیا ہے اور لڑکیان اور عورتین مطلق اپنے مذہب سے واقف نہین انکو ہر اتوار کو پیسا اور تصویرین اور شیرینی کی لالچ دیئے جاتے ہین اور مسیح کو غزلون اور بھجنون مین خدا اور خدا کا بیٹا گوایا جاتا ہے اور لڑکیان اور عورتین خصوصاً مسلمانون کی تنخواہ کے لالچ مین کفر و الحاد کے جملہ اور الفاظ بولتے ہوئے بھی نہین جھجکتین اسی مکر و فریب سے پادری لوگ ملک پنجاب مین گزشتہ سالون مین سات سو لڑکیان عیسائی کر چکے ہین سہارنپور مین یہ بلاے جانگزا و ایمان ربا اسی سال آئی ہے تو مدرسے خاص سہارنپور مین مسلمانون مین جاری ہین اور مسلمانون کی عورتین اسوجہ سے کہ روپیہ کے لالچ مین اگر خود انتظام کر لین گی اور لڑکیون کو جمع کر کے بے دین بے ایمان کرنے کا ڈھنگ ہمکو بتا دین گی معلمہ مقرر کی گئین ان مدرسون مین پڑھنا او پڑھانا اور پڑھائی کے واسطے مکان دینا اور پڑھنے والیان اور پڑھانے والیان اور جو اس فعل سے راضی ہون اور جو عورتین شوہرون کی اس حکم خاص کو نہین مانتین اور جو شخص اپنے مکان اور اپنے اہل و عیال کو اس کام سے باز نہین رکھتا اور اپنے لڑکیون کا ایسے مدرسے مین جانے سے مانع نہین ہوتا عند الشرع کیا حکم رکھتے ہین مفصل بحوالہ آیات و احادیث تحریر فرمایئے اجر عظیم اللہ سے پایئے فقط

الجواب کلمۂ کفر بولنا عمداً اگرچہ اعتقاد اُس پر نہو کفر ہے چنانچہ رد المحتار مین لکھتا ہے قال فی البحر والحاصل ان من تکلم بکلمۃ الکفر ہازلا ولاعبا کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقادہ کما صرح بہ فی الخانیۃ ومن تکلم مخطیا او مکرہا لا یکفر عند الکل ومن تکلم عامدا کفر عند الکل ومن تکلم بہا اختیارا جاہلا بانہا کفر ففیہ اختلاف الخ وفی الفتح ومن ہزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقدہ للاستخفاف فہو ککفر العناد قال فی رد المحتار ای تکلم باختیارہ غیر قاصد معناہ وہذا لا ینافی ما مر من ان الایمان ہو التصدیق فقط او مع الاقرار لان التصدیق وان کان موجودا حقیقۃ لکنہ زائل حکما لان الشارع جعل بعض المعاصی امارۃ عدم وجودہ

کالہزل المذکور ولما او سجد لصنم او وضع مصحفا فی قاذورۃ فانہ یکفر وان کان مصدقا لان ذلک فی حکم التکذیب کما افادہ فی شرح العقائد انتہی رجل کفر بلسانہ طائعا وقلبہ مطمئن علی الایمان یکون کافرا ولا یکون عند اللہ مؤمنا کذا فی قاضیخان پس ان روایات سے صاف واضح ہے کہ جو کوئی حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ راگ میں گاوے یا کوئی کلمہ کفریہ پاڈریوں کے کہلانے سے جو صاحب مدارس کے لڑکے لڑکیاں کہتی ہیں کہے مرتد کافر ہوگا اور اس امر پر رضا دینا بھی کفر ہے قال فی شرح العقائد وشرح القاری علی الفقہ الاکبر الرضا بالکفر کفر انتہی اور ان سخت کلمات پر کچھ پروا نہ کرنا اور سہل جاننا بھی کفر ہے الاستہانۃ بالمعصیۃ بان یعدہا ہینۃ ویرتکبہا من غیر مبالاۃ بہا ویجریہا مجری المباحات فی ارتکابہا کفر کذا فی شرح حلی علی الفقہ الاکبر الحاصل اس مدرسہ کے لڑکے لڑکیاں جو ایسے کلمات بولتے ہیں سب مرتد ہیں اور جو ان کو بخوشی ایسے کام کے واسطے وہاں بھیجتے ہیں دیدہ ودانستہ وہ بھی مرتد کافر ہیں اور اس مدارس کے پڑھانے والیاں اور اسکے معین بکان ودچندہ کے اگر اس فعل بد سے راضی ہیں سب کافر اور مرتد ہیں اور جو اس امر کو برا جانکر دنیا کی طمع سے یہ کام کرتے ہیں سب فاسق فاجر ہیں سب اہل اسلام کو لازم ہے کہ ایسے لوگوں کو اور اپنے بچوں کو روکیں اور منع کریں لقولہ علیہ السلام من رآی منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ ولیس وراء ذلک حبۃ خردل من ایمان الحدیث الحاصل جو شخص استطاعت کسی قسم کی منع کی رکھتا ہے اور پھر منع نہ کرے تو اگر اس فعل کو مستحسن جانتا ہے یا سہل جانتا ہے تو کافر مرتد ہوا اور جو برا جانکر منع نہ کرے گا وہ مداہن فاسق ہوا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ جواب صحیح ہے محمد مظہر مدرس مدرسۂ سہارنپور

محمد مظہر لطف الٰہی

الجواب حق والحق یتبع عنایت الٰہی عفی عنہ سہارنپوری الجواب صحیح

ابو الحسن

جواب صحیح ہے عزیز حسن عفا اللہ عنہ جواب صحیح ہے مشتاق احمد عفی عنہ الجواب صحیح حبیب الرحمٰن عفی عنہ الجواب صحیح محمد حسن مدرس مدرسۂ دیوبند الجواب حق عبد الرحمن عفی عنہ جواب صحیح ہے

محمد امیر یار خان

اصاب المجیب ذو الفقار علی عفی عنہ الجواب صحیح ومنکرہ فضیح احمد عفی عنہ الجواب صحیح حق محمد محمود عفی عنہ مدرس مدرسۂ عربی دیوبند

محمد محمود

الجواب صحیح عزیز الرحمٰن دیوبندی مدرس مدرسۂ عربیہ میرٹھ عفی عنہ ہذا الجواب صحیح

واللہ اعلم وعلمہ اتم محمد ابراہیم عفی عنہ سنبھلی الجواب صحیح عبدالمومن دیوبندی عفی عنہ الجواب صحیح محمد منفعت علی عفی عنہ دیوبندی [محمد منفعت علی] جواب صحیح ہے محمد محمود حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ عربی اسلامی دیوبند الحق اجرای کلمۃ الکفر کفر ہے اور آیت کریمہ سے بھی یہ مضمون صراحۃً ثابت ہوتا ہے وہی ہذہ من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیہم غضب من اللہ ولہم عذاب عظیم اس واسطے کہ آیت کریمہ میں صرف حالت اکراہ کا استثنا کیا ہے اور ماسوا اُس کے اجرای کلمۃ الکفر علی سبیل الاختیار کفر میں داخل ہوتا ہی اور ظاہر ہے کہ اشخاص مذکورہ کا راگ وغیرہ میں کلمات کفر کے زبان سے نکالنا قبیل اکراہ سے نہیں ہے بلکہ باختیار خود ہے تو ضرور کفر میں داخل ہوگا اور اعانت کفر اور تعلیم اسکی اسی قبیلہ سے ہی واللہ اعلم بالصواب الراقم مدرس مدرسہ عربی سہارنپور

صح الجواب قال اللہ تعالی فی کتابہ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات

محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۹۳ **استفتا** ہو العلیم الکبیر علماے دیندار وحکماے حق شعار اندرین معنی چہ می فرمایند کہ شخصے بکنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نام خود ابوالقاسم دارد پس حالا ورا بموجب حدیثے کہ در کتاب الاستیذان دارمی شریف باین اسناد واقع است اخبرنا سعید بن عامر عن ہشام عن محمد بن سیرین عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی تبدیل اسم خود باید یا نہ بینوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل

ہو المصوب درین مسئلہ درمیان علماے امت اختلافے است کثیر وہر یک را سندے است از حدیث بشیر ونذیر چنانچہ طحاوی در شرح معانی الآثار مذاہب مختلفہ را بیان ساختہ ودلیل ہر یک را سند کردہ مذہب بعضے آنکہ تکنی بابی القاسم جائز نیست خواہ نام مکنی محمد باشد یا دیگر وسند آن حدیثے ست کہ ابوہریرہ وجابر وغیرہ روایت کردہ اند قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی ودر روایت دیگر است تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانی انا ابوالقاسم ونیز ابوہریرہ رضہ روایت کردہ تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی ابوالقاسم اللہ یعطی وانا اقسم ونیز جابر روایت کردہ اند ولد لرجل من الانصار غلام فسماہ محمدا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم احسنت الانصار تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانما انا قاسم

انا قاسم بینکم ونیز بروایت جابر وارد ست تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانما جعلت قاسما اقسم بینکم
و همین ست مذهب محمد بن سیرین ونخعی وغیرهما مذهب دوم این که نه مجرد تکنی ممنوع ست ونه مجرد
تسمی بلکه جمع منع ست بسند این که براء بن عازب رضی الله عنه میگوید نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یجمع
بین اسمه وکنیته وجابر روایت می کند من تسمی باسمی فلا یکتنی بکنیتی ومن اکتنی بکنیتی فلا یتسم باسمی
مذهب سوم این که تسمیه بقاسم نیز ممنوع ست چه این صفت از مختصات حضرت نبویہ ست چنانکه
حدیث سابق بدان اشاره می کند ونیز تسمیه بقاسم اشاره بطرف تکنی پدر بابی قاسم است وسند آن
حدیث جابر ست ولد لرجل منا غلام فسماه القاسم فقلت لم لا نکنیک ابا القاسم ولا ننعمک عینا
فاتی النبی صلی الله علیه وسلم فذکر ذلک له فقال سم ابنک عبد الرحمن مذهب چهارم این که تکنی بابی القاسم
یا جمع هر دو ممنوع ست برای هر کس و ناکس بدلیل حدیث علی رضی الله عنه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
ان ولد لک بعدی ابن فسمه باسمی وکنه بکنیتی وهی لک خاصة دون الناس مذهب پنجم این که تکنی
بابی القاسم وجمع بین التکنی والتسمی هر دو جائز است بدلیل حدیث علی که بروایت دیگر آمده ودر آن
لفظ خصوصیت نبوده و همین مذهب را طحاوی مختار ساخته وطیبی در حواشی مشکوة می نویسد
اختلفوا فیه علی وجوه احدها لا یحل التکنی بابی القاسم سواء کان اسمه محمدا او غیره وذلک انه لما کان رسول الله
صلی الله علیه وسلم یکنی ابا القاسم لانه یقسم بین الناس من قبل الله ما یوحی الیه ولم یکن احد یشارکه
فی هذا المعنی منع ان یکنی به غیره وهو مذهب الشافعی واهل الظاهر وثانیها ان هذا الحکم کان فی بدء الاسلام
ثم نسخ فیباح التکنی الیوم بابی القاسم لکل احد سواء کان اسمه محمدا او غیره ویدل علیه نهیه فی حدیث انس
عقیب ما سمع رجلا یقول یا ابا القاسم فالتفت الیه رسول الله فقال انی لم اعنک وما روی عن علی
انه قال یا رسول الله ان ولد لی بعدک ولد الحدیث وهذا مذهب مالک قال عیاض وبه قال جمهور
السلف وفقهاء الامصار وثالثها انه لیس بمنسوخ وان کان النهی للتنزیه والندب لا للتحریم وهو مذهب
جمهور ورابعها ان النهی للجمع ولا باس بالکنیة وحدها وهو مذهب جماعة من السلف وخامسها انه نهی
عن التکنی بابی القاسم مطلقا واراد المقید وهو النهی عن التسمیة بالقاسم وقد غیر مروان لما بلغه هذا
الحدیث اسم ابنه فسماه عبد الملک وکان اسمه القاسم وسادسها ان التسمیة بمحمد ممنوعة مطلقا وجاء
فیه حدیث مرفوعا تسمون اولادکم محمدا ثم تلعنونهم انتهی ملخصا ودر در مختار ست من کان اسمه محمدا

لا باس بان یکنی اباالقاسم لان حدیث سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی قد نسخ لان علیا کنی ابنہ محمد بن الحنفیہ اباالقاسم انتہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبدالحی
ابوالحسنات

۲۹۴
۱۸۱ **استفتا** کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین کہ محفل مولد شریف میں جو مستنبط بعض صوفیہ صافیہ و بعض محدثین ہے اور اس میں علما مختلف ہیں کما ہو مصرح فی موضعہ اکثر عوام وخواص اسکو کرتے ہیں یعنی وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کھڑے ہونے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سمجھتے ہیں اور آپ کے افراد تعظیمہ میں داخل کرتے ہیں آیا اس قیام کا کوئی ثبوت واستنباط اصول شرعیہ معتمدہ سے ہے یا نہ بر تقدیر اول کے جو اکثر علما فرماتے ہیں ہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا چنانچہ سیرت شامیہ و سیرت حلبی وغیرہما میں مندرج ہے اور کسی نے اسکی تردید نہیں کی ہے یہ کیسا ہے اور بر تقدیر آخر مباح ہے یا بدعت حسنہ یا بدعت سیئہ اور جو بعض لوگ یہ زعم کرتے ہیں کہ وقت ذکر ولادت شریف روح پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف لاتی ہے یہ زعم زاعمین صحیح ہے یا نہ اور جو بعض لوگ کہ متبع سنت نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا وسلم ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو فرض عین مثل دیگر فرائض جانتے ہیں وہ بنظر اس امر کے کہ جناب سید الانام نے خود حیات صوریہ میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کو ایسے قیام سے منع فرمایا ہے اور صحابہ نے کبھی نہیں کیا کما ہو مصرح فی الاحادیث اور موافق قول مسطور یعنی ہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا کے اس قیام کو نہیں کرتے ہیں انکو اکثر لوگ بخصوص ترک ایسے قیام کے تارک تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہتے ہیں اور انپر طعن و تشنیع کرتے ہیں پس اس طعن میں وہ لوگ مصیب ہیں یا مخطی بینوا

بسند الکتاب توجروا من اللہ الوہاب

ہو المصوب قیام جو بوقت بیان ولادت نبویہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیہ کیا جاتا ہے اسکی کوئی اصل معتد بہ شرعا نہیں ہے اور یہ گمان کہ قیام تعظیم نبوی ہے فاسد ہے اس وجہ سے کہ تین حال سے خالی نہیں یا یہ کہ یہ قیام واسطے تعظیم نام پاک محمدی کے ہے یا واسطے تعظیم ہیئت ولادت و تصور وقائع ولادت کے ہے یا واسطے تعظیم ذات محمدی کے جسداً او روحا یا روحاً فقط شق اول باطل ہے اولاً اس وجہ سے کہ نام پاک کی تعظیم قیام یا انحناء وغیرہ کے ساتھ

کہین نہین وارد ہے بلکہ بدعت ہے تعظیم کا نام یہی ہے کہ وقت نام لینے یا سننے کے درود پڑھا جاوے وثانیًا اس وجہ سے کہ اگر نام لینے کی تعظیم قیام کے ساتھ ہو تو لازم ہے کہ تمام بیان مولد کھڑے ہو کے کیا جاوے اور جب نام پاک آپ کا لیا جاوے غیر بیان مولد مین اُس وقت قیام کیا جاوے والثانی
اور شق دوم بھی باطل ہے اس وجہ سے کہ مجرد تصور ہیئت کی تعظیم اس طرح سے نہین وارد ہے باقی رہی شق ثالث وہ موقوف اس امر پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقت بیان ولادت مین جلوہ گر ہوا کرتے یا روحًا تشریف لاتے ہین اور یہ امر شرع مین نہین ثابت ہے ومن ادعی فعلیہ البیان بادلۃ الشرعیۃ لا بما قیل او یقال اور اگر بالفرض والتقدیر آپ کا تشریف لانا ثابت بھی ہو تو یہ ثابت ہونا محال ہے کہ بوقت بیان ولادت فقط تشریف لاتے ہین نہ ابتداے بیان مولد سے بلکہ بر تقدیر ثابت ہونے تشریف لانے کے ظاہر یہ ہے کہ ابتداے مجلس سے تشریف لاتے ہونگے پس لازم ہے کہ از ابتدا تا انتہا قیام کیا جاوے ولا یقول بہ احد علاوہ ازین کتب احادیث مین یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم حیات مین اپنے واسطے صحابہ کے کھڑے ہونے کو منع کرتے تھے اور صحابہ آپ کے واسطے قیام نہین کرتے تھے پس جو امر کہ آپ اپنے حق مین بحالت حیات پسند نہین فرماتے تھے بلکہ صحابہ کو اُس سے منع کرتے تھے وہ بعد وفات کے آپ کے تشریف لانے کے وقت کیونکر جائز ہوگا اور اگر بالفرض والتقدیر قیام بوقت مولد مشروع بھی ہو تو غایۃ الامر یہ ہے کہ مستحب ہوگا نہ واجب و نہ فرض اور علمانے تصریح اس امر کی کی ہے کہ جس مندوب پر اصرار مثل فرائض و واجبات کے کیا جاوے اور اُسکے تارک پر ملامت کی جاوے وہ مکروہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ وغیرہ مین لکھا ہے پس اصرار کرنا اس فعل پر اور اُسکے تارک پر ملامت کرنا اور اُسکو بدنام کرنا اور اُسکی تذلیل کی فکر مین رہنا درجۂ کراہت تک پہونچاتا ہے الحاصل یہ قیام افراد تعظیم نبوی سے جو ہر مسلمان پر فرض ہے نہین ہے اور نہ اُسکی کوئی اصل معتد بہ شرعًا پائی جاتی ہے بلکہ بدعت ہے اور تارکین قیام پر ملامت کرنے والے مرتکب گناہ کے ہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۲۹۵ استفتا کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس صورت مین کہ زید از ولادت ...

وسالہای دراز اس صورت سے بسر اوقات اپنی اور جملہ متعلقین و وابستگین اپنے کی کیا کرتا ہے کہ مال اس نیشکر و دیہات کا مالگزاران و دیہات سے بزرر مکسوبۂ خاص خرید کرکے شکر وغیرہ تیار کرا کے فروخت کیا کرتا ہے اور زید مذکور کے دو پسر ابن عمرو فرزند اکبر و بکر خلف اصغر چنانچہ زید کو بتقاضے الفت پدری کاغذ بیعنامہ کا ہے بنام فرزند اکبر و احیانا باسم خلف اصغر تحریر کرا دیتا ہے مگر خرید مال وجملہ مصارف ضروریہ مین زر مکسوبۂ ذاتی اپنا صرف کرتا ہے و در حقیقت بوجہ صرف زر مکسوبۂ ذاتی اپنے کے زید مسطور اصل مالک کل مال کھنڈ سار ہے و یا باجازت زید فرزند اسکے کہ جسکے نام سے وہ مال خرید کرکے بیعنامہ جات موسومۂ شان تحریر کرا دیتا ہے اہتمام و انتظام جملہ کاروبار کھنڈ سار بیٹون اپنے سے لیا کرتا ہے اور شروع سے برخاست کھنڈ سار تک جملہ حساب و کتاب جمع و خرچ سمجھکر کل خرا آمدنی معرفت فرزندون اپنے کے حاصل کرتا ہے اس صورت مین کل کھنڈ سار ملوکہ خاص زید مذکور ہے اور اگر وہ کل مال مملوکہ محصلۂ زید مذکور ہے تو فرزند اسکے جہت کرنے کاروبار اور اہتمام کھنڈ سار کے مستحق پانے اجر مثل کے ہین اور جو کچھ فرزندان زید نے بلا اجازت زید از روے تعدی خوکرد و برد یا ہلاک اور صرف بیجا کیا ہو اُس کا ضمان فرزندان زید پر شرعا عائد ہو سکتا ہے یا نہین بینوا توجروا

ہو المصوب اس صورت مین کل مال مذکور مملوک زید ہے اور فرزندان زید کو استحقاق اجر مثل کا ہے اور ضمان تعدی کا اُنپر عائد ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۲۶۶ **استفتا** کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ فرسخ اور میل کی تحدید معتبر کیا ہے

ہو المصوب اس باب مین حنفیہ کے چند اقوال ہین کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدار میل مین اختلاف ہے اور فرسخ بقدر تین میل کے اتفاقا ہوتا ہے ایک یہ کہ میل تین ہزار گز کا ہے پس فرسخ نو ہزار گز کا ہوگا لیکن اس قول کے معنی یہ ہین کہ گز موافق قدماے اہل حساب بتیس انگشت کا ہے دوسرا قول وہ جو عینی اور مسکین اور ابن نجیم نے شروح کنز مین نقل کیا ہے کہ میل چار ہزار خطوہ ہے اور ہر خطوہ بقدر ایک و نیم گز اور گز چوبیس انگشت کا پس فرسخ بارہ ہزار خطوہ اور اٹھارہ ہزار گز ہوگا اور میل چھ ہزار گز اور اس قول کو خیر الدین رملی وغیرہ نے

لکھا کہ غیر معتبر ہے تیسرا قول وہ جو ذخیرہ میں ابو شجاع سے منقول ہے کہ میل تین ہزار اور پانسو گز بحساب چوبیس انگشت ہے چوتھا قول وہ جو زیلعی نے شرح کنز اور حدادی نے جوہرہ شرح مختصر قدوری وغیرہ میں ذکر کیا کہ میل چار ہزار گز اور فرسخ بارہ ہزار گز بحساب چوبیس انگشت ہے اور یہی قول مشہور ہے بین الحنفیہ اور خیر رملی نے اسی کو معتبر لکھا ہے

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۲۹۷ / ۱۷ استفتا سوال جو راوی کتب رجال میں منجملہ الفاظ ثقہ ثبت صدوق کے ایک یا دو یا تین لفظ کے ساتھ وصف کیا جاوے اس وصف سے اس راوی میں وہ شرائط اربعہ راوی کے جو اصول فقہ میں بیان کیے گئے ہیں یعنی عقل و اسلام و ضبط و عدالت تاوقتیکہ کچھ جرح مثل صدوق سیئ الحفظ صدوق یہم اور مانند اسکے اس میں ذکی گئی ہو ثابت ہو جاوینگے یا نہیں ہو جاوینگے اور یہ تردد رہے گا کہ یہ راوی مسلم تھا یا نہیں عاقل تھا یا نہیں ضابط تھا یا نہیں عادل تھا یا نہیں

ہو المصوب یہ الفاظ عمدہ ترین مراتب تعدیل سے ہیں اور بعد ورود ان الفاظ کے کسی راوی کے حق میں شبہ اسلام یا عقل یا ضبط یا عدالت میں کرنا کسی عاقل کا کام نہیں ہے سخاوی فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث میں لکھتے ہیں قال الذہبی ان قولہم ثبت وحجۃ وامام وثقۃ ومتقن من عبارات التعدیل التی لا نزاع فیہا انتہی اور مقدمہ ابن صلاح اور مختصر ابن حاجب وغیرہ میں ہے اما الفاظ التعدیل فعلی مراتب الاولی قال ابن ابی حاتم اذا قال للواحد انہ ثقۃ او متقن فہو ممن یحتج بحدیثہ قلت وکذا اذا قیل ثبت او حجۃ وکذا اذا قیل فی العدل انہ حافظ او ضابط انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

۲۹۸ / ۱۸ استفتا سوال صحیح مسلم کے باب صفۃ الجلوس فی الصلوۃ وکیفیۃ وضع الیدین علی الفخذین میں اس اسناد میں حدثنا عبد بن حمید قال نا یونس بن محمد قال نا حماد بن سلمۃ عن ایوب عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا قعد فی التشہد الحدیث ابن عمر سے راوی نافع مولی ابن عمر ہیں جس کی نسبت تقریب میں مسطور ہے ثقۃ ثبت فقیہ مشہور من الثالثۃ یا اور کوئی نافع اور اسی اسناد میں حماد بن سلمہ جو ایوب سے راوی ہیں انکی نسبت

تقریب میں مسطور ہے تغیر حفظہ باخرہ پس قبل تغیر لفظ حماد کے یہ روایت صحیح مسلم میں اخذ کی گئی ہے جیسا کہ نووی نے مقدمہ شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے واعلم ان ما کان من ہذا القبیل محتجا بہ فی الصحیحین فہو محمول علی انہ اخذ قبل الاختلاط یا بخلاف اسکے بعد تغیر حفظ حماد کے

ہو المصوب فی الواقع یہ روایت قبل اختلاط کے ہے نہ بعد اختلاط کے جیسا کہ نووی کی عبارت سے واضح ہوا اور فتح المغیث میں ہے ما یقع فی الصحیحین او احدہما من التخریج لمن وصف بالاختلاط فانا نعرف علی الجملۃ ان ذلک مما ثبت عند المخرج انہ من قدیم حدیثہ انتہی واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

۲۹۹ ۱۹۱ استفتا سوال اگر کوئی کہے کہ تقریب میں جو جرح و تعدیل رجال مذکور ہے صرف اُسی پر مجکو اعتبار نہیں آتا کوئی اور بھی صاحب تقریب کے سوا اُسکے قول کی تصدیق کرے جب قابل اخذ ہو گا یہ کہنا اُس کا بجا ہے یا جہالت اور گمراہی کی بات ہے

ہو المصوب یہ کہنا اُس کا ضلالت و حماقت ہے اولاً تو اس وجہ سے کہ جلالت قدر مصنف تقریب حافظ ابن حجر عسقلانی کی کہ کتب تواریخ اور طبقات کے معاینہ سے معلوم ہوتی ہے اس امر کو مقتضی ہے کہ اُن کا قول باب جرح و تعدیل میں خواہ مخواہ معتبر ہو گا ثانیاً اس وجہ سے کہ جو تعدیل و جرح تقریب میں مذکور ہے وہ صرف قول مصنف تقریب کا نہیں ہے بلکہ قول ایک جماعت ائمہ حدیث کا ہے اس وجہ سے اولاً ابو الحجاج مزی دمشقی نے جو باب رجال میں دستگاہ تمام رکھتے تھے صحاح ستہ کے رجال کے واسطے تہذیب الکمال تالیف کی اور اس میں اقوال محدثین متقدمین سے جرح و تعدیل نقل کی بعد اسکے حافظ ابن حجر نے اسکی تلخیص کر کے مع زیادات کثیرہ کے تہذیب التہذیب تصنیف کی پھر اُسکی تلخیص تقریب میں کی پس جو جرح و تعدیل تقریب میں مذکور ہے وہ وہی ہے کہ تہذیب التہذیب اور تہذیب میں بنظر اقوال محدثین مذکور ہے پس کوئی جرح و تعدیل تقریب میں ایسی نہیں ہے کہ جس کی تصدیق با قوال محدثین سابقین نہوئی ہو جیسا کہ ماہرین پر ظاہر ہے ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور واللہ اعلم

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات]

۳۰۰ ۲۰ استفتا کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے

اپنی زوجہ اور لڑکے کو سوائے ظلم کے کبھی شفقت شوہرانہ اور پدرانہ سے نہیں دیکھا اور نہ پرورش کیا اس لئے وہ زوجہ اور لڑکا اُس سے دور ہو گیا اور اب کسی طرح پرورش پاکر ہوشیار ہوا چونکہ شوہر و پدر واجب الاطاعت ہیں اور یہ دونوں بسبب بے مہری اُسکی اطاعت سے محروم رہے پس اس میں گنا ہگار کون ہے اور کون کس کے واسطے پوچھا جائے گا باوجودیکہ زوجہ اور لڑکا اپنی خواہش سے اطاعت سے محروم نہیں ہے

ہوالمصوب ایسی صورت میں کہ نافرمانی کی ابتدا و زیادتی پسر و زوجہ کی جانب سے نہو وہ ماخوذ نہونگے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبدالحی ابوالحسنات

۳۰۱/۲۱ **استفتا** چہ می فرمایند علمائے دین اندرین صورت مثلاً زید نے فعل شنیع ہمراہ ہندہ کے سہواً یا قصداً کیا بعد حرکت فعل مذکورہ کے جب کہ خیال آیا کہ یہ حرکت نہایت بیجا تھی بہت نادم ہوکر عذاب الٰہی سے خوف زدہ ہوا ہندہ مذکورہ شوہر دار تھی مگر شوہر اُسکا چار سال سے مفقود الخبر ہے اب زید مذکور توبہ و استغفار چاہتا ہے تاکہ مغفرت ہو کیا کرے کیونکر کرے کہ گناہ سے نجات پاوے

ہوالمصوب وہ شخص اچھی طرح سے وضو کرکے دو رکعت نماز نفل خشوع و خضوع سے ادا کرے اور بعد نماز کے نہایت آہ و زاری سے آنسو بہاکے عاجزی ظاہر کرکے جیسے کوئی غلام مجرم اپنے آقا سے قصور معاف کراتا ہے دعائے مغفرت کرے اور دل میں اُس گناہ سے ندامت رکھے اور یہ قصد کرے کہ آیندہ مجھسے ہرگز ایسی حرکت نہ ہوگی پروردگار عالم اُسکے گناہ کو معاف فرمائے گا اور اُس عورت کے حق میں بھی دعائے مغفرت کرے اور اگر وہ عورت ابتدا میں راضی نہ تھی تو اُس سے بھی عفو قصور کرالے تاکہ حشر میں وہ دامن گیر نہو واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبدالحی ابوالحسنات

الحمد للہ والمنہ کہ اندنون **مجموعۂ فتاوی** جلد ثانی جسکو مولوی **محمد ایوب صاحب** نبیسۂ حضرت خاتم العلماء والمحدثین مولانا مولوی حاجی حافظ ابوالحسنات **محمد عبدالحی** لکھنوی فرنگی محلی نور اللہ مرقدہ نے حسب ترتیب ابواب فقہی ترتیب دیا ہے **بار دوم** ماہ ذیحجہ سنہ ۱۳۲۱ ہجری **مطبع یوسفی** فرنگی محل لکھنؤ میں حسب الحکم جناب مولوی مفتی **محمد یوسف صاحب** مالک مطبع کے طبع ہوکر شایع ہوا چونکہ
اس کتاب کا حق کاپی رائٹ محفوظ ہے لہذا کوئی صاحب بلا اجازت مالک مطبع کے نہ چھاپیں
المشتہر منیجر **مطبع یوسفی واقع فرنگی محل لکھنؤ**

فہرست استفتاہائے مجموعۂ فتاوے جلد ثانی

صفحہ	مضمون استفتا
	باب التصرف
	بیان سود قول شامی بر در مختار
	کتاب الربوا
۵	جواز سود گرفتن از حربیان در دار الحرب و عدم جواز معاملۂ آن در دار الاسلام
۶	متعلقۂ ربوا
	کتاب الحظر والاباحۃ
۷	عدم جواز دیدن اجنبی کف و وجہ اجنبیہ بلا ضرورت۔
〃	استحباب درود شریف بعد تحمید خطیب مقتدیان
۱۳	حکم لعنت بر بعض اوتاران ہنود
〃	تحقیق حقیقت سحر و حکم آن و فرق وے و معجزہ و کرامت
۱۷	جواز خفتن بر چارپائی در مسجد
〃	جواز شانہ کشیدن آن از دندان مردار
۱۸	جواز قیام تعظیمی برائے مشیخ قوم و سادات
۱۹	عدم جواز بالا نمودن از ہر دو طرف خدین و شق کردن آن از زنخدان
۲۰	کراہت استعمال چرٹ تحریما۔
〃	مشروعیت تثویب اموات بخواندن سورۂ فاتحہ و اخلاص و عدم مشروعیت طریقۂ مروجہ کہ شیرینی وغیرہ پیش نہادہ ایستادہ میخوانند۔
〃	جواز سود گرفتن بدار الحرب و
〃	تعریف دار الحرب۔
۲۱	بدعت سیئہ بودن تزئین یوم عاشورہ
۲۲	مسنونیت مصافحہ بوقت ملاقات نہ بوقت رخصت۔
۲۳	حکم شرکت در مجلسیکہ [illegible] محرم

صفحہ	مضمون استفتا
	واطوار شرک داروے موجود باشند
۲۴	اباحت خواندن الوداع والفراق در خطبۂ آخر رمضان و ابتداع التزام و اہتمام این و عدم ثبوت زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردہ را در قبر
۲۵	اولویت احتراز از کفار در مجالسہ و مؤانست و محبت۔
〃	عدم جواز پروردن سگ بغیر ضرورت معینہ و عدم نزول ملائکۂ رحمت
۲۶	تقدم اطاعت زوج بر اطاعت ابوین و تنبیہ زن نافرمان بہ نصیحت و زجر و ترک کلام و مجامعت و ضرب علی الترتیب
۲۷	ممنوعیت خضاب سیاہ خالص و جواز غیر او۔
۲۸	عدم جواز خوردن ساگ بدون اجازت مالک او۔
〃	حرمت چربی شیر و اختلاف در استعمال او در دوا و عدم جواز نماز بغیر شستن او
〃	استحباب خضاب سرخ یا زرد
۲۹	عدم ماخوذیت از تداوی باشیائے محرمہ عند الضرورت
۳۰	جواز ذکر محاسن و محامد در مجلس شہادت حسنین رضی اللہ عنہما خالی از تشبہ روافض بالعزا و ممنوعیت نوحہ وغیرہ
۳۱	رد اشعار فارسیہ متضمنۂ افترا بر ائمۂ اہل بیت
۳۳	حکم کسے کہ علما را دشنام میدہد
۳۴	وجوب احتراز از وظیفۂ یا شیخ سید عبد القادر شیئاً للہ۔

صفحہ	مضمون استفتا
۳۴	حکم تشبیہ عبارت انشاء اللہ بنہ ذکرمہ با صحاب شیطان۔
۳۶	لزوم توبہ بر مفتری و طاعن مفتی بغیر تحقیق فتویٰ وے۔
〃	حرمت مسلمان نکردن خود را نزد کافر از سلام
〃	فاسق شدن بوجہ خیانت در امانت و سود دادن قرض گرفتن۔
۳۷	مسنونیت مصافحہ ہنگام ملاقات نہ وقت رخصت۔
〃	خبیث بودن مال مکتسبہ از رقص و زنا و غنا و حکم اموال مکتسبہ آنہا
۴۰	استحسان ذکر خدا در ہمہ حال و عدم جواز تواجد و اہتزاز قبل الاختیار
۴۱	اطلاق لفظ [illegible] تشبیہ بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و عدم غلو از سواد
〃	کفر روافض منکر ضروریات دین و عدم کفر صرف تبرائی و فسق خلاف کنندۂ لا تقربوا الزنا و جواز گفتن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را دافع البلاء بمعنی ذریعۂ دفع بلا۔
〃	اولویت نام ہدایت العلی از ہدایت علی بوجہ ایہام ثانی معنی غیر مشروع را و حکم احتراز از اسمائے موہمہ و استحباب اسم عبد اللہ و جواز گفتن یا علی ہرگاہ مقصود بالندا او بود [illegible]
۴۳	عدم ثبوت ذکر جہری بعد نماز از صحابہ وغیرہم سوائے تکبیر
۴۵	جواز پروردن طیور اگر ایذا باو نرساند و شکار مطلقاً [illegible]

صفحہ	مضمون استفتا
	دوائیکہ مقصود دنیا شد وعدم کراہت قرار دادن آتش بقول اصح —
۴۵	عدم مسنون بودن مصافحہ و معانقہ بعد نماز عیدین بلکہ بدعت مباحہ یا مکروہہ علی سبیل الاختلاف
۴۶	حرمت منکوحہ جد تا اسفل
〃	تباہ مکان وغیرہ در قبرستان بجز الآثار
〃	خریدن گوشت از کافر وبحث کفر و اسلام فروخت کنندہ
۴۸	دفع شبہات طاعنین بر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
۵۰	حرمت تعلیم قانون انگریزی
〃	جواز پوشیدن پارچہ کل انگریزی
۵۳	طعام خوردن مردمان بارات نزد ولی عروس —
۵۴	جواز اجرت بر تعلیم قرآن و بر قراءت
〃	ذکر امور غیر مشروعہ در جلسۂ نکاح
۵۵	تحقیق ما اہل لغیر اللہ وغیرہ —
۵۶	شبیہ کشی مقام متبرک غیر مشروع و بدعت است —
۵۷	عدم استعمال مثلاں کہ او فقرہ باشعار وابو تمام صدوفنا —
〃	قول بمبتدع بودن وجودیہ شہودیہ غیر معتبر است —
۵۸	در تنبیہ تفضیلیہ کیست الی غیر ذلک
۶۰	اثبات حرمت وطی فی الدبر وعدم صحت انتساب حلت آن بطرف امام مالک رحمہ اللہ
۶۱	جواز تخمین غلہ و ثمرات قبل حصد بغرض الطمانیت و دریافت اجمالی —
۶۲	ملازمت کردن آن برائے احکام غیر مشروعہ واحکام ظلم باشد
〃	ابطال قول قائل بحلت ذبیحۂ مشرک و کافر —
۶۳	بودن مصافحہ عند الملاقات امر متوارث وسنت قدیمہ —
۶۵	حکم بنائے چبوترہ وانتساب آن بثبوت نقش نعلین وغلاف پوشیدن آن
۶۶	حرمت شراب نشہ آور —
〃	تکفیر پیرستندگان معتقد ہنود و در جواب مندرجہ استفتا —
۶۷	در تصویب روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ظلمت و نور دواز نزدیک و دوالی غیر ذلک
۶۸	حکم دخول مسجد بر آنکہ تاڑی نوشید
۶۹	عدم ثبوت تقبیل ابہامین از کتب معتبرۂ فقہ واحادیث صحیحہ —
۷۰	در تنبیہ کدام کدام از حیوانات بحریہ ماکول اند و علامت سمک چیست الی غیر ذلک —
۷۱	تجدید اسلام کسے را بکفر سابق بالفاظ نامالیم یاد آوردن حرام است
۷۲	حکم تحسین اعمال کفار و شرکت در افعال آنہا —
۷۴	حکم گرفتن اولیائے منکوحہ از ناکح و طلب چیزے بروجہ شرط —
۷۵	حکم خروج زنان شابہ در مجلس ولیمہ کہ بے پردگی و مانع شرعی وغیرہ دران نباشد —
〃	در ممنوعیت استعمال بسکٹ وادویۂ انگریزی کہ اختلاط خمر دران متیقن یا مظنون است
۷۵	عدم جواز اکل بسکٹ و نان پاؤ وغیرہ کہ خمیر تاڑی باشد —
۷۷	جواز تعلیم انگریزی بشرطیکہ منجر الی التخلیل فی الدین نباشد
〃	عدم کراہت وضو از پس ماندۂ آب استنجا —
〃	شیعہ منکر ضروریات دین کافر است الی غیر ذلک —
۷۹	حکم اجرت بر تسبیح و تہلیل و تلاوت قرآن وغیرہ —
۸۰	حکم غنا و مزامیر و دف —
۸۱	عدم کراہت امامت جزار وعدم ممنوعیت اخذ اجرت بر ذبح شاۃ
۸۲	ذات سبحانہ قدیم است و مادہ نیست برائے ذات نبی وذات نبی حادث است —
〃	خیار بلوغ بہ بنت صغیرہ نمیرسد در صورت تزویج وکیل بحضور پدر آن
〃	جواز اطعام احیاء و اقارب و مساکین وغیرہ بشکرانۂ کفایت مہم —
۸۳	دلیل تناول از مصحف قرآنی صراحۃً اصلاً یافتہ نشدہ —
۸۴	ممنوعیت تعلم و تعلیم علم رمل
۸۵	کراہت پختن حلوا وغیرہ در شب برات بلحاظ پابندی رسم —
〃	حرمت نذر و منت غیر اللہ وحرمت منذور غیر خدا —
۸۶	جواز ضیافت و تقسیم شیرینی وقت حصول شرف

صفحہ	مضمون استفتا	صفحہ	مضمون استفتا	صفحہ	مضمون استفتا	صفحہ	مضمون استفتا
	قوت تکفیر بکر زید را کہ قائل	۱۰۳	جواز طلاق برہنہ یا زجر و توبیخ		او شان و اولویت عدم خوردن آنہا		توبہ و استغفار لازم است
	حرمت حقہ کشی نیست ـ		بسبب جمود در زنا ـ	۱۱۱	جواز خوردن طعام مطبوخ از دست	۱۱۹	حکم ملازمت مسلمان بمبتدع
۸۸	دوست داشتن طریقۂ غیر اسلام	۱۰۴	جواز زراعت خشخاش		ہندو و آب از دست وے		شیعہ و سود خوار وغیرہ ـ
	و بیزار شدن از اوضاع اہل اسلام		وحرمت افیون ـ	〃	عدم کراہت طعام محفوظ کہ حاشی		**باب اللبس والزینہ**
۸۹	حکم شرکت آنہا کہ با کفار موافق	〃	کلام بآواز بلند گناہ است مستغرق اوقات با		جائز باشد و طہارت آب محفوظ	۱۲۰	جواز استعمال پارچہ منقش بہ زر
	دستور شان بازی میکنند	〃	شرعاً نحوست و بدشگونی نیست		کہ حاشی کنار باشد ـ	〃	بدو شرط رنگ زرد سوائے کسم
۹۰	ذبح حیوان متروکہ ہنود نادرست	〃	کراہت تنزیہی حرام معز		حلت ہدیہ بغیر کراہت		و زعفران درست است ـ
۹۱	حکم خوردن تاڑی مسکر و نان پاؤ	۱۰۵	جواز غنا بلا مزامیر و بلا محرمات	〃	عدم فرق میان خشک و تر	۱۲۱	در استعمال خرام کہ بہندی تہمد گویند
〃	کہ خمیر تاڑی باشد ـ	〃	بہ لفظ خدا گنج بجناب باری		طعام ہنود ـ	۱۲۲	ثبوت حلت استعمال ذہب برائے
۹۷	جواز اکل شتر پروردہ از شیر		کمال سوادی حسنہ	〃	جواز خوردن طعام ہنود کہ		زنان بروایت صحیحہ و جواب
〃	خنزیر بعد ذبح ـ	〃	عدم جواز حج از زرے کہ بہاجان		باحتیاط پختہ باشد ـ		از احادیث منع ـ
۹۸	قصہ مذکورہ بدیہہ تیاگرمین غیر معتبر است		سود خوار بعوض حق وکالت	۱۱۳	کراہت پس خوردہ اجنبیہ و لغو بودن آنہا		**کتاب الہبہ**
〃	قابلہ را اگرچہ از قوم ہنود باشد	〃	بدست آمدہ است ـ	〃	خوردن و خورانیدن پس خوردہ مسلمہ	۱۲۳	عدم جواز ہبہ بیوی سلطانیہ
	یک ران ذبیحۂ عقیقہ باید داد	〃	عدم جواز تکفیر اہل قبلہ و کراہت نکاح	۱۱۴	جواز خوردن پوست مرغ		مقید بقید مع فرزندان بیگم
〃	جواز پخت طعام دران مقام		بافرق مخالفہ بسبب فسق آنہا		و پا یہاے گاؤ ـ	〃	نفاذ ہبہ بسبب قبض و عدم
	کہ آتش از موت میت می پخت	۱۰۶	بزرگ داشتن و ہلیر یا چوکہٹ را	۱۱۵	حکم نان و شیر برنج کہ از و سرگین		نفاذ بسبب عدم آن
〃	تکفیر پرستندۂ شراب و سرگین		لغو و خرافات ست و تعزیہ داری		موش بر آید ـ	۱۲۴	جواز ہبہ بقبض کامل یکے را از
	و معتقد فلاح و فوز از آن	〃	وغیرہ بدعت و ممنوع اند و	〃	عدم تحقق خوردن آنحضرت		دو پسران خود مع الکراہتہ
〃	مسئلہ متعلقہ نسب		مرتکب ایشان مبتدع و کافر ـ		صلی اللہ علیہ وسلم لحم بقر را صراحتہ	〃	گنہگار شدن ہندہ بسبب ہبہ نمودن
۹۹	لاعب نرد و شطرنج بطور عادت	۱۰۷	سبحہ گردانی امر مشروع است	۱۱۶	حرمت نوشیدن دوائے کہ یقین		جملہ مال خود بغیر و ارثہ
	دائمی فاسق است		اگر خالی از ریا باشد ـ		یا گمان آمیزش شراب در وے است		باوجود موجودگی وارث
۱۰۱	اباحت تمباکو خوردنی	〃	از مال حرام امور خیر کردن یا	〃	عدم حرمت لحم ماکول اللحم کہ پلید خورد	〃	تعریف مرض الموت و عدم نفاذ ہبہ
〃	کراہت بیعت از غیر متبع شریعت		در تصرف خود آوردن حرام است		و کراہت انتفاع آن ـ		در مرض الموت بغیر اجازت ورثہ
۱۰۲	حکم سیپارہ بر تلاوت قرآن	۱۰۸	منع زیور آوازدار برای زنان	۱۱۷	جواز خورانیدن طعام بر عقیدہ و غیرہ	۱۲۶	مالک شدن دختر جہیز را
〃	عدم جواز نبی یا غیر نبی کہ برائے		**کتاب الاکل والشرب**	〃	دود رسم ہنود و لغیر اللہ حرام است	〃	اگر بطور تملیک پدرش داد
	دفع الزام معاند و محرم قرآن را	۱۰۹	حلت خرگوش و جھینگہ ـ	۱۱۸	حرمت اشیاء مسکرہ افیون	〃	در باب ہبہ
	بر خلاف واقع تفسیر کند و اعتقاد	۱۱۰	کراہت و جہری پیاز خام و حرمت		و گانجا وغیرہ ـ	۱۲۵	نفاذ ہبہ در صورت مردن
	آنچہ امور در حق آنحضرت صلی اللہ		پوشیدن جامۂ باریک زن را	〃	بروز تہوار ہنود ہدیہ یا دعوت گرفتن		یک سال بعد افاقہ از مرض
	علیہ وسلم الحاد و زندقہ است	〃	جواز خوردن ہدیہ ہنود بروز عید		نادرست است و جزئیہ تشبہ		ممتدہ و نمودن آن ہبہ

صفحہ | مضمون استفتا

۱۳۷ [illegible] سلطان رئیس
ودیع و ہبہ ناجائز ہست
" دبیبہ
۱۴۱ وظیفہ مقرر قبل حصول ملوک نیست
۱۴۳ لغویت بیع و ہبہ صرف حق استحقاق
۱۴۳ اقرار [illegible]

کتاب الوصیۃ

۱۴۴ جواب حسب مضمون وصیت نامہ
وخروج نبیرگان از لفظ اولاد
وناقابلیت نابالغان ولایت را
وبودن وصی فی الجزء وصی فی الکل
۱۴۶ جواز اشتراط سعید صالح بودن
متولی در وقف۔
۱۴۷ عدم جواز ولایت غیر مسلمان
بر مسلم از نابالغ
" عدم [illegible] وراثت ووصایت
در [illegible]۔
۱۵۰ مسئلہ متعلقہ وصی و وقف
" ایضاً در باب وصی

کتاب الدعوی

۱۵۱ استحلاف از مدعاعلیہ بوجہ
مجروحیت گواہ مدعی
۱۵۳ عدم جواز خرچہ نالش گرفتن از مدعاعلیہ
" عدم استحقاق برادر در مال مکسوبہ برادر
۱۵۴ عدم جواز گرفتن خرچہ نالش
وسود از مدعاعلیہ
" ایضاً
۱۵۵ استفتا در دعوے
۱۵۶ در دعوی دین متروکہ مورث

۱۵۷ سقوط دعوی بوجہ سکوت
۱۵۸ دعوی کردن بر خالد [illegible]
صورت مذکورہ استفتا

کتاب القضا

۱۶۰ جہلاء کہ بر وظیفہ آبائی خود تعینی
امامت وخطابت وغیرہ مقرر
مستند قضاۃ نیستند۔
۱۶۱ صورت گرفتن [illegible]
۱۶۲ اندرین معنی
۱۶۴ جواز جرمانہ گرفتن از اہل
برادری بسبب کار ناشایستہ

کتاب الشہادۃ

۱۶۵ ترجیح گواہان ثبت حدوث
بر گواہان ثبت قدم
۱۶۷ عدم مقبولیت شہادت نفی
معنی باشد یا صراحتاً مگر بقرینہ
متواتر بودن مشہود بہ
۱۶۸ عدم اعتبار شہادت نفی متواتر
واظہار آن بعد حکم قصاص
ومرافعہ نکردن وشہادت
نگذاردن مدعاعلیہم۔
۱۶۹ در باب شہادت قصاص
۱۷۰ قبول بینہ نفی متواتر
۱۷۱ حکم شہادت شاہدان بر دعوی
[illegible]
" اندرین معنی
۱۷۹ در مسئلہ شہادت
۱۸۰ در مسئلہ شہادت علی الارث

کتاب الوراثت

۱۸۱ عدم تکفیر و عدم حرمان
اثنا عشری از مورث سنی
۱۸۳ در باب گواہان ابراء مہر
۱۸۵ مسئلہ میراث
" عدم محجوبیت دختر از ترکہ سنی
بوجہ تشیع۔
" عدم اعتبار رجال نامہ در حق اولاد
۱۸۶ مسئلہ میراث
" در میراث
" استحقاق برادر و پسران مورث
۱۸۷ در اراضی معطاہ پادشاہ
بر یکے از نیہا۔
" مسائل فرائض
" عطیہ سلطانی بعد دخول در ملک
معطی لہ بحکم سائر املاک است
۱۸۸ استفتا در میراث
۱۹۵ در تنقیح عصبہ بالغیر عصبہ بالغیر
بوجہ قرب مقدم است
" در میراث
۱۹۶ تقسیم ترکہ خنثی

کتاب البیعۃ والخلافۃ

۱۹۷ جواز بیعت ثانیہ از مرشد دیگر
وقت عدم انتفاع از مرشد اول
در باب خلفاء اثنا عشر
۱۹۸ در لوازم سجادہ نشینی

کتاب الاقرار

۲۰۰ عدم استحقاق عمرو چیزے را کہ
ہندہ مجرد اقرارش کرد
۲۰۱ لزوم ایفاء وعدہ عنداللہ

بر مقر یا وارث وے اگر مقر
آن وارث وصیت کردہ
وعدم ثبوت استحقاق مقر لہ
چیزے را بمجرد اقرار مقر۔
۲۰۲ عدم وجوب ایفاء وعدہ
سکونت زوجہ بخانہ پدر زوج
قضاء ومواخذہ تخلف عنداللہ
" بمجرد اقرار ہندہ موجب استحقاق
عمرو نیست پس دعوے عمرو
نامسموع خواہد شد۔

کتاب الصلح

۲۰۳ عدم جواز صلح دختر وداماد متبنی
در مشاہرہ مورث بعوض [illegible]
واستحقاق تنخواہ بہ کسے کہ
بنامش از دختر مقرر شد

کتاب الشفعہ

۲۰۴ اختلاف وشرطیت اشہاد در شفعہ
" جواز دعوی شفعہ طالب مواثبت
واشہاد در صورت خلط دعویہا
[illegible] غیر طالب اثبات شہاد[illegible]
۲۰۵ عدم سقوط حق شفعہ از شخصی کہ
ہمراہ اغیار مدعی شفعہ شد
واغیار قبل از قضاء حاکم
حق خود ساقط نمودند
" امکان طلب مواثبت شہادتہا
وجواز طلب مواثبت واشہاد
مختار باذن مطلق از جانب موکل
وجواز دعوی شفعہ چند شفیع
بیک درخواست وعدم

صفحہ	مضمون استفتا
	اعتراض تحریر نیہ کالت نامہ برائے توکیل وسقوط حق شفعہ وکیل شفیع دیگر بوجہ دعوی کردنش از جانب موکل وجواز طلب مواثبت واشہاد وکیل از جانب چند کسان بشرطیکہ وکیل ہمگنان باشد
٢٠٧	بطلان شفعہ بوجہ ترک طلب تملیک بلا عذر تا یک ماہ
٢٠٨	تفصیل عدم لزوم اشہاد وذکر حدود وطلب مواثبت وغیرہ
٢١١	اختلاف در بطلان شفعہ اگر بطلب خصومت دیر شود
	کتاب الرہن
٢١٣	کراہت نفع رہن کہ راہن مرتہن را مباح کرد۔
″	عدم جواز تحصیل منافع مرہون با وجود کل مباح گردانیدن راہن
٢١٤	حرمت وسود بودن منافع ذرث
″	مسئلہ رہن واجرت بر تقدیر عدم قبض مرہون ومستاجر
٢١٦	لزوم واپسی محاصل آراضی رہن
	کتاب الاجارہ
٢١٧	جواز معاف کردن بعض تحصیل زمین ٹھیکہ دار را با خذ کیفر زر رسم بشرطیکہ این معافی شرط اخذ زر مقروض نباشد۔
″	جواز انتفاع از درختہائے کھجور وتاڑ خوردن آب وے کہ قبل از رسیدن حرارت آفتاب سکرہ شد

صفحہ	مضمون استفتا
٢١٨	عدم جواز ضمان اجیر مشترک بمذہب امام اعظم رحمہ اللہ وجواز آن نزد صاحبین رحمہما اللہ تعالے
	کتاب الرق
٢٢٠	عدم جواز فروختن کافر خود را یا اولاد صغار خود را بدست مسلمانان وجواز خریدن کافر اور امفرور کنانیدہ در دار الاسلام میفروشند دخول کا فر در غلامی بحالیکہ آن غنیمت موافق شرع تقسیم شود۔
	کتاب التعزیر
٢٢١	معنی سیاست وعدم انحصار قتل سیاست در کلو خفا کردن مرۃ بعد اخرے۔
	کتاب الحدود
٢٢٣	از قطاع الطریق بودن کسانیکہ شمشیر وچوب بدست گرفتہ از شہر بیرون آمدہ راہزنی وخونریزی میکنند واستحقاق قتل آنہا حاکم طریق حد۔
٢٢٦	عدم اجرائے حدود زنا بغیر قاضی اسلام
	کتاب الحوالہ
″	عدم شرط حضور محیل ومحتال علیہ بمجلس حوالہ در صحت حوالہ
	کتاب المناقب
٢٢٨	اثبات اطلاق امی بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

صفحہ	مضمون استفتا
	وعدم ثبوت علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکلی اشیائے ماضیہ ومستقبلہ الا ما شاء اللہ
	در تحقیق کنیزک بودن حضرت ہاجرہ علیہا السلام
٢٣١	ورود آیہ فاستغفر لذنبک الخ در بحث استغفار دنیوی و
	عدم دلالت حدیث شفاعت بر اذن شفاعت دنیویہ بلکہ بر تفویض عہدہ شفاعت اخروی
٢٣٢	استحسان سکوت در حکم والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و نبی بودن نسبت کفر بایشان
٢٣٣	نزول آیہ الیوم اکملت الخ در حجۃ الوداع بمقام عرفات در خم غدیر وعدم علاقہ این آیہ وآیہ یا ایہا الرسول بلغ الخ با مامت حضرت علی وعدم ذکر خلافت ایشان در قصہ من کنت مولاہ الخ
	عدم قدح فضیلت جزئیہ بر تفوق فضیلت کلیہ صدیقیہ را۔
٢٣٦	عدم انطباق بودن بست وسوم صفر ١٣١١ھ روز چہار شنبہ
″	بودن دواز دہم ربیع الاول ١٣١١ھ روز دو شنبہ بوجہ من الوجوہ
٢٣٩	نقل مکتوب مولوی خلیل احمد مشتمل بر استفسار عبارت

صفحہ	مضمون استفتا
	عبقات الانوار متضمن بر خلافت بلا فصل خلیفہ رابع رضی اللہ عنہ مع جواب مولف۔
	کتاب النوادر
٢٤٢	عدم جواز زیارت موئے مبارک نبوی وشرکت محفل زیارت غیر خالی از امور منہیہ
٢٥٠	احکام انقلاب نحاس وغیرہ بطرف ذہب وفضہ نزد اکثر ارباب شرع وجمعے از حکما
٢٥٥	عدم کفایت انتساب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عزت بر انجاح
٢٥٦	عدم ثبوت سکونت روح یک چلہ بعد قبض در خانہ ویک سال بر قبر۔
٢٥٧	ثبوت سکونت اعزہ در جنت یکجا در حال اتحاد مراتب ودر حال اختلاف مراتب ملاقات باہمی
″	دیدن کار ابلیس لعین بر قراءت قرآن قادرست یا نہ طریقہ حصول ثبوت۔
٢٥٨	عداوت رسول وقتل وایذا واہانت آن موجب کفرست
	کتاب التقلید
″	حکم متتبع رخص شرعیہ۔
٢٥٩	حکم منکر مذہب ومدعی اتباع کتب حدیث
٢٦١	اختلاف وجوب تقلید وحکم جاہل غیر مقلد۔

صفحہ	مضمون استفتا
۲۶۴	جواز نماز بلا کراہت باقتدائے حنفی کہ تقلید شخصے را واجب نمیداند و گفتن آمین بالجہر را مسنون داند و ضلالت اخراج شخصے کہ آمین بالجہر گوید از مسجد
۲۶۵	جواز تقلید شافعی وقت ضرورت
″	سوالات و جوابات متعلقہ مقدمہ
۲۶۹	سوالات جرح و جواب آن
۲۷۱	قول باقتدائے یکے بدیگرے بلا انکار در قرون ثلثہ موجب خروج از حنفیت نیست
″	در حق آن مجتہد کہ باجتہاد خود مخالفت کردہ مسئلہ مختلف فیہا اجماعیہ نخواہد شد
۲۷۲	بیان امور قطعیہ
″	انتقال حضرت غوث الثقلین بر مذہب حنبلی بود
	کتاب الذکر
۲۷۳	عدم جواز ذکر بجہر مفرط مشتمل بر غنا و رقص و وجد و حکم سب مشایخ طریقت و تفضیل سید عبد القادر جیلانی بر ابو الحسن شاذلی رحمہ اللہ
	کتاب الصید
۲۷۷	حلت جانور بدون ذبح اگر بالبسم اللہ از تیر و نیزہ وغیرہ زخمی کردہ شود و فوراً بمیرد
	[illegible]
	کتاب الاضحیہ والعقیقہ
۲۷۷	جواز تصدق چرم اضحیہ بر سادات
۲۷۸	عدم جواز قربانی میش شش ماہی و بیان مسن
	حدیث الغلام مرتہن بعقیقتہ
۲۸۰	ذبیحہ رافضی منکر ضروریات دین و عفو زنا از توبہ نصوح
″	در باب ذبح گاؤ و علم تعظیم وے
۲۸۲	در اضحیہ شتر بہتر است از گاؤ
″	گاؤکشی طریقہ قدیمہ اہل اسلام است اگر ہنود تعصباً مانع آیند ممتنع نباید بود
۲۸۵	ایضاً
۲۸۶	حرمت ذبیحہ در صورت قصد تقرب الی غیر اللہ
″	صحت اضحیہ جذع مراد از ضان ذی الیہ است
۲۸۸	جواز خوردن گوشت عقیقہ برائے اقارب
″	جواز قربانی بہدیہ گوسفند
″	اکتفا بیک گوسفند در عقیقہ وقت عدم قدرت
″	ذبیحہ گنگ حلال است یا حرام
۲۸۹	حرمت ذبیحہ مرتدین
″	جواز ذبح دو چیز یکبارگی بیک تسمیہ
۲۹۰	مسئلہ قربانی
	کتاب الجہاد
۲۹۰	عدم فرضیت جہاد بغیر عدم قدرت اہل اسلام بر قتال و زاد و راحلہ وغیرہ
	باب احداث العمارات
۲۹۱	عدم جواز تصرف در کوچہ غیر نافذہ بدون اجازت اہل کوچہ
۲۹۳	تفصیل استحقاق ممانعت ہمسایہ از تصرف مضر در ملک
۲۹۴	استفتا در عمارات
	کتاب المتفرقات
۲۹۶	حکم امداد مدعی وکالت خود از جانب نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم برائے تردید کتب نصاریٰ
″	تحقیق نام نہادن بعبد النبی و عبد الرسول وغیرہ
۲۹۷	محاکمہ در تقریرات مولوی محمد حسین لاہوری و مولوی عبد العزیز لودھیانوی
۳۱۷	منع اخراج غیر مقلدین از مساجد
۳۱۸	جواب سوالات متعلقہ باب الملک
۳۲۰	حال زن کثیر الزوج
۳۲۱	متعلقہ شرکت فی الکسب
″	انتساب بقصد مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و جواز آن
	قصد زیارت قبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳۲۲	طریقہ استخارہ
۳۲۳	طریقہ نزول وحی
۳۲۴	گویندۂ کلمات مذکورہ مستفتا مرتد و کافر است
۳۲۵	اجرائے کلمۃ الکفر کفر است سوائے حالت اکراہ
۳۲۷	اختلاف علمائے امت در تسمیہ کنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۳۲۹	عدم ثبوت قیام وقت ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۳۳۰	مال بزر مکسوبہ زید مملوکہ زید است و فرزندان زید مستحق اجر مثل و ضمان تعدی اند
″	حکم تحدید فرسخ و میل
۳۳۲	حکم راوی کہ از الفاظ ثقہ وغیرہ موصوف باشد
″	حکم روایت صحیح مسلم
۳۳۳	استفتا در باب جرح و تعدیل
″	در حالے کہ پدر بر زوجہ و پسر شفقت نکرد لہذا ایشان بہ نافرمانی ماخوذ نخواہند شد
۳۳۴	طریق توبۂ زید کہ بعد فعل شنیع نادم شد

نام کتاب

مجموعہ میر زاہد رسالہ یعنی حواشی
زاہدیہ متعلقہ قطبیہ و لوامع الہدی فی اللیل
والدجی و ہدایۃ الوری الی لواء الہدی و
حاشیہ مولانا مولوی محمد فضل اللہ رحمہ اللہ
فرنگی محلی و التحقیقات المرضیہ بر میر زاہد رسالہ
از مولانا محمد عبد الحلیم رحمہ اللہ تعالی۔
میبذی بتحشیہ جناب مولانا مولوی
محمد عین القضاۃ صاحب مدظلہ۔
مجموعہ حل المعاقد حاشیہ شرح عقائد جلالی
از مولانا محمد عبد الحلیم رح و حاشیہ مولانا کرم اللہ
العلوی و حاشیہ مولانا کمال الدین سہالوی
و حاشیہ مولانا نظام الدین و حاشیہ ملا باقر حاشی رح
میر زاہد شرح مواقف ضمیمہ مع رسالہ
و حاشیہ میر زاہد امور عامہ مع منہیات
و حاشیہ و حیدیہ جدیدہ و تحشی شرح مواقف
از مولانا محمد عبد الحی رح و حاشیہ زاہدیہ باہم
منسلک ہیں۔
مجموعہ سبع رسائل الفلک الدوار
فی رویۃ الہلال بالنہار و القول المنشور فی
ہلال خیر الشہور و تحفۃ الکملاء فی جماعۃ
النساء و التحقیق العجیب فی التثویب و الاسئلۃ العشرۃ

نام کتاب

الکلام المبرور و الکلام الجلیل فیما یتعلق بالمندیل
و قوۃ المغتذین بفتح المقتدین و آکام النفائس فی ازالۃ الافصاح
عن شہادۃ المرأۃ فی الارضاع از مولانا
محمد عبد الحی رح
مطول الی مقام الدرس بتحشیہ مولانا
محمد عبد الحلیم نور اللہ مرقدہ
مختصر معانی کلاں مع حاشیہ تجرید للبنانی
مختصر معانی خرد بتحشیہ مولوی برکت اللہ صاحب
مجموعہ خمس رسائل آکام النفائس فی
اداء الاذکار بلسان الفارس و ترویح الجنان
فی حکم شرب الدخان و ردع الاخوان عن
محدثات آخر جمعۃ رمضان فیہ بحث القضاء
العمری و زجر الناس علی انکار اثر ابن عباس
و الانصاف فی حکم الاعتکاف از مولانا محمد
عبد الحی رح مع حاشیۃ الاسعاف لمولوی عبد الغفور رح
مجموعہ تحفۃ الطلبہ و اقامۃ الحجۃ و نزہۃ
الفکر از مولانا محمد عبد الحی رح
مجموعہ ست رسائل النافع الکبیر
لمن یطالع الجامع الصغیر و طرب الاماثل
بتراجم الافاضل و السعی المشکور فی نقض الوضوء بالقہقہۃ
و خیر الخبر فی اذان خیر البشر و سباحۃ الفکر

نام کتاب

فی الجہر بالذکر و رفع الستر عن کیفیۃ ادخال
المیت فی القبر لمولانا محمد عبد الحی رح
ملا حسن شرح سلم بتحشیہ مولانا محمد عبد الحلیم رحمہ اللہ
مع حاشیہ مولانا مفتی محمد یوسف رح
میر مطول حاشیہ سید شریف بر مطول
مجموعہ میر زاہد ملا جلال بتحشیہ مولانا
محمد عبد الحی رح مع التعلیق العجیب و القول
المحیط حواشی از مولانا محمد عبد الحی رح
مجموعہ میزان الصرف مع رسالہ
چارگل تصنیف لطیف عالم لمعی فاضل
لوذعی مولانا محمد عبد الحی رح۔
مجموعہ صرف میر مع امتحان الطلبہ
تصنیف لطیف مولانا محمد عبد الحی رح
نصب الرایہ جلد ثانی۔
نور الانوار مع حاشیہ قمر الاقمار از مولانا
محمد عبد الحلیم رحمہ اللہ۔
نوادر الوصول شرح فصول اکبری
ہدایہ کامل بتحشیہ مولانا عبد الحلیم
و مولانا عبد الحی رحمہما اللہ
ہدایۃ النحو یوسفی۔
ہدیہ مختاریہ از مولانا عبد الحی رح